عمران سیریز
سلور جوبلی نمبر
سلور پاور
ظہیر احمد

پیش لفظ

محترم قارئین

السلام علیکم

میرا نیا ناول "سلور پاور" سلور جوبلی نمبر کی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ میں نے قارئین کی پرزور فرمائش پر عمران کے ساتھ ساتھ میجر پرمود پر پہلی بار طبع آزمائی کی ہے۔ یہ ناول آپ کے معیار پر کیسا اترتا ہے اس کا فیصلہ تو بہرحال آپ نے ہی کرنا ہے۔ آپ جس طرح روز بروز میرے ناولوں کو پذیرائی بخش رہے ہیں اس سے میرا حوصلہ بڑھتا جا رہا ہے اور میں کوشش کر رہا ہوں کہ اپنے اسلوب بیاں کو بہتر سے بہتر بنا کر آپ کے لئے نئے اور منفرد موضوعات پر لکھ سکوں۔ ایک وقت تھا جب میں نے ارسلان پبلی کیشنز کے روح رواں جناب اشرف قریشی صاحب سے کہا تھا کہ مجھ سے عمران سیریز نہ لکھوائیں۔ اول تو میں لکھ ہی نہیں سکوں گا اور اگر میں بفرض محال لکھنے میں کامیاب ہو بھی گیا تو میڈیا کے اس دور میں میری عمران سیریز پڑھنے والا کون ہو گا۔ عمران سیریز کے ٹائٹل پر جب نئے مصنف کا نام قارئین کی نظروں سے گزرے گا تو وہ اسے خریدنا تو درکنار چھونا بھی پسند نہیں کریں گے مگر جناب اشرف قریشی

صاحب نے میرا حوصلہ بڑھایا اور مجھ سے کہا کہ آپ کا کام لکھنا ہے ۔ آپ کی تحریروں کو قارئین تک کیسے پہنچانا ہے یہ میں بخوبی جانتا ہوں اور پھر واقعی ہوا بھی ایسے ہی ۔ میں تو ایک مسودہ سا لکھ کر جناب اشرف قریشی صاحب کے حوالے کر دیتا ہوں ۔ کمپوزنگ سے لے کر ناولوں کے چھپنے کے آخری مرحلے تک جناب اشرف قریشی صاحب کی انتھک محنت، لگن اور کوششیں جاری رہتی ہیں ۔ وہ ناولوں کے معیار کو اعلیٰ سے اعلیٰ ترین بنانے تک کوئی کسر باقی نہیں رہنے دیتے ۔ مجھ سے زیادہ یہ انہی کی محنت اور لگن کا خاصہ ہے کہ وہ پانچ سو پچیس سے زائد صفحات پر مشتمل ناول " سلور پاور " کو ایک نئے روپ، نئے انداز اور نئی خوبیوں کے ساتھ آپ تک پہنچا رہے ہیں ۔ میں جناب اشرف قریشی صاحب کا تو دلی طور پر ممنون ہوں ہی، اس کے ساتھ ساتھ میں آپ سب قارئین کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ سب نے میری تحریروں کو بے حد سراہا ہے ۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

ظہیر احمد

کراسٹی نے اپنے فلیٹ کے دروازے کے لاک میں چابی گھمائی تو وہ بری طرح چونک اٹھی کیونکہ دروازے کا لاک پہلے سے ہی کھلا ہوا تھا۔

" کیا مطلب ۔ یہ لاک کیسے کھل سکتا ہے ۔ اس کی چابی تو میرے پاس تھی "... کراسٹی نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ دوسرے لمحے اسے خیال آیا کہ اس کے فلیٹ میں یقیناً کوئی موجود ہے ۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ جب وہ فلیٹ سے نکلی تھی تو اس نے فلیٹ کے دروازے کو باقاعدہ لاک کیا تھا ۔ دروازے کا لاک کھلے ہونے کا مطلب صاف تھا کہ اس کے فلیٹ کو کسی نے کھولا ہے اور دروازہ کھولنے والا اندر بھی ہو سکتا تھا۔

دوسرے فلیٹس کے دروازے بند تھے ۔ کراسٹی نے کی ہول سے آنکھ لگائی اور جھک کر اندر دیکھنے لگی لیکن جیسے ہی وہ کی ہول میں

اندر دیکھنے کے لئے جھکی اچانک دروازہ کھلا اور اس سے پہلے کہ
کراسٹی کچھ سمجھتی اچانک کسی نے اسے گردن سے پکڑ کر اندر کھینچ لیا
اس سے پہلے کہ کراسٹی کچھ کرتی یکے بعد دیگرے دولاتیں حرکت میں
آئیں ۔ پہلی لات کراسٹی کے ہاتھ میں موجود منی پسٹل پر پڑی اور
کراسٹی کے ہاتھ سے پسٹل نکل کر دور جا گرا اور زمین پر گھسٹتا ہوا کچھ
دور موجود الماری کے نیچے چلا گیا جبکہ دوسری لات کراسٹی کے پہلو
میں پڑی تھی۔

کراسٹی کا جسم گھوما اور پھر وہ رول ہوتی ہوئی کمرے کے وسط میں
پڑے ہوئے دبیز قالین پر جا گری ۔ جیسے ہی وہ قالین پر گری اس نے
اپنے جسم کو بجلی کی سی تیزی سے گھمایا اور پھر ہاتھوں اور پیروں کو
مخصوص انداز میں حرکت دے کر وہ اس تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہو
گئی جیسے قالین ربڑ کا بنا ہو اور اس نے اسے اچھال دیا ہو ۔ سیدھی
ہوتے ہی اس کی نظر کمرے کے دروازے پر کھڑے ایک سیاہ فام
نوجوان اور کمرے میں موجود صوفوں پر بیٹھے ہوئے دو سیاہ فاموں پر
پڑی تو اس کے چہرے پر تناؤ سا آگیا۔

" گڈ ۔ خاصی پھرتیلی ہو ۔ کارٹر کی ٹانگ کھا کر کوئی اس تیزی
سے اٹھ سکتا ہے یہ میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں"... صوفے پر بیٹھے
ہوئے ایک سیاہ فام نے کراسٹی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا ۔ بولنے
والا سیاہ فام بھاری تن و توش کا مالک تھا ۔ اس کا کسرتی جسم اور
بازوؤں میں پھڑکتی ہوئی مچھلیاں اس بات کی غماز تھیں کہ وہ خاصا

تربیت یافتہ ہے جبکہ دوسرا سیاہ فام لمبا تو تھا مگر اس میں فائٹروں
والی کوئی بات دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

دروازے کے پاس جو نوجوان کھڑا تھا وہ سیاہ فام ہی تھا مگر اس کا
جسم پہلے سیاہ فام سے زیادہ مضبوط تھا اور وہ کسی دیو کی طرح قوی
ہیکل نظر آ رہا تھا جس نے کراسٹی کو گردن سے پکڑ کر اندر کھینچا تھا
اور کراسٹی کو دو کاری ضربیں لگا کر کمرے کے وسط میں لا پھینکا تھا ۔
اس نے دروازہ بند کر دیا تھا اور دروازے کے قریب ٹانگیں پھیلا کر
اور ہاتھ باندھ کر یوں اکڑ کر کھڑا ہو گیا تھا جیسے اگر کراسٹی نے
دروازے کی طرف آنے کی کوشش کی تو وہ اس کے سامنے فولادی
دیوار بن جائے گا۔

" کون ہو تم"... کراسٹی نے ان تینوں کو باری باری اور بغور
دیکھتے ہوئے کہا۔

" دوست سمجھو تو دوست اور دشمن سمجھو تو دشمن"... اسی سیاہ فام
نے کہا۔

" کیا مطلب ۔ تم میرے فلیٹ میں کیا کر رہے ہو"... کراسٹی نے
ان کی جانب خشمگیں نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" ہم یہاں تمہارا انتظار کر رہے تھے مادام کراسٹی"... سیاہ فام نے
شوخ سے انداز میں کہا۔

" آخر تم ہو کون اور اس طرح میرے فلیٹ میں آنے کی تم میں
جرأت کیسے ہوئی"... کراسٹی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرا نام بارٹر ہے۔ یہ سارٹر اور جس نے دروازے پر تمہارا استقبال کیا تھا اس کا نام میں تمہیں ہی بتا چکا ہوں۔ بہرحال اسے کارٹر کہتے ہیں۔ رہی بات یہاں آنے کی تو بیٹھو۔ مل بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ کچھ تم کہنا کچھ ہماری سن لینا"... اس سیاہ فام نے بدستور شوخ انداز میں کہا جس نے اپنا نام بارٹر بتایا تھا۔ کراسٹی چند لمحے انہیں تیز نظروں سے گھورتی رہی پھر وہ ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"بولو۔ کیا کہنا ہے تمہیں"... کراسٹی نے بارٹر کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب ہوئی ناں بات۔ تم سی کاک کی بہن کراسٹی ہی ہو ناں"... بارٹر نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو کراسٹی بری طرح چونک پڑی۔

"سی کاک۔ کون سی کاک۔ میں کسی سی کاک کو نہیں جانتی اور میرا نام کراسٹی نہیں مارگریٹ ہے۔ مارگریٹ آسٹن"... کراسٹی نے کہا۔

"پھر تو تم سی کاک کو جانتی ہی نہیں ہو گی"... بارٹر نے اس کی جانب طنزیہ نظروں سے دیکھتے گھورتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نہیں جانتی کسی سی کاک کو۔ کون ہے وہ اور تم مجھ سے اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو"... کراسٹی نے خود کو بمشکل نارمل رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"سارٹر"... بارٹر نے مسلسل کراسٹی کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے سیاہ فام سے کہا۔

"یس باس"... سارٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ نکالا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے آگے بڑھ کر لفافہ کراسٹی کو دے دیا۔ لفافہ سیلڈ تھا۔

"کیا ہے اس میں"... کراسٹی نے لفافے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"کھول کر دیکھ لو"... بارٹر نے کہا تو کراسٹی اسے گھورتی ہوئی لفافہ کھولنے لگی۔ لفافہ کھول کر کراسٹی نے اس میں سے چند فوٹو گراف نکال لئے۔ پھر جیسے ہی اس کی نظر پہلی تصویر پر پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس تصویر میں وہ ایک کسرتی جسم والے نوجوان کے ساتھ ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔ وہ نوجوان اور کوئی نہیں کراسٹی کا بھائی سی کاک تھا جس کا ایکریمیا میں ایک بہت بڑا سینڈیکیٹ تھا۔ اس سینڈیکیٹ کا نام ہائی ایجنسی تھا اور سی کاک اس کا چیف تھا۔

کراسٹی نے جب چند اور تصویریں دیکھیں تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے اس کے بھائی سی کاک کے ساتھ مختلف مقامات پر دکھایا گیا تھا۔ پھر جب کراسٹی نے باقی تصویریں دیکھیں تو اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں آ گئیں۔ ان تصویروں میں وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چند ممبران اور علی عمران کے ساتھ

دکھائی دے رہی تھی۔

وہی علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان جن کے مقابلے میں آکر کراسٹی کو شکست سے دوچار ہونا پڑا تھا اور پھر علی عمران اور سیکرٹ سروس کے ان ارکان سے مرعوب ہو کر اس نے پاکیشیا میں رہنے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا مگر علی عمران اسے لفٹ ہی نہیں کراتا تھا۔ اس نے واضح طور پر کراسٹی سے کہہ دیا تھا کہ وہ پاکیشیا میں ایک مجرمہ کی حیثیت سے آئی تھی اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اسے کسی بھی طور پر اپنی سروس میں نہیں لے گا۔

اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں آنا چاہتی ہے تو اسے پاکیشیا کے مفادات کے لئے کوئی ایسا کام کرنا ہو گا جس سے اس پر مجرمہ کا لگا ہوا داغ دھل جائے تو شاید چیف اس کے بارے میں کچھ سوچ سکتا ہے مگر کراسٹی کو ایسا کوئی کام سمجھ نہیں آرہا تھا۔ مگر پھر پاکیشیا میں ایک ایکسیڈنٹ کے بعد اسے ایک ایسی مائیکرو فلم مل گئی تھی جس میں کافرستان کی بلیک فورس کو ہیون ویلی میں بے پناہ ظلم کرتے دکھایا گیا تھا۔

کراسٹی کو ہیون ویلی کے مظلوم مسلمانوں سے بے پناہ ہمدردی ہو گئی تھی۔ اس نے بذات خود ہیون ویلی کے مسلمانوں کو کافرستان کی سفاک بلیک فورس سے بچانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور پھر وہ اپنے مخصوص ذرائع سے کافرستان پہنچ گئی تھی۔ اس نے کافرستان

میں موجود اپنے بھائی سی کاک کے نیٹ ورک کے ایک گروپ کے ساتھ مل کر کافرستان کی بلیک فورس کو حقیقتاً ناکوں چنے چبوا دیئے تھے اور وہ ہیون ویلی کی تحریک آزادی کے لیڈر ابو عبداللہ کو بھی وائٹ کوبرا سے چھین کر لے جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اس نے کافرستان کی بلیک فورس کو ایسے ایسے کاری زخم لگائے تھے جس کا لوہا پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران بھی مان گیا تھا۔

ہیون ویلی سے کامیاب اور کامران لوٹنے کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اس کے مداح ہو گئے تھے۔ انہوں نے علی عمران اور چیف سے پرزور فرمائش کی تھی کہ کراسٹی نے ابو عبداللہ کو وائٹ کوبرا کی قید سے نکال کر جس طرح اسے ہیون ویلی میں پہنچایا تھا اس نے واقعی یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کی انتہائی خیرخواہ ہے اس لئے اب اسے سیکرٹ سروس میں شامل کر لیا جائے مگر ایکسٹو نے کہا تھا کہ سیکرٹ سروس میں شمولیت سے پہلے کراسٹی کو تربیت کے طور پر چند مراحل سے گزرنا پڑے گا۔ اگر کراسٹی ان مراحل سے بخوشی نکل جاتی ہے تو اسے باقاعدہ سیکرٹ سروس میں شامل کر لیا جائے گا۔ ایکسٹو نے البتہ کراسٹی کو جولیا کے ساتھ اس کے فلیٹ میں رہنے کی اجازت ضرور دے دی تھی۔ کراسٹی چند روز جولیا کے ساتھ رہی تھی۔ سیکرٹ سروس کے ممبران اس سے باقاعدہ ملنے کے لئے آئے تھے اور اسے تسلی دیتے ہوئے یقین دلایا تھا کہ وہ یقینی طور پر سیکرٹ سروس کی ممبر بن جائے گی۔

کراسٹی کو چیف کی کال کا انتظار تھا کہ وہ کب اس کا تربیت ایک آدمی اس یہودی لابی میں شامل تھا جو اس منصوبے پر کام کر
کورس مکمل کرائے گا۔ ایکسٹو کی تو اسے کال نہیں آئی البتہ ایکریمیا رہے تھے۔ وہ اس سازش کا ٹھوس ثبوت حاصل کرنے میں مصروف
سے اس کے چھوٹے بھائی سی کاک کی کال اسے ضرور آ گئی تھی۔ اس تھا۔ جب اس کے ہاتھ ایسا ثبوت آ گیا تو اس نے ٹرانسمیٹر پر سی کاک
نے ایمرجنسی کراسٹی کو ایکریمیا آنے کو کہا تھا۔ کراسٹی ایکریمیا نہیں کو اس ثبوت کے بارے میں بتانا چاہا تو وہ ٹرانسمیٹر سمیت پکڑا گیا تو
جانا چاہتی تھی مگر سی کاک نے کراسٹی کو اسرائیل کی ایک مذموم اس نے یہودیوں کے ہاتھ لگنے کی بجائے دانتوں میں چھپے ہوئے
سازش سے آگاہ کیا جو وہ پاکیشیا کے خلاف کر رہا تھا تو کراسٹی چونک کیپسول کو چبا کر فوراً خود کشی کر لی تھی۔
پڑی۔ اس نے اس سازش کے بارے میں سی کاک سے تفصیلات ٹرانسمیٹر پر سی کاک کے ساتھی نے صرف سلور پاور کے الفاظ کہے
پوچھنا چاہیں مگر سی کاک نے کہا کہ وہ فوراً ایکریمیا آ جائے وہاں وہ تھے اور اس کا رابطہ ختم ہو گیا تھا۔ سی کاک نے جب کمپیوٹرائزڈ سرچر
اسے ساری تفصیل بتا دے گا۔ مشین سے اپنے ساتھی کو مانیٹر کرنے کی کوشش کی تو اسے معلوم ہو
تب کراسٹی نے جولیا کو بتایا کہ وہ چند دنوں کے لئے ایکریمیا جانا گیا کہ اس کا ساتھی ہلاک ہو چکا ہے جس کی وجہ سے یہ معلوم نہیں
چاہتی ہے تو جولیا نے کہا کہ وہ چیف سے اجازت لے لے اور باقی ہو سکا تھا کہ سلور پاور کے بارے میں وہ سی کاک کو کیا بتانا چاہتا
ممبران کو بھی بتا دے۔ کراسٹی نے چیف سے تو اجازت لے لی مگر ہے۔
دوسرے ممبران کو بتائے بغیر ایکریمیا روانہ ہو گئی۔ ایکریمیا پہنچ کر اپنے ساتھی کی ہلاکت کی تصدیق ہوتے ہی سی کاک نے اسرائیل
کراسٹی اپنے بھائی سی کاک سے ملی تو سی کاک نے اسے صرف یہی بتایا میں موجود اپنے سپیشل سیکشن کو متحرک کر دیا تھا کہ وہ پاکیشیا کے
کہ اسرائیل میں موجود اس کے نیٹ ورک کو فی الحال اتنا پتہ چلا ہے خلاف ہونے والی سازش اور سلور پاور کے بارے میں ہر ممکن
کہ اسرائیل پاکیشیا کے خلاف ایک بار پھر خوفناک سازش کر رہا ہے طریقے سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں مگر تاحال اس
اگر وہ اس سازش میں کامیاب ہو گیا تو پاکیشیا کا نام صفحہ ہستی سے گروپ نے سی کاک کو کوئی رپورٹ نہیں دی تھی۔
ہمیشہ کے لئے مٹ جائے گا۔ کراسٹی بھی پاکیشیا کے خلاف ہونے والی سازش اور سلور پاور
اس سازش میں اسرائیلی پرائم منسٹر، ایک یہودی سائنس دان کے بارے میں جاننا چاہتی تھی اس لئے وہ ہر روز اپنے بھائی سی کاک
اور یہودیوں کی لابی کام کر رہی ہے۔ سی کاک نے کہا تھا کہ اس کا کے سر چڑھی رہتی تھی۔ سی کاک کو چونکہ معلوم تھا کہ اس کی بہن

نے پاکیشیا میں رہنے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ پاکیشیا
مفادات کے لئے کام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو وہ بہن کی خوشی
لئے اس کا ساتھ دے رہا تھا۔ اس نے کراسٹی کے کہنے پر خفیہ طو
ایک اور گروپ کو اسرائیل بھیج دیا تھا کہ وہ پرائم منسٹر اور ا
سائنس دان تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کریں اور ان
سلور پاور اور پاکیشیا کے خلاف ہونے والی سازش کے بارے میں
لگائیں ۔ مگر اسرائیل کے پرائم منسٹر کی سیکورٹی بے حد ٹائٹ کر
گئی تھی۔

اس کے علاوہ اس سائنس کو بھی غائب کر دیا گیا تھا اور یہو
لابی کے جو افراد اس سازش میں شریک تھے ان کے بارے میں
کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا جس کی وجہ سے پاکیشیا کے خلاف ہونے
سازش، سلور پاور کراسٹی کے لئے ہنوز معمہ بنا ہوا تھا۔ کراسٹی ا
معاملات میں مصروف تھی۔ سی کاک نے اسے ایکریمیا میں رہنے
لئے اپنا ایک فلیٹ دے رکھا تھا جہاں اس کی تمام ضروریات پو
کر دی گئی تھیں۔ کراسٹی پچھلے دو روز سے سی کاک کے مخصوص کل
ریڈ زون میں جا رہی تھی مگر دو روز سے اس سے سی کاک نہیں مل
تھا۔

کراسٹی نے سی کاک سے ہر ممکن طریقے سے رابطہ کرنے کی
کوشش کی تھی مگر سی کاک اچانک یوں غائب ہو گیا تھا جیسے گدھے
کے سر سے سینگ ۔ اب بھی کراسٹی ریڈ زون کلب سے واپس آ

تھی ۔ وہ پہلے ہی سی کاک کی گمشدگی سے پریشان تھی مگر اب جبکہ وہ
فلیٹ میں پہنچی تو یہاں پہلے سے ہی تین سیاہ فام موجود تھے ۔ ان
تینوں میں سے کراسٹی کسی کو نہیں پہچانتی تھی مگر ان سیاہ فاموں کا
انداز ایسا تھا جیسے وہ اسے بخوبی جانتے ہو اور ان کے پاس موجود
تصویریں اس بات کا ثبوت تھیں کہ وہ اس پر مسلسل نظر رکھے
ہوئے تھے۔

" ان تصویریوں کو دکھا کر تم کیا ثابت کرنا چاہتے ہو"... کراسٹی
نے بارٹر کی جانب تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ تم ہائی ایجنسی کے چیف سی کاک کی بڑی بہن ہو ۔ پہلے
تمہارا سینڈیکیٹ ساک لینڈ میں تھا ۔ تم پاکیشیا میں ساک لینڈ سے
ایک مشن لے کر گئی تھی لیکن اس مشن کو پورا کرنے میں تم ناکام
رہی تھی ۔ خاص طور پر جب تمہارا علی عمران سے دست بدست
مقابلہ ہوا تو تم اس سے شکست کھا گئی تھی ۔ تم نے علی عمران جیسے
فائیٹر کے سامنے خود کو سرنڈر کر دیا تھا ۔ تم علی عمران اور پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے اس قدر مرعوب ہو چکی تھی کہ تم نے ساک لینڈ
چھوڑ کر پاکیشیا میں مستقل طور پر رہنے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس
میں شامل ہو کر پاکیشیا کے مفاد کے لئے کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا
تم پاکیشیا کے مفادات کے لئے ہیون ویلی بھی گئی تھی ۔ تمہارا
کافرستان کی کوبرا فورس اور وائٹ کوبرا سے مقابلہ بھی ہوا تھا اور تم
نے ان پر واضح برتری حاصل کر لی تھی اور اپنے مشن میں کامیاب بھی

رہی تھی جس کی وجہ سے پاکیشیا میں رہنے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل ہونے میں تمہارا چانس خاصا روشن ہو گیا تھا"... بارٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" پھر"... کراسٹی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" پھر کچھ نہیں ۔ میں تو تمہیں صرف اتنا بتانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ جب سے تم پاکیشیا گئی ہو ہماری تم پر کڑی نظر تھی ۔ ہم تمہارا ایکریمیا میں انتظار کر رہے تھے"... بارٹر نے کہا۔

" کس بات کا انتظار"... کراسٹی نے چونک کر کہا۔

" بتاتا ہوں ۔ بتاتا ہوں ۔ اتنی جلدی بھی کیا ہے"... بارٹر نے مسکراتے ہوئے کہا تو کراسٹی نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے ۔

" جو بتانا ہے جلدی بتاؤ۔ مجھے تم جیسے فضول لوگوں کے ساتھ وقت ضائع کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے"... کراسٹی نے کہا۔

" اچھی بات ہے ۔ یہ بتاؤ سلور پاور کے بارے میں تم کیا جانتی ہو"... بارٹر نے کہا تو سلور پاور کا نام سن کر کراسٹی بری طرح اچھل پڑی ۔

" سلور پاور"... کراسٹی کے منہ سے نکلا۔

" ہاں ۔ کیا معلوم ہے تمہیں سلور پاور کے بارے میں"... بارٹر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" پہلے تم بتاؤ۔ تم اصل میں کون ہو ۔ تمہارا کس ملک اور کس گروپ سے تعلق ہے"... کراسٹی نے کہا۔

" ہاں ۔ یہ بات بتائی جا سکتی ہے ۔ ہم اسرائیل کی ایک سرکاری ایجنسی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ اس ایجنسی کا نام ریڈ مون ہے"... بارٹر نے کہا تو کراسٹی کے دماغ میں یکلخت چیونٹیاں سی رینگنا شروع ہو گئیں۔

" ریڈ مون ۔ مگر قومیت سے تو تم اسرائیلی نہیں لگتے"... کراسٹی نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" ہمارا تعلق افریقہ سے ہے مگر ہم نے اپنی وفاداری اسرائیل کے لئے وقف کر رکھی ہے ۔ کیوں کر رکھی ہے اس کا جواب دینا میں ضروری نہیں سمجھتا"... بارٹر نے کہا۔

" کیوں ضروری نہیں سمجھتے"... کراسٹی نے کہا۔

" بس ۔ تمہیں جو بتانا تھا بتا دیا گیا ہے ۔ اب تم سلور پاور کے بارے میں بتاؤ"... بارٹر نے سر جھٹک کر کہا۔

" میں سلور پاور کے بارے میں کچھ نہیں جانتی ۔ کیا ہے سلور پاور اور اس کے بارے میں تم مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو"... کراسٹی نے کہا۔

" تم سلور پاور کے بارے میں نہیں جانتی ۔ حیرت ہے ۔ بہرحال میں تمہیں بتاتا ہوں"... بارٹر نے کہا اور پھر وہ سلور پاور کے بارے میں اسے بتانے لگا۔

سلور پاور ایک دھات ہے جو بظاہر چاندی جیسی ہوتی ہے مگر اس کی افادیت اور اس کے فوائد بے پناہ ہیں ۔ اس دھات کو زیادہ تر

ایٹمی ٹیکنالوجی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس دھات کو ایک خاص سائنسی فارمولے سے گزار کر اگر کیمیائی اسلحے میں شامل کر دیا جائے تو اس کیمیائی اسلحے کی طاقت ہزاروں گنا بڑھ جاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک کیمیائی میزائل دنیا کے کسی خطے میں سو میل کے دائرے میں نقصان پہنچاتا ہے مگر اس میزائل میں اس دھات کی معمولی سی مقدار بھی شامل کر دی جائے تو اس کی تباہی کی رینج ہزار گنا زیادہ ہو جاتی ہے۔

اس دھات کا کلر چونکہ سلور ہے اور اس دھات سے کیمیائی اسلحے کو بے پناہ پاور فل بنا دیا جاتا ہے اس لئے اسے سلور پاور کہا جاتا ہے سلور پاور کے سلور سٹون دنیا میں بے حد کم پائے جاتے ہیں۔ اب تک ان سٹونز کے چند ٹکڑے ہی ایکریمیا اور اسرائیل کو ملے ہیں اس لئے ایکریمیا اور اسرائیل اپنا کیمیائی اسلحہ فی الحال اس قدر طاقتور نہیں بنا سکے جتنا وہ بنانا چاہتے ہیں۔ بہرحال دنیا کے تمام ممالک جو خاص طور پر ایٹمی ٹیکنالوجی پر کام کر رہے ہیں انہیں سلور پاور کی اہمیت کا علم ہے اور ایٹمی ٹیکنالوجی کے حامل ممالک اس سلور پاور کے حصول کے لئے سرچ کرتے رہتے ہیں لیکن اس سلسلے میں ابھی کوئی پیش رفت نہیں ہوئی"... بارٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تمہارا یہ سب کچھ مجھے بتانے کا مقصد کیا ہے"... کراسٹی نے اسے خاموش ہوتے دیکھ کر پوچھا۔

"اسی طرف آ رہا ہوں۔ پہلے پوری بات تو سن لو"... بارٹر نے

کہا۔

"ہونہہ"... کراسٹی نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

"ایشیا کا ایک ملک ساڈان ہے جہاں عموماً سونے کی کانیں پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک کان کے دو پارٹنرز تھے جن میں سے ایک کا تعلق بلگارنیہ سے تھا اور ایک کا پاکیشیا سے۔ وہ دونوں کانوں سے نکلنے والے سونے کو برابر بانٹ لیتے تھے۔ اس کان میں سے انہیں کھدائی کے دوران ایک سلور سٹون ملا۔ سونے کی کان میں چاندی کا ٹکڑا دیکھ کر پہلے تو وہ حیران رہ گئے پھر انہوں نے اس ٹکڑے کو چیک کرایا تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ چاندی نہیں بلکہ کوئی اور دھات ہے۔ اس دھات کا کوئی سائنسی نام تھا جو انہیں معلوم نہیں تھا۔ انہوں نے اس ٹکڑے کو آدھا آدھا کٹوا کر اپنے پاس رکھ لیا۔ جس لیبارٹری سے انہوں نے اس دھات کو چیک کرایا تھا وہاں اتفاقاً اسرائیل کا ایک ایجنٹ موجود تھا جو اس لیبارٹری کے انچارج سے ملنے گیا تھا۔ اس نے سرسری طور پر لیبارٹری انچارج کی میز پر اس دھات کی رپورٹ دیکھی تھی۔

یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ لیبارٹری انچارج واش روم گیا ہوا تھا اور اس اسرائیلی ایجنٹ کو اس دھات کے بارے میں جاننے کا موقع مل گیا تھا۔ اس ایجنٹ کو اس دھات کے بارے میں خاصی انفارمیشن حاصل تھیں۔ وہ حیران ہو رہا تھا کہ اس قدر قیمتی دھات کو لیبارٹری کے انچارج نے کوئی اہمیت ہی نہیں دی تھی۔ پھر اسے خیال آیا۔

چونکہ ساڈان پسماندہ اور ایٹمی ٹیکنالوجی سے نابلد ہے اس لئے بھلا اس
دھات کے بارے میں وہ کیا جان سکتا تھا۔ ہمارے ایجنٹ نے اس
رپورٹ کی موبائل کیمرے سے پکچر لے لی اور پھر وہ انچارج سے ملنے
کے بعد واپس آگیا۔

رپورٹ میں ان دونوں افراد کا ذکر تھا جنہوں نے کان سے اس
دھات کو نکالا تھا۔ رپورٹ میں ان دونوں کے چونکہ ایڈریس موجود
تھے اس لئے ہمارا ایجنٹ فوری طور پر وہاں پہنچ گیا اور وہ ان کان
کنوں میں شامل ہو گیا جو کان سے سونا نکالتے تھے۔ پھر جب اس کان
سے اس دھات کے چند اور ٹکڑے نکلے تو ہمارا ایجنٹ فوراً حرکت
میں آگیا۔ اس نے نہ صرف کان کے دونوں مالکوں کو ہلاک کر دیا
بلکہ کان پر زبردستی قبضہ کر کے وہاں کام کرنے والے کان کنوں کو
بھی ہلاک کر دیا اور اسرائیل سے اپنی مدد کے لئے دو مزید ایجنٹس بلا
کر اس نے اس قیمتی دھات کے بارے میں حکومت کو بتا دیا۔

چند افراد ہائر کر کے ہمارے تینوں ایجنٹ اس دھات کی مزید
تلاش میں لگ گئے مگر کان سے سوائے چند ٹکڑوں کے انہیں اس
دھات کا کوئی اور ٹکڑا نہیں مل سکا۔ ان کے پاس اس دھات یعنی
سلور پاور کے پانچ ٹکڑے تھے جو وزن کے لحاظ سے دس کلو کے برابر
تھے۔ اس وزن کے حامل سلور سٹونز اسرائیل کو پوری دنیا سے زیادہ
پاور فل بنا سکتے تھے اس لئے تینوں ایجنٹ ان سٹونز کو اسرائیل پہنچانا
چاہتے تھے۔ وہ ساڈان سے طیارہ چارٹرڈ کرا کر اسرائیل کے لئے روانہ

ہوئے مگر ان کا طیارہ ایک سمندری جزیرے پر کریش ہو گیا۔ جس
سمندری جزیرے پر وہ طیارہ کریش ہوا اس پر اوٹان کا قبضہ ہے۔
اوٹانی اس تباہ شدہ طیارے کا ملبہ ہٹانے پہنچے تو انہیں وہاں سے اس
دھات کے پانچوں ٹکڑے مل گئے۔

اوٹان حکومت کو وہاں سے ایک ڈائری بھی ملی تھی جس میں
ہمارے ایک ایجنٹ نے تفصیل لکھی ہوئی تھی کہ وہ دھات اصل
میں کیا ہے اور اس نے اس دھات کو کہاں سے اور کیسے حاصل کیا
ہے۔ اوٹان حکومت نے سلور پاور کو فوری طور پر چھپا دیا۔ انہیں
چونکہ معلوم ہو چکا تھا کہ سلور سٹونز اصل میں سلور پاور ہیں اور وہ
ساڈان کی کان کے دو مالکان جن کا تعلق پاکیشیا اور بلگارنیہ سے تھا کی
ملکیت تھے اور انہیں اسرائیلی ایجنٹ لے اڑے تھے اس لئے وہ ان
سٹونز کو ان دونوں ممالک کے حوالے کرنا چاہتے تھے۔ اوٹان
سائنسی دنیا کی دوڑ میں سب سے پیچھے ہے۔ وہ ایک غریب اور چونکہ
غیر ترقی یافتہ ممالک میں شامل ہوتا ہے اس لئے انہوں نے ان سلور
سٹونز کے بدلے پاکیشیا اور بلگارنیہ کو ان سٹونز کی حقیقت بتا کر
سونے کے چند ذخائر مانگ لئے۔

اوٹان چونکہ مسلمانوں کا ملک ہے اور بلگارنیہ اور پاکیشیا میں
بھی مسلمانوں کی حکمرانی ہے اس لئے اوٹان کی حکومت نے ان سلور
سٹونز کے بارے میں ان دونوں ممالک کے سوا کسی اور کو کچھ نہیں
بتایا حالانکہ اگر وہ ان سٹونز کے لئے سپر پاورز سے رابطہ کرتے تو سپر

پاورز ان سٹونز کے بدلے میں اپنے آدھے سونے کے ذخائر دینے سے بھی گریز نہ کرتے۔

پاکیشیا اور بلگارنیہ نے حال ہی میں ایٹمی ٹیکنالوجی میں بے پناہ کامیابیاں حاصل کی تھیں اس لئے سلور پاور کی اہمیت ان کے لئے بے پناہ بڑھ گئی تھی۔ ابھی ان تینوں ممالک کے درمیان بات چیت جاری تھی کہ اوٹان پر جیسے قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ اوٹان کے وزارت خارجہ کے سیکرٹری نے سلور پاور اپنے سٹرانگ روم میں رکھے ہوئے تھے۔ وہ اپنی رہائش گاہ میں مردہ پایا گیا اور اس کا سٹرانگ روم تباہ کر دیا گیا تھا۔ کوئی سٹرانگ روم کو بموں سے اڑا کر سلور پاور لے اڑا تھا۔ اوٹان حکومت نے دونوں ممالک سے معذرت کی جس پر دونوں ممالک کے وفد مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ اوٹان حکومت آج تک اس بات کا پتہ نہیں لگا سکی کہ سیکرٹری خارجہ کو کس نے قتل کیا تھا اور سٹرانگ روم کو تباہ کر کے وہاں سے سلور پاور کون لے اڑا تھا لیکن ہمیں اس بات کا علم تھا کہ سلور پاور حاصل کرنے والا کون ہے۔ یہاں میں تمہیں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ہمارے ایجنٹوں نے سلور پاور کو ایک مخصوص دھاتی بریف کیس میں رکھا ہوا تھا جو ہر طرح سے محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ ایسی ساخت کا بنا ہوا تھا کہ کسی بھی ملک کا کوئی راڈار، کوئی سیٹلائٹ اس میں موجود سلور پاور کو چیک نہیں کر سکتا۔

اس بریف کیس میں ہمارے ایجنٹوں نے ہمارا دیا ہوا ایک

خاص آلہ لگا دیا تھا جس کا لنک ہمارے ایک خصوصی سیٹلائٹ سے ہے۔ اسی سیٹلائٹ کے ذریعے ہم اس بریف کیس کو مانیٹر کر رہے ہیں۔ ہمارے ایجنٹس بھی اس سلور پاور کے پیچھے سرگرداں ہیں۔ بہر حال ہمارے سیٹلائٹ سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ اوٹان میں ساک لینڈ کے ایجنٹس موجود ہیں جن کو سلور پاور کی بھنک مل گئی ہے۔ ان ایجنٹوں نے فوری طور پر ساک لینڈ کی حکومت کو بتایا تو حکومت نے ان ایجنٹوں کو حکم دیا کہ وہ ہر حال میں اوٹان سے سلور پاور حاصل کریں۔

ان ایجنٹوں نے سیکرٹری خارجہ کو گھیرا اور پھر اس سے جبراً ان سلور پاور کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔ پھر انہوں نے سٹرانگ روم میں ریڈ کیا اور وہاں سے آسانی کے ساتھ سلور پاور کا بریف کیس نکال کر لے گئے۔ اس طرح وہ بریف کیس مختلف راستوں سے ہوتا ہوا ساک لینڈ پہنچ گیا۔ اس ساک لینڈ میں جہاں تمہارا کراسٹی سینڈیکیٹ کام کرتا تھا۔ ساک لینڈ روسیاہ سے بظاہر علیحدہ ہونے والا ملک ہے مگر حقیقت میں درپردہ اس کا روسیاہ سے ہی الحاق ہے اور ساک لینڈ کی حکومت روسیاہ کی کٹھ پتلی ہے اس لئے ہمیں خطرہ ہے کہ ساک لینڈ سلور پاور کو روسیاہ کے حوالے کر دے گا اور روسیاہ جو کبھی سپر پاورز میں سرفہرست ہوا کرتا تھا ایک بار پھر سر اٹھانے میں کامیاب ہو جائے گا اور اس کا تسلط پوری دنیا پر قائم ہو جائے گا۔

ہم چاہتے ہیں کہ ساک لینڈ اس سے پہلے کہ سلور پاور کو روسیاہ
کے ہاتھوں میں دے تم اس کے حصول میں ہماری مدد کرو اور سلور
پاور کے پانچوں سٹونز ہمیں لا کر دے دو ۔ اس کے لئے تم ہم سے ہر
طرح کا فائدہ حاصل کر سکتی ہو ۔ ساک لینڈ تمہارا ملک ہے اور تم
نے وہاں زبردست شہرہ حاصل کر رکھا تھا اس لئے ہمیں یقین ہے کہ
تم اگر ہمارے ساتھ کام کرو تو ہم آسانی سے سلور پاور تک پہنچ سکتے
ہیں ۔ ایک بار ہم سلور پاور تک پہنچ جائیں تو پھر اسے حاصل کرنا
ہمارا کام ہے "... بارٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" تم نے یہ کیسے یقین کر لیا کہ میں تم لوگوں کا ساتھ دوں گی ۔
سلور پاور جو اصل میں پاکیشیا یا بلگارنیہ کی امانت ہے میں وہ
تمہارے لئے حاصل کروں گی ۔ ہونہہ ۔ تم نے مجھے بے وقوف سمجھ
رکھا ہے "... کراسٹی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کراسٹی ۔ سلور پاور ہمارے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے ۔ اس
کے حصول کے لئے تمہیں ہر صورت میں ہمارا ساتھ دینا ہو گا "...
بارٹر نے گو نرم لہجے میں کہا مگر اس کے لہجے میں زہریلے سانپ کی سی
کاٹ تھی ۔

" اوہ ۔ ہر صورت میں ۔ بہت خوب "... کراسٹی نے طنزیہ لہجے میں
کہا۔

" ہاں ۔ اگر تم دوستانہ طریقے سے ہمارا ساتھ دو گی تو ہم تمہیں
بے پناہ مراعات اور انعامات دیں گے اور اگر تم ہماری طرف دوستی

کا ہاتھ نہیں بڑھاؤ گی تب بھی ہم تمہیں اپنے ساتھ کے لئے مجبور کر
سکتے ہیں "... بارٹر نے کہا۔

" اچھا ۔ وہ کیسے "... کراسٹی نے اسی انداز میں کہا۔

" تمہارا بھائی سی کاک دو روز سے غائب ہے ۔ جانتی ہو نا "... بارٹر
نے سر آگے کر کے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا تو کراسٹی ایک بار پھر
اچھل پڑی ۔

" کیا مطلب "... کراسٹی نے دھڑکتے دل سے کہا۔

" مطلب یہ مادام کراسٹی کہ سی کاک خود غائب نہیں ہوا ۔ اسے
ہم نے غائب کیا ہے "... بارٹر نے کہا تو کراسٹی کا رنگ متغیر ہو گیا۔

" اب تک تو وہ بے چارہ اسرائیل بھی پہنچ چکا ہو گا اور اسرائیل
میں اس کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے میرے خیال میں مجھے یہ تمہیں
بتانے کی ضرورت نہیں ہے "... بارٹر نے زہریلے انداز میں
مسکراتے ہوئے کہا تو کراسٹی یکلخت اچھل کر کھڑی ہو گئی ۔ اس کا
چہرہ غصے سے یکلخت سرخ ہو گیا تھا۔

" اگر میرے بھائی کو کچھ ہوا تو یاد رکھنا میں تمہارا اس قدر
بھیانک حشر کروں گی کہ تمہاری روحیں بھی کانپ اٹھیں گی "...
کراسٹی نے غراتے ہوئے کہا۔

" تحمل سے کام لو مادام کراسٹی ۔ غصہ صحت کے لئے اچھا نہیں
ہوتا ۔ تم ایک سی کاک کی فکر کر رہی ہو ۔ ہم نے سی کاک کی ایجنسی
اور اس کے تمام نیٹ ورک پر بھی کنٹرول کر لیا ہے ۔ تمہاری ذرا سی

حماقت تمہارے بھائی اور بے شمار بے گناہ انسانوں کو موت کے
منہ میں لے جا سکتی ہے"... بارٹر نے کہا۔

"اوہ۔ تم۔ تم"... غصے کی وجہ سے کراسٹی کا چہرہ سیاہ ہوتا جا رہا
تھا اور اس کی آنکھیں یوں دہکنے لگی تھیں جیسے شعلے اگل رہی ہوں۔

"غصہ مت کرو اور آرام سے میری بات سنو"... اس بار بارٹر نے
بھی رنگ بدلتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اس قدر خوفناک تھا کہ
کراسٹی یکبارگی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"بارٹر۔ تم میرے ساتھ گھناؤنا کھیل کھیل رہے ہو"... کراسٹی
نے اسے خوفناک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"سلور پاور کے حصول کے لئے ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ بہتر ہے
کہ تم ہمارا ساتھ دینے کی حامی بھر لو۔ اگر تمہارے ہاتھوں ہم میں
سے کسی کو بھی معمولی سی بھی خراش پہنچی تو ہزاروں بے گناہ
انسانوں کا خون تمہاری گردن پر ہو گا۔ اس کے علاوہ میں تمہیں یہ
بھی بتا دوں کہ سی کاک کے تمام اڈوں اور اس کے ہیڈ کوارٹر پر بھی
ہمارے ایجنٹوں کا ہولڈ ہے"... بارٹر نے کہا تو کراسٹی چند لمحے غصے
اور نفرت بھری نظروں سے اسے گھورتی رہی پھر اس نے خود کو
قدرے نارمل کیا اور دوبارہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"گڈ۔ یہ ہوئی نا بات"... اسے بیٹھتے دیکھ کر بارٹر نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ میں تمہارا ساتھ دوں گی تو تم سی

کاک اور اس کی ایجنسی سے اپنا ہولڈ ختم کر دو گے"... کراسٹی نے
کہا۔

"گارنٹی تو کوئی نہیں ہے لیکن میں ریڈ مون کا چیف بارٹر ہوں
اور بارٹر کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ پتھر پر لکیر ہوتا ہے۔ میں تمہیں
ضمانت دیتا ہوں کہ سلور پاور تک پہنچتے ہی ہم سی کاک کو چھوڑ دیں
گے اور اس کی ایجنسی اور اس کے نیٹ ورک سے اپنا ہولڈ بھی ختم
کر دیں گے"... بارٹر نے کہا۔

"نہیں۔ جب تک تم مجھے گارنٹی نہیں دو گے اور اس بات کا
ثبوت نہیں دو گے کہ واقعی سی کاک تمہارے قبضے میں ہے اور اس
کی ایجنسی پر تمہارا یعنی اسرائیلی ایجنٹوں کا ہولڈ ہے میں تمہیں کوئی
جواب نہیں دوں گی"... کراسٹی نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"کیا گارنٹی چاہتی ہو تم"... بارٹر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے
کہا۔

"تم یہ سب کام اسرائیلی پرائم منسٹر کے تحت کر رہے ہو"...
کراسٹی نے کہا۔

"ہاں۔ مگر کیوں"... بارٹر نے چونک کر کہا۔

"پہلے میرے بھائی سے بات کراؤ پھر میری اپنے پرائم منسٹر سے۔
اگر وہ ضمانت دیتا ہے تو میں تمہارا کام کروں گی ورنہ نہیں"...
کراسٹی نے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا اس کے لئے تم ہمیں مجبور کر سکتی ہو"... بارٹر نے

عزاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔مگر گارنٹی حاصل کئے بغیر اور اپنے بھائی سے بات کئے بغیر میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گی چاہے کچھ ہو جائے"... کراسٹی نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

" کیا تم ہمارے ساتھ اسرائیل چلنا پسند کروں گی"... بارٹر نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

" کیوں ۔کیا تم فون پر یا کسی ٹرانسمیر پر میری بات نہیں کرا سکتے"... کراسٹی نے چونک کر کہا۔

" نہیں ۔ اپنے بھائی اور پرائم منسٹر سے ملنے کے لئے تمہیں ہمارے ساتھ اسرائیل جانا ہو گا ۔وہیں چل کر تم دونوں سے مل سکتی ہو"... بارٹر نے کرخت لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے ۔کب چلنا ہے"... کراسٹی نے فوراً آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

" اپنے کاغذات مجھے دے دو ۔آج نہیں تو کل ہم اسرائیل روانہ ہو جائیں گے"... بارٹر نے کہا۔

" اوکے "... کراسٹی نے کہا اور اس نے اپنا ہینڈ بیگ کھولا اور اس میں سے کاغذات نکال کر بارٹر کو دے دیئے ۔ بارٹر نے کاغذات چیک کئے اور انہیں جیب میں ڈال کر سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

" میرے یہ دونوں ساتھی یہیں تمہارے ساتھ رہیں گے ۔ میں کام مکمل کر کے شام تک واپس آجاؤں گا"... بارٹر نے کہا۔

" کیا تم ان دونوں کو میری نگرانی کے لئے چھوڑ کر جا رہے ہو"... کراسٹی نے کہا۔

" ایسا ہی سمجھ لو"... بارٹر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے"... کراسٹی نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

" اوکے "... بارٹر نے کہا اور پھر اس نے کرانسی زبان میں اپنے دونوں ساتھیوں کو چند ہدایات دیں ۔ کراسٹی چونکہ کرانسی زبان جانتی تھی اس لئے وہ اس کی ہدایات سن کر مسکرا دی ۔ بارٹر ان دونوں کو ہدایات دے کر فلیٹ سے باہر نکل گیا ۔ اس کے باہر جاتے ہی کراسٹی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

" کہاں جا رہی ہو ۔ باس کے آنے تک تمہیں یہیں ہمارے سامنے رہنا ہے"... صوفے پر بیٹھے ہوئے سارٹر نے کراسٹی کو اٹھتے دیکھ کر تیز لہجے میں کہا۔

" گھبراؤ نہیں ۔اس فلیٹ سے باہر جانے کا ایک ہی راستہ ہے جہاں تمہارا ساتھی موجود ہے ۔ ویسے بھی میں واش روم جا رہی ہوں"... کراسٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کہاں ہے واش روم"... سارٹر نے پوچھا۔

" وہ سامنے کارنر میں"... کراسٹی نے واش روم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے جاؤ ۔مگر جلدی آنا"... سارٹر نے روکھے سے لہجے میں

کہا۔

"کوشش کروں گی"... کراسٹی نے کہا اور ہینڈ بیگ صوفے پر رکھ کر واش روم کی طرف بڑھتی چلی گئی ۔ واش روم میں داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور اسے اندر سے لاک کر لیا۔ پھر وہ تیزی سے بیسن کے اوپر بنے ہوئے ایک خانے کی طرف جھپٹی ۔ اس نے خانے میں ہاتھ ڈال کر اندر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو سرر کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ایک سائیڈ کی دیوار میں ایک چھوٹا سا دروازے نما خلا بن گیا ۔ کراسٹی تیزی سے اس خلا میں لپکی ۔ دوسرے لمحے وہ خلا میں تھی جیسے ہی وہ خلا میں آئی سرر کی آواز کے ساتھ خلا بند ہو گیا ۔ ساتھ ہی کراسٹی کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور اسے فرش دائیں طرف گھومتا ہوا محسوس ہوا ۔ جیسے ہی فرش گھوما سامنے پھر سرر کی آواز کے ساتھ ایک خلا بن گیا ۔ کراسٹی اس خلا سے گزر کر دوسری طرف آ گئی ۔ یہ دوسرے فلیٹ کا واش روم تھا جو اس کے فلیٹ کے ساتھ ملحق تھا۔

یہ فلیٹ چونکہ سی کاک کا تھا اس لئے اس نے وہاں ایسا خفیہ انتظام کر رکھا تھا کہ ایک فلیٹ سے دوسرے فلیٹ میں آنا اور پھر وہاں سے نکلنا اس کے لئے مشکل نہ ہو ۔ دوسرے فلیٹ میں آ کر کراسٹی ایک کمرے میں گئی اور اس نے اس کمرے کی ایک خفیہ تجوری کھولی اور اس میں سے ایک لمبی نال والی گن نکال لی ۔ گن پیچھے سے پھولی ہوئی اور بالکل کھلونے جیسی لگ رہی تھی ۔ کراسٹی گن لے کر انہی راستوں سے ہوتی ہوئی واپس اپنے فلیٹ کے واش

روم میں آ گئی۔

واش روم میں آتے ہی اس نے دروازے کے کی ہول سے آنکھ لگائی تو اسے دوسری طرف دونوں سیاہ فام اسی حالت میں نظر آئے جس حالت میں وہ انہیں چھوڑ کر گئی تھی ۔ کراسٹی نے اطمینان سے سر اٹھایا اور گن کی نال کی ہول پر رکھتے ہوئے اس کا ایک بٹن پش کر دیا ۔ گن سے زرد رنگ کا دھواں سا نکلا اور تیزی سے کمرے میں پھیلتا چلا گیا ۔ احتیاط کے طور پر کراسٹی نے فوراً اپنا سانس روک لیا تھا کیونکہ گن کی نال کی ہول سے لگنے کے باوجود دھواں اس طرف آ رہا تھا ۔ دوسرے لمحے کراسٹی کو دھپ دھپ سے کسی کے گرنے کی آوازیں سنائی دیں تو اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔

"سلیمان ۔ او بھائی سلیمان"... عمران نے سلیمان کو مخصوص انداز میں ہانک لگاتے ہوئے کہا ۔ وہ صوفے میں دھنسا سائنسی میگزین پڑھنے میں مصروف تھا ۔ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس چونکہ کوئی کیس نہ تھا اس لئے عمران اپنی عادت کے مطابق فلیٹ میں گھسا بیٹھا تھا اور جب بھی وہ فلیٹ میں ہوتا تو اسے سوائے کتابیں پڑھنے کے اور کوئی کام ہی نہیں ہوتا تھا۔

عمران کا فلیٹ میں ہونا اور پھر کتابیں پڑھنا ظاہر ہے سلیمان کے لئے عذاب ہی بن جاتا تھا مگر وہ ان دنوں خاموش تھا ۔ عمران جتنی بار بھی اس سے چائے طلب کرتا وہ اس کے لئے چائے لے آتا ۔ یہی وجہ تھی کہ اب تک اس کی اور عمران کی نوک جھونک نہیں ہوئی تھی۔

عمران کی پہلی ہی آواز پر سلیمان فوراً دروازے پر آدھمکا تھا۔

"جی صاحب"... سلیمان نے بڑے مؤدب پن کا مظاہرہ کرتے

ہوئے کہا ۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی شوخی کا عنصر تھا ۔ اس کا مؤدب پن اور شوخی محسوس کرتے ہی عمران چونک پڑا اور کتاب سے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھنے لگا ۔ سلیمان نے اپنے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی طاری کر رکھی تھی مگر وہ عمران ہی کیا جو اس کی آنکھوں میں چھپی ہوئی شرارت اور اس کی خوشی کے تاثرات کو نہ بھانپ لیتا۔

"کیا بات ہے ۔ بڑے خوش نظر آ رہے ہو ۔ کوئی لاٹری لگ گئی ہے کیا"... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لیں صاحب ۔ لاٹری لگی تو نہیں بس لگنے ہی والی ہے"... سلیمان نے اپنی خوشی چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"لگنے ہی والی ہے ۔ کیا مطلب ۔ کون سی لاٹری لگنے والی ہے تمہاری اور اس میں تمہیں مالی فائدہ کتنا ہو گا"... عمران نے پوچھا۔

"مالی فائدے کو چھوڑیں ۔ میری آج جو لاٹری لگنے والی ہے اسے دیکھ کر آپ کے ہوش اڑ جائیں گے"... سلیمان نے کہا تو عمران ایک بار پھر چونک پڑا ۔ سلیمان کا لہجہ عجیب سا تھا ۔ وہ بات تو کر رہا تھا مگر سنبھل سنبھل کر ۔

"ہوش اڑ جائیں گے ۔ کیا کوئی لڑکی آنے والی ہے یہاں"... عمران نے کہا۔

"لڑکی ۔ توبہ ۔ توبہ کریں صاحب ۔ یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں ۔ میرا بھلا کسی لڑکی ۔ مم ۔ میرا مطلب ہے کسی حسینہ سے کیا

تعلق ہو سکتا ہے"... سلیمان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم تو یوں گھبرا رہے ہو جیسے میں نے کوئی انوکھی بات کر دی ہو"... عمران نے سلیمان کی گھبراہٹ پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" آپ ان باتوں کو چھوڑیں۔ یہ بتائیں کہ مجھے کیوں بلایا ہے"... سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اپنے سر کی مالش کرانے کے لئے"... عمران نے کہا۔

" سر کی مالش کرانے کے لئے"... سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ کئی روز سے کتابوں میں سر کھپا رہا ہوں مگر ان سے کچھ حاصل ہی نہیں ہوتا۔ ان کتابوں کو پڑھ پڑھ کر اور چائے پی پی کر میرے سر میں اس قدر خشکی چڑھ گئی ہے کہ اب جی چاہتا ہے کہ آج خوب مالش کراؤں تاکہ سر کی خشکی دور ہو جائے"... عمران نے کہا۔

" اسی کا تو میں نے انتظام کیا ہے"... سلیمان کے منہ سے نکلا مگر اس نے فوراً منہ بند کر لیا جیسے اس کے منہ سے کوئی غلط بات نکل گئی ہو۔

" کیا مطلب"... عمران نے ایک بار پھر چونک کر کہا۔

" کچھ نہیں۔ ویسے ہی منہ سے نکل گیا تھا"... سلیمان نے کہا۔

" نہیں۔ کچھ تو ہے۔ آج بڑے پراسرار بن رہے ہو۔ چکر کیا ہے"... عمران نے اس کی طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" کچھ نہیں۔ چھوڑیں یہ بتائیں چائے لاؤں آپ کے لئے"... سلیمان نے کہا۔

" کیوں۔ سر کی مالش چائے سے کرو گے کیا"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آپ چار دنوں میں سو کپ چائے پی چکے ہیں"... سلیمان نے کہا۔

" سو کپ چائے۔ کیا مطلب۔ چار روز سے میں صرف چائے ہی پی رہا ہوں"... عمران نے چونک کر کہا۔

" جی صاحب۔ ہر روز آپ بیس سے پچیس کپ چائے کے پی رہے ہیں۔ آج تو آپ نے صبح سے حد ہی کر رکھی ہے۔ میں ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ کو چائے دے کر گیا تھا اور وہ پینتیسواں کپ تھا"... سلیمان نے کہا تو عمران اچھل پڑا۔

" پینتیس کپ چائے۔ ارے باپ رے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ آج میں اتنی چائے پی گیا ہوں۔ اس حساب سے تو میری رگوں میں خون کی بجائے چائے دوڑنی چاہئے"... عمران نے کہا۔

" خون نام کی آپ کے جسم میں چیز کیا رہ گئی ہے۔ جب دیکھو چائے، جب دیکھو چائے۔ میں آپ کے لئے ایک سے بڑھ کر ایک کھانے پکاتا ہوں، مقوی حریرہ جات کے ناشتے بنا کر لاتا ہوں مگر آپ ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ عمدہ کھانے اور حریرے پڑے پڑے خراب ہو جاتے ہیں جنہیں مجبوراً مجھے اٹھا کر باہر پھینکنا

پڑتا ہے ۔ آپ سے کچھ کہوں تو آپ کاٹ کھانے کو دوڑتے ہیں ۔ چائے کی جگہ دودھ کا گلاس دوں تو آپ ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور تو اور آپ سے کہتا ہوں کہ یوں بیٹھے بیٹھے آپ کی کمر ٹیڑھی ہو جائے گی، آپ اٹھ کر باہر چکر لگا لیا کریں مگر آپ میری سنتے ہی کہاں ہیں ۔ اس حالت میں اگر اماں بی آپ کو دیکھ لیں تو وہ میرا کیا حشر کریں گی ۔ جانتے ہیں نا آپ"... سلیمان بولنے پر آیا تو نان سٹاپ بولتا ہی چلا گیا۔

" خیر تو ہے ۔ بولنے میں بڑی سپیڈ دکھا رہے ہو ۔ اور یہ باتوں باتوں میں اماں بی کا ذکر کہاں سے آگیا"... عمران نے کہا۔

" اماں بی آپ کو پہلے بھی اس حال میں دیکھ چکی ہیں ۔ وہ سمجھتی ہیں کہ میں آپ کا خیال ہی نہیں رکھتا ۔ آپ سوکھ سوکھ کر دبلے ہوتے جا رہے ہیں ۔ آپ کا رنگ زرد سے زرد ہوتا جا رہا ہے اور ایک روز جو کپڑے پہن لیں وہ کئی کئی روز اتارنے کا نام ہی نہیں لیتے ۔ آپ سے پسینے کی بو آنا شروع ہو جاتی ہے ۔ بال بکھرے رہتے ہیں اور آنکھیں یوں سوجی سوجی سی رہتی ہیں جیسے راتوں کو آپ سوتے بھی نہ ہوں ۔ آپ کی یہ حالت دیکھ کر دل کڑھتا ہے مگر میں آپ کو کیا کہہ سکتا ہوں ۔ کیسے سمجھا سکتا ہوں ۔ میں ٹھہرا ایک بے بس اور غریب ملازم ۔ میری بھلا آپ کیا سنتے ہیں"... سلیمان نے رونی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

اس کا یہ ڈرامائی انداز دیکھ کر عمران کے ذہن میں یکلخت خطرے

کی گھنٹیاں بجنا شروع ہو گئی تھیں ۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سلیمان کی طرف دیکھ رہا تھا ۔ سلیمان کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے اور وہ شکل سے معصوم معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ واقعی عمران کے سامنے بے بس اور مجبور ہو۔

" سلیمان "... عمران نے یکلخت غراتے ہوئے کہا۔

" جج ۔ جی صاحب "... سلیمان نے بوکھلا کر کہا۔

" یہ سب کیسے سنا رہے ہو ۔ کون ہے دوسرے کمرے میں"... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" کک ۔ کوئی نہیں صاحب ۔ دوسرے کمرے میں کون ہو سکتا ہے"... سلیمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے واقعی اس کی چوری پکڑی گئی ہو ۔ عمران تیزی سے اٹھا اور اس سے پہلے کہ سلیمان کچھ سمجھتا عمران نے جھپٹ کر اسے پکڑ لیا ۔ اس نے سلیمان کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کی آڑ میں دوسرے کمرے میں جھانکا تو اس کی کھوپڑی گھوم کر رہ گئی ۔ کمرے میں دروازے کے قریب کرسی پر اماں بی بیٹھی تھیں اور ان کے قریب ثریا کھڑی تھی اور ان دونوں کے کان اسی طرف لگے ہوئے تھے جیسے وہ وہاں ان کی باتیں سننے کے لئے ہی بیٹھی ہوں ۔ عمران نے فوراً سلیمان کو چھوڑا اور اسی تیزی سے دوبارہ صوفے پر آ کر بیٹھ گیا جس تیزی سے وہ اٹھ کر سلیمان پر جھپٹا تھا ۔ اب البتہ سلیمان کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگ گئی تھیں۔

" تم ٹھیک کہہ رہے ہو ۔ واقعی دوسرے کمرے میں کون ہو سکتا

ہے ۔ لیکن یہ تم اتنے بڑے بڑے جھوٹ کیوں بول رہے ہو"۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ج ۔ جھوٹ ۔ کون سا جھوٹ"... سلیمان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ تم میرے لئے عمدہ عمدہ کھانے بناتے ہو ۔ مقوی مربہ جات اور دودھ لاتے ہو ۔ ارے ۔ میں تو تم سے سوکھی روٹی بھی مانگ لوں تو تم میرا جینا حرام کر دیتے ہو ۔ دن میں بیسیوں بار چائے مانگوں تو بمشکل آدھا کپ چائے دیتے ہو ۔ مجبور اور بے بس تم نہیں میں ہوں ۔ میں پچھلے کئی سالوں سے تمہاری تنخواہیں نہیں دے سکا نا اس لئے تمہاری جلی کٹی سننا پڑتی ہیں ۔ نہ سنوں تو تم مجھے اماں بی کی دھمکی دے کر کہتے ہو کہ اگر میں نے تمہاری بات نہ مانی تو تم اماں بی کو جا کر میری ایسی ایسی شکایتیں لگاؤ گے کہ وہ لٹھ لے کر یہاں آ جائیں گی اور میری ایسی دھلائی کریں گی کہ کیا کوئی دھوبی کسی کپڑے کی کرتا ہو گا"... عمران نے سلیمان سے بھی زیادہ مسکین صورت بناتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر سلیمان کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو گیا تھا۔

"صص ۔ صاحب ۔ یہ آپ"... ابھی سلیمان کے منہ سے اتنا ہی نکلا تھا کہ اسی وقت پیچھے سے اماں بی نکلیں اور ان کا دو ہتھڑ اس زور سے سلیمان کی کمر پر پڑا کہ سلیمان لڑکھڑاتا ہوا صوفے سے ٹکرایا اور اس سے پہلے کہ وہ گر پڑتا اس نے صوفے کو پکڑ لیا۔

"کیوں رے کلموہے ۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ عمران تمہاری کچھ سنتا ہی نہیں ۔ نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے بس چائے چائے کرتا رہتا ہے"... اماں بی نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اماں بی کو دیکھ کر عمران جان بوجھ کر گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"اوہ ۔ اماں بی آپ ۔ السلام علیکم ۔ اماں بی ۔ میں ۔ میں ۔ یہ ۔ یہ"... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو چپ کر ۔ پہلے مجھے اس کلموہے سے بات کر لینے دو ۔ بڑی بڑی باتیں کر رہا تھا یہ کوٹھی میں آ کر ۔ کیوں رے ۔ یہی سنانے کے لئے تو یہاں لایا تھا مجھے"... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ سلیمان نے اماں بی کا غصہ دیکھ کر تھر تھر کانپنا شروع کر دیا تھا۔

"اماں بی ۔ وہ ۔ میں ۔ میں"... سلیمان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تو ہوتا کون ہے میرے بیٹے کو اس حال میں رکھنے والا ۔ ہائے ۔ ہائے ۔ دیکھو تو میرے بیٹے کی ہڈیاں نکل آئی ہیں ۔ رنگ پیلا پڑ گیا ہے اس کا ۔ توبہ ۔ توبہ ۔ ایک ملازم ہو کر اتنا ظالم ۔ آج میں تیری ہڈیاں توڑ دوں گی ۔ تو میرے اکلوتے بیٹے پر جو ظلم کرتا پھرتا ہے ۔ اس کا میں آج تجھ سے پورا پورا حساب لوں گی"... اماں بی نے غصے سے گرجتے ہوئے کہا اور پھر ان کی جوتی حرکت میں آئی اور کمرہ سلیمان کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا ۔ اماں بی نے اسے جوتی سے بری طرح سے پیٹنا شروع کر دیا تھا ۔ سلیمان بری طرح سے چیختا ہوا ادھر ادھر ناچتا پھر رہا تھا مگر اماں بی بھلا اسے آسانی سے کہاں جانے دیتے

والی تھیں۔

" ارے ۔ ارے ۔ اماں بی ۔ بس کریں ۔ مر جائے گا یہ بے چارہ"... عمران نے سلیمان کی حالت بگڑتے دیکھ کر تیزی سے اماں بی کی طرف بڑھ کر ان کی جوتی والا ہاتھ پکڑ لیا۔

" مر جانے دو اسے ۔ کلموہا، بدمعاش، لفنگا میرے بیٹے پر ظلم کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میرا بیٹا اس پر ظلم کر رہا ہے"... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا جبکہ ثریا دروازے کے پاس کھڑی دانت نکال رہی تھی۔

" تو یہ آپ کے پاس میری شکایت لگانے گیا تھا"... عمران نے سلیمان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو اس کی طرف ترحمانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

" نہیں ۔ اس بدبخت نے مجھے یہاں فون کر کے بلایا ہے ۔ کہہ رہا تھا کہ میں خاموشی سے فلیٹ میں آجاؤں اور دیکھوں کہ تم کس حال میں ہو اور کیا کر رہے ہو"... اماں بی نے کہا۔

" اوہ ۔ میں سمجھ گیا ۔ اس نے آج صبح مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر شام تک میں نے اس کی تنخواہ نہ دی تو یہ اماں بی کو بلا لے گا اور پھر یہ آپ کو ایسی ایسی من گھڑت کہانیاں سنائے گا کہ یہ مظلوم اور میں ظالم بن جاؤں گا ۔ توبہ ۔ توبہ ۔ لوگ پیسوں کے لئے کیسے کیسے جھوٹ بولتے ہیں"... عمران نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

" اچھا ۔ تو یہ بات ہے ۔ تم پیچھے ہٹو ۔ میں دیتی ہوں اس کے پیسے

بول کتنے پیسے ہیں تیرے ۔ بول ۔ جلدی بول"... عمران نے اماں بی کو چھوڑا تو وہ ایک بار پھر سلیمان پر چڑھ دوڑیں اور سلیمان کی دردناک چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا ۔ اماں بی نے آگے بڑھتے ہی اس پر ایک بار پھر جوتیاں برسا دی تھیں۔

" اماں بی ۔ مجھے معاف کر دیں ۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ۔ میں دوبارہ آپ کو یہاں کبھی نہیں بلاؤں گا ۔ میری توبہ ۔ میرے باپ کی توبہ بلکہ میرے باپ کے باپ کی بھی توبہ"... سلیمان نے جان بچانے کے لئے فوراً اماں بی کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

" اچھا ۔ مجھے نہیں بلائے گا ۔ تو اس لئے مجھے نہیں بلائے گا تاکہ میں تیرے کرتوتوں کے بارے میں نہ جان سکوں ۔ کیوں"... اماں بی نے اس کی کمر پر ایک اور جوتی رسید کرتے ہوئے کہا۔

" بس کریں اماں بی ۔ یہ اس کا قصور نہیں ہے ۔ قصور تو میرا ہے جو میں اتنے بڑے جاگیردار باپ کا بیٹا ہو کر در در کی ٹھوکریں کھا رہا ہوں ۔ ابا جان اتنے بڑے عہدے پر ہیں اور ان کا اکلوتا بیٹا ۔ ہائے ۔ ہائے ۔ مجھے تو کوئی چپڑاسی کی نوکری بھی نہیں دیتا"... عمران نے ایک لمبی سانس لیتے ہوئے کہا۔

" تیرا قصور نہیں ۔ یہ واقعی تیرے باپ کا قصور ہے ۔ تو چل میرے ساتھ ۔ وہ گھر آئیں گے تو میں نے اپنی اور ان کی جان ایک نہ کر دی تو کہنا"... اماں بی نے تیز لہجے میں کہا۔

" مجھے یہیں پڑا رہنے دیں اماں بی ۔ ابا جان نے مجھے دیکھنا ہے تو

انہوں نے فوراً مجھ پر اپنا ریوالور خالی کر دینا ہے۔اس سے تو بہتر ہے
میں سلیمان کے ہاتھوں رسوا ہوتا رہوں"... عمران نے بے بسی سے
ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"ہائے۔ہائے۔کیا بک رہا ہے۔اس موئے کی یہ مجال جو تجھے
رسوا کرے۔ میں اس کو ذبح نہ کر دوں گی اور تیرے باپ کی مجال
ہے جو میرے سامنے بول سکیں۔ تو چل۔ ابھی چل۔ میں دیکھتی
ہوں وہ کیسے تجھ پر اپنا طمنچہ نکالتے ہیں۔ میں اس موئے طمنچے کو
چھین کر گٹڑ میں پھینک دوں گی"... اماں بی نے کہا۔

"رہنے دیں اماں بی۔ بھائی جان آپ کے ساتھ نہیں جائیں گے۔
میں ان کی اداکاری سمجھتی ہوں"... ثریا نے پہلی بار زبان کھولتے
ہوئے کہا۔

"نہیں جائے گا۔ کیسے نہیں جائے گا۔اس کا تو باپ بھی جائے گا
اور یہ تو نے کیا کہا ہے اداکاری۔ کون سی اداکاریاں سمجھتی ہو تم
میرے بیٹے کی، ہیں۔ بولو ذرا۔ مجھے بھی بتاؤ"... اماں بی نے ثریا پر
برستے ہوئے کہا۔

"وہ۔ اماں بی۔ میں۔ وہ۔ وہ"... ثریا نے اماں بی کو خود پر برستے
دیکھ کر بوکھلا کر کہا۔

"کیا۔ وہ۔ وہ۔ لگا رکھی ہے۔ تو بھی اپنے باپ کی سر چڑھی ہوئی
ہے۔ تو بھی انہی کی زبان بولتی ہے۔ کسی کو بھی میرے بیٹے کا خیال
نہیں ہے۔ بھوکا پڑا رہتا ہے بے چارہ اور یہ بدبخت میرے بیٹے کی

مجبوری کا ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے"... اماں بی نے سلیمان پر ایک بار پھر
جوتی برساتے ہوئے کہا۔ سلیمان جو پہلے ہی اپنے کندھے اور سر دبا رہا
تھا ایک بار پھر بلبلا اٹھا۔

"اب تو بول۔ تو چل رہا ہے میرے ساتھ یا نہیں"... اماں بی
نے عمران کی طرف پلٹتے ہوئے کہا تو عمران گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا۔

"کک۔ کیوں نہیں اماں بی۔ میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا
تو کس کے ساتھ جاؤں گا"... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں
کہا۔

"تو چل۔ ابھی چل۔ اور کلموہے تو بھی اپنا بوریا بستر اٹھا۔
کوٹھی چل۔ وہاں جا کر میں تیرا حشر کرتی ہوں"... اماں بی نے
سلیمان پر برستے ہوئے کہا۔

"جی اماں بی"... سلیمان نے کہا اور پھر وہ اماں بی کے قدموں سے
اٹھا اور تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ اگر وہ
کچھ دیر اور رکا رہا تو اماں بی جوتی مار مار کر واقعی اس کی ہڈیاں توڑ دیں
گی۔

"آپ بیٹھیں اماں بی۔ غصے کی وجہ سے کہیں آپ کا بلڈ پریشر ہائی
نہ ہو جائے۔ ثریا تم کچن میں جا کر سلیمان سے کہو کہ وہ تازہ دودھ کا
گلاس لے آئے"... عمران نے ثریا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی اچھا"... ثریا نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا اور
پلٹ کر کچن کی طرف چلی گئی جبکہ اماں بی صوفے پر بیٹھ گئی۔

" غضب خدا کا باپ یہ لمبی لمبی گاڑیوں میں گھومتا پھرتا ہے اور بڑی بڑی کوٹھیوں کا مالک ہے اور اس کا اکلوتا بیٹا سڑکوں پر جوتیاں چٹخاتا پھرتا ہے اور اس چھوٹی سی صابن دانی میں رہتا ہے۔ خون سفید ہو گیا ہے باپ کا اور کوئی بات نہیں ہے"... اماں بی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر بدستور غصے کے تاثرات تھے جیسے ان کا بس نہ چل رہا ہو کہ سر عبدالرحمان وہاں آجائیں تو وہ انہیں بے بھاؤ کی سنانا شروع کر دیں۔

" اپنا غصہ ٹھنڈا کریں اماں بی۔ کوٹھی چل کر ابا جان سے بات کریں گے"... عمران نے ان کے قریب بیٹھ کر ان کے کاندھے دباتے ہوئے کہا۔

" نہیں۔ تم چلو میرے ساتھ۔ میں ابھی تمہارے ساتھ ان کے دفتر چلتی ہوں۔ غضب خدا کا۔ جاگیر سے لاکھوں روپے آتے ہیں۔ وہ سب کس لئے ہیں۔ اپنے بیٹے کو نہیں دینے تو اور کسے دینے ہیں"... اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ ان کی بات سن کر عمران گھبرا گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اماں بی اس کے ساتھ آفس چلی گئیں تو اماں بی نے جاتے ہی سر عبدالرحمان پر چڑھائی کر دینی ہے۔ انہوں نے وہاں کسی کا بھی خیال نہیں کرنا جو منہ میں آتا انہیں سنا دینا ہے اور سر عبدالرحمان کو جب یہ معلوم ہوتا کہ عمران انہیں ساتھ لایا ہے تو وہ واقعی اپنے ریوالور کی ساری گولیاں اس پر خالی کر دیں گے۔

" ارے۔ ارے۔ اماں بی۔ اتنی جلدی کیا ہے۔ ابا جان کہیں بھاگے تو نہیں جا رہے۔ ان کے آفس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ گھر واپس آئیں گے تو پھر بات کر لیں گے"... عمران نے جلدی سے کہا۔

" نہیں۔ آج تو میں ان کے دفتر ہی جاؤں گی۔ وہاں موجود ہر کسی کو بتاؤں گی کہ یہ کیسا باپ ہے جو خود تو ٹھاٹھ باٹ کی زندگی بسر کر رہا ہے اور بیٹا باپ کے ہوتے ہوئے بھی یتیموں جیسی زندگی بسر کر رہا ہے۔ چل۔ ابھی چل۔ اٹھ"... اماں بی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ارے۔ اماں بی۔ میری بات تو سنیں۔ آپ رکیں۔ میں ابا جان کو فون کر لوں۔ معلوم نہیں وہ اپنے آفس میں ہیں بھی کہ نہیں۔ اگر وہ کسی سرکاری میٹنگ میں مصروف ہوئے تو آپ جیسی باپردہ خاتون غیر لوگوں کے سامنے کہاں ان کا انتظار کرتی رہیں گی"... عمران نے جلدی سے کہا۔

" غیر لوگ۔ ہونہہ۔ غیر لوگ میری طرف آنکھ اٹھا کر تو دیکھیں میں ان کی آنکھیں نہ پھوڑ دوں گی"... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا اور دوبارہ بیٹھ گئیں۔

" میں ابھی فون کرتا ہوں"... عمران نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے کمرے کے کونے میں پڑا ہوا فون اٹھا کر اماں بی کے قریب آگیا۔ اس نے زیر لب مسکراتے ہوئے سر عبدالرحمان کے نمبر ملانے شروع کر

دیئے ۔

" یس ۔ سر عبدالرحمان سپیکنگ "... دوسری طرف سے سر عبدالرحمان کی مخصوص آواز سنائی دی ۔ عمران نے لاؤڈر کا سپیکر آن کر دیا تھا تاکہ اماں بھی ان کی آواز سن سکیں ۔

" ڈیڈی السلام علیکم ۔ میں آپ کا اکلوتا فرزند ارجمند علی عمران بندہ نادان حیران و پریشان حالت فقدان بول رہا ہوں "... عمران نے فوراً زبان چلاتے ہوئے کہا ۔

" شٹ اپ ۔ یہ کیا بکواس ہے ۔ کیوں فون کیا ہے "... دوسری طرف سے سر عبدالرحمان نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا ۔

" دیکھا اماں بی ۔ آپ نے کہا ہے کہ ڈیڈی کو سلام کرو اور ڈیڈی سلام کو بکواس کہہ رہے ہیں "... عمران نے اماں بی سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" اماں بی ۔ کک ۔ کیا مطلب ۔ کیا تمہاری اماں بی تمہارے پاس موجود ہیں "... دوسری طرف سے سر عبدالرحمان نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" جی ہاں ۔ وہ بنفس نفیس میرے سامنے تشریف فرما ہیں ۔ لیجئے بات کیجئے "... عمران نے کہا اور رسیور اماں بی کی طرف بڑھا دیا ۔

" کیوں جی ۔ یہ سب کیا ہے ۔ غضب خدا کا ۔ بیٹے نے سلام ہی تو کیا تھا کوئی لٹھ تھوڑا ہی مار دی تھی جو تم اس پر غصہ ہو رہے ہو اور اس کے سلام کو بکواس کہہ رہے ہو "... اماں بی نے رسیور پکڑتے ہی

سر عبدالرحمان سے غصیلے لہجے میں کہا ۔

" وہ ۔ وہ بیگم ۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو "... دوسری طرف سے سر عبدالرحمان نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" میں اپنے بیٹے کے پاس موجود ہوں ۔ کیوں تمہیں یہ سن کر تکلیف ہوئی ہے کہ میں اپنے بیٹے کے پاس ہوں "... اماں بی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔

" میرا یہ مطلب نہیں تھا بیگم ۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ خیریت سے آئی ہو اپنے بیٹے کے پاس "... دوسری طرف سے سر عبدالرحمان نے فوراً نرم لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی ۔ اسی لمحے ثریا دودھ کا بھرا گلاس لئے اندر آ گئی ۔ عمران نے منہ پر انگلی رکھ کر اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا ۔

" خیریت ۔ تو تم کیا چاہتے تھے کہ میں خیریت سے یہاں نہ آتی ۔ تم تو یہی چاہتے ہو نا کہ میرے بیٹے کو کچھ ہو جائے اور تم جو دولت جمع کرتے جا رہے ہو وہ تمہارے بھتیجے بھانجے کھا جائیں "... اماں بی نے کہا ۔

" یہ کیا کہہ رہی ہو بیگم ۔ میں بھلا ایسا کیسے چاہوں گا "... سر عبدالرحمان نے کہا ۔

" نہیں ۔ کیوں نہیں ۔ تم تو چاہتے ہی یہی ہو ۔ اتنی دولت اکٹھی کر کے خود تو عیش و آرام کی زندگی جی رہے ہو اور تمہارا اکلوتا بیٹا جوتیاں چٹخاتا پھرتا ہے ۔ کیا کرو گے اتنی دولت کا ۔ وہ دولت کس کام

کی جو بیٹے یا بیٹی کے کام نہ آئے"... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" عمران جوتیاں چٹخاتا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ کس نے کہا ہے تم
سے"... سر عبدالرحمان نے چونکتے ہوئے کہا۔

" کون کہے گا مجھ سے۔ فقیروں کی سی حالت بنا رکھی ہے اس نے
فقیروں کی طرح رہتا ہے اور فقیروں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔
یقین نہیں آتا تو خود دیکھ لو آکر اس کی حالت"... اماں بی نے کہا۔

" یہ سب بکواس ہے۔ وہ تم سے جھوٹ بول رہا ہے۔ سب
ڈرامہ ہے اس کا"... سر عبدالرحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ ہاں۔ تم جو سچے ہو ساری دنیا میں۔ باقی تو تمہیں سب
جھوٹے ہی نظر آتے ہیں۔ اب تو تمہیں میری بات بھی جھوٹ معلو[م]
ہو رہی ہے۔ ہائے۔ ہائے"... اماں بی نے باقاعدہ روتے ہوئے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ بیگم۔ کیا کہہ رہی ہو۔ ارے۔ تم نہیں [...]
عمران کو جھوٹا کہہ رہا ہوں۔ وہ تمہارے سامنے جان بوجھ کر اداکار[ی]
کر رہا ہے۔ اسے فون دو۔ میں اسے بتاتا ہوں"... سر عبدالرحمان
نے گھبرائے ہوئے اور غصیلے لہجے میں کہا۔

" تم کیا بتاؤ گے اسے۔ بس میں کچھ نہیں جانتی۔ اگر تمہیں [...]
اتنی عزیز ہوں تو ابھی میرے بیٹے کے لئے دس بیس لاکھ بھیجو۔ ا[...]
فوراً"... اماں بی نے کہا۔

" دس بیس لاکھ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو"... دوسری طرف سے
عبدالرحمان نے چونکتے ہوئے کہا۔

" وہی کہا ہے جو تم نے سنا ہے۔ فوراً بھیجو۔ اگر ایک گھنٹے کے
اندر اندر تم نے پیسے نہ بھجوائے تو میں عمران کو لے کر تمہارے دفتر
آجاؤں گی پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے"... اماں بی نے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ یہ غضب نہ کرنا۔ آفس مت آنا۔ عمران کو
فون دو میں اس سے بات کرتا ہوں۔ اسے جتنی رقم کی ضرورت ہے
میں اسے دے دیتا ہوں"... سر عبدالرحمان نے خوفزدہ ہو کر کہا جیسے
انہیں ڈر ہو کہ واقعی اماں بی ان کے آفس آگئیں تو وہ یقیناً ان کا
ناطقہ بند کر دیں گی۔

" ٹھیک ہے۔ لو کر لو بات۔ لیکن خبردار اگر تم نے میرے بیٹے
سے غصیلے لہجے میں بات کی تو"... اماں بی نے کہا۔ ثریا دوپٹہ منہ میں
لئے بمشکل اپنی ہنسی دبائے ہوئے تھی جبکہ عمران اماں بی کے سامنے
یوں سر جھکائے بیٹھا تھا جیسے واقعی وہ دنیا کا سب سے بڑا مسکین ہو۔

" السلام علیکم ڈیڈی"... عمران نے اماں بی سے رسیور لے کر کان
سے لگاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" وعلیکم السلام۔ یہ کیا بکواس ہے۔ ماں کے ساتھ کیا فراڈ کر
رہے ہو تم"... دوسری طرف سے سر عبدالرحمان کی پھنکارتی ہوئی
آواز سنائی دی۔

" اماں بی سن رہی ہیں ڈیڈی۔ میں نے لاؤڈر آن کر رکھا ہے"...
عمران نے جیسے سر عبدالرحمان کو خبردار کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ تم۔ تم"... سر عبدالرحمان نے غراتے ہوئے کہا۔

"اور سنائیں ڈیڈی ۔ آپ کا کیا حال ہے ۔ طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی"... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سر عبدالرحمان جیسے خون کے گھونٹ بھر کر رہ گئے ۔ عمران موقع کا خوب فائدہ اٹھا رہا تھا۔

"کتنی رقم چاہئے تمہیں"... سر عبدالرحمان نے اپنے غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ضرورت تو ساٹھ ستر لاکھ کی ہے مگر اماں بی نے آپ کو بیس لاکھ دینے کے لئے کہا ہے اس لئے اتنے ہی کافی ہیں ۔ میں اسی میں گزارہ کر لوں گا ۔ اور کچھ نہیں تو بجلی، گیس اور پانی کے بلوں کے ساتھ ساتھ دودھ والے کا ادھار، کریانے والے کا ادھار اور دوسرے ادھاروں میں سے آدھا تو ادھار اتر ہی جائے گا"... عمران نے کہا۔

"عمران ۔ تم حد سے بڑھ رہے ہو"... سر عبدالرحمان نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈیڈی ۔ میں تو اپنی حد میں ہی ہوں ۔ بے شک اماں بی سے پوچھ لیں"... عمران نے فوراً کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ تم میرے آفس آ جاؤ اور رقم لے جاؤ"... سر عبدالرحمان نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

"ارے نہیں ڈیڈی ۔ اماں بی اتنے عرصے بعد میرے فلیٹ میں آئی ہیں ۔ میں ان کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں ۔ ان کی خدمت کروں گا ان کے پاؤں دباؤں گا اور پھر انہیں لانگ ڈرائیو پر لے جاؤں گا ۔ آپ

ایسا کریں کہ اپنے کسی چپڑاسی کے ہاتھ رقم بھیج دیں"... عمران نے کہا۔

"اتنی بڑی رقم میں چپڑاسی کے ہاتھ کیسے بھجوا سکتا ہوں"... سر عبدالرحمان نے کہا۔

"آپ اپنے پیارے ہاتھوں سے چیک پر رقم بھر کر اور اس پر دستخط کر کے اسے لفافے میں ڈال کر اور لفافے کو بند کر کے بھیج دیں ۔ اسے میں خود جا کر کیش کرا لوں گا"... عمران بھلا آسانی سے کہاں قابو آنے والا تھا۔

"ہونہہ ۔ ٹھیک ہے ۔ میں ایک لاکھ کا چیک بھجوا رہا ہوں"... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"خبردار ۔ ایک لاکھ کا نہیں پورے بیس لاکھ کا چیک ہونا چاہئے اگر ایک روپیہ بھی کم ہوا تو یاد رکھنا میں تمہارے گھر کبھی نہیں آؤں گی ۔ پڑے سڑتے رہنا اپنے بنگلے میں"... اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا اماں بی نے غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"بب ۔ بیگم"... دوسری طرف سے سر عبدالرحمان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"بس کہہ دیا ۔ بیس لاکھ کا چیک بھیجو ورنہ تم وہاں میں یہاں ۔ سمجھے"... اماں بی نے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران سے رسیور لے کر کریڈل پر پٹخ دیا۔

"اماں بی دودھ"... ثریا نے اماں بی کو فون رکھتے دیکھ کر دودھ کا

گلاس ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو اماں بی نے اس سے دودھ کا گلاس لے کر منہ سے لگا لیا۔

"تم بیٹھو۔ میں ابھی آتا ہوں"... عمران نے ثریا سے کہا اور اٹھ کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ وہ سیدھا کچن میں پہنچا تھا جہاں سلیمان ابھی تک اپنی ہڈیوں کو سہلا رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے جسے وہ بار بار رومال سے صاف کر رہا تھا۔

"ہاں بھئی جاسوس خانساماں۔ طبیعت صاف ہوئی ہے تمہاری یا ابھی کچھ کسر باقی ہے"... عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صاحب۔ آج آپ نے میرے ساتھ بے حد زیادتی کی ہے"... سلیمان نے آبدیدہ لہجے میں کہا۔

"زیادتی۔ بہت خوب۔ اور تم کیا کر رہے تھے۔ تم نے تو مجھے بتائے بغیر اماں بی کو بلا لیا تھا۔ اگر میں اماں بی کو نہ دیکھ لیتا تو انہوں نے جو تمہارا حشر کیا ہے وہ حشر میرا ہونا تھا۔ وہ کیا کہتے ہیں جیسے کو تیسا"... عمران نے کہا۔

"میں نے تو بیگم صاحبہ کو آپ کی ہمدردی کے لئے بلایا تھا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ ہمدردی مجھے اس قدر مہنگی پڑ جائے گی۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ بیگم صاحبہ نے آکر میری ہی ہڈیاں توڑنی ہیں تو میں انہیں کبھی نہ بلاتا"... سلیمان نے کہا۔

"کیا ہمدردی تھی تمہیں مجھ سے"... عمران نے کہا۔

"آپ پچھلے کئی روز سے فلیٹ میں پڑے ہوئے ہیں۔ کھانا پینا

آپ بالکل ہی بھول گئے تھے بس دو چار لقمے کھا لئے اور پھر چائے، چائے، چائے۔ میں نے سوچا کہ میں بیگم صاحبہ کو بلا لیتا ہوں۔ ان کے آنے سے پہلے میں نے مرغ بریانی بنا لی تھی کہ ان کے ساتھ ساتھ آپ بھی کچھ کھا لیں گے"... سلیمان نے کہا۔

"اوہ۔ اگر یہ بات تھی تو تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ ناحق تمہیں اماں بی کی جوتیاں کھانی پڑیں"... عمران نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"جس کے نصیب میں جو ہوتا ہے وہ اسے مل کر ہی رہتا ہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں"... سلیمان نے اس انداز میں کہا کہ عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا۔ پریشان مت ہو۔ اماں بی نے ڈیڈی کو فوراً بیس لاکھ روپے کا چیک مجھے دینے کا حکم دیا ہے۔ ڈیڈی کا چیک آتا ہی ہوگا۔ وہ تم رکھ لینا اور کسی اچھے سے ڈاکٹر کے پاس جا کر اپنی ٹوٹی پھوٹی ہڈیوں کی مرمت کرا لینا"... عمران نے کہا تو سلیمان کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"بیس لاکھ روپے۔ آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ بیس لاکھ کے لئے میں ایک بار تو کیا سینکڑوں بار بیگم صاحبہ سے مار کھا سکتا ہوں"... سلیمان نے کہا۔

"یہ بات ہے تو آؤ۔ اماں بی ابھی بیٹھی ہیں"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ میں پہلے ورم زدہ ہڈیوں کی ٹکور کر لوں پھر بعد میں ان کے سامنے جاؤں گا۔ اب تو مجھے ان کا سامنا کرتے ہوئے بھی ڈر لگ رہا ہے"... سلیمان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا اور پھر وہ دوبارہ اماں بی کے پاس آیا اور انہیں یقین دلایا کہ ڈیڈی کا چیک کیش کرا کے وہ ادھار چکا دے گا تو وہ فوراً ان کے پاس کوٹھی میں آجائے گا۔ اماں بی نے اسے کچھ ڈانٹا، کچھ پیار سے سمجھایا اور پھر اسے دعائیں دیتی ہوئیں ثریا کے ساتھ وہاں سے رخصت ہو گئیں۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد ڈور بیل بجی تو دروازہ کھولنے سلیمان اس تیزی سے گیا جیسے اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو دروازے پر آنے والا فوراً لوٹ جائے گا۔

دروازے پر سر عبدالرحمان کا پی اے تھا۔ اس نے اندر آکر سلام کیا اور جیب سے ایک لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا اور پھر عمران سے اجازت لے کر رخصت ہو گیا۔ عمران نے لفافہ کھولا تو اس میں چیک ضرور موجود تھا مگر اس میں دو لاکھ کی رقم درج تھی۔ سلیمان عمران کے سر پر کھڑا تھا۔ دو لاکھ کا چیک دیکھ کر ان دونوں کا منہ بن گیا تھا۔

"ہونہہ۔ ڈیڈی بھی ڈنڈی مارنے سے باز نہیں آتے۔ بیس لاکھ کی جگہ صرف دو لاکھ کا چیک"... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شکر کریں انہوں نے اتنا ہی بھیج دیا ہے۔ اگر وہ اس چیک پر دو ہزار یا بیس ہزار لکھ دیتے تو آپ کیا کر لیتے"... سلیمان نے کہا اور

ساتھ ہی اس نے عمران کے ہاتھ سے چیک جھپٹ لیا۔

"ارے۔ ارے۔ یہ رقم میرے ڈیڈی نے میرے اخراجات کے لئے بھیجی ہے"... عمران نے تیز لہجے میں کہا مگر سلیمان بھاگ کر دروازے پر جا پہنچا۔

"آپ کی وجہ سے مجھے اماں بی سے جو مار پڑی ہے۔ میری تمام ہڈیوں کے جوڑ ہل گئے ہیں۔ پہلے میں ان کا علاج کرا لوں پھر جو بچے گا وہ میں شرافت سے آپ کی ہتھیلی پر رکھ دوں گا"... سلیمان نے کہا تو عمران ہنسنے لگا۔ سلیمان چیک لے کر فوراً کمرے سے نکل گیا تھا۔ سلیمان ابھی کمرے سے نکلا ہی تھا کہ اچانک کمرے میں موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"جی۔ علی عمران ولد سر عبدالرحمان آخری فرزند آف چنگیز خان بول رہا ہوں"... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"تو بولتے رہیں۔ میں نے بولنے سے کب منع کیا ہے اور ویسے بھی سلطان جب بولتے ہیں تو رعایا کو اس کے سامنے باادب ہونا چاہئے۔ اگر رعایا گوش برآواز نہ ہو تو سلطان کے حکم سے ان کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جاتا ہے۔ آپ سلطان ہیں تو آپ مجھے اپنی رعایا ہی سمجھیں۔ میں نے اپنے گوش برآواز بلکہ گوش دراز کر لئے ہیں۔ اگر کہیں تو میں دوسرے کان میں انگلی ٹھونس لیتا ہوں

تاکہ آپ کے الفاظ میرے ایک گوش سے داخل ہو کر دوسرے گوش
سے نہ نکل سکیں"... عمران جب بولنے پر آیا تو سر سلطان کو اتنا موقع
ہی نہ ملا کہ وہ درمیان میں عمران سے کچھ کہہ سکتے۔
"فوراً میرے دفتر آجاؤ"... دوسری طرف سے جھٹکے دار لہجے میں ک
گیا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
"دفتر۔ حیرت ہے۔ پہلے زمانے میں سلطانوں کے تو شاہی دربا
ہوا کرتے تھے۔ یہ کیسے سلطان ہیں جو مجھے دربار کی بجائے دفتر
بلا رہے ہیں"... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے رسی
رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سر سلطان کا لہجہ پریشانی سے بھرپور تھا۔
عمران جانتا تھا کہ جب کوئی اہم مسئلہ ہو تو سر سلطان اس سے بحث
کئے بغیر اسے فوراً اپنے دفتر میں آنے کا کہہ کر رسیور رکھ دیتے ہیں۔
چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ سلیقے
لباس پہن کر سر سلطان کے پاس جا سکے۔

ساک لینڈ کے دارالحکومت کراؤک کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر
بے حد گہما گہمی دکھائی دے رہی تھی۔ یہاں چونکہ سیاحت کے بے
شمار مواقع تھے اس لئے یہ ایئرپورٹ ہر ملک کے سیاحوں سے بھرا
رہتا تھا۔ ساک لینڈ کا دارالحکومت دنیا میں سیاحت کے لئے بے حد
مشہور تھا۔ ایئرپورٹ پر سیکورٹی بے حد ٹائٹ تھی۔ وہاں خاکی
وردی جس پر سرخ رنگ کے عجیب وغریب نشان بنے ہوئے تھے، میں
ملبوس افراد کثیر تعداد میں گھومتے پھر رہے تھے۔
ایئرپورٹ پر ایک مانیٹرنگ سیل بنا ہوا تھا جس میں دیواروں پر
بڑی بڑی سکرینیں نصب تھیں۔ ایئرپورٹ کے ہر حصے میں چونکہ
مخصوص ساخت کے کیمرے لگے ہوئے تھے اس لئے سیکورٹی اہلکار
بجائے ایئرپورٹ پر ایک ایک شخص پر نظر رکھنے کے مانیٹرنگ روم
سے انہیں چیک کرتے رہتے تھے۔ ان کیمروں کی خصوصی ساخت

کی وجہ سے وہ سکرینوں پر کسی کا میک اپ کے پیچھے چھپا ہوا اصل چہرہ بھی دیکھ سکتے تھے۔

مانیٹرنگ روم کے آپریٹر مستعدی سے کام کر رہے تھے۔ ابھی چند لمحے پہلے کافرستان کا ایک طیارہ لینڈ ہوا تھا جس کے مسافر جہاز کی سیڑھیوں سے اتر رہے تھے۔ آپریٹر ان مسافروں کا کلوز اپ کر کے ان کی باقاعدہ سکیننگ کر رہے تھے۔ مانیٹرنگ روم میں ساک لینڈ کے، کے جی بی تھری کا چیف کرنل سکارنو بھی موجود تھا جو ان مسافروں کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ساتھ اس کا اسسٹنٹ میجر گروم بھی موجود تھا۔ کے جی بی تھری کے مسلح افراد بھی ایئر پورٹ پر پھیلے ہوئے تھے جو ہر آنے جانے والے پر کڑی نظر رکھے ہوئے تھے۔ اچانک جہاز کی سیڑھیوں پر کرنل سکارنو کی دو افراد پر نظر پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ سیڑھیوں سے دو افراد اتر رہے تھے۔ ایک لمبا تڑنگا اور بے حد مضبوط جسم کا مالک تھا۔ اس کے چہرے پر فرنچ کٹ داڑھی تھی اور اس نے گرے کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا جبکہ اس کے ساتھ ایک اور نوجوان تھا جو خاصا وجیہہ اور قوی ہیکل تھا۔ گرے سوٹ والے کے ہاتھ میں ایک ہینڈ بیگ تھا۔

"ان دونوں کا کلوز اپ لو"... کرنل سکارنو نے ایک کمپیوٹر آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو آپریٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے چند بٹن پریس کر دیئے۔ اس کے سامنے موجود سکرین حصوں میں بٹ گئی۔ اب سکرین پر وہ دونوں شخص صاف دکھائی دے رہے تھے۔

"ان کی سکیننگ کرو"... کرنل سکارنو نے کہا تو آپریٹر جلدی جلدی کی بورڈ کے بٹن پریس کرتا چلا گیا۔ سکرین پر ان دونوں کے جسم کلوز ہوئے اور پھر ان کے جسموں کا سبز رنگ کا گراف بنتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے ان کے جسم پر سرخ رنگ کی لائٹ سی فلیش کرنے لگی جو ان کے سر سے لے کر پیروں تک جا رہی تھی۔ سکرین کے نیچے مختلف الفاظ ٹائپ ہو کر خود بخود مٹتے جا رہے تھے۔ چند ہی لمحوں میں ان دونوں کی سکیننگ مکمل ہو گئی اور سکرین نے اوکے کر دیا۔

"یہ دونوں اوکے ہیں جناب"... آپریٹر نے کرنل سکارنو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہونہہ۔ مجھے یہ دونوں میک اپ میں معلوم ہو رہے ہیں۔ تم ڈبل ہائی ٹروک ریز سے انہیں دوبارہ چیک کرو"... کرنل سکارنو نے پریشانی سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر"... آپریٹر نے کہا اور پھر اس نے دوبارہ کمپیوٹرائزڈ مشین پر کام کرنا شروع کر دیا۔ سکرین پر ان دونوں کے جسموں کے رنگ بدلتے رہے۔ ان کے جسم فلیش ہوئے اور پھر ان کے جسموں کا رنگ یکلخت نیلا ہو گیا۔ ساتھ ہی سکرین پر ایک بار پھر اوکے کے الفاظ ابھر آئے تھے۔

"نو سر۔ یہ دونوں میک اپ میں نہیں ہیں"... آپریٹر نے باقاعدہ اعلان کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ان کے قد کاٹھ اور چلنے کا انداز میرا جانا

پہچانا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ یہ میک اپ میں نہیں ہیں"... کرنل
سکارنو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" سوری سر۔ سکیننگ مشین نے دو بار ان دونوں کو اوکے کیا
ہے"... آپریٹر نے کہا۔

" ہونہہ۔ تمہاری مشین میں یقیناً کوئی خرابی ہے جو ان دونوں
میک اپ چیک نہیں کر رہی۔ یہ دونوں وہی ہیں جن کے بارے
میں مجھے اطلاع ملی تھی"... کرنل سکارنو نے کہا۔ اس کے چہرے پر
شدید پریشانی اور کرختگی نظر آ رہی تھی۔

" اگر آپ کا خیال ہے یہ دونوں بلگارنوی جاسوس ہیں تو ہم انہیں
یہیں روک لیتے ہیں سر"... کرنل سکارنو کے اسسٹنٹ میجر گروم نے
کہا۔

" نہیں۔ جب تک ہمیں ان کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہیں
مل جاتا ہم ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔ یہ دونوں
امیگریشن کی طرف جا رہے ہیں۔ تم جاؤ اور جا کر خود ان کے کاغذات
چیک کرو"... کرنل سکارنو نے کہا۔

" یس سر"... میجر گروم نے کہا اور کرنل سکارنو کو فوجی انداز میں
سیلوٹ کرتا ہوا مانیٹرنگ روم سے نکل گیا۔

" تم ان دونوں پر اسی طرح نظر رکھو"... کرنل سکارنو نے مشین
آپریٹر سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سکرین پر گرے سوٹ
والا اور اس کا ساتھی امیگریشن کاؤنٹر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس

سے پہلے کہ وہ دونوں کاؤنٹر پر پہنچتے میجر گروم انہیں کاؤنٹر کے اندر
داخل ہوتا دکھائی دیا۔ کاؤنٹر پر چھ سات مختلف قومیتوں کے افراد
کھڑے اپنے کاغذات اور اپنا سامان چیک کرا رہے تھے۔

" بروسن"... کرنل سکارنو نے مشین آپریٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس چیف"... مشین آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" جب تک ان کی باری آئے گی تم گرے سوٹ والے کے ہینڈ
بیگ کو چیک کرو۔ دیکھو اس کے ہینڈ بیگ میں کیا ہے"... کرنل
سکارنو نے کہا تو بروسن نے گرے سوٹ والے کے ہینڈ بیگ کا کلوز
اپ لیا اور پھر مشین کے مختلف بٹن پریس کرتے ہوئے ہینڈ بیگ
میں موجود چیزوں کو چیک کرنے لگا مگر ہینڈ بیگ میں کرنسی،
کاغذات اور اس کی ضرورت کے سامان کے سوا کچھ دکھائی نہیں دے
رہا تھا۔

" نو سر۔ کوئی خاص چیز نہیں ہے اس کے پاس"... بروسن نے کہا
تو کرنل سکارنو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ بروسن نے مشین
کے مختلف بٹن پریس کرتے ہوئے ان دونوں کو دوبارہ سکرین پر
اوپن کر لیا تھا۔ ابھی ان دونوں کے آگے چار افراد موجود تھے۔ کرنل
سکارنو بڑی بے چینی سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اس کا بس نہ
چل رہا ہو کہ وہ اگلے افراد کو پیچھے ہٹا کر ان دونوں کو آگے بڑھا
دے۔

"ہونہہ۔ اس طرح بات نہیں بنے گی۔ مجھے خود کچھ کرنا ہو گا"...

کرنل سکارنو نے حلق کے بل بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک جدید ساخت کا فون سیٹ نکالا اور اس کے مختلف بٹن پریس کر کے اس نے فون کو کان سے لگا لیا۔ سکرین پر میجر گروم چونکتا نظر آیا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کرنل سکارنو جیسا سیٹ نکالا اور سکرین پر نظر ڈالتے ہوئے اس نے سیٹ کان سے لگا لیا۔

"یس سر"... کرنل سکارنو کو میجر گروم کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"میجر۔ ان دونوں کو سپیشل روم میں لے آؤ۔ میں خود ان کی چیکنگ کروں گا"... کرنل سکارنو نے میجر گروم کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"مگر سر"... دوسری طرف سے میجر گروم نے کچھ کہنا چاہا۔

"جو کہہ رہا ہوں وہ کرو نانسنس"... کرنل سکارنو نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا تو سکرین پر میجر گروم کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچتی دکھائی دی۔

"یس سر۔ میں انہیں لا رہا ہوں سر۔ ابھی لا رہا ہوں"... میجر گروم کی گھبراہٹ زدہ آواز سنائی دی تو کرنل سکارنو نے سیٹ کان سے ہٹا کر اسے آف کر دیا۔

"بروسن۔ ان دونوں کو میں خود چیک کر لوں گا۔ تم طیارے کے دوسرے مسافروں پر نظر رکھو۔ اگر کسی میں تمہیں کوئی غیر

معمولی بات نظر آئے تو تم میرے نمبر پر فوراً کال کر لینا"... کرنل سکارنو نے بروسن سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ تیزی سے مانیٹرنگ روم سے نکل آیا۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ ایئر پورٹ کے درمیانی حصے میں آ گیا۔ جہاں ایک بڑے سے کمرے کے باہر مسلح سیکورٹی تعینات تھی۔

"میجر گروم ان دونوں کو لے آیا ہے"... کرنل سکارنو نے دروازے پر موجود ایک اہلکار سے پوچھا۔

"یس سر۔ وہ دونوں اندر ہیں"... اہلکار نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو کرنل سکارنو سر ہلا کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ دوسری طرف بڑا سا ہال تھا جس میں ایک بڑا کاؤنٹر تھا جہاں چار فوجی بیٹھے تھے۔ دائیں طرف صوفے اور کرسیاں موجود تھیں جن پر میجر گروم اور وہی دو افراد موجود تھے جنہیں کرنل سکارنو نے یہاں لانے کا حکم دیا تھا۔ میجر گروم ان دونوں کے کاغذات چیک کرنے کے ساتھ ساتھ ان سے سوال بھی کر رہا تھا جبکہ وہ دونوں بے حد نالاں دکھائی دے رہے تھے۔ کرنل سکارنو کو اندر آتے دیکھ کر وہ سب اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے اٹھتے ہی گرے سوٹ والا اور اس کا ساتھی بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ کرنل سکارنو تیزی سے ان کی طرف بڑھ آیا تھا۔

"سر۔ یہ ان کے کاغذات ہیں"... میجر گروم نے کاغذات اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ کرنل سکارنو نے اس سے کاغذات لئے اور

انہیں بغور دیکھنے لگا۔

" یہ کیا ہو رہا ہے جناب ۔ ہم یہاں سیاحت کے لئے آئے ہیں ۔ ہماری روٹین سے ہٹ کر چیکنگ کیوں کی جا رہی ہے"... گرے سوٹ والے نے کہا۔

" تمہارا نام ڈریک ہے اور تم راک لینڈ سے آئے ہو"... کرنل سکارنو نے اس کے سامنے بیٹھ کر اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ میں ڈریک ہوں اور یہ میرا ساتھی ریمنڈ ہے ۔ ہم دونوں راک لینڈ سے آئے ہیں"... گرے سوٹ والے نے کہا۔

" کیا کرنے آئے ہو یہاں"... کرنل سکارنو نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ گرے سوٹ والے ڈریک کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

" سیاحت کے لئے آئے ہیں اور ہم نے کیا کرنا ہے"... ڈریک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" پہلے کبھی آئے ہو یہاں"... کرنل سکارنو نے پوچھا۔

" نہیں ۔ پہلی بار آ رہے ہیں"... ڈریک نے کہا۔

" کب تک رہنے کا ارادہ ہے یہاں"... کرنل سکارنو نے کہا۔

" جناب ۔ کیا آپ کم پڑھے لکھے ہیں"... ڈریک کے ساتھی ریمنڈ نے کرنل سکارنو کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر نہ صرف کرنل سکارنو بلکہ اس کے قریب کھڑا میجر گروم بھی چونک پڑا۔

" کیا مطلب ۔ کیا کہنا چاہتے ہو"... کرنل سکار طرف تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہم کون ہیں ۔ یہاں کیوں آئے ہیں ۔ کیا کرنے آئے ہیں اور یہاں کب تک رہیں گے یہ سب کاغذات میں لکھا ہے ۔ اگر آپ کو پڑھنا نہیں آتا تو کاغذات ہمیں دیں ہم پڑھ کر سنا دیتے ہیں"... ریمنڈ نے کہا تو اس کی بات سن کر ڈریک کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی جبکہ کرنل سکارنو اور میجر گروم کے ماتھے پر شکن آ گئے تھے۔

" تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی بولتے ہو"... کرنل سکارنو نے اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

" میں بولتا بھی ہوں اور غصے سے کھولتا بھی ہوں ۔ جب میرے ساتھ ناجائز ہو رہا ہو"... ریمنڈ نے اسی انداز میں کہا۔

" شٹ اپ ۔ جانتے ہو تم کس کے سامنے کھڑے ہو"... میجر گروم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ایک ان پڑھ اور احمق آفیسر کے سامنے جسے فارنرز کے ساتھ بات کرنے کی تمیز بھی نہیں ہے"... ریمنڈ نے منہ بنا کر کہا تو ان دونوں کے چہرے غصے سے سرخ ہوتے چلے گئے۔

" تم ۔ تم میری توہین کر رہے ہو ۔ کرنل سکارنو کی"... کرنل سکارنو نے غصے سے بل کھاتے ہوئے کہا۔

" سنو کرنل سکارنو ۔ میں راک لینڈ کے بیورو کریٹس سے ہوں ۔ میرے روسیاہ کے صدر تک سے تعلقات ہیں ۔ میری ایک فون کال

..نوں کے میک

انہیں بغور دیکھنے ر کو جواب دینا ہو گا۔ تم ہمارے ساتھ ایسا سلوک کر رہے ہو جیسے ہم سیاح نہیں اسمگلر ہوں یا غیر ملکی ایجنٹ ہوں"... اس بار ڈریک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" کیا کہا۔ تمہارے مارشل ڈریلے سے تعلقات ہیں"... میجر گروم نے چونک کر کہا۔

" ہاں۔ اگر یقین نہیں آتا تو بے شک ہمیں ایوان صدر لے چلو۔ تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا"... ریمنڈ نے فوراً کہا۔

" میرا نام کرنل سکارنو ہے سمجھے۔ مجھے صدر کی دھونس مت دو۔ میرے پاس ایسے اختیارات ہیں کہ میں کہیں بھی اور کسی کو بھی چیک کر سکتا ہوں۔ جب تک میں مطمئن نہیں ہو جاتا تم دونوں یہیں رہو گے۔ ہم تمہارے کاغذات کی جانچ پڑتال کرائیں گے۔ اگر تم اوکے ہوئے تو چھوڑ دیئے جاؤ گے ورنہ"... کرنل سکارنو نے کہا۔

" ورنہ کیا"... ڈریک نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" یہ تمہیں بعد میں خود ہی معلوم ہو جائے گا"... کرنل سکارنو۔ غراتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ۔ تمہارا تعلق کسی سرکاری ایجنسی سے ہے"... ڈریک نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کرنل سکارنو کے جی بی تھری کے چیف ہیں"... میجر گروم۔ کہا۔

" میجر۔ ان دونوں کے کاغذات لے جاؤ اور انہیں اپنی نگرانی

چیک کراؤ اور کیپٹن آروف سے کہو کہ وہ آ کر ان دونوں کے میک اپ چیک کرے"... کرنل سکارنو نے میجر گروم کو سختی سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" میک اپ۔ ان پڑھ ہونے کے ساتھ ساتھ لگتا ہے تم دونوں کی نظریں بھی کمزور ہیں جو ہم تمہیں میک اپ زدہ خواتین دکھائی دے رہے ہیں۔ ہونہہ۔ میک اپ کرنا لڑکیوں کا شوق ہوتا ہے مردوں کا نہیں"... ریمنڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" شٹ اپ"... کرنل سکارنو نے کرخت لہجے میں کہا اور میجر گروم ان دونوں کو گھورتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

" کرنل۔ آخر ہمیں پتہ بھی تو چلے کہ ہماری اس طرح سے چیکنگ کیوں کی جا رہی ہے۔ ہم نے کیا کیا ہے"... ڈریک نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کرنل سکارنو سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہاں ہنگامی حالات نافذ ہیں۔ ہمیں جس پر شک پڑتا ہے ہم اس کی انتہائی سخت چیکنگ کرتے ہیں"... کرنل سکارنو نے کہا۔

" ہم پر شک کی وجہ"... ڈریک نے سر جھٹک کر کہا۔

" کوئی بھی وجہ ہو سکتی ہے۔ تم میرے شک کے دائرے میں آ گئے ہو۔ تم دونوں کی طرف سے میرا مطمئن ہونا ضروری ہے"... کرنل سکارنو نے خشک لہجے میں کہا۔

" اس شک کے دائرے سے نکلنے کے لئے ہمیں کیا کرنا ہو گا"... ڈریک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" انہیں شاید راک اینڈ رول کر کے دکھانا ہو گا ہمیں ۔ تب کہیں جا کر ہم اس کے شک سے باہر نکلیں گے "... ریمنڈ نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا تو کرنل سکارنو اسے گھور کر رہ گیا ۔ چند لمحوں بعد دو فوجی اندر آئے ۔ ان کے ہاتھوں میں دو بریف کیس تھے ۔ ان کے پیچھے ایک فوجی ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آ رہا تھا ۔ ٹرالی پر ایک عجیب مگر جدید ساخت کی مشین تھی جس کے ہک کے ساتھ ایک بڑا سا شیشے کا کنٹوپ لٹک رہا تھا ۔ ان تینوں نے آگے بڑھ کر کرنل سکارنو کو فوجی سلوٹ کیا۔

" کیپٹن ۔ ان دونوں کے میک اپ چیک کرو"... کرنل سکارنو نے ایک فوجی سے مخاطب ہو کر کہا جس کے سینے پر کیپٹن آروف کا بیج تھا۔

" یس سر"... کیپٹن آروف نے کہا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بریف کیس صوفے کے پاس پڑی میز پر رکھ دیا ۔ دوسرے نوجوان نے بھی اپنا بریف کیس اسی میز پر رکھ دیا تھا جبکہ تیسرا فوجی ٹرالی دھکیلتا ہوا مشین ڈریک اور ریمنڈ کے پاس لے گیا ۔ وہ دونوں خاموشی سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے ۔ کیپٹن آروف نے بریف کیس کھولا اور اس نے بریف کیس میں سے چند لوشن نکال کر میز پر رکھے اور بریف کیس سے کاٹن کا ایک رول نکال لیا۔

" سٹارل ۔ ان دونوں کے چہروں پر ایس کراٹ ون لوشن لگاؤ"... کیپٹن آروف نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا اور ایک شیشی

اور کاٹن رول اس کی طرف بڑھا دیا ۔ نوجوان نے شیشی اور کاٹن رول لیا اور ان دونوں کے قریب آ گیا اور پھر اس نے باری باری ریمنڈ اور ڈریک کے چہروں پر لوشن لگانا شروع کر دیا۔

" گڈ ۔ اب ان کے چہروں پر ری ڈم لگاؤ"... کیپٹن آروف نے اس کی طرف ایک اور شیشی بڑھاتے ہوئے کہا تو سٹارل نے اس شیشی سے زرد رنگ کا محلول کاٹن کے دوسرے ٹکڑے پر لگا کر ان کے چہروں پر لگانا شروع کر دیا ۔ ان دونوں کے چہروں پر عجیب سی چمک ابھر آئی تھی جیسے ان کے چہروں پر تیل لگا دیا گیا ہو ۔ کیپٹن آروف نے بریف کیس سے ایک سپرے گن نکالی اور ان کے قریب آ گیا ۔ سٹارل پیچھے ہٹ گیا تھا۔

" اب تم دونوں آنکھیں بند کر لو ۔ خبردار سپرے کے دوران اگر تم نے آنکھیں کھولیں تو اپنے نقصان کے تم خود ذمہ دار ہو گے"... کیپٹن آروف نے سخت لہجے میں کہا تو ڈریک اور ریمنڈ نے اثبات میں سر ہلا کر آنکھیں بند کر لیں۔

کیپٹن آروف نے گین کا کیپ اتارا اور پھر اس نے گین کا بٹن پریس کر کے ڈریک کے چہرے پر سپرے کرنا شروع کر دیا ۔ جوں جوں وہ ڈریک کے چہرے پر سپرے کرتا جا رہا تھا ڈریک کے چہرے پر بلبلے سے بننا شروع ہو گئے تھے ۔ کیپٹن آروف چند لمحے سپرے کرتا رہا پھر پیچھے ہٹ آیا مگر ڈریک کے چہرے کے خدوخال میں کوئی فرق نہیں آیا تھا ۔ کیپٹن آروف نے ریمنڈ کے چہرے پر بھی سپرے کیا مگر

اس کے چہرے پر بھی کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

" ان کے چہرے صاف کرو"... کیپٹن آروف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو سٹارل نے کاٹن سے ان کے چہرے صاف کرنا شروع کر دیئے۔ کیپٹن آروف نے ان دونوں کے چہروں پر مختلف لوشنز لگائے مگر ان دونوں کے چہروں پر کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

" نو سر۔ یہ میک اپ میں نہیں ہیں"... کیپٹن آروف نے اپنے تمام گر آزما لینے کے بعد کرنل سکارنو سے کہا۔

" ایم یو ڈبلیو مشین کا استعمال کرو ان پر"... کرنل سکارنو نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" یس سر"... کیپٹن آروف نے کہا۔ اس نے سٹارل کو اشارہ کیا تو وہ ٹرالی ڈریک کے سامنے لے آیا۔ اس نے مشین کے مختلف بٹن پریس کر کے اسے آن کیا اور پھر ہک سے لگا ہوا کنٹوپ اتار کر اس نے ڈریک کے چہرے پر چڑھا دیا اور اس کے سر کے پچھلے حصے کو تسموں سے باندھ کر اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ کنٹوپ کا رنگ بدلا اور اس میں زرد رنگ کا غبار سا بھر گیا۔ چند لمحوں تک اسی طرح غبار اڑتا رہا پھر سٹارل نے مشین کا بٹن پریس کر کے اسے آف کیا اور تسمے کھول کر ڈریک کے سر سے کنٹوپ اتار لیا۔ ڈریک کا چہرہ پسینے سے بھیگا ہوا تھا مگر اس کا چہرہ بالکل نارمل تھا۔

" نو سر"... کیپٹن آروف نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" دوسرے کو چیک کرو"... کرنل سکارنو نے کہا تو کیپٹن آروف

نے ریمنڈ کے سر پر کنٹوپ چڑھا کر اس کے چہرے کو چھپایا اور سٹارل نے ایک بار پھر مشین آن کر دی۔ کنٹوپ میں زرد رنگ کا غبار بھرا اور پھر سٹارل نے مشین آف کر دی۔ جب ریمنڈ کے چہرے سے کنٹوپ اتار گیا تو اس کے چہرے پر بھی کوئی تبدیلی نہیں تھی۔

" ٹھیک ہے۔ جاؤ تم سب"... کرنل سکارنو نے بیزاری سے کہا تو کیپٹن آروف اور اس کے ساتھی اپنے سامان سمیت وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

" کیا اب آپ کی تسلی ہو گئی ہے یا ابھی کچھ اور باقی ہے"... ڈریک نے کرنل سکارنو کی طرف طنز بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ کرنل سکارنو نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ اچانک کمرے میں میجر گروم داخل ہوا۔ اس نے آگے بڑھ کر کرنل سکارنو کے کان میں کچھ کہا تو کرنل سکارنو کا چہرہ بجھ سا گیا۔

" ٹھیک ہے۔ ان کے کاغذات پر سٹیمپ لگا کر انہیں کلیئر کر دو"... کرنل سکارنو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" کیا ہم جا سکتے ہیں"... ریمنڈ نے کرنل سکارنو کی طرف خشمگیں نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ تم جا سکتے ہو۔ تم دونوں کلیئر ہو"... کرنل سکارنو نے کہا۔

" ہم تو پہلے ہی کہہ رہے تھے۔ بہرحال کرنل سکارنو تم نے

ہمارے ساتھ جو سلوک کیا ہے اسے ہم ساری زندگی یاد رکھیں
گے"... ڈریک نے خشک لہجے میں کہا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور
اس کا کاندھا کرنل سکارنو سے ٹکرا گیا۔ کرنل سکارنو اسے غصیلی
نظروں سے گھورنے لگا۔

"سوری"... ڈریک نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ ریمنڈ بھی کرنل
سکارنو کو گھورتا ہوا ڈریک کے پیچھے چلا گیا تھا۔ میجر گروم نے کاؤنٹر پر
جا کر ان کے کاغذات پر مہریں لگائیں اور وہ دونوں کمرے سے باہر
نکلتے چلے گئے۔

"سر۔ آپ کا شک بے بنیاد ہی رہا ہے"... میجر گروم نے کرنل
سکارنو کی طرف واپس آکر کہا۔

"ہاں۔ کیپٹن آروف نے ان پر جدید سے جدید تکنیک استعمال
کی تھی مگر ان کے چہروں پر میک اپ ہوتا تو اب تک صاف ہو چکا
ہوتا"... کرنل سکارنو نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

"تب پھر ہمارے ایجنٹ نے ہمیں غلط رپورٹ دی تھی کہ
بلگارنیہ کا جاسوس میجر پرمود یہاں آرہا ہے"... میجر گروم نے کہا۔

"نہیں۔ وہ غلط اطلاع نہیں دے سکتا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ
میجر پرمود اور اس کا ساتھی اس طیارے میں نہ آیا ہو یا وہ راستے میں
کہیں ڈراپ ہو گئے ہوں"... کرنل سکارنو نے کہا۔

"یس سر۔ یہ ممکن ہے"... میجر گروم نے کہا۔

"بہرحال تم اپنی سیکورٹی ٹائٹ رکھو اور یہاں آنے والے ہر

طیارے کو چیک کرو۔ میجر پرمود جس میک اپ میں بھی یہاں آئے
گا وہ تمہاری نظروں سے بچ کر نہ جانے پائے"... کرنل سکارنو نے
کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر۔ اینٹی میک اپ کیمروں کی وجہ سے وہ
ہماری نظروں سے چھپ نہیں سکے گا"... میجر گروم نے کہا۔

"اینٹی میک اپ کیمروں سے اگر وہ چھپ بھی جائے تو تم ہر اس
شخص پر خاص نظر رکھنا جس کا قد کاٹھ میجر پرمود سے ملتا ہو۔ اسے
کیپٹن آروف کے حوالے کر دینا وہ اس کا میک اپ منٹوں میں صاف
کر دے گا"... کرنل سکارنو نے کہا۔

"یس سر۔ ایسا ہی ہو گا"... میجر گروم نے کہا۔

"تم پارکنگ سے میری کار نکالو میں کچھ دیر کے لئے ہیڈ کوارٹر جانا
چاہتا ہوں"... کرنل سکارنو نے کہا اور اس نے جیب سے چابی نکالی تو
اس کے ساتھ ایک نیلے رنگ کا کارڈ بھی اس کے ہاتھ میں آگیا۔ اس
نے کارڈ دیکھا جس پر ڈی فورٹین لکھا ہوا تھا۔

"ڈی فورٹین۔ کیا مطلب۔ یہ کارڈ میری جیب میں کہاں سے آ
گیا"... کرنل سکارنو نے حیرت سے کارڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔
دوسرے لمحے اس کے ذہن میں چھناکا سا ہوا اور وہ یکلخت اس بری
طرح سے اچھل پڑا جیسے اچانک اس کے پیروں میں بم خوفناک
دھماکے سے پھٹ پڑا ہو۔

"ڈی فورٹین۔ اوہ۔ اوہ۔ ڈی فورٹین تو میجر پرمود کا کوڈ

ہے"... اس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ
میجر گروم اس سے کچھ کہتا کرنل سکارنو بجلی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا
کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ اس کو اس طرح بھاگتے دیکھ کر نہ صرف میجر
گروم بلکہ کمرے میں موجود فوجی بھی حیران رہ گئے تھے۔

وہ تینوں فلیٹ کے الگ الگ ستونوں سے بری طرح سے
جکڑے ہوئے تھے۔ ان کے سر ڈھلکے ہوئے تھے اور یوں معلوم ہو رہا
تھا جیسے وہ بے ہوش ہوں۔ ان کے سامنے کرسی پر کراسٹی بڑے
اطمینان سے بیٹھی ایک رسالہ دیکھنے میں مصروف تھی۔ وہ رسالہ
دیکھتے ہوئے باری باری ان تینوں کی طرف بھی دیکھ رہی تھی جیسے
وہ ان کے خود بخود ہوش میں آنے کی منتظر ہو۔

کراسٹی نے بارٹر کے دونوں ساتھیوں کو بے ہوش کر کے پہلے
ہی باندھ دیا تھا۔ اسے بارٹر کا انتظار تھا جو اسے اسرائیل لے جانے
اور اسرائیلی وزیراعظم سے ملاقات کرانے کا انتظام کرنے گیا تھا۔ پھر
بارٹر نے باری باری اپنے دونوں ساتھیوں سے ایک سپیشل ٹرانسمیٹر
پر رابطہ بھی کیا تھا جو ان دونوں کے پاس تھے۔ کراسٹی نے ان
دونوں کے ٹرانسمیٹروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے ہی کارٹر اور سارٹر

کی آوازوں میں بارٹر سے بات کی تھی اور اسے مطمئن کرتے ہو
کہا تھا کہ کراسٹی ان کی نظروں میں ہے اور پھر چار گھنٹوں کے طو
انتظار کے بعد بارٹر واپس آگیا تھا۔ کراسٹی نے جان بوجھ کر فلیٹ
دروازہ لاک نہیں کیا تھا۔ بارٹر نے کال کر کے اسے اپنی آمد
بارے میں بتا دیا تھا۔

کراسٹی نے اس کے استقبال کی تیاری کر رکھی تھی۔
دروازے کی آڑ میں کھڑی ہو گئی تھی اور اس کے ہاتھوں میں ایک
بھاری ڈنڈا تھا۔ جب بارٹر دروازہ کھول کر اندر آیا تو کراسٹی نے ا
کے سر پر اس قدر زور سے ڈنڈا مارا کہ بارٹر چیختا ہوا گر پڑا۔ اس
پہلے کہ وہ اٹھتا کراسٹی نے اس کے سر پر ڈنڈے کی ایک اور بھر
ضرب لگا دی جس سے بارٹر وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑا تھا۔

کراسٹی نے ڈنڈا پھینک کر کمرے کے دروازے کو لاک کیا
پھر بارٹر کے بازو پکڑ کر اسے گھسیٹ کر کمرے کے وسط میں لے گ
اور پھر اس نے کمرے میں موجود تیسرے ستون کے ساتھ اسے
جکڑ دیا اور اور اطمینان سے ان کے سامنے کرسی ڈال کر بیٹھ گئ
اس کے پاس چونکہ ان تینوں کو ہوش میں لانے کا کوئی ذریعہ نہ
تھا اس لئے وہ ان کے خود بخود ہوش میں آنے کا انتظار کر رہی تھی
پھر ایک گھنٹے کے مزید انتظار کے بعد سب سے پہلے بارٹر کے جسم
حرکت پیدا ہوئی۔ کراسٹی نے چونکہ اس کے سر پر ڈنڈے مارے
اس لئے دوسرے ساتھیوں سے پہلے اسے ہوش آگیا تھا جبکہ اس

ساتھیوں کو کراسٹی نے جس گیس سے بے ہوش کیا تھا ان کا ابھی
مزید کئی گھنٹوں تک ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ بارٹر
نے آنکھیں کھولیں تو چند لمحے وہ کراہتا رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور
بیدار ہوا تو وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ۔ یہ۔ یہ کیا"... اس نے خود کو اور اپنے ساتھیوں کو
اس طرح بندھا ہوا دیکھ کر بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہی جو تم دیکھ رہے ہو"... کراسٹی نے کہا اور رسالہ سائیڈ کی
ٹیبل پر رکھتی ہوئی وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"کراسٹی تم"... بارٹر نے کراسٹی کی طرف دیکھ کر غصیلے لہجے میں
کہنا چاہا مگر پھر سر کی چوٹ نے اسے بے اختیار کراہنے پر مجبور کر دیا۔

"تم اسرائیلی وزیراعظم سے ملاقات کرانے کا انتظام کرنے گئے
تھے۔ اس کا کیا ہوا"... کراسٹی نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے تم سے ملنے سے انکار کر دیا ہے"... بارٹر نے کہا۔

"کیوں"... کراسٹی نے پوچھا۔

"ان کا کہنا ہے اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو ہم تمہارے بھائی
سی کاک اور اس کے سارے سیٹ اپ کو ختم کر دیں گے اس لئے
تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ ہماری بات مان جاؤ"... بارٹر نے کہا۔

"یہ جانے بغیر ہی تمہاری بات مان جاؤں کہ میرا بھائی تمہارے
قبضے میں ہے بھی یا نہیں"... کراسٹی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"وہ ہمارے قبضے میں ہی ہے کراسٹی۔ تمہاری اس سے بات

کرائی جا سکتی ہے"... بارٹر نے کہا۔
"تو کراؤ بات"... کراسٹی نے کہا۔
"مجھے کھولو۔ میں اپنے سپیشل ٹرانسمیٹر پر تمہاری بات ک
ہوں"... بارٹر نے کہا تو کراسٹی نے اس کی تلاشی لینی شروع کر دی
"یہ۔ یہ تم کیا کر رہی ہو"... بارٹر نے چونک کر کہا۔ کراسٹی
اس کی کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک جدید ٹرانسمیٹر نکال لیا۔
"یہی ہے تمہارا اسپیشل ٹرانسمیٹر"... کراسٹی نے کہا۔
"ہاں"... بارٹر نے سر جھٹک کر کہا۔
"فریکونسی بتاؤ۔ میں تمہاری بات کراتی ہوں تمہارے ساتھ
سے"... کراسٹی نے کہا۔
"نہیں۔ فریکونسی میں خود ملاؤں گا۔ تم مجھے کھولو"... بارٹر
کہا۔
"بارٹر۔ تم اور تمہارے ساتھی میرے رحم و کرم پر ہیں۔
یہاں تمہارا بھیانک حشر بھی کروں گی تو کسی کو خبر نہیں ہو گی
لئے تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ جو میں کہتی جاؤں وہ کرتے جا
کراسٹی نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"کراسٹی تم بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال رہی ہو۔ اس کا
جانتی ہو"... بارٹر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔
"انجام کی فکر مجھے نہیں تمہیں کرنی چاہئے بارٹر۔ فلیٹ
دیواریں دیکھو۔ میں نے فلیٹ کو مکمل طور پر ساؤنڈ پروف کر د

تم اگر حلق پھاڑ پھاڑ کر بھی چیخو گے تو یہاں تمہاری چیخیں سن کر
کوئی نہیں آئے گا"... کراسٹی نے کہا تو بارٹر چونک کر فلیٹ کی
دیواروں کو دیکھنے لگا جس پر اب واقعی ربڑ کی موٹی موٹی چادریں
چڑھی ہوئی تھیں۔ فلیٹ کے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند تھیں اور
ان پر بھی ربڑ کی چادریں تھیں۔
"تو تم مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر تشدد کرو گی"... بارٹر نے
زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔
"ضرورت پڑنے پر میں ایسا بھی کر سکتی ہوں"... کراسٹی نے کہا۔
وہ دائیں طرف بڑھی اور اس نے کارنس پر پڑا ہوا اپنا پسٹل اٹھا لیا جو
اس نے الماری کے نیچے سے نکال کر پہلے ہی وہاں رکھ لیا تھا۔ کارٹر
اور سارٹر کی جیبوں سے بھی مشین پسٹل نکلے تھے جو اس نے کارنس
پر ہی رکھے ہوئے تھے۔
"تم کچھ بھی کر لو کراسٹی۔ ہم تربیت یافتہ ہیں۔ تم ہم سے کچھ
بھی نہیں اگلوا سکو گی"... بارٹر نے کہا۔
"دیکھتی ہوں تم کس قدر تربیت یافتہ ہو"... کراسٹی نے کہا اور
ساتھ ہی اس نے بارٹر کے پاؤں پر ایک فائر کر دیا۔ زور دار دھماکے
کے ساتھ کمرہ بارٹر کی تیز چیخ سے گونج اٹھا۔ کراسٹی نے اس کی پنڈلی
میں گولی ماری تھی۔
"حیرت ہے۔ تربیت یافتہ ہو کر چیخ رہے ہو"... کراسٹی نے کہا
اور ساتھ ہی اس نے اس کی دوسری پنڈلی پر فائر کر دیا۔ بارٹر حقیقتاً

حلق کے بل چیخنے لگا تھا۔ اس کی دونوں پنڈلیوں میں گولیاں گھس کر دوسری طرف نکل گئی تھیں اور اس کی پنڈلیوں سے خون ابل پڑا تھا۔

" اب ایک ایک گولی مجھے تمہارے دائیں اور بائیں کاندھے پر مارنی چاہیئے "... کراسٹی نے کہا اور پھر اس نے واقعی پسٹل کا دو بار ٹریگر دبایا اور بارٹر کے دونوں کاندھوں میں سوراخ ہوتے چلے گئے۔ بارٹر کا چہرہ شدید تکلیف سے بگڑ گیا تھا۔

" تمہارے سر، تمہاری گردن یا پھر تمہارے پیٹ میں، میں نے گولی ماری تو تم ہلاک ہو جاؤ گے اس لئے "... کراسٹی نے کہا اور پھر اس نے دو گولیاں بارٹر کی دونوں رانوں میں مار دیں۔ اب تو کمرہ بارٹر کی دلخراش چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔ وہ دائیں بائیں بری طرح سے سر مار رہا تھا۔ اگر وہ رسیوں سے نہ بندھا ہوتا تو زمین پر یقیناً ذبح کئے ہوئے بکرے کی طرح تڑپنے لگتا۔

" واقعی خاصے تربیت یافتہ ہو۔ چھ گولیاں ہضم کر چکے ہو اس کے باوجود سوائے چیخوں کے تمہارے منہ سے کچھ نہیں نکل رہا۔ ٹھہرو۔ میں پسٹل دوبارہ لوڈ کر لوں۔ دو چار گولیاں اور ہضم کر لو تو شاید تمہارا منہ کھل جائے "... کراسٹی نے کہا۔ وہ کارنس کی طرف بڑھی اور اس نے پہلا پسٹل رکھ کر دوسرا پسٹل اٹھا لیا۔

" ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ اس میں گولیاں بھی زیادہ ہیں اور اس کے ٹریگر کو بار بار مجھے دبانے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔ ایک

بار ٹریگر دبانے سے ہی اس سے گولیوں کی بوچھاڑ ہو گی اور تمہارے جسم کے چیتھڑے اڑ جائیں گے "... کراسٹی نے مشین پسٹل بارٹر کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز اس قدر بے رحمانہ تھا کہ یکبارگی بارٹر پوری جان سے لرز اٹھا تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھ رہا تھا جو بظاہر معصوم نظر آ رہی تھی مگر وہ جس سفاکی سے بارٹر پر گولیاں برسا رہی تھی اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کس قدر سخت دل ہے۔

" تت۔ تم۔ تم کیا چاہتی ہو "... بارٹر نے کراہتے ہوئے کہا۔

" پہلے تم مجھے اس ٹرانسمیٹر کی فریکونسی بتاؤ۔ پھر میں بتاؤں گی کہ میں کیا چاہتی ہوں "... کراسٹی نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں تمہیں فریکونسی بتا دیتا ہوں "... بارٹر نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر کی فریکونسی بتا دی۔

" گڈ۔ یہ ہوئی نا بات۔ اب میں فریکونسی ایڈجسٹ کرتی ہوں تم اپنے ساتھیوں سے بات کرو اور انہیں حکم دو کہ وہ سی کاک کو چھوڑ دیں۔ جس طرح وہ سی کاک کو لے کر اسرائیل گئے تھے اسی طرح وہ اسے لے کر ایکریمیا آ جائیں اور انہیں مزید حکم دو کہ وہ سی کاک کے تمام اڈوں سے اپنا ہولڈ ختم کر دیں "... کراسٹی نے کہا تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا میں ایسا نہیں کر سکتا "... بارٹر نے خوف سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے

کہا۔

" کیوں ۔ ایسا کیوں نہیں ہو سکتا"... کراسٹی نے چونکتے ہوئے کہا۔

" یہ سارا سیٹ اپ پرائم منسٹر کے حکم سے بنایا گیا ہے ۔ اس سیٹ اپ کو پرائم منسٹر کے سوا کوئی ختم نہیں کر سکتا"... بارٹر نے کہا۔

" سیٹ اپ ۔ کیسا سیٹ اپ"... کراسٹی نے چونک کر کہا تو بارٹر کے چہرے کا ایک لمحے کے لئے رنگ اڑ گیا مگر اس نے فوراً ہی خود کو سنبھال لیا تھا۔

" سی کاک کو قبضے میں لینے، اس کے اڈوں کا ہولڈ اور تمہیں اس بات کے لئے مجبور کرنے کا سیٹ اپ کہ تم ساک لینڈ جا کر ہمارے لئے سلور پاور حاصل کر سکو"... بارٹر نے کہا تو کراسٹی غور سے اسے دیکھنے لگی ۔ اس نے صاف محسوس کر لیا تھا کہ بارٹر نے فوراً بات بدلنے کی کوشش کی ہے۔

" بارٹر ۔ سچ بتاؤ کیا اسرائیل واقعی سلور پاور کے حصول کا خواہش مند ہے"... کراسٹی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ کیوں"... بارٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہونہہ ۔ تم اس قدر احمق معلوم نہیں ہوتے جتنا بن رہے ہو ۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ تم نے مجھے جو نئی کہانی سنائی ہے میں اس پر

یقین کر لوں گی"... کراسٹی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب"... بارٹر نے چونک کر کہا۔ اس کا رنگ یکلخت متغیر ہو گیا تھا۔

" تم نے مجھے سلور پاور کی جو کہانی سنائی تھی اس میں کئی جھول تھے ۔ تم نے کہا تھا کہ تمہارا ایجنٹ جن سلور سٹونز کو لے کر نکلا تھا وہ انہیں لے کر اسرائیل آ رہا تھا اور اس نے طیارہ چارٹرڈ کرا رکھا تھا چارٹر طیارے کو بالخصوص عام روٹ سے ہٹ کر اور ڈائریکٹ کسی ملک میں جانے کے لئے بھیجا جاتا ہے مگر اس کے روٹ میں اتنا فرق نہیں ہوتا کہ اسے اڑایا نارتھ کے لئے جائے اور وہ ایسٹ کی طرف پرواز کرے ۔ تم نے کہا تھا کہ چارٹر طیارہ سمندر میں گر کر تباہ ہو گیا تھا جبکہ اسرائیل اور اوٹان مخالف سمتوں میں ہے۔

پھر تم نے کہا کہ سلور پاور تباہ شدہ جہاز کے ملبے کے ساتھ اوٹان کے ہاتھ لگ گیا ہے ۔ انہوں نے اس ڈائری کو بھی تلاش کر لیا تھا جس میں تمہارے ملک کے ایجنٹ نے سلور پاور کی تمام حقیقت اور اس کے حصول کا طریقہ تحریر کر رکھا تھا۔ ایجنٹ سلور پاور کی اہمیت کے بارے میں تو لکھ سکتا ہے اسے ڈائری میں اس کے حصول کا مقصد لکھنے کی کیا ضرورت تھی ۔ بہرحال تم نے کہا کہ اوٹانی حکمرانوں نے سلور پاور اپنے قبضے میں لے کر بلگارنیہ اور پاکیشیا سے باقاعدہ سودے بازی شروع کر دی ہے۔

اوٹان ایک مسلم ملک ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ اس اسلامی

ملک میں اسرائیل کے ایجنٹ موجود نہ ہوں ۔ تمہارے کہنے کے مطابق سلور پاور جس بریف کیس میں رکھے گئے تھے ان کو اس بریف کیس سے نہیں نکالا گیا تھا اور اس خاص بریف کیس کی وجہ سے سلور سٹونز اسرائیل کی نظروں میں تھے ۔ پھر تمہیں میرے ساتھ اور میرے بھائی کے لئے اس قدر عجیب و غریب سیٹ اپ بنانے کی کیا ضرورت تھی اور تم لوگوں کے پاس میرے وہ فوٹو گرافس بھی موجود ہیں جب میں پاکیشیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے ساتھ تھی ۔

تمہارا کہنا ہے کہ تم مجھ پر شروع سے نظر رکھے ہوئے ہو ۔ کیوں کیا تم یہ سب پہلے سے ہی جانتے تھے کہ یہ کچھ ہو گا اور تم میرے بھائی کے گرد اپنا شکنجہ تنگ کر کے مجھے ساک لینڈ جانے کے لئے مجبور کر دو گے کہ میں ہی وہاں سے تمہارے لئے سلور پاور حاصل کروں "... کراسٹی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" تو تمہارا کیا خیال ہے ہم یہ سب کیوں کر رہے ہیں "... بارٹر نے اسے خونی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" یہ تم بتاؤ گے ۔ تم نہیں تو تمہارے یہ ساتھی بتائیں گے ۔ میں انہیں مجبور کر دوں گی کہ وہ اصل حقیقت بتائیں "... کراسٹی نے غراتے ہوئے کہا۔

" تم غلط سوچ رہی ہو کراسٹی ۔ ایسا کچھ نہیں ہے ۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ہم ساک لینڈ جا کر کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتے ۔ اگر

ہم نے وہاں کارروائی کی تو نہ صرف وہاں ہم اوپن ہو جائیں گے بلکہ دوسرے سپر پاورز کو بھی سلور پاور کا پتہ چل جائے گا اور پھر ساری دنیا کی ایجنسیاں سلور پاور کے حصول کے لئے نکل کھڑی ہوں گی ۔ اسرائیل سلور پاور کو ایکریمیا کی نظروں سے بھی بچانا چاہتا ہے "... بارٹر نے کہا۔

" میں نہیں مانتی "... کراسٹی نے سر جھٹک کر کہا۔

" نہ مانو "... بارٹر نے کہا۔

" تو تم نہیں بتاؤ گے "... کراسٹی نے غراتے ہوئے کہا۔

" جب کوئی ایسی بات ہے ہی نہیں تو کیا بتاؤں "... بارٹر نے کہا۔

" اسرائیل پاکیشیا کے خلاف جو سازش کر رہا ہے اس کے بارے میں تم کیا جانتے ہو "... کراسٹی نے کہا تو اس بار بارٹر کی آنکھیں پھیل گئیں ۔ کراسٹی نے اس کے چہرے پر حیرت اور پریشانی کے تاثرات صاف دیکھ لئے تھے ۔

" کیسی سازش ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو "... بارٹر نے منہ بنا کر کہا۔ اسی لمحے سارٹر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں ۔ سب کو بندھا دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک پڑا۔

" یہ ۔ یہ کیا ۔ بب ۔ باس "... اس نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بارٹر اور کراسٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے کارٹر کو بھی ہوش آ گیا ۔ اس کی حالت بھی سارٹر سے مختلف نہ ہوئی تھی البتہ

باس اور خود کو بندھے دیکھ کر اور کراسٹی کو باس کے سامنے مشین پسٹل لئے کھڑی دیکھ کر اس کے چہرے پر غصہ آ گیا تھا۔ باس کو شدید زخمی حالت میں دیکھ کر اس کی آنکھیں شعلے اگلنے لگی تھیں۔ وہ اپنے جسم کو زور زور سے جھٹکے دینے لگا۔ جیسے ہی وہ اپنی طاقت سے رسیاں توڑ دے گا۔ یہ دیکھ کر کراسٹی پیچھے ہٹی اور اس نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ مشین پسٹل سے بے شمار گولیاں نکلیں اور کارٹر کا جسم شہد کی مکھیوں کا چھتہ بنتا چلا گیا۔ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخیں بے حد درد ناک تھیں۔ اس کے جسم کو زور دار جھٹکے لگے اور پھر اس کا سر ڈھلکتا چلا گیا۔

"یہ۔ یہ تم نے کیا کیا۔ تت۔ تم نے کارٹر کو ہلاک کر دیا۔ اوہ اوہ۔ رئیلی ویری بیڈ"... بارٹر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ سارٹر پھٹی پھٹی آنکھوں سے کراسٹی کو دیکھ رہا تھا۔ کراسٹی نے مشین پسٹل کا رخ سارٹر کی طرف کیا تو اس کا رنگ فق ہو گیا۔

"نن۔ نہیں۔ نہیں۔ مجھے مت مارنا۔ مم۔ میں۔ میں"... سارٹر نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا مگر کراسٹی نے اس پر بھی فائرنگ کر دی۔ سارٹر بھی کارٹر کی طرح چیختا ہوا ہلاک ہو گیا تو بارٹر کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے۔ وہ کراسٹی کی طرف یوں دیکھ رہا تھا جیسے کراسٹی موت کا دوسرا روپ ہو۔

"یہ۔ یہ تم کیا کر رہی ہو۔ تم نے میرے ساتھیوں کو کیوں

ہلاک کیا ہے"... بارٹر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے ان کی شکلیں پسند نہیں تھیں اس لئے میں نے ان کو ہلاک کر دیا"... کراسٹی نے کہا۔

"تت۔ تم بے حد سفاک، بے رحم اور ظالم ہو کراسٹی۔ میں تمہارے اس بھیانک روپ سے واقف نہ تھا ورنہ"... بارٹر نے غراتے ہوئے کہا۔ شدید زخمی ہونے کے باوجود اس کا لہجہ ابھی تک نہ بدلا تھا حالانکہ زخموں سے خون مسلسل بہہ رہا تھا جس کی وجہ سے اس کا رنگ زرد سے زرد ہوتا جا رہا تھا جس سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ وہ کس قدر قوت ارادی کا مالک ہے۔

"ابھی تم نے میرا بھیانک روپ دیکھا ہی کہاں ہے بارٹر۔ تم نے میرا بھیانک روپ دیکھ لیا تو تمہاری روح تک کانپ اٹھے گی"... کراسٹی نے سفاکی سے کہا۔

"تت۔ تم۔ تم"... بارٹر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اب بولو۔ کیا کہتے ہو۔ مجھے تم پاکیشیا کے خلاف ہونے والی سازش کے بارے میں کچھ بتا رہے ہو یا نہیں"... کراسٹی نے کہا۔

"ہونہہ۔ تم بلاوجہ اپنا وقت برباد کر رہی ہو کراسٹی۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہے"... بارٹر نے سر جھٹک کر کہا۔

"اوکے۔ حقیقت جاننے کے لئے میرے پاس ایک اور راستہ بھی ہے"... کراسٹی نے کہا تو بارٹر بری طرح سے چونک پڑا۔

"کیا مطلب"... اس نے چونک کر کہا۔

"ابھی بتاتی ہوں۔ پہلے تمہارا منہ تو بند کر لوں"... کراسٹی نے کہا اور اس نے مشین پسٹل اپنی بیلٹ میں اڑسا اور پھر مڑ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھوں میں ایک پٹی اور پٹی کا بنا ہوا ایک گولہ تھا۔ شاید وہ دوسرے کمرے سے کوئی چادر پھاڑ کر لائی تھی۔

"یہ تم کیا کر رہی ہو۔ تم۔ تم"... بارٹر نے چیختے ہوئے کہا۔

"منہ کھولو"... کراسٹی نے اس کے سامنے آ کر کہا تو بارٹر نے بجائے منہ کھولنے کے اور سختی سے منہ بند کر لیا۔ یہ دیکھ کر کراسٹی نے اس کے منہ پر اس زور سے مکا مارا کہ اس کا منہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ بارٹر کا منہ بند ہوتا اس نے بارٹر کے منہ میں کپڑے کا گولہ ٹھونس دیا اور اس کے منہ اور سر کے گرد پٹی لپیٹ دی۔

"اب ٹھیک ہے"... کراسٹی نے دونوں ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا اور اس نے جیب سے بارٹر کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ بارٹر کی بتائی ہوئی فریکونسی ملاتی اچانک ٹرانسمیٹر جاگ پڑا اور اس سے مترنم سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ سکرین پر پی ایم آئی کے الفاظ جگمگا رہے تھے۔

"پرائم منسٹر آف اسرائیل۔ گڈ"... کراسٹی نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔ اس نے فوراً ایک بٹن پریس کر کے ٹرانسمیٹر آن کر کے کان سے لگا لیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ پی ایم کالنگ"... دوسری طرف سے اسرائیلی پرائم منسٹر کی مخصوص آواز سنائی دی۔ یہ چونکہ جدید موبائل فون کی طرز کا ٹرانسمیٹر تھا اس لئے اس میں بار بار اوور نہ کہنا پڑتا تھا۔

"یس۔ بارٹر اٹنڈنگ یو"... کراسٹی نے بارٹر کے لہجے میں کہا۔ اس کے منہ سے اپنی آواز سن کر بارٹر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔ ایک لڑکی اس طرح مردانہ آواز نکال سکتی تھی اور وہ بھی اس کے لب و لہجے میں یہ واقعی اس کے لئے انتہائی حیرت انگیز تھا۔

"بارٹر۔ تم نے کراسٹی کے بارے میں ابھی تک رپورٹ کیوں نہیں دی"... دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"کراسٹی کو میں نے ٹریس کر لیا ہے سر"... کراسٹی نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ۔ کہاں ہے وہ"... پرائم منسٹر نے کراسٹی کو بارٹر سمجھ کر کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"وہ میری نظروں میں ہیں سر"... کراسٹی نے کہا۔

"گڈ۔ کراسٹی کے گرد اپنا گھیرا تنگ کر دو تاکہ وہ۔ اوہ۔ اوہ۔ ایک منٹ"... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"کیا ہوا سر"... کراسٹی نے چونک کر بارٹر کے لہجے میں کہا مگر دوسری طرف سے اسے کوئی آواز سنائی نہ دی۔ پھر اچانک کراسٹی کو ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے دوسری طرف گھوں گھوں کی آواز کے ساتھ کوئی مشین چل پڑی ہو۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کرنل بارٹر۔ کیا تم لائن پر ہو"... دوسری ط
سے پرائم منسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں آن لائن ہوں"... کراسٹی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کمپیوٹر مشین اس آواز کو اوکے نہیں کر رہی۔
آواز کرنل بارٹر کی نہیں ہے"... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرا
یکلخت اچھل پڑی۔

"کون ہو تم۔ جلدی بتاؤ"... کرنل بارٹر کہاں ہے"... دو
طرف سے اسرائیلی پرائم منسٹر نے چیختے ہوئے کہا تو کراسٹی
ٹرانسمیٹر فوراً کان سے ہٹا لیا اور اس کا بٹن پریس کر کے اسے آف
دیا۔

"ہونہہ۔ تو انہوں نے میری آواز کو کمپیوٹر مشین سے چیک
لیا ہے"... کراسٹی نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا۔ اچانک
ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر سیٹی کی مترنم آواز نکلی تو کراسٹی نے چونک
کر دیکھا تو اسے سکرین پر ایک سرخ رنگ کا نقطہ سا چمکتا ہوا دکھا
دیا۔ اس نقطے کو دیکھ کر کراسٹی نے بے اختیار اور بوکھلا کر ٹرانسم
دور پھینک دیا۔ جیسے ہی ٹرانسمیٹر فرش سے ٹکرایا یکلخت ایک
ہولناک دھماکہ ہوا۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ کراسٹی اچھل
دور جا گری۔ ساتھ ہی تیز گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ فلیٹ کی چھ
اور اس کی دیواریں کراسٹی کو اپنے جسم پر گرتی ہوئی محسوس ہوئی
اور پھر اس کا ذہن تاریک ہوتا چلا گیا۔ شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

عمران اپنی ٹیم کے سات افراد کے ساتھ ساک لینڈ کے
دارالحکومت کے ایک فائیو سٹار ہوٹل میں موجود تھا۔ وہ سب مختلف
فلائٹوں اور مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے ساک لینڈ پہنچے تھے اور
پھر وہ اس ہوٹل میں ایک جگہ جمع ہو گئے تھے۔ عمران نے ان سب
کو کے آر ایس پلاسٹک سرجری ٹائپ کے میک اپ میں رہنے کی
ہدایات دی تھیں تا کہ ان کا میک اپ کسی کیمیکل یا جدید سے جدید
میک اپ واشر سے واش نہ ہو سکے اور نہ ہی کسی جدید کیمرے سے
ان کا اصلی چہرہ کسی کے سامنے آ سکے۔ ٹیم ممبران میں جولیا، صالحہ،
صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل، جوزف اور جوانا شامل تھے۔

سر سلطان نے عمران کو آفس بلا کر اسے سلور پاور کے بارے
میں تفصیلات بتائی تھیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ اوٹان حکومت نے
سونے کے ایک بہت بڑے ذخیرے کے بدلے میں سلور پاور دینے کا

وعدہ کیا ۔ ایسا ہی وعدہ انہوں نے بلگارنوی حکومت سے بھی کر رکھا
ہے ۔ سر سلطان نے سلور پاور کی حقیقت عمران کو بتاتے ہوئے
تھا کہ اس سے پہلے کہ اوٹان حکومت بلگارنیہ یا پاکیشیا میں سے کسی
ایک ملک کو سلور پاور دینے کا اعلان کرتی ان کے خفیہ سٹرانگ روم
سے سلور پاور کو اڑا لیا گیا ہے ۔ اس کے لئے غیر ملکی ایجنٹوں نے
اوٹانی وزارت خارجہ کے سیکرٹری کو اپنے قبضہ میں کر کے اس پر
شدید تشدد کر کے ان سے سلور پاور اور ان کے خفیہ سٹرانگ روم
کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر انہوں نے سٹرانگ روم
کو بموں سے اڑا دیا اور وہاں سے سلور پاور نکال کر لے گئے ۔

اوٹانی حکومت سلور پاور اور ان مجرموں کا سراغ لگانے کی ہر
ممکن کوشش کر رہی ہے مگر ان کی کوششیں ناکام رہی ہیں
انہوں نے بلگارنیہ اور پاکیشیا سے معذرت کر لی ہے لیکن چونکہ سلور
پاور پر دونوں ممالک کا حق ہے اس لئے کوئی دوسرا ملک اسے کیسے
حاصل کر سکتا ہے ۔ صدر مملکت نے بالخصوص سر سلطان کو فون
کے ایکسٹو کو یہ پیغام دیا تھا کہ وہ اوٹان جا کر تحقیقات کرائے اور
معلوم کرے کہ آیا واقعی اوٹان سے سلور پاور اڑائے گئے ہیں یا
اوٹانی حکومت نے اس کے لئے کسی سپر پاور سے خفیہ معاہدہ کر لیا
ہے اور اگر واقعی سلور پاور اوٹان کے پاس ہیں یا انہیں کسی
دوسرے ملک کے ایجنٹوں نے اڑا لیا ہے تو ایکسٹو سلور پاور کا سراغ
لگائے اور جیسے بھی ممکن ہو سلور پاور پاکیشیا کے لئے حاصل کرے۔

سلور پاور کا پاکیشیا میں آنے کا مطلب تھا کہ پاکیشیا سپر پاورز کی
صف اول میں شامل ہو جاتا ۔ سلور پاور کی وجہ سے پاکیشیا کی ایٹمی
ٹیکنالوجی میں ہزاروں گنا طاقت کا اضافہ ہو سکتا تھا اور پھر دشمن کبھی
اس کے سامنے سر اٹھانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا ۔ سلور پاور کی
حقیقت عمران سے بھی چھپی ہوئی نہیں تھی لیکن اسے اس طریق کار
پر حیرت ہو رہی تھی جس طریقے سے سلور پاور اوٹان پہنچا تھا ۔ اسے
یہ ساری ڈاجنگ گیم معلوم ہو رہی تھی۔

سلور پاور جیسی قیمتی دھات پر اگر اسرائیل کی نظر پڑ چکی تھی اور
وہ اس کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا تو یہ ممکن ہی نہ تھا کہ اسرائیلی
ایجنٹ اسے اوٹان سے دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش نہ کرتے اور
پھر سلور پاور کو جس چارٹرڈ طیارے سے اسرائیل لے جایا جا رہا تھا
اس کا اوٹان کی طرف جانا اور پھر اس طیارے کا وہاں گر کر تباہ ہونا
بھی عمران کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا ۔ پھر عمران نے خود اس سارے
معاملے کی تحقیقات کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا ۔ وہ ذاتی طور پر اوٹان
گیا تھا اور اس نے ہر زاویے اور ہر پہلو سے تحقیقات کیں ۔ خاص
طور پر اس نے تباہ شدہ طیارے کے ملبے کا جائزہ لیا اور اس طیارے
سے نکلنے والے بلیک باکس کی رپورٹس بھی حاصل کیں تو اسے
معلوم ہوا کہ طیارہ چند فنی وجوہات کی وجہ سے اپنے روٹ سے ہٹ
گیا تھا اور اس کی رفتار اس قدر تیز ہو گئی تھی کہ وہ کسی طرح پائلٹ
اور کو پائلٹ کے کنٹرول میں نہیں آ رہا تھا ۔ اس کا روٹ بھی اسی فنی

خرابی کی وجہ سے تبدیل ہو گیا تھا جس کی وجہ سے طیارہ اوٹان میں گرا تھا۔

اس کے بعد عمران نے وزارت خارجہ کے سیکرٹری کے قتل کی تحقیقات کیں اور پھر اس نے سٹرانگ روم کا بھی معائنہ کیا جسے بموں سے اڑایا گیا تھا۔ سٹرانگ روم کے ملبے کے پاس اسے ایک چھوٹا سا بیج ملا تھا جس پر سرخ رنگ کے تین ناگ بنے ہوئے تھے۔ ناگ انگریزی کے حرف کے جی بی کی شکل میں بنے ہوئے تھے اور ان کے درمیان نیلے رنگ میں تھری لکھا ہوا تھا۔ اس بیج کو دیکھ کر عمران سمجھ گیا تھا کہ سلور پاور کو اوٹان سے حاصل کرنے والے کے جی بی تھری کے افراد تھے جن کا تعلق روسیاہ سے الحاق شدہ ملک ساک لینڈ سے ہے۔ روسیاہ میں کے جی بی تھری کا نیٹ ورک تھا جبکہ ساک لینڈ میں بھی ایک ایسی ہی ایجنسی کام کرتی تھی جو کے جی بی تھری کہلاتی تھی۔

اس ایجنسی کا تعلق ساک لینڈ کی سیکرٹ سروس سے تو نہیں تھا مگر اس کا دائرہ اختیار ساک لینڈ کی سیکرٹ سروس سے کہیں زیادہ تھا اور ساک لینڈ میں جو اختیارات اور مراعات کے جی بی تھری کو حاصل تھیں وہ کسی بھی دوسری ایجنسی کو نہ تھیں۔ اس بیج کو دیکھ کر ہی عمران کو یقین ہو گیا تھا کہ واقعی سلور پاور اوٹان میں موجود تھا۔ کے جی بی تھری نے سلور پاور کے حصول کے لئے جس قدر کارروائی کی تھی اس سے سلور پاور کی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔ روسیاہ

اگر سلور پاور کو اپنی ایٹمی ٹیکنالوجی کے استعمال میں لے آتا تو اس کی ٹوٹی ہوئی کمر پھر سے جڑ سکتی تھی اور اس بار اگر وہ سر اٹھانے میں کامیاب ہو جاتا تو پوری دنیا کی ایٹمی ٹیکنالوجی اس کے سامنے ہیچ ہو کر رہ جاتی۔

روسیاہ سب سے پہلے بہادرستان پر اپنا تسلط قائم کرتا جس کی وجہ سے وہ بے پناہ زخم کھائے ہوئے تھا اور بہادرستان پر اس کا قبضہ ہونے کا مطلب تھا کہ وہ پاکیشیا اور اس کے ارد گرد کے دوسرے اسلامی ممالک پر بھی اپنا سکہ جما سکتا تھا جہاں جزوی طور پر ایکریمیا اور اس کے اتحادیوں کا کنٹرول تھا اس لئے عمران نے سلور پاور کو روسیاہ کے ہاتھوں میں جانے سے بچانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ سلور پاور سے پاکیشیا کے بھی چونکہ مفادات وابستہ تھے اس لئے عمران نے سلور پاور حاصل کرنے کے لئے اپنی ٹیم کے ساتھ ساک لینڈ جانے کا حتمی فیصلہ کر لیا تھا۔

اسے اس بات پر بھی حیرت تھی کہ سلور پاور اگر ساک لینڈ کے پاس ہے اور اس کے حصول کے لئے اسرائیل بھی کوشش کر رہا ہے تو پھر اب تک اسرائیل نے ساک لینڈ پر ہاتھ کیوں نہیں ڈالا تھا۔ ساک لینڈ کو جو مراعات اسرائیل دے سکتا تھا وہ شاید روسیاہ بھی نہیں دے سکتا تھا۔ بہرحال سلور پاور روسیاہ کے پاس جاتا یا اسرائیل کے پاس عمران کو یہ دونوں باتیں ہی منظور نہ تھیں اس لئے وہ اوٹان سے واپس پاکیشیا آیا اور اس نے بلیک زیرو کو تمام

حالات سے بریف کیا اور پھر اپنی ٹیم لے کر ساک لینڈ روانہ ہو گیا
اس نے جولیا اور ٹیم کے ممبران کو فقط اتنا ہی بتایا تھا کہ ا
ساک لینڈ میں ایک تیز رفتار اور فوری مشن مکمل کرنا ہے جس
تفصیلات وہ ساک لینڈ پہنچ کر بتائے گا۔ ساک لینڈ جانے سے
اس نے ساک لینڈ میں موجود اپنے ایجنٹ کو متحرک کر دیا تھا
کی رپورٹ کے مطابق ساک لینڈ میں سخت ہنگامی حالات نافذ ت
ساک لینڈ میں داخلے کے تمام راستوں پر پہرے لگا دیئے گئے تھ
کسی خاص وجہ سے وہاں آنے جانے والے ہر شخص کی سخت چیکنگ
کی جا رہی تھی۔ اس چیکنگ میں سب سے زیادہ متحرک کے جی
تھری تھی جس کا چیف کرنل سکارنو ساک لینڈ میں داخل ہو
والے ہر فرد پر گہری نظر رکھتا تھا۔

عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ تمام ہنگامی حالات سلور پاور کے لئے
گئے ہیں۔ عمران تمام حالات کا تجزیہ کر کے اور انہیں مدنظر ر
ہوئے ساک لینڈ آیا تھا۔ اس کے ذہن میں یہ تاثر بھی موجود تھا
سلور پاور کے حصول کے لئے جس طرح اس نے کام کرنے کا فیصلہ
کیا ہے اسی طرح بلگارنوی ایجنٹ بھی نچلے نہیں بیٹھے رہیں گے۔
سکتا ہے سلور پاور کے لئے بلگارنیہ کا ڈی ایجنٹ میجر پرمود بھی
پہنچ جائے۔ ایسی صورت میں ان دونوں کا ٹکراؤ ناگزیر تھا۔ عم
نے یہ فیصلہ بھی کر لیا تھا کہ وہ سلور پاور کے معاملے میں میجر پر
سے کسی قسم کی کوئی مفاہمت بھی نہیں کرے گا۔

ہاں اگر میجر پرمود اس سے پہلے سلور پاور حاصل کر لیتا ہے تو وہ
اس کے راستے میں حائل نہیں ہو گا اور نہ اس کا تعاقب کر کے سلور
پاور کے حصول کے لئے بلگارنیہ کا رخ کرے گا۔ سیکرٹ سروس کے
ممبران کو ہوٹل میں چھوڑ کر عمران کئی گھنٹوں سے غائب تھا۔
عمران نے ان سب کو سختی سے ہدایات دی تھیں کہ وہ الگ ہوں یا
ایک ساتھ غلطی سے بھی اپنے اصلی نام نہیں لیں گے۔ ہنگامی
حالات کے نفاذ کے بعد ساک لینڈ کی سیکرٹ سروس، کے جی بی تھری
اور ان جیسی کئی ایجنسیاں ہر طرف سرگرم تھیں۔ وہ ساک لینڈ میں
آنے والے ہر شخص پر گہری اور کڑی نظریں رکھے ہوئے تھے۔

سیکرٹ سروس کے سبھی ممبران ایک ہی ہوٹل میں ٹھہرے
ہوئے تھے مگر انہوں نے الگ الگ اور مختلف ناموں سے کمرے بک
کرا رکھے تھے۔ ہوٹل میں ایک ایک کر کے وہ ایک دوسرے کے
ساتھ متعارف ہونے والے انداز میں ملتے تھے۔ اس طرح انہوں نے
جیسے اپنا ایک گروپ بنا لیا تھا۔ ان سب کا مقصد چونکہ وہاں
سیاحت تھا اس لئے وہ عموماً اکٹھے ہی نکل جاتے تھے اور ساک لینڈ کے
تاریخی مقامات کی سیر و تفریح کرتے تھے۔ سیر و تفریح کی آڑ میں وہ
عمران کے ساتھ میٹنگز کرتے تھے۔ عمران اس جستجو میں تھا کہ اسے
کسی طرح سے یہ معلوم ہو جائے کہ کے جی بی تھری کے کن ایجنٹوں
نے اوٹان میں کارروائی کی تھی اور انہوں نے سلور پاور کو کہاں اور
کس کے پاس رکھا ہو گا۔

وہ سب اس وقت ہال میں موجود تھے اور ایک بڑی میز کے گرد بیٹھے کافی پی رہے تھے جبکہ عمران حسب معمول غائب تھا۔ کاغذات کی رو سے وہ الگ الگ ملکوں اور قومیتوں سے تعلق رکھتے تھے مگر وہ زیادہ تر انگلش میں بات کرتے تھے جو ساک لینڈ میں انٹرنیشنل لینگویج کے طور پر بولی اور سمجھی جاتی تھی۔

"آج کا ہمارا کیا پروگرام ہے مس ریٹا"... کیپٹن شکیل نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دیکھو۔ یہاں ہم سب ہی اجنبی ہیں اور اتفاق سے ہم سب ہی یہاں پہلی بار آئے ہیں جبکہ مسٹر ٹام ہڈ عموماً یہاں آتے رہتے ہیں۔ ہم نے متفقہ طور پر انہیں اپنا گروپ لیڈر بنایا ہے۔ وہی ہمیں گائیڈ کرتے ہیں کہ ہمیں کہاں جانا ہے"... جولیا نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"نجانے مسٹر ٹام ہڈ کہاں چلے گئے ہیں۔ ہم ان کا پچھلے چار گھنٹوں سے انتظار کر رہے ہیں۔ اب تک تو انہیں آجانا چاہئے تھا"... صفدر نے کہا۔

"لگتا ہے مسٹر ٹام ہڈ کو آوارہ گردی کا بہت شوق ہے اس لئے ان کا کئی کئی گھنٹوں کچھ پتہ نہیں ہوتا"... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"خیر آپ یہ تو نہ کہیں مسٹر روٹر۔ مسٹر ٹام ہڈ ہمارے لئے عام سپاٹ سے ہٹ کر ایسے سپاٹس کا انتخاب کرتے ہیں جو یقیناً دیکھنے کے لائق ہوتے ہیں"... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں مس ریٹا۔ مگر یہ بھی تو دیکھیں کہ اگر وہ مزید دو چار گھنٹے نہ آئے تو کیا ہم یہاں اسی طرح بیٹھے رہیں گے۔ ہم یہاں تفریح کے لئے آئے ہیں ہوٹل میں قید رہنے کے لئے نہیں"... تنویر نے کہا۔

"بہر حال جو بھی ہے ہمیں ان کا انتظار تو کرنا ہی ہے۔ انتظار کے سوا اور ہم کر بھی کیا سکتے ہیں"... جولیا نے تنویر کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ہم سب کافی پی چکے ہیں۔ کیوں نا ہم لان میں چلیں۔ وہاں ہماری چہل قدمی بھی ہو جائے گی اور وہاں ہم مسٹر ٹام ہڈ کا انتظار بھی کر لیں گے"... صالحہ نے کہا۔

"یہ زیادہ مناسب رہے گا"... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو وہ سب ایک ایک کر کے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ سب چونکہ الگ الگ فرد کے طور پر ایک گروپ کی شکل میں تھے اس لئے ان سب نے اپنی اپنی جیبوں سے الگ الگ رقم نکال کر ایک جگہ میز پر رکھ کر کافی کی رقم پوری کی تھی اور پھر وہ ہوٹل کے مین دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں وہ ہوٹل کے وسیع لان میں تھے جہاں ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے افراد بڑی تعداد میں موجود تھے۔ وہ پانچوں وہاں آئے تھے جبکہ جوزف اور جوانا عمران کی ہدایات کے مطابق اپنے کمروں میں ہی تھے۔ وہ ان کے ساتھ بہت کم اٹھتے بیٹھتے تھے۔

" یہاں بھی ہم کھل کر بات نہیں کر سکتے "... جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" کہیں اور چلیں "... تنویر نے فوراً کہا۔

" نہیں ۔ مسٹر ٹام ہڈ کے آنے تک ہم کہیں اور کیسے جا سکتے ہیں "... جولیا نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔

" میرا خیال ہے ہم سامنے والے پارک میں چلتے ہیں ۔ وہاں کم لوگ ہیں ۔ مسٹر ٹام ہڈ آئے تو ہم وہاں سے انہیں آسانی سے دیکھ لیں گے "... صفدر نے ہوٹل کے سامنے موجود ایک پارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" چلو "... جولیا نے کہا تو وہ سب ہوٹل کے احاطے سے نکل کر پارک کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ اس پارک میں اکا دکا افراد موجود تھے جو خاصے فاصلے پر تھے ۔ وہ نرم گھاس پر ایک نیم دائرے کی صورت میں بیٹھ گئے ۔ ان کی نظریں ہوٹل کی طرف ہی تھیں تاکہ اگر انہیں عمران نظر آئے تو وہ اسے آواز دے کر اس طرف بلا سکیں۔

" ہمیں یہاں آئے ہوئے آج چوتھا روز ہے ۔ عمران نے ہمیں یہاں یوں باندھ رکھا ہے جیسے ہم یہاں کسی مشن پر نہیں سچ مچ تفریح کے لئے آئے ہوں "... موقع ملتے ہی تنویر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

" مسٹر روٹر ۔ تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ پبلک پلیس میں اصل نام اور مشن کے بارے میں بات کرنے سے پرہیز کرو "... جولیا نے

اسے بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ مگر یہاں کون ہے ۔ ہم سب الگ تو بیٹھے ہوئے ہیں "... تنویر نے کہا۔

" پھر بھی ہمارے لئے احتیاط بے حد ضروری ہے مسٹر روٹر "... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اوکے "... تنویر نے سر جھٹک کر کہا۔

" آخر مسٹر ٹام ہڈ کرتے کیا پھر رہے ہیں ۔ جاتے ہیں تو واپس آنا ہی بھول جاتے ہیں "... صالحہ نے کہا۔

" ہم یہاں خالی ہاتھ آئے ہیں مس مارسا ۔ ہم نے یہاں جو کام کرنا ہے اس کے لئے ہمیں لامحالہ مخصوص سامان کی ضرورت ہے ۔ دیار غیر میں مخصوص سامان کا حصول اس قدر آسان نہیں ہوتا "... جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" حیرت ہے ۔ اتنے روز ہو گئے ہیں مسٹر ٹام ہڈ ابھی تک نہ مخصوص سامان حاصل کر سکے ہیں اور نہ ہی انہوں نے ایس پی کے بارے میں کوئی ٹھوس معلومات حاصل کی ہیں ۔ اب تک تو ہمیں واقعی اپنا کام شروع کر دینا چاہئے تھا "... صفدر نے کہا۔

" مسٹر ٹام ہڈ ہر کام سوچ سمجھ کر اور ہر طرح کی معلومات حاصل کرنے کے بعد کرتے ہیں ۔ اگر وہ سوچے سمجھے بغیر اور جلد بازی میں کام کرنے کے عادی ہوتے تو آج ہم یہاں نہ ہوتے بلکہ قبروں میں پڑے ہوتے "... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" یہ تو ہے ۔ واقعی مسٹر ٹام کی ذہانت آمیز پلاننگ اور حکمت عملی لاجواب ہوتی ہے ورنہ جن مرحلوں سے ہم گزرتے آئے ہیں ہم میں سے شاید کوئی ایک بھی زندہ نہ ہوتا"... صالحہ نے کیپٹن شکیل کی تائید میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

" ذہانت آمیز پلاننگ ۔ حکمت عملی ۔ ہونہہ ۔ وہ سب کچھ اکیلا نہیں کرتا ۔ ہم بھی اس کے ساتھ کام کرتے ہیں ۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ ہم سب کا لیڈر بن کر ہر مرتبہ کریڈٹ لے جاتا ہے ورنہ صلاحیتوں میں ہم اس سے کسی بھی طرح کم نہیں ہیں"... تنویر نے کہا۔

" تم اس کے ذکر سے کیوں جلتے رہتے ہو"... جولیا نے کہا۔

" میں کہاں جلتا ہوں ۔ میں تو"... ابھی تنویر نے اتنا ہی کہا تھا کہ انہیں ہوٹل سے جوزف اور جوانا نکل کر اس طرف آتے دکھائی دیئے وہ ہوٹل کے لان میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔

" اوہ ۔ شاید وہ دونوں ہمیں تلاش کر رہے ہیں ۔ ایک منٹ ۔ میں انہیں یہیں بلا لاتا ہوں"... صفدر نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز چلتا ہوا پارک سے نکلتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ ان دونوں کو لے کر وہیں آ گیا۔

" آئیں ۔ ہم سب کو مسٹر ٹام ہڈ نے بلایا ہے"... صفدر نے ان کے قریب آ کر کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

" کہاں "... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ سب بھی اٹھ کر کھڑے

ہو گئے۔

" مسٹر جوسٹر اور جوزال کو ان کے کمروں میں مسٹر ٹام ہڈ کا فون آیا ہے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم اگر دنیا کا نواں عجوبہ دیکھنا چاہتے ہیں تو ڈان لیک پر پہنچ جائیں ۔ وہ ہمارا وہیں انتظار کر رہے ہیں"... صفدر نے کہا۔

" ڈان لیک ۔ یہ ڈان لیک کہاں ہے"... تنویر نے کہا۔

" جہاں بھی ہے ہم ٹیکسیوں میں بیٹھ کر وہاں پہنچ جائیں گے"... جولیا نے کہا۔

" تو پھر چلیں"... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ہاں چلو"... جولیا نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا اور وہ پارک سے نکلتے چلے گئے۔

" کیا تم دونوں بھی ہمارے ساتھ چلو گے"... جولیا نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" یس مس ۔ باس نے ہمیں بھی بلایا ہے"... جوزف نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ آؤ"... جولیا نے کہا ۔ انہوں نے ہوٹل کے احاطے میں موجود تین ٹیکسیاں حاصل کیں ۔ ایک ٹیکسی میں تنویر، جولیا اور صالحہ بیٹھ گئے ۔ دوسری ٹیکسی میں کیپٹن شکیل اور صفدر جبکہ تیسری ٹیکسی میں جوزف اور جوانا بیٹھ گئے تھے ۔ پھر ٹیکسیاں ہوٹل کے احاطے سے نکل آئیں اور مین روڈ سے ہوتی ہوئیں ڈان لیک کی

جانب بڑھتی چلی گئیں ۔ تقریباً بیس منٹ کی مسافت کے بعد وہ دارالحکومت کے ایک بڑے پارک میں موجود تھے جہاں ایک بہت بڑی اور خوبصورت جھیل موجود تھی ۔ پارک کے مختلف حصوں کو خوبصورت انداز میں رنگ رنگ کے پھولوں سے سجایا گیا تھا جن کی بھینی بھینی خوشبو ہر سو پھیلی ہوئی تھی ۔ وہ مختلف قطعوں سے گزرتے ہوئے جھیل کی طرف بڑھنے لگے ۔ جھیل کے کنارے آہنی جنگلے لگے ہوئے تھے اور جھیل کے شفاف اور نیلے پانی میں پیڈنگ کشتیاں اور چھوٹی چھوٹی لانچیں اور موٹر بوٹس تیرتی پھر رہی تھیں جن میں منچلے نوجوان اور جوڑے ہنستے مسکراتے ہوئے انجوائے کر رہے تھے۔

" گڈ ۔ دلہن مع باراتیوں کے آخر یہاں پہنچ ہی گئی ہے "... اچانک انہیں عقب سے عمران کی شوخ آواز سنائی دی تو وہ ٹھٹھک کر رک گئے اور مڑ کر دیکھنے لگے تو عمران ایک ریلنگ کے پاس کھڑا انہیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا ۔ وہ ایک نئے میک اپ میں تھا ۔ جس میک اپ میں وہ مسٹر ٹام ہڈ بنا ہوا تھا یہ میک اس میک اپ سے یکسر مختلف تھا ۔ عمران نے اب جو میک اپ کر رکھا تھا وہ خالصتاً ساک لینڈ کے باشندوں جیسا تھا۔

" تو تم یہاں ہو "... جولیا نے اسے دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ میں وہاں ہوں جہاں مجھے اپنی بھی خبر نہیں ہے "...

عمران نے چہک کر کہا۔

" کیا فضولیات ہے ۔ یہ تم نے اپنا حلیہ کیوں بدل لیا ہے "... جولیا نے کہا ۔ وہ سب بھی عمران کے قریب آ گئے تھے ۔

" روپ بدل بدل کر شہزادہ گلفام بننے کی کوشش کر رہا ہوں کہ شاید کسی کی آنکھوں کو بھا جاؤں "... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

" فضول قسم کی بک بک کرنے کے سوا اور تمہیں آتا ہی کیا ہے "... تنویر نے کہا۔

" مجھے گرمیوں میں ٹھنڈا پسینہ آتا ہے اور تمہیں دیکھ کر حیرت سے آہیں بھرنا آتا ہے اور "... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

" عمران پلیز "... جولیا نے اسے روکتے ہوئے کہا ۔ وہ جانتی تھی کہ اگر اسے نہ روکا گیا تو اس کی زبان میزائل سے بھی تیز رفتاری سے چل پڑے گی جسے روکنا کسی کے بس کی بات نہ ہو گی۔

" میں تو پلیز ہی ہوں البتہ مسٹر روٹر سے پوچھ لو "... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

" کیا پوچھ لوں "... جولیا نے تنک کر کہا۔

" یہی کہ تم سے ہاں کرانے کے لئے مجھے اسے پلیز کہنا پڑے گا یا "... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

" عمران صاحب ۔ آپ نے ہمیں یہاں کیوں بلایا ہے "... صفدر

نے ہنستے ہوئے کہا۔

" عمران ۔ کون عمران ۔ کہاں ہے ۔ کدھر ہے "... عمران نے اپنے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" مسٹر ٹام ہڈ آپ نے ہمیں ڈان لیک کیوں بلایا ہے "... صفدر کو جیسے فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔

" پکنک منانے کے لئے "... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

" کیا مطلب "... جولیا نے چونک کر کہا۔

" پکنک کا مطلب پکنک ہی ہوتا ہے ۔ اس کا کچھ اور مطلب ہوتا ہے تو تم ہی بتا دو "... عمران نے کہا۔

" سچ سچ بتاؤ ۔ کیوں بلایا ہے تم نے ہمیں یہاں "... جولیا نے کہا۔

" ارے ۔ بڑی پر فضا جگہ ہے ۔ میں نے سوچا کہ تم ہوٹل میں رہ کر بور ہو رہے ہو گے کیوں نہ تم سب کو کسی پکنگ سپاٹ پر بلا لیا جائے ۔ یہاں ہریالی بھی ہے، پھول بھی ہیں ۔ نیلی نیلی جھیل بھی ہے اور لوگوں کی بھی یہاں کوئی کمی نہیں ہے ۔ دولہا تو تیار ہے اور میرے خیال میں صفدر بھی خطبہ نکاح یاد کر چکا ہو گا ۔ اگر دلہن اور اس کا بھائی تیار ہو تو "... عمران نے کہا تو ان سب کی ایک بار پھر ہنسی نکل گئی۔

" منہ دھو رکھو اپنا "... جولیا نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

" کہو تو جھیل میں ڈبکی لگا کر نہا نہ لوں "... عمران نے اس انداز میں کہا کہ وہ سب ہنسے بغیر نہ رہ سکے ۔ اچانک سامنے سے ایک لمبے قد

اور ورزشی جسم والا نوجوان تیز تیز چلتا ہوا انہیں اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔

" آپ میں سے مسٹر ٹام ہڈ کون ہیں "... نوجوان نے قریب آتے ہوئے کہا۔

" کیوں بھائی ۔ تم نے اس سے کوئی قرض وصول کرنا ہے "... عمران نے کہا۔

" جی نہیں ۔ میں ان کے لئے ماسٹر کارلی کا پیغام لایا ہوں "... نوجوان نے خشک لہجے میں کہا۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ ہم میں سے کوئی ٹام ہڈ ہے ۔ جس کے لئے تمہیں ماسٹر کارلی نے پیغام بھیجا ہے "... عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" وہ پارکنگ میں اپنی کار میں موجود ہیں ۔ انہوں نے آپ کی طرف ہی اشارہ کیا تھا "... نوجوان نے کہا تو عمران نے دائیں طرف کچھ فاصلے پر موجود پارکنگ کی طرف دیکھا جہاں ایک سیاہ سیڈان کھڑی تھی ۔ سیڈان کی پچھلی سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا تھا جس کی آنکھوں پر تاریک چشمہ تھا ۔ وہ ان کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں ہی ہوں ٹام ہڈ ۔ بولو ۔ کیا پیغام ہے "... عمران نے کار میں بیٹھے ہوئے ماسٹر کارلی کو پہچان کر سنجیدہ لہجے میں کہا تو نوجوان نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کچھ کاغذات اور چند چابیاں نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیں۔

"آپ فوراً راسٹ کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس میں چلے جائیں۔ وہاں آپ کے مطلب کا سامان پہنچا دیا گیا ہے۔ آپ کے مطلب کے تمام کاغذات بھی تیار ہیں۔ پارکنگ میں دو بلیک سیڈان موجود ہیں جنہیں آپ اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں۔ باقی سب کچھ ماسٹر کارلی آپ کو وہیں آکر خود بتائیں گے"... نوجوان نے کہا اور پھر وہ ان کا جواب سنے بغیر مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

"کیا چکر ہے"... اس کے جانے کے بعد جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بڑا دم دار چکر ہے۔ بہرحال آؤ۔ دیکھتے ہیں ماسٹر کارلی نے ہمارے لئے کیا کیا ہے"... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ ماسٹر کارلی ہے کون اور یہ خود تمہارے پاس کیوں نہیں آیا"... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

"ساری باتیں مرغ پلاؤ اور بریانی کھا کر کریں گے اور مجھے امید ہے دعوت ولیمہ کا سامان راسٹ کالونی کی کوٹھی میں تیار ہو گا"... عمران نے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا بیرونی راستے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے آگے بڑھتے دیکھ کر وہ بھی اس کے پیچھے ہو لئے۔ عمران نے نوجوان کو سیڈان میں بیٹھتے اور سیڈان کو وہاں سے جاتے دیکھ لیا تھا پارکنگ میں واقعی دو بلیک سیڈان موجود تھیں۔ عمران نے ان کے نمبر دیکھے اور ایک کار کی چابی اس نے جوزف کی طرف اچھال دی جس نے اسے ہوا میں ہی دبوچ لیا تھا۔

"جوانا، صالحہ، تنویر تم جوزف کے ساتھ بیٹھ جاؤ اور جولیا، کیپٹن شکیل اور صفدر تم میرے ساتھ آؤ"... عمران نے کہا تو تنویر جولیا سے الگ کار میں بیٹھنے کا سن کر برے برے منہ بنانے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں پارکنگ سے دونوں کاریں نکل کر مین روڈ میں آگئیں۔ عمران کی کار آگے تھی جبکہ جوزف اس کے پیچھے آرہا تھا۔

عمران مختلف سڑکوں پر یوں کار گھماتا لے جا رہا تھا جیسے وہ ان سڑکوں کو بخوبی جانتا ہو اور یہیں کا رہنے والا ہو۔ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا وہ کار مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر لے آیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ایک فرنشڈ علاقے کی طرف کار موڑ رہا تھا جس کے کنارے پر راسٹ کالونی کا بورڈ موجود تھا۔ دونوں اطراف میں بڑی بڑی اور جدید کوٹھیاں تھیں جن کی دیواروں پر ترتیب وار نمبر لگے ہوئے تھے۔ عمران ان نمبروں کو دیکھتا ہوا کار ایک کوٹھی کے بڑے پھاٹک کے پاس لے آیا۔ کوٹھی کے گیٹ کی سائیڈ دیوار پر دو سو دس لکھا ہوا تھا۔ عمران نے گیٹ کے پاس کار روک دی۔

"صفدر۔ جا کر گیٹ کھولو"... عمران نے صفدر کو چابیاں دیتے ہوئے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا کار سے اتر گیا۔ اس نے کوٹھی کے گیٹ پر لگا ہوا تالا کھولا اور گیٹ کو اندر کی طرف دھکیل دیا تو عمران کھلے ہوئے گیٹ سے کار وسیع و عریض کوٹھی کے پورچ میں لے گیا۔ اس کے پیچھے جوزف بھی کار اندر لے آیا۔ دونوں کاروں کے اندر آتے

ہی صفدر نے گیٹ بند کر دیا۔ عمران کار پورچ میں لے آیا مگر اس نے کار کا انجن بند نہیں کیا اور نہ ہی وہ کار سے باہر نکلا۔ وہ کار میں بیٹھا چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔

" کیا بات ہے۔ اب کار سے باہر کیوں نہیں نکل رہے"... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کچھ نہیں"... عمران نے کہا۔ اس نے کار کا انجن بند کیا اور کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ کیپٹن شکیل اور جولیا بھی کار سے باہر آ گئے جبکہ پچھلی کار سے جوانا، جوزف، تنویر اور صالحہ بھی باہر آ گئے تھے۔

" بڑی شاندار کوٹھی ہے"... جولیا نے کوٹھی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" کوٹھی تو شاندار ہے لگتا ہے ہمارا یہاں استقبال بھی کسی شاندار طریقے سے ہونے والا ہے"... عمران نے کہا۔ اس کی پیشانی پر لکیریں سی نمودار ہو گئی تھیں۔

" کیا مطلب۔ اس کی بات سن کر نہ صرف جولیا بلکہ اس کے دوسرے ساتھی بھی چونک پڑے۔

" مجھے بھی اسی خطرے کا احساس ہو رہا ہے"... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اس کوٹھی میں داخل ہوتے ہی میں نے بھی خطرے کی بو سونگھ لی تھی"... صالحہ نے فوراً کہا۔

" حیرت ہے۔ تم سب کو خطرے کا احساس ہو رہا ہے تو پھر مجھے خطرے کی بو کیوں محسوس نہیں ہو رہی"... جولیا نے کہا۔

" بے خطر زکام ہو گا"... عمران نے برجستہ کہا۔

" ساری کوٹھی بھائیں بھائیں کر رہی ہے۔ مجھے تو خطرہ دور دور تک نظر نہیں آ رہا"... تنویر نے بھی جولیا کے انداز میں کہا۔

" ماسٹر۔ اگر تم کہو تو میں اور جوزف کوٹھی کا راؤنڈ لگائیں"... جوانا نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اگر کوئی جنگلی چوہا نظر آئے تو اسے پکڑ کر لے آنا۔ جولیا اور صالحہ اس کا روسٹ بنائیں گی"... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا سر ہلا کر آگے بڑھ گئے۔

" اور کھائے گا کون"... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم اور تنویر"... عمران نے فوراً کہا۔

" سب کوٹھی میں پھیل جاؤ اور ہر جگہ کی تلاشی لو۔ میں واقعی یہاں خطرہ محسوس کر رہا ہوں"... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تو وہ سب بھی سنجیدہ ہو گئے۔ وہ سب کوٹھی میں پھیل گئے تھے۔ عمران نے ماسٹر کارلی کی بھیجی ہوئی چابیوں سے رہائشی حصہ کھول دیا تھا۔ وہ کوٹھی کے ایک ایک حصے کا جائزہ لے رہے تھے اور پھر وہ سب آ کر ایک ہال نما کمرے میں جمع ہو گئے۔

" یہاں ہمارے سوا کوئی نہیں ہے"... جولیا نے کہا۔

" ہم نے کوٹھی کا چپہ چپہ چھان مارا ہے"... تنویر نے کہا۔

" اس کے باوجود یہاں مسلسل خطرہ محسوس ہو رہا ہے"... کیپٹن شکیل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" ماسٹر کارلی کے ذریعے ہم نے جو سامان منگوایا تھا وہ بھی یہاں نہیں ہے "... عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ پھر تو ہم واقعی خطرے میں ہیں ۔ ہمیں یہاں سے فوراً نکل جانا چاہئے "... جولیا نے کہا۔

" نہیں باس ۔ اب ہم باہر بھی نہیں جا سکتے "... جوزف نے ہال میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے ۔

" کیا مطلب "... جولیا نے چونک کر کہا۔

" میں چھت پر گیا تھا ۔ چھت کی چار دیواری کی آڑ سے میں نے دیکھا کہ باہر مسلح افراد کوٹھی کو گھیر رہے ہیں "... جوزف نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔

" اوہ ۔ ہم نے یہاں آکر غلطی کی ہے ۔ ہمارے پاس ان لوگوں کا مقابلہ کرنے کے کچھ بھی نہیں ہے "... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" یہ ان باتوں کا وقت نہیں ہے ۔ ہمیں جلد سے جلد کچھ کرنا ہوگا ورنہ ہم حقیقتاً مارے جائیں گے "... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں کمرے کے چاروں طرف گردش کر رہی تھیں ۔ اسی لمحے چھت پر انہیں دھم دھم کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بری طرح سے اچھل پڑے ۔

" کمرے کے دروازے اور کھڑکیاں بند کر دو ۔ جلدی کرو "...

عمران نے تیز لہجے میں کہا مگر اس بار اس کے لہجے میں غراہٹ نہیں تھی تو وہ سب بجلی کی سی تیزی سے دروازے اور کھلی ہوئی کھڑکیوں کی طرف جھپٹ پڑے ۔ باہر بھاری بوٹوں کی آوازیں گونج رہی تھیں جیسے ساک لینڈ کی فوج اس کوٹھی پر چڑھ دوڑی ہو۔

"ہونہہ ۔ ہمارا میک اپ چیک کرنے چلے تھے"... ریمنڈ نے ایئر پورٹ کے احاطے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"خاموشی سے چلو ۔ ہمیں یہاں سے جلد سے جلد نکلنا ہے"... ڈریک نے تیز تیز چلتے ہوئے کہا۔

"کیوں ۔ اب ہمیں کیا خطرہ ہے ۔ وہ ہمیں چیک تو کر چکے ہیں"... ریمنڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انہوں نے ابھی صرف ہمیں چیک کیا ہے ۔ کرنل سکارنو جب جیب میں ہاتھ ڈالے گا تو اسے فوراً معلوم ہو جائے گا کہ ہم کون ہیں"... ڈریک نے کہا تو اس کی بات سن کر ریمنڈ بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کیا مطلب ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ کہیں آپ نے اس کی جیب میں اپنی شناخت تو نہیں ڈال دی"... ریمنڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی سمجھ لو"... ڈریک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ یہ آپ نے کیا کیا ہے ۔ وہ تو پاگل کتوں کی طرح اپنی فورس لے کر ہمارے پیچھے آ جائے گا"... ریمنڈ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں"... ڈریک نے کہا تو ریمنڈ حیرت بھری نظروں سے ڈریک کی جانب دیکھنے لگا جیسے اسے ڈریک کی دماغی حالت پر شک ہو ۔ وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے ایئر پورٹ کی پارکنگ میں آ گئے ۔ جیسے ہی وہ پارکنگ میں آئے ایک خالی بلیک سیڈان ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھ کر ان کے قریب رک گئی۔

"آئیں صاحب"... ٹیکسی ڈرائیور نے فوراً دروازہ کھولتے ہوئے کہا جیسے اسے یقین ہو کہ یہ دونوں اسی کار میں سوار ہوں گے ۔ ڈریک نے ڈرائیور کی جانب غور سے دیکھا اور پھر سر ہلا کر ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا ۔ ریمنڈ نے بھی ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی ۔ جیسے ہی وہ دونوں بلیک سیڈان میں بیٹھے ڈرائیور نے کار آگے بڑھا دی ۔ اسی لمحے ڈریک نے ایئر پورٹ کے احاطے میں کرنل سکارنو کو بھاگتے دیکھا تو اس کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی۔

"آپ کو یہاں آنے میں کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی"... ڈرائیور نے ڈریک سے مخاطب ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔ اسے اس طرح ڈریک سے بات کرتے دیکھ کر ریمنڈ بے اختیار چونک پڑا تھا۔

"کیا مطلب ۔ کیا تم انہیں جانتے ہو"... ریمنڈ نے ڈرائیور کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں بھی جانتا ہوں مسٹر لاٹوش"... ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریمنڈ بری طرح سے اچھل پڑا ۔ اچھلنے کی وجہ سے اس کا سر کار کی چھت سے ٹکرا گیا تھا جس کی وجہ سے اس کے منہ سے سسکاری سی نکل گئی تھی۔

"تم ۔ تم"... لاٹوش نے اپنا سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"یہ کیپٹن نوازش ہے"... ڈریک نے کہا جو دراصل میجر پرمود تھا۔

"کیپٹن نوازش ۔ اوہ ۔ مگر یہ"... لاٹوش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں یہاں اکیلا نہیں ہوں ۔ میرے ساتھ آفتاب سعید اور لیڈی بلیک تمثیلہ بھی یہاں ہیں"... کیپٹن نوازش نے مسکراتے ہوئے کہا میجر پرمود کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں ۔ اس نے کرنل سکارنو کو ایک ہیوی جیپ میں اپنے پیچھے آتے دیکھ لیا تھا جو آندھی اور طوفان کی طرح جیپ دوڑاتا ہوا آ رہا تھا۔

"اوہ ۔ گڈ ۔ کہاں ہیں وہ دونوں"... لاٹوش نے مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔ کیپٹن نوازش کو دیکھ کر اور اس سے آفتاب سعید اور تمثیلہ کا سن کر اسے واقعی بے پناہ مسرت ہو رہی تھی۔

"ہم انہی کے پاس جا رہے ہیں"... کیپٹن نوازش نے کہا۔

"نہیں ۔ فی الحال ہم ان کے پاس نہیں جا رہے"... میجر پرمود نے سنجیدگی سے کہا تو کیپٹن نوازش اور لاٹوش چونک پڑے۔

"اگر ہم اس کے پاس نہیں جا رہے تو کہاں جا رہے ہیں"... لاٹوش نے پوچھا۔

"کرنل سکارنو ہمارے پیچھے آ رہا ہے"... میجر پرمود نے کہا تو لاٹوش فوراً بیک مرر سے باہر دیکھنے لگا اور پھر بلیک سیڈان کے پیچھے ایک جیپ اور جیپ میں کرنل سکارنو کو دیکھ کر اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

"اوہ ۔ تو کیا آپ نے جان بوجھ کر اسے اپنے پیچھے لگایا ہے"... کیپٹن نوازش نے بیک مرر سے کرنل سکارنو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں"... میجر پرمود نے مبہم سے لہجے میں کہا۔

"لیکن ہماری اطلاع کے مطابق سلور پاور ملٹری انٹیلی جنس کے پاس ہے پھر آپ کرنل سکارنو کو کیوں پیچھے لگا رہے ہیں"... کیپٹن نوازش نے کہا۔

"یہی ہمیں سلور پاور تک لے جائے گا"... میجر پرمود نے کہا۔

"وہ کیسے"... کیپٹن نوازش نے پوچھا۔

"دیکھتے جاؤ تم بس"... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ اکیلا کیوں آ رہا ہے ۔ اس کا کیا خیال ہے یہ اکیلا ہمیں پکڑ لے گا"... لاٹوش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔ کیپٹن نوازش نے بلیک سیڈان کی رفتار بڑھا دی تھی ۔ وہ بلیک سیڈان کو نہایت

تیزی سے مختلف سڑکوں کی طرف موڑ رہا تھا لیکن کرنل سکارنو بھی
جیپ مسلسل اس کے پیچھے اسی رفتار سے لا رہا تھا۔

" مضافات کی طرف چلو۔ ہم اسے وہیں گھیریں گے "... میجر پرمود
نے کہا تو کیپٹن نوازش نے بلیک سیڈان ایک ذیلی سڑک پر موڑی
اور لمبا چکر کاٹتا ہوا مین سڑک پر آ گیا لیکن جیسے ہی وہ مین سڑک پر آیا
اسے سڑک کے دونوں اطراف سے تیز سائرن کی آوازیں سنائی دیں
اور پھر انہوں نے دائیں طرف سے دو اور بائیں طرف سے چار پولیس
کاروں کو آتے دیکھا جو نہایت تیزی سے ان کی کار کی طرف بڑھ رہی
تھیں۔

" اوہ۔ شاید اس نے ٹرانسمیٹر پر اپنی مدد کے لئے پولیس کو بلا لیا
ہے "... کیپٹن نوازش نے کہا۔ پولیس موبائل کو دیکھ کر میجر پرمود
کے چہرے پر بھی ایک لمحے کے لئے تکدر سا آ گیا تھا۔ کیپٹن نوازش
نے بلیک سیڈان کو نہایت تیزی سے دائیں طرف موڑ لیا تھا جس
طرف سے دو پولیس موبائل آ رہی تھیں۔ تیزی سے کار مڑنے کی وجہ
سے اس کے ٹائر زمین پر گھسٹتے چلے گئے تھے اور کار گھوم کر ایک لمحے
کے لئے ترچھی سی ہو گئی تھی مگر کیپٹن نوازش نے فوراً اسٹیئرنگ کو
دائیں موڑ کر کار کا بیلنس کیا۔ سامنے سے آنے والی پولیس کی کاریں
کافی قریب پہنچ چکی تھیں۔

کیپٹن نوازش نے بریک پیڈل سے پیر ہٹاتے ہوئے ایکسیلیٹر پر پیر
کا پورا دباؤ ڈال دیا۔ بلیک سیڈان کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ

توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح سامنے سے آنے والی پولیس کی
کاروں کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ بلیک سیڈان کو اس طرح انتہائی تیز
رفتاری سے اپنی طرف آتے دیکھ کر دونوں موبائل کاروں کے
ڈرائیوروں نے اسٹیئرنگ بائیں موڑ لئے تھے۔ ان دونوں کی کاریں
دائیں بائیں مڑ کر ابھی سائیڈ میں ہو ہی رہی تھیں کہ کیپٹن نوازش
کی بلیک سیڈان ان کے درمیان سے نکلتی چلی گئی۔ بلیک سیڈان کا
فرنٹ دونوں پولیس موبائل کاروں کی سائیڈوں سے ٹکراتا ہوا گزر
گیا تھا جس کی وجہ سے دونوں پولیس موبائل کاریں سڑک پر جھٹکے
کھا کر گھسٹتی ہوئیں دائیں بائیں ہو گئی تھیں۔

کیپٹن نوازش نے جس طرف بلیک سیڈان موڑی تھی وہ مخالف
سمت کا ون وے تھا۔ سامنے سے کئی کاریں آ رہی تھیں۔ ٹیکسی کو
اس طرح تیز رفتاری سے رونگ وے پر آتے دیکھ کر کئی کاروں کو
سڑک پر بریک لگ گئے تھے جس کی وجہ سے پیچھے آنے والی کئی کاریں
ایک دوسرے کی بیک اور سائیڈوں سے ٹکرا گئی تھیں اور فضا تیز
دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھی تھی۔ یہ دیکھ کر میجر پرمود
اور کیپٹن نوازش نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ کیپٹن
نوازش بلیک سیڈان کو سامنے سے آنے والی گاڑیوں سے بچانے کے
لئے دائیں بائیں موڑتا ہوا آگے لے جا رہا تھا جس کی وجہ سے سڑک پر
اچھا خاصا ہنگامہ کھڑا ہو گیا تھا۔ پھر اچانک مختلف سڑکوں سے کئی
موبائل کاریں نکلیں اور ان کے پیچھے لگ گئیں۔ پولیس موبائلز کے

سائرن سن کر سڑک پر موجود کاریں تیزی سے سائیڈوں پر ہوتی جا رہی تھیں جس کی وجہ سے کیپٹن نوازش کو سیدھی سڑک پر کار چلانا اور آسان ہو گیا تھا۔

" ہمارے پیچھے کم و بیش بیس موبائل کاریں ہیں "... لاٹوش نے میجر پرمود سے کہا۔

" کرنل سکارنو نے شہر کی ساری فورس ہمارے پیچھے لگا دی ہے "... میجر پرمود نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" اب کیا کرنا ہے "... کیپٹن نوازش نے میجر پرمود سے پوچھا۔

" فی الحال تو ہمیں ان سے پیچھا چھڑانا ہے ۔ کچھ کرنے کے بارے میں بعد میں سوچیں گے "... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن نوازش نے اثبات میں سرہلا دیا ۔ اس نے بلیک سیڈان کو فل سپیڈ سے چھوڑ رکھا تھا ۔ اس کے پیچھے آنے والی موبائل کاریں بھی اس رفتار سے آ رہی تھیں۔

" یہ سڑک کہاں جاتی ہے "... میجر پرمود نے پوچھا۔

" یہ سڑک سینٹ کراس برج کی طرف جا رہی ہے ۔ نیچے جانے والی سڑک بھی اس طرف جاتی ہے ۔ دوسری طرف راسکو سٹی ہے "... کیپٹن نوازش نے کہا ۔ میجر پرمود نے دائیں طرف دیکھا ۔ دائیں طرف ایک اور چوڑی سڑک تھی جس پر ٹریفک مخالف سمت میں جا رہی تھی ۔ کیپٹن نوازش کی کار اب برج کی طرف جا رہی تھی اور بلند ہو رہی تھی ۔ سڑک آگے سے خالی تھی ۔ شاید پولیس موبائلز نے اس

طرف آنے کا راستہ بند کر دیا تھا۔

" پل اب زیادہ دور نہیں ہے "... میجر پرمود نے بلیک سیڈان کو بلندی کی طرف جاتے دیکھ کر کہا۔

" جی ہاں "... کیپٹن نوازش نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا ۔ پولیس موبائلز مسلسل سائرن بجاتی ہوئی ان کے پیچھے آ رہی تھیں ۔ ان کی رفتار بے حد تیز ہو گئی تھی اور دو کاریں ان کے دائیں بائیں آ رہی تھیں جن سے پولیس والوں نے ان کی کار پر فائرنگ شروع کر دی تھی اور پیچھے سے ایک موبائل کار ان کی کار کی بیک پر ٹکر مار کر اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

" ان کی ٹو سلنڈر گاڑیاں ہیں ۔ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے "... لاٹوش نے کہا۔

" پھر کیا ہوا ۔ میری کار فور سلنڈر ہے ۔ میں نے یہاں آ کر جھک نہیں ماری، کام کیا ہے "... کیپٹن نوازش نے کہا۔

" اوہ ۔ تو تم نے فور سلنڈر کار کو ٹیکسی میں تبدیل کر رکھا ہے "... لاٹوش نے کہا۔

" ہاں "... کیپٹن نوازش نے کہا ۔ اس نے کار کا گیئر بدلا اور کار فراٹے بھرتی ہوئی بجلی کی سی تیزی سے پولیس موبائل سے دور ہوتی چلی گئی۔

" کار کو دوسری سڑک پر لے چلو "... میجر پرمود نے سیٹ بیلٹ باندھتے ہوئے کہا ۔ کیپٹن نوازش اور لاٹوش نے بھی سیٹ بیلٹس

باندھنے میں دیر نہ لگائی تھی۔

"کک ۔ کیا ۔ کیا ۔ آپ نے کار دوسری سڑک پر ۔ ارے باپ رے ۔ ہم سڑک سے بیس فٹ کی بلندی پر ہیں ۔ کار دوسری سڑک پر لے جانے کا مطلب جانتے ہیں آپ"... لاٹوش نے میجر پرمود کی بات سن کر بوکھلاتے ہوئے کہا لیکن میجر پرمود اور کیپٹن نوازش نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں تھی ۔ ایک لمحے کے لئے کیپٹن نوازش نے نیچے سڑک کی طرف دیکھا ۔ اس نے کار کی رفتار ایک لمحے کے لئے کم کی اور پھر بڑھا دی ۔ وہ سڑک کے کنارے کنارے کار لے جا رہا تھا۔ نچلی سڑک پر کاروں کا اچھا خاصا اژدھام تھا ۔ کیپٹن نوازش خاصے فاصلے پر سڑک کا گیپ دیکھ کر کار کو تیزی سے اس طرف بھگاتا لے گیا ۔ سڑک کے کناروں پر ڈبل اینٹوں کی بھی لائن لگی ہوئی تھی۔ کیپٹن نوازش نے کار کو اس پٹی کی طرف کیا اور کار پوری قوت سے اس پٹی سے ٹکرائی اور فضا میں کسی جیٹ جہاز کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی ۔ کار کو سڑک سے اس طرح نکلتے دیکھ کر اس کار کو دیکھنے والوں کی آنکھیں پھٹ پڑی تھیں ۔ نچلی سڑک پر موجود کاروں کے ڈرائیوروں نے اس طرح بلیک سیڈان کو ہوا میں اڑتے دیکھ کر بریکیں لگا دیں تھیں جس کی وجہ سے کاریں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہوئی دائیں بائیں مڑتی جا رہی تھیں۔

بلیک سیڈان میں بیٹھے ہوئے لاٹوش کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اس نے کار کو ہوا میں بلند ہوتے اور پھر زائیں سے نیچے جاتے دیکھا تو

اس نے بے اختیار آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا ۔ بلیک سیڈان سڑک پر کھڑی ایک کار کے اوپر سے گزرتی ہوئی زوردار دھماکے سے سڑک پر آئی تھی ۔ ٹائروں کے بل سڑک پر گرنے سے کار ایک لمحے کے لئے اچھلی اس سے پہلے کہ کار گھوم کر پلٹ جاتی کیپٹن نوازش نے فوراً اسٹیرنگ سنبھالتے ہوئے ایکسیلیٹر دبا دیا۔ بلیک سیڈان سڑک پر لمبی لکیریں بناتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گی ۔ اس قدر بلندی سے نیچے گرتے ہی بلیک سیڈان کو ایک زوردار جھٹکا لگا تھا کہ ان تینوں کی ہڈیاں تک کڑکڑا کر رہ گئی تھیں ۔ کیپٹن نوازش کار سنبھالنے میں ایک لمحے کی دیر بھی کرتا تو اس کی کار سڑک پر گر کر دور تک پلٹتی چلی جاتی اور پھر بلیک سیڈان کے ساتھ ان کا جو حشر ہوتا وہ اظہر من الشمس تھا۔

"خدا کی پناہ ۔ تم کار چلا رہے ہو یا جیٹ فائٹر"... لاٹوش نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا ۔ کیپٹن نوازش نے کار سڑک پر لا کر فل سپیڈ پر چھوڑ دی تھی ۔ اس کے ہاتھوں میں اسٹیرنگ کبھی دائیں طرف گھوم رہا تھا کبھی بائیں طرف اور بلیک سیڈان زناٹے دار آواز نکالتی ہوئی سڑک پر موجود دوسری گاڑیوں کے دائیں بائیں سے گزرتی جا رہی تھی ۔ اوپر سڑک پر پولیس موبائل کاریں اس سپاٹ پر آ کر رک گئی تھیں جہاں سے کیپٹن نوازش بلیک سیڈان کو اڑا کر دوسری سڑک پر لے گیا تھا۔

اب ان کی کار متوازی تھی ۔ کیپٹن نوازش کار کو سڑک کی سائیڈ

میں لے آیا تھا۔ اس طرف چونکہ پولیس موبائلز موجود نہ تھیں اس
لئے وہ بڑے مطمئن انداز میں ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ اس کا یہ
اطمینان عارضی ہی ثابت ہوا تھا۔ آسمان پر اچانک سفید رنگ کا
ایک موبائل ہیلی کاپٹر نمودار ہوا اور تیزی سے ان کی کار کی طرف
بڑھنے لگا۔

"اوہ۔ اوہ۔ وہ موبائل ہیلی کاپٹر لے آئے ہیں"... کیپٹن نوازش
نے ہیلی کاپٹر پر نظر پڑتے ہی کہا۔

"چلتے رہو۔ ہمیں ہر حال میں برج تک پہنچنا ہے"... میجر پرمود
نے کہا۔ ہیلی کاپٹر پھڑپھڑاتا ہوا ان کی کار پر سے گزرتا چلا گیا۔ آگے جا
کر وہ مڑا تو انہوں نے ہیلی کاپٹر کے دروازے کھلتے دیکھے۔ ایک
سائیڈ پر دو مشین گن بردار موجود تھے جبکہ دوسرے دروازے پر ایک
پولیس اہلکار مائیکروفون باہر نکالے اونچی آواز میں بولتا ہوا سڑک پر
موجود کاروں کو سائیڈ میں کر رہا تھا۔ دوسرے لمحے سامنے سے انہوں
نے کئی پولیس موبائلز کاروں کو آتے دیکھا۔

"وہ روڈ بلاک کر چکے ہیں"... لاٹوش نے سامنے دیکھتے ہوئے
کہا۔

سڑک پر چلنے والی کاریں تیزی سے سائیڈوں سے لگ گئی تھیں
جبکہ پولیس موبائل کاریں جن کی تعداد آٹھ دس کے قریب تھی
سڑک پر بلاک بنا کر کھڑی ہو گئی تھیں اور ان میں سے مسلح سپاہی
نکل کر اپنی کاروں کی آڑ لے کر کھڑے ہو گئے تھے اور انہوں نے

کاروں پر گنیں رکھ کر ان کا رخ سامنے سڑ ہیلی کاپٹر کار کے اوپر سے
جبکہ موبائل ہیلی کاپٹر خاصی نیچی پرواز کرتا ہوا عمودی ۔ کا ٹریگر دبا
متوازی ان کی طرف آرہا تھا۔

"خون گرم رکھنے کے لئے اچھا ایڈونچر ہے"... میجر پرمود نے پہلی
بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"خون خشک ہو رہا ہے۔ خاک ایڈونچر ہے"... لاٹوش نے فوراً
کہا۔

"نوازش"... میجر پرمود نے کیپٹن نوازش سے کہا۔

"یس سر"... کیپٹن نوازش نے کہا۔ اس کی کار اور پولیس
بلاکنگ میں تقریباً ایک ہزار فٹ کا فاصلہ تھا جبکہ ہیلی کاپٹر ان کے
خاصا نزدیک آتا جا رہا تھا۔

"سامان لائے ہو ساتھ"... میجر پرمود نے پوچھا۔

"یس سر۔ سامان کار کی ڈگی میں ہے البتہ بلٹ بلاسٹر آپ کی
سیٹ کے نیچے ہے"... کیپٹن نوازش نے کہا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر ان
کے سامنے آگیا۔ اس کی پرواز خاصی نیچی تھی۔ وہ شاید ان کی کار کو
روکنا چاہتے تھے۔ کیپٹن نوازش نے تیزی سے کار موڑی اور ہیلی کاپٹر
کے بائیں طرف سے نکلنے لگا۔ چونکہ دائیں طرف مشین گن بردار
موجود تھے اس لئے کیپٹن نوازش نے بائیں طرف سے کار موڑی تھی
لیکن ہیلی کاپٹر اس وقت مڑ گیا تھا۔ وہ اس انداز میں مڑا تھا کہ مشین
گن بردار کا رخ ان کی کار کی طرف ہو گیا تھا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر مڑا

پر فائرنگ کھول دی ۔ گولیاں کار کی باڈی
میں لے آیا تھا ۔ ہیلی کاپٹر اسی طرح ترچھے انداز میں ان کی طرف
بڑھا ۔ ہیلی کاپٹر سے گولیاں برستے دیکھ کر انہوں نے فوراً اپنے سر
نیچے کر لئے تھے ۔ گولیاں ونڈ سکرین پر پڑیں تو ونڈ سکرین چھناکے
سے ٹوٹ کر اندر آ گری ۔ میجر پرمود نے فوراً سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈال
کر ایک ریوالور نما بھاری گن نکال لی تھی ۔ گن کا چیمبر خاصا بڑا اور
پھولا ہوا تھا ۔

"اب انہیں سبق سکھانا ہی پڑے گا ۔ تم کار روک لو"... میجر
پرمود نے بلٹ بلاسٹر کا لاک کھولتے ہوئے کہا تو کیپٹن نوازش نے
فوراً کار کو بریک لگا دیئے ۔ کار کے ٹائر دور تک گھسٹ کر لمبی لکیریں
کھینچتے چلے گئے اور کار سڑک کے عین درمیان میں ترچھی ہو کر کھڑی
ہو گئی ۔ وہ پولیس موبائل کاروں سے کافی فاصلے پر تھے ۔ جیسے ہی کار
رکی میجر پرمود کار کا دروازہ کھول کر تیزی سے باہر آ گیا اور کار کی آڑ
میں بیٹھ گیا ۔ ہیلی کاپٹر سے مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی اور گولیاں
کار کی باڈی سے ٹکرا رہی تھیں ۔ کار کی چھت اور باڈی میں بے شمار
سوراخ ہو گئے تھے ۔ لاٹوش اور کیپٹن نوازش فوری طور پر نیچے
جھک گئے تھے ۔ کار کی باڈی اتنی مضبوط تھی کہ ابھی تک کوئی گولی
نہ پٹرول ٹینک پر پڑی تھی اور نہ کوئی گولی انہیں چھو نہیں سکی تھی ۔
ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے کار سے ایک نوجوان کو نکلتے اور اس کے
ہاتھ میں گن دیکھ کر ہیلی کاپٹر کو فوراً اوپر اٹھا لیا تھا ۔ ہیلی کاپٹر اس

باران کی کار کے اوپر سے گزرا تھا ۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر کار کے اوپر سے
گزرا میجر پرمود نے گن کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف کر کے اس کا ٹریگر دبا
دیا ۔ گن سے ٹھک کی آواز کے ساتھ ایک سرخ شعلہ سا نکلا اور ہیلی
کاپٹر کی بیس میں گھستا چلا گیا ۔

ہیلی کاپٹر ان سے دو سو فٹ دور گیا اور واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ
یکلخت ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر فضا میں آگ کا
گولہ بن کر اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھرتا چلا گیا ۔ خوفناک دھماکے
سے ہیلی کاپٹر کے ٹکڑے دور دور تک جا گرے تھے ۔ کئی ٹکڑے ان کی
کار پر بھی گرے تھے ۔

"چلو"... میجر پرمود نے فوراً کار میں بیٹھتے ہوئے کہا تو کیپٹن
نوازش نے سر ہلا کر کار آگے بڑھا دی ۔ کار پوری رفتار سے ہیلی کاپٹر
کے جلتے ہوئے ڈھانچے کے قریب سے گزرتی چلی گئی جو دھماکے سے
نیچے آ گرا تھا ۔ ہیلی کاپٹر کو اس طرح تباہ ہوتے دیکھ کر موبائلز
کاروں کے پیچھے پوزیشن لئے ہوئے پولیس مین بوکھلا گئے تھے اور
انہوں نے کار کو اپنی طرف آتے دیکھ کر دور سے ہی ان کی کار پر
فائرنگ شروع کر دی تھی ۔

میجر پرمود نے کھڑکی سے گن والا ہاتھ باہر نکالا اور یکے بعد
دیگرے ٹریگر دباتا چلا گیا ۔ گن سے سرخ رنگ کے شعلے نکل کر
پولیس موبائل کاروں کی طرف بڑھے اور چار مختلف کاروں میں گھستے
چلے گئے ۔ میجر پرمود نے جان بوجھ کر درمیان والی کاروں پر بلاسٹر

بلٹس فائر کئے تھے ۔ ابھی ان کی کار تین سو فٹ دور ہو گی کہ یکے بعد
دیگرے سڑک پر چار دھماکے ہوئے اور پولیس کاروں کے ساتھ
پولیس اہلکاروں کے بھی ٹکڑے اڑتے چلے گئے ۔ سڑک کا بلاک حصہ
جیسے خوفناک آگ کے الاؤ میں چھپ گیا تھا ۔ یہ دیکھ کر کیپٹن
نوازش نے کار کی رفتار اور تیز کر دی اور پھر اس کی کار جیسے آگ کے
الاؤ میں گھستی چلی گئی ۔ ان کے چاروں طرف آگ ہی آگ تھی۔
کار کے ٹائروں کے نیچے جلتی ہوئی کاروں کے چند ٹکڑے آگئے تھے
جس کی وجہ سے کار ایک بار پھر فضا میں اچھلی اور پھر کار جیسے اڑتی
ہوئی آگ کے الاؤ کے دوسری طرف سے نکل آئی ۔ خوفناک دھماکے
سے بے شمار پولیس اہلکاروں کے ٹکڑے ہو گئے تھے اور لاتعداد زخمی
بھی ہوئے تھے ۔ انہیں اس وقت اپنی ہی ہوش نہ تھی وہ ان کی کار پر
فائرنگ کیا کرتے ۔ کار اڑتی ہوئی ایک بار پھر سڑک پر آئی اور سیدھی
ہو کر سامنے دوڑتی چلی گئی۔

" توبہ ۔ توبہ ۔ آج تو سچ مچ جان کے لالے پڑ گئے ہیں ۔ اگر آج
جان بچ گئی تو میں پورے ایک سو ایک روپے کی خیرات کروں
گا"... جھٹکے کھانے کے بعد لاٹوش نے سنبھلتے ہوئے کہا ۔ اس کا
رنگ زرد ہو رہا تھا جبکہ کیپٹن نوازش اور میجر پرمود اطمینان سے
بیٹھے تھے ۔ ان کے پیچھے سڑک پر اسی طرح آگ کے شعلے لپک رہے
تھے۔

کار سڑک پر لاتے ہی کیپٹن نوازش نے سپیڈ فل کر دی تھی۔ا

کی کار کسی گولی کی سی رفتار سے آگے بڑھی جا رہی تھی ۔ پانچ منٹ
کے مزید سفر کے بعد انہیں ایک بہت بڑا برج دکھائی دیا ۔ برج خاصا
چوڑا تھا ۔ برج پر خاصی نقل و حرکت نظر آ رہی تھی ۔ وہاں بھی بے
شمار پولیس موبائلز موجود تھیں اور پولیس مین ادھر ادھر بھاگتے
ہوئے دوسری کاروں کو ہٹا کر وہاں تیزی سے پوزیشنیں سنبھال رہے
تھے۔

" میجر صاحب ۔ آگے ایسا کوئی راستہ نہیں ہے جہاں سے ہم نکل
سکیں گے ۔ اگر اس بار کیپٹن صاحب نے کار اڑانے کی کوشش کی
تو یا تو ہم پولیس موبائلز پر جا گریں گے یا سیدھا دریا میں"... لاٹوش
نے مسلسل سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔

" میں جانتا ہوں"... میجر پرمود نے کہا ۔ کیپٹن نوازش نے
ہونٹ بھینچ رکھے تھے ۔ وہ کار کو اسی رفتار سے دوڑائے لئے جا رہا تھا
جیسے وہ اب واقعی میجر پرمود کے حکم کا منتظر ہو ۔ اسی لمحے سامنے سے
انہوں نے آگ کا ایک شعلہ اپنی طرف آتے دیکھا۔

" اوہ ۔ میزائل ۔ انہوں نے میزائل فائر کر دیا ہے ۔ کار رکو"...
لاٹوش نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن کیپٹن نوازش جیسے اس
کی بات سن ہی نہیں رہا تھا ۔ اس کی نظریں آگ کے گولے پر جمی
ہوئی تھیں جو برق رفتاری سے کار کی طرف آ رہا تھا اور پھر جیسے ہی
میزائل آگ اگلتا ہوا عین کار کے سامنے آیا کیپٹن نوازش نے بجلی کی
سی تیزی سے کار کو بائیں طرف موڑ دیا ۔ کار کو ایک زور دار جھٹکا لگا

اور اس کے دائیں طرف کے دو وہیل اٹھتے چلے گئے اور کار بائیں
طرف ترچھی ہو گئی ۔ میزائل اس کی کار سے چند انچ کے فاصلے سے
گزرتا چلا گیا اور پھر وہ دور سڑک پر جا کر گرا اور فضا ایک بار پھر
ہولناک دھماکے سے گونج اٹھی ۔ کیپٹن نوازش نے کار کو سیدھا کیا
اور پل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" کار کے ٹائر بار بار بریکیں لگانے اور آگ سے گزرنے کی وجہ سے
کمزور ہو گئے ہیں اور کسی بھی وقت پھٹ سکتے ہیں اس لئے کار کو دریا
میں گرا دو"... میجر پرمود نے کیپٹن نوازش سے کہا ۔ اچانک سامنے
سے یکے بعد دیگرے دو اور میزائل فائر ہوئے ۔ کیپٹن نوازش نے کار
دائیں طرف لہرائی ۔ دونوں میزائل اس کی کار کے بائیں اور اوپر سے
گزرتے چلے گئے ۔ کار چونکہ پل پر آ چکی تھی اور پل کے دونوں اطراف
جنگلے لگے ہوئے تھے اس لئے کیپٹن نوازش نے فوری طور پر کار کو
دائیں جنگلے کی طرف موڑا ۔ کار جنگلے سے توپ سے نکلے ہوئے گولے
کی طرح ٹکرائی اور جنگلے کو توڑتی ہوئی ایک بار پھر ہوا میں بلند ہوتی
چلی گئی ۔ اس بار وہ عمودی ہوئی اور پھر وہ سیدھی دریا کی طرف بڑھتی
چلی گئی ۔ کار میں موجود لاٹوش کی تیز چیخ ابھری تھی اور پھر کار پانی میں
چھپاکے کے ساتھ گرتی چلی گئی ۔

ساک لینڈ کی ملٹری انٹیلی جنس کا چیف مارشل ہاسٹو جو خود کو
مارشل کہلوانا پسند کرتا تھا ابھی آفس میں آ کر بیٹھا ہی تھا کہ اچانک
میز پر پڑے ہوئے کئی رنگوں کے فونز میں سے نیلے رنگ کے فون کی
گھنٹی بج اٹھی ۔ یہ جنرل فون تھا جس پر کسی بھی محکمے سے اسے
ڈائریکٹ کال کی جا سکتی تھی ۔ جیسے ہی فون کی گھنٹی بجی مارشل ہاسٹو
نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ مارشل ہاسٹو سپیکنگ "... مارشل ہاسٹو نے کرخت لہجے
میں کہا۔

" کیپٹن سکاروف بول رہا ہوں مارشل"... دوسری طرف سے
ایک نوجوان سی آواز سنائی دی ۔ لہجہ خاصا مؤدبانہ تھا۔

" کیپٹن سکاروف ڈاسٹو "... مارشل ہاسٹو نے اس کا پورا نام لیتے
ہوئے کہا ۔ سکاروف ڈاسٹو ملٹری انٹیلی جنس کا کیپٹن تھا جسے مارشل

ہاسٹو نے انڈر گراؤنڈ ورلڈ پر نظر رکھنے کے لئے کہا تھا ۔ کیپٹن سکاروف بے حد ذہین، فعال اور ٹاپ ایجنٹوں میں شمار ہوتا تھا جس نے اپنی ذہانت اور اپنی بہترین حکمت عملی کو بروئے کار لا کر بہت جلد انڈر گراؤنڈ ورلڈ میں اپنی جگہ بنا لی تھی ۔ وہ بظاہر ان کے ساتھ انہی کے انداز میں رہتا تھا مگر حقیقت میں وہ ملٹری انٹیلی جنس کے لئے کام کرتا تھا اور انڈر ورلڈ کی خبریں مارشل ہاسٹو کو پہنچاتا تھا۔ جس کا فائدہ اٹھا کر مارشل ہاسٹو انڈر ورلڈ کے بڑے بڑے مگرمچھوں پر ہاتھ ڈال کر انہیں کیفرِ کردار تک پہنچا چکا تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ مارشل ہاسٹو کیپٹن سکاروف پر بے حد اعتماد کرتا تھا اور اس کی ہر رپورٹ کو نہایت توجہ سے سنتا تھا اور اس پر فوری کارروائی بھی کرتا تھا۔

" یس مارشل ۔ میں کیپٹن سکاروف بول رہا ہوں"... دوسری طرف سے کیپٹن سکاروف نے کہا۔

" کیا انڈر ورلڈ میں پھر کسی نئے مگرمچھ کا تم نے سراغ لگا لیا ہے"... مارشل ہاسٹو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" نہیں میں نے آپ کو کسی انڈر ورلڈ کے مگرمچھ کے بارے میں بتانے کے لئے فون نہیں کیا"... دوسری طرف سے کیپٹن سکاروف نے کہا۔

" تو پھر کس لئے فون کیا ہے"... مارشل ہاسٹو نے پوچھا۔

" مارشل ۔ کیا آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتے

ہیں"... دوسری طرف سے کیپٹن سکاروف نے کہا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس "... مارشل ہاسٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ پھر یکلخت وہ اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے اچانک اس کی کرسی میں ہزاروں وولٹ کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔ تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہی نام لیا ہے نا"... مارشل ہاسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس مارشل "... دوسری طرف سے کیپٹن سکاروف نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں"... مارشل ہاسٹو نے چیختے ہوئے انداز میں کہا۔

" مارشل ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ساک لینڈ میں ہے"... دوسری طرف سے کیپٹن سکاروف نے کہا تو مارشل ہاسٹو ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اس بار اس کا چہرہ حیرت اور اور شدید پریشانی سے بگڑ گیا تھا۔

" کیا کہا تم نے ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ساک لینڈ میں ہے"... مارشل ہاسٹو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

" یس مارشل"... کیپٹن سکاروف نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ساک لینڈ میں ہے ۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ساک لینڈ میں کیا کام ۔ وہ یہاں کیسے آ سکتی ہے ۔ اوہ ۔ اوہ"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید حیرت کے ساتھ ساتھ بے پناہ پریشانی کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔

"میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لیڈر علی عمران کو دیکھا ہے مارشل ۔ میں اس سے ملا بھی تھا ۔ میری اس سے بات بھی ہوئی تھی"... کیپٹن سکاروف نے کہا اور اس بار علی عمران کا نام سن کر مارشل ہاسٹو ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"علی عمران ۔ اوہ ۔ علی عمران بھی یہاں ہے"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"یس مارشل ۔ وہ علی عمران ہی تھا ۔ دیکھنے میں بظاہر وہ احمق سا دکھائی دیتا ہے مگر میں نے اس کے چہرے اور اس کی آنکھوں میں بے پناہ ذہانت کی چمک دیکھی تھی"... کیپٹن سکاروف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے ملاقات ہوئی تھی ۔ مجھے پوری تفصیل بتاؤ ۔ جلدی"... مارشل ہاسٹو نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"مارشل ۔ میں ان دنوں ماسٹر کارلی کے گروپ میں شامل ہوں ۔ میں نے ماسٹر کارلی کو اپنی کارکردگی سے اپنا گرویدہ بنا لیا تھا جس کی وجہ سے ماسٹر کارلی نے مجھے اپنا نمبر ٹو بنا لیا تھا ۔ مجھے کافی عرصے سے ماسٹر کارلی پر شک تھا کہ وہ منشیات کا بہت بڑا اسمگلر ہے اور منشیات کا وسیع پیمانے پر دھندہ کرتا ہے ۔ اس کی شہرت سن کر اس بار میں نے اس پر ہاتھ ڈالنے کا فیصلہ کیا تھا ۔ میں نے کافی عرصے سے ماسٹر کارلی پر نظر رکھی ہوئی تھی ۔ ایک روز جب ماسٹر کارلی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کہیں جا رہا تھا تو میں نے کرائے کے چند

بدمعاشوں سے کہہ کر اس پر حملہ کرا دیا جنہوں نے اس کے تمام ساتھیوں کو اس کے نمبر ٹو سمیت ہلاک کر دیا تھا۔

پھر میں ان کے درمیان کود پڑا اور میں نے ماسٹر کارلی کی جان بچاتے ہوئے ان کرائے کے بدمعاشوں کو ہلاک کر دیا جس کی وجہ سے ماسٹر کارلی میرا گرویدہ ہو گیا تھا ۔ وہ مجھے اپنے ساتھ اپنے خفیہ اڈے میں لے گیا اور اس نے مجھ سے میرے بارے میں معمولی پوچھ گچھ کے بعد فوراً مجھے اپنے گروپ میں شامل کر لیا ۔ میں نے چند ہی روز میں اس پر اپنی کارکردگی کی دھاک جما لی تو اس نے مجھے اپنا نمبر ٹو بنا لیا ۔ میں اس کی جڑوں تک پہنچنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا مگر اس کے خلاف مجھے ثبوت اکٹھے کرنے میں خاصی مشکل ہو رہی تھی کیونکہ وہ ہر کام نہایت رازداری سے کرنے کا عادی ہے۔

اس نے اپنا ایک خفیہ اڈا بنا رکھا ہے اور ہر طرح کی ڈیلنگ وہ اس خفیہ اڈے میں جا کر کرتا ہے جس کے بارے میں وہ کسی کو بھی کچھ نہیں بتاتا ۔ یہاں تک کہ اس کے خفیہ اڈے کے بارے میں اس کے راز دار ساتھی بھی کچھ نہیں جانتے ۔ بہرحال میں نے اپنی کوششیں جاری رکھیں ۔ آج صبح جب ماسٹر کارلی مجھ سے ملا تو وہ خاصا پرجوش دکھائی دے رہا تھا جیسے اس کے ہاتھ کوئی بہت بڑا خزانہ آ گیا ہو ۔ باتوں باتوں میں اس نے مجھے بتایا کہ وہ اپنے خفیہ اڈے میں جا رہا ہے ۔ اس نے کسی پارٹی سے بہت بڑی ڈیل کرنی ہے ۔ اگر اس کی یہ ڈیل ہو گئی تو اس کے وارے نیارے ہو جائیں گے۔

میں نے اسے کریدنے کی بہت کوشش کی مگر مجھے صرف اتنا ہی معلوم ہو سکا تھا کہ کوئی بہت بڑی پارٹی ہے جو ماسٹر کارلی کے ساتھ مخصوص اسلحے کی ڈیل کرنا چاہتی ہے۔ اسلحے کی ڈیلنگ کا سن کر میں چوکنا ہو گیا۔ میں ماسٹر کارلی کو صرف منشیات کی اسمگلنگ کی حد تک جان پایا تھا۔ وہ اسلحے کے لئے بھی ڈیل کرتا ہے یہ میرے لئے نئی بات تھی اس لئے میں نے ہر صورت میں اس ڈیل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ماسٹر کارلی حسب معمول جا رہا تھا اس لئے اس کی ٹائی درست کرنے کے بہانے میں نے ٹائی کے پیچھے وائس پن لگا دی۔

وائس پن بال سے بھی باریک پن ہے اس لئے ماسٹر کارلی کسی بھی طرح سے اس کی حقیقت نہیں جان سکتا۔ وہ جہاں بھی جاتا اس وائس پن کے ذریعے میں اس کی آواز کو ایک سپیشل رسیور پر آسانی سے سن سکتا تھا۔ بہرحال ماسٹر کارلی اپنے خفیہ اڈے میں گیا۔ وہاں اس نے پرنس آف ڈھمپ سے ملاقات کی۔ ان کی بات چیت سن کر مجھے معلوم ہوا کہ ماسٹر کارلی اصل میں پاکیشیا کا فارن ایجنٹ ہے۔ علی عمران کو وہ اپنے استاد کا درجہ دیتا ہے۔ علی عمران نے اسے بتایا کہ وہ ساک لینڈ میں ایک مشن پر آیا ہے جس کے لئے اسے مخصوص اسلحہ درکار ہے۔ اسلحے کے ساتھ ساتھ اسے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے رہائش گاہ کی بھی ضرورت تھی اور سفر کے لئے کاریں بھی۔ جس کے لئے ماسٹر کارلی نے عمران سے فوراً حامی بھر لی تھی کہ وہ

اسے نہ صرف یہ تمام چیزیں بہم پہنچائے دے گا بلکہ وہ اس کے مشن میں کام بھی کرے گا لیکن عمران نے اسے صاف کہہ دیا تھا کہ وہ جس مشن پر آیا ہے وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مشن ہے اور اس مشن کو پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی مکمل کرے گی۔ اگر انہیں اس کی ضرورت ہوئی تو وہ اس سے بھی کام لے لیں گے"۔۔۔ کیپٹن سکاروف نے مارشل ہاسٹو کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ وہ کس مشن پر آئے ہیں یہاں"۔۔۔ مارشل ہاسٹو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"عمران نے ماسٹر کارلی پر اپنا مشن اوپن نہیں کیا تھا مارشل"۔۔۔ کیپٹن سکاروف نے کہا۔

"ہونہہ۔ ان کا یہاں آنا خالی از علت نہیں ہو سکتا۔ یہ بتاؤ عمران نے ماسٹر کارلی سے کس قسم کا اسلحہ حاصل کرنے کی بات کی تھی"۔۔۔ مارشل ہاسٹو نے کہا تو کیپٹن سکاروف اسے اسلحے کی تفصیل بتانے لگا۔

"اوہ۔ ان کا ارادہ تو پورے شہر کو اڑانے کا معلوم ہوتا ہے"۔۔۔ اسلحے کی تفصیل سن کر مارشل ہاسٹو نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"یس مارشل۔ ماسٹر کارلی نے اسے شام تک اسلحہ اور اس کے دوسرے کام کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ عمران چلا گیا تو ماسٹر کارلی واپس اپنے آفس آ گیا۔ اس نے مجھے اور اپنے چند ساتھیوں کو ساتھ لیا اور پھر ہم نے انڈر ورلڈ کے اسلحہ ڈیلرز سے خاص قسم کا اسلحہ حاصل کیا

اور پھر ماسٹر کارلی نے سارا سامان میرے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ یہ سامان میں راسٹ کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس میں پہنچا دوں۔ میں نے ایک آدمی کو ساتھ لیا اور راسٹ کالونی پہنچ گیا۔ ہم نے وہاں سامان رکھا اور واپس آ گئے۔

ماسٹر کارلی نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈان لیک پر بلایا ہے۔ وہ دو کاریں ان کے حوالے کرے گا اور وہ سب اس کوٹھی میں پہنچ جائیں گے۔ مناسب ہو گا کہ آپ فوری کارروائی کریں اور راسٹ کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس سے اسلحہ ہٹا کر آپ کوٹھی کا محاصرہ کرا لیں۔ جیسے ہی وہ کوٹھی میں داخل ہوں انہیں چھاپ لیا جائے"... کیپٹن سکاروف نے کہا۔

"وہ لوگ بے حد چالاک اور ذہین ہیں۔ اگر میں نے کوٹھی کا گھیراؤ کرایا تو انہیں فوراً احساس ہو جائے گا اور وہ وہاں سے بھاگ جائیں گے۔ میں خود فورس لے کر وہاں جاؤں گا۔ پھر جیسے ہی وہ کوٹھی میں آئیں گے ہم انہیں چھاپ لیں گے"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"یہ زیادہ مناسب رہے گا مارشل"... کیپٹن سکاروف نے کہا۔

"تم ماسٹر کارلی پر مسلسل نظر رکھو۔ جیسے ہی وہ لوگ ہماری گرفت میں آئیں گے تم ماسٹر کارلی پر بھی ہاتھ ڈال دینا۔ اگر ماسٹر کارلی پاکیشیائی ایجنٹ ہے تو پھر اس کا بھی اس طرح آزاد رہنا خطرناک ہو سکتا ہے"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"یس مارشل"... کیپٹن سکاروف نے کہا۔ مارشل ہاسٹو نے اسے مزید ہدایات دیں اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور جلدی جلدی نمبر پریس کرنے لگا۔

"آر سیکشن"... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کھردری سی آواز سنائی دی۔

"مارشل سپیکنگ"... مارشل ہاسٹو نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس مارشل۔ میجر راسکوف بول رہا ہوں"... دوسری طرف سے فوراً مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"میجر راسکوف۔ فوراً ریڈ فورس کو تیار کرو۔ فورس کو ہر طرح کے اسلحے سے لیس ہونا چاہئے۔ ہمیں فوری طور پر ایک جگہ ریڈ کرنا ہے"... مارشل ہاسٹو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس مارشل۔ میں ابھی فورس کو تیار کرتا ہوں۔ سوری مارشل۔ لیکن کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ہمیں ریڈ کرنے کہاں جانا ہے اور کس کے خلاف ایکشن کرنا ہے تاکہ میں اسی لیول کی فورس تیار کر سکوں"... دوسری طرف سے میجر راسکوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو مارشل ہاسٹو نے اسے راسٹ کالونی کی کوٹھی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بتا دیا۔

"اوکے سر۔ میں فورس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ بیس منٹ میں وہاں پہنچ جاؤں گا"... دوسری طرف سے میجر راسکوف نے کہا۔

"اوکے ۔ اور سنو ۔ تمہیں سب سے پہلے کوٹھی میں داخل ہو کر وہاں سے اسلحہ ہٹانا ہے ۔ کوٹھی میں تم آر آر ڈکٹا فون لگا دینا تاکہ جیسے ہی وہ کوٹھی میں داخل ہوں تمہیں ان کی آمد کا علم ہو جائے ۔ جب وہ کوٹھی میں آجائیں تو تم کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیر لینا ۔ میرے ہیڈ کوارٹر سے راسٹ کالونی کافی فاصلے پر ہے ۔ مجھے وہاں پہنچنے پہنچتے دو گھنٹے لگ جائیں گے ۔ میرے پہنچنے تک اگر وہ کوٹھی میں آ جائیں تو تم نے ان سب کو ہر حال میں پکڑنا ہے اور وہ بھی زندہ ۔ سمجھ گئے تم"... مارشل ہاسٹو نے کہا ۔

"یس مارشل ۔ میں سمجھ گیا"... میجر راسکوف نے کہا تو مارشل ہاسٹو نے اسے مزید ہدایات دیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا ۔

"ہونہہ ۔ آخر یہ عمران اپنی ٹیم کے ساتھ یہاں کس لئے آیا ہوگا ۔ کیا مشن ہو سکتا ہے اس کا جس کے لئے اس نے ماسٹر کارلی سے اس قدر بھاری اسلحہ حاصل کیا ہے"... رسیور رکھنے کے بعد مارشل ہاسٹو نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا ۔ پھر یکلخت اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا اور وہ بے اختیار اچھل پڑا ۔

"سلور پاور ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ میں سمجھ گیا ۔ عمران اور اس کے ساتھی یقیناً سلور پاور حاصل کرنے کے لئے یہاں پہنچے ہیں ۔ سلور پاور حاصل کرنے کے سوا ان کا یہاں اور کیا مقصد ہو سکتا ہے"... مارشل ہاسٹو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔

"ہونہہ ۔ میں نے سلور پاور جہاں چھپا رکھا ہے وہاں ان کا خیال

بھی نہیں پہنچ سکتا"... مارشل ہاسٹو نے کہا ۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا ۔

"یس مارشل"... دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی ۔

"میجر کرساف سے کہو کہ وہ میری تیز رفتار کار نکالے ۔ ابھی"... مارشل ہاسٹو نے کہا ۔

"یس مارشل"... دوسری طرف سے سیکرٹری نے کہا مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔ کچھ دیر بعد ایک باوردی نوجوان اندر داخل ہوا اور اس نے مارشل ہاسٹو کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا ۔

"مارشل ۔ آپ کی کار تیار ہے"... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

"ٹھیک ہے ۔ تم میرے ساتھ چلو ۔ ہمیں فوری طور پر راسٹ کالونی پہنچنا ہے"... مارشل ہاسٹو نے اٹھتے ہوئے کہا ۔

"یس مارشل"... آنے والے نے کہا جو میجر کرساف تھا ۔ چند لمحوں بعد وہ ہیڈ کوارٹر سے نکل کر ایک فور سلنڈر کار میں نہایت تیز رفتاری سے راسٹ کالونی کی جانب اڑے جا رہے تھے ۔ میجر کرساف نے نہایت تیز رفتاری سے کار چلاتے ہوئے مارشل ہاسٹو کو دو گھنٹوں سے کم وقفے میں راسٹ کالونی پہنچا دیا تھا ۔ کافی فاصلے پر انہیں چند فوجی گاڑیاں دکھائی دیں جن سے مسلح فوجی اتر رہے تھے ۔ میجر کرساف کار ان فوجی جیپوں کے پاس لے گیا ۔ جیسے ہی میجر کرساف نے فوجی جیپوں کے پاس کار روکی ایک طرف سے ایک

بھاری جسم والا اور کرخت چہرے والا ادھیڑ عمر تیز تیز چلتا ہوا کار کے پاس آگیا۔ اس نے مارشل ہاسٹو کو سیلوٹ کیا اور کار کا دروازہ کھول دیا اور مارشل ہاسٹو کار سے باہر آگیا۔

"کیا رپورٹ ہے"... مارشل ہاسٹو نے سامنے موجود کوٹھی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس پر دو سو دس نمبر لکھا ہوا تھا۔

"ان کی تعداد آٹھ ہے مارشل۔ انہیں شک تھا جیسے کوٹھی میں پہلے سے کوئی موجود ہے۔ انہوں نے کوٹھی کے ایک ایک حصے کو چھان مارا تھا مگر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ دائیں بائیں موجود کوٹھیوں میں چھپا ہوا تھا۔ جب وہ رہائشی حصے میں داخل ہوگئے تب میں نے اس کوٹھی میں اپنے آدمی اتار دیئے۔ انہوں نے خود کو ایک کمرے میں قید کر لیا ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں سے کہا ہے کہ وہ دروازہ توڑ دیں اور جیسے بھی ہو انہیں زندہ گرفتار کریں"... آنے والے ادھیڑ عمر نے کہا جو ریڈ سیکشن کا انچارج میجر راسکوف تھا۔

"گڈ۔ ان کے سامان کا کیا ہوا"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"میں نے ان کے آنے سے پہلے ہی ان کا سامان اٹھوا لیا تھا۔ خطرناک اسلحہ تھا۔ اگر وہ اسلحہ ان کے ہاتھ لگ جاتا تو وہ یقیناً ہمارے مقابلے پر آجاتے"... میجر راسکوف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ دیکھتے ہیں"... مارشل ہاسٹو نے کہا تو میجر راسکوف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ میجر کرساف کار کے پاس ہی رک گیا تھا جبکہ مارشل ہاسٹو میجر راسکوف کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ انہیں

دیکھ کر فوجی انہیں سیلوٹ کر رہے تھے۔ کوٹھی کا گیٹ کھول دیا گیا تھا۔ کوٹھی میں ہر طرف مسلح فوجی پھیلے ہوئے تھے۔ میجر راسکوف، مارشل ہاسٹو کو مختلف راستوں سے لیتا ہوا ایک کمرے کے دروازے کے قریب آگیا۔ بے شمار مسلح فوجیوں نے اس کمرے کو گھیر رکھا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"... مارشل ہاسٹو نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"مارشل آپ کا انتظار کر رہے تھے"... میجر راسکوف نے جلدی سے کہا۔

"ہونہہ۔ بم مار کر اس دروازے کو توڑ دو"... مارشل ہاسٹو نے لکڑی کے بھاری دروازے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"بم مارنے سے ان کے ہلاک اور زخمی ہونے کا امکان ہے مارشل آپ کا حکم تھا کہ انہیں زندہ گرفتار کیا جائے"... میجر راسکوف نے جلدی سے کہا۔

"ہونہہ۔ جو مرتا ہے مرنے دو اسے۔ بم مار کر اڑا دو اس دروازے کو"... مارشل ہاسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس مارشل"... میجر راسکوف نے گھبرا کر کہا۔ اس نے فوری طور پر فوجیوں کو پیچھے ہٹنے کو کہا۔ وہ سب ستونوں کی آڑ میں ہو گئے تھے۔ ایک فوجی نے ایک ہینڈ گرنیڈ کی پن نکالی اور اس بم کو دروازے میں لگے ایک ہک میں پھنسا کر تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ مارشل ہاسٹو اور میجر راسکوف نے بھی فوراً ستونوں کی آڑ لے لی تھی۔

پھر اس فوجی نے مشین گن کا رخ دروازے کی طرف کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی مخصوص آواز کے ساتھ فضا ایک زوردار دھماکے سے گونج اٹھی۔ فوجی نے ہینڈ گرنیڈ پر فائرنگ کی تھی جس سے خوفناک دھماکے کے ساتھ دروازہ اور اس کے ارد گرد کی دیوار غائب ہو گئی تھی اور وہاں اچھا خاصا خلاء بن گیا تھا۔ دیواریں چونکہ مضبوط کنکریٹ کی تھیں اس لئے دھماکے کے باوجود وہاں سے دھول نہیں اڑی تھی۔ جیسے ہی دروازے کی جگہ خلاء بنا بے شمار فوجی ستونوں کی آڑ سے نکلے اور انہوں نے خلاء کے دائیں بائیں دیواروں سے لگ کر پوزیشنیں سنبھال لیں۔

" عمران۔ تم اور تمہارے ساتھی ہمارے نشانے پر ہیں۔ تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ تم سب کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ خود کو ہمارے حوالے کر دو۔ مارشل ہاسٹو نے ستون کی آڑ سے کمرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا مگر اندر سے کوئی جواب سنائی نہ دیا۔

" ہونہہ۔ میں جانتا ہوں۔ تم سب کمرے میں ہی ہو۔ کمرے سے نکلنے کا دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔ تمہارے پاس اگر کسی قسم کا اسلحہ ہے تو اسے باہر پھینک دو اور سروں پر ہاتھ رکھ کر باہر آ جاؤ ورنہ میں کمرے میں فائرنگ شروع کرا دوں گا۔ پھر تم میں سے کوئی زندہ نہیں بچ سکے گا"... مارشل ہاسٹو نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ کیا ان کے پاس مزید اسلحہ بھی ہو سکتا ہے"... میجر راسکوف نے مارشل ہاسٹو سے پوچھا۔

" احمق۔ وہ غیر ملکی ایجنٹ ہیں۔ ایجنٹ خالی ہاتھ نہیں گھومتے پھرتے۔ ان کے پاس بھاری اسلحہ نہ سہی ہلکا پھلکا اسلحہ یقیناً ہو گا"... مارشل ہاسٹو نے کہا تو میجر راسکوف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کمرے میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ خلاء سے سامنے کا حصہ تو دکھائی دے رہا تھا لیکن دائیں بائیں دیواروں کے ساتھ اور کمرے میں موجود بھاری فرنیچر کے پیچھے وہ سب چھپ سکتے تھے۔

" تم میری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہے"... مارشل ہاسٹو نے کہا لیکن جواب پھر بھی نہ آیا۔

" ہونہہ۔ معلوم ہوتا ہے تمہیں اپنی زندگیوں سے پیار نہیں ہے ٹھیک ہے۔ میں پانچ تک گنوں گا اس کے بعد میں فائرنگ کا حکم دے دوں گا"... مارشل ہاسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سنو۔ اگر میرے پانچ تک گننے تک کوئی باہر نہ آیا تو تم اندر گھس جانا اور جو نظر آئے اسے اڑا دینا چاہے وہ مسلح ہو یا غیر مسلح"... مارشل ہاسٹو نے چیخ کر اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

" ایک۔ دو۔ تین"... مارشل ہاسٹو نے رک رک کر گنتی شروع کر دی مگر کمرے میں بدستور خاموشی تھی۔ فوجیوں نے گنوں کے ٹریگروں پر پہلے ہی انگلیاں جما لی تھیں۔

" چار"... مارشل ہاسٹو نے کہا مگر کمرے میں بدستور خاموشی چھائی ہوئی تھی جیسے اندر کوئی بھی موجود نہ ہو۔

" پانچ۔ اٹیک"... مارشل ہاسٹو نے چیختے ہوئے کہا۔ جیسے ہی اس

نے اٹیک کہا دیواروں کے ساتھ لگے ہوئے فوجی تیزی سے خلاء کی طرف بڑھے اور انہوں نے اچانک کمرے میں مشین گنوں سے فائرنگ کھول دی ۔ کمرہ اور ماحول مشین گنوں کی تیز آوازوں سے گونج اٹھا۔

کرنل سکارنو کا چہرہ بری طرح سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ اپنے ہیڈ کوارٹر میں موجود اپنے آفس میں نہایت بے چینی اور پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا ۔ میجر پرمود اس کے ہاتھوں کسی چکنی مچھلی کی طرح پھسل گیا تھا۔

اس نے اور اس کے ساتھیوں نے اوٹان سے سلور پاور حاصل کیا تھا اور اسے حکومت کے حوالے کر دیا تھا۔ حکومت نے سلور پاور کی حفاظت کی تمام تر ذمہ داری ملٹری انٹیلی جنس کو سونپ دی تھی سلور پاور کے بیک گراؤنڈ کے بارے میں کرنل سکارنو کو اوٹان میں ہی سب کچھ معلوم ہو گیا تھا ۔ اسے یقین تھا کہ جیسے ہی پاکیشیا اور بلگارنیہ کو اس بات کی بھنک ملے گی کہ سلور پاور ساک لینڈ میں ہے تو یقینی طور پر پاکیشیائی اور بلگارنوی ایجنٹ حرکت میں آجائیں گے اس لئے کرنل سکارنو نے فوری طور پر پاکیشیا اور بلگارنیہ میں

موجود فارن ایجنٹس کو الرٹ کر دیا تھا کہ وہ پاکیشیا میں خاص طور پر
پاکیشیا سیکرٹ سروس اور بلگارنیہ میں ڈی ایجنٹ میجر پرمود پر نظر
رکھیں۔

اسے پاکیشیا کی طرف سے تو کوئی اطلاع نہیں ملی تھی مگر بلگارنیہ
میں موجود فارن ایجنٹ نے اسے رپورٹ دی تھی کہ میجر پرمود سے
ملتا جلتا ایک شخص اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ کافرستان پہنچا ہے۔ گو
وہ میک اپ میں تھے مگر اس ایجنٹ کو یقین تھا کہ وہ میجر پرمود ہے
اسے کافرستان کے ایئرپورٹ پر بھی اسی حلیئے میں دیکھا گیا تھا اور پھر
اسے اس کافرستانی طیارے میں سوار ہوتے دیکھا گیا تھا جو ڈائریکٹ
ساک لینڈ جاتا تھا۔

اس ایجنٹ نے کرنل سکارنو کو ان دونوں کے حلیئے بتا دیئے تھے
اور فلائٹ نمبر بھی۔ کرنل سکارنو اپنی پوری فورس کے ساتھ میجر
پرمود کے استقبال کے لئے ایئرپورٹ پر جا پہنچا تھا۔ مانیٹرنگ روم
سے جب اس نے مطلوبہ حلیوں کے دو افراد کو دیکھا تو ایک کا قد کاٹھ
دیکھ کر کرنل سکارنو کو بھی یقین ہو گیا کہ وہ ڈی ایجنٹ میجر پرمود
ہے اس لئے اس نے اس پر اور اس کے ساتھی پر خاصی توجہ دی تھی۔

ان دونوں کے میک اپ چیک کرنے کے لئے اس نے اپنے
ڈیپارٹمنٹ کے منجھے ہوئے افراد کو بلایا تھا۔ انہوں نے ان دونوں
کے میک اپ اتارنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی مگر وہ کامیاب نہ ہو
سکے تھے۔ ادھر میجر گروم نے بھی آکر تصدیق کر دی تھی کہ ان

دونوں کے کاغذات اصلی ہیں تو کرنل سکارنو کو خاصی مایوسی ہوئی
تھی۔ اس کا خیال تھا کہ فارن ایجنٹ اور خود اسے میجر پرمود کے قد
کاٹھ کا محض احساس ہی ہوا تھا وہ میجر پرمود نہیں تھا مگر جب اس نے
میجر گروم کو اپنی جیپ کی چابی نکال کر دینی چاہی تو اس کے ہاتھ میں
ایک کارڈ آگیا تھا جس پر واضح الفاظ میں ڈی فورٹین لکھا ہوا تھا۔

ڈی فورٹین میجر پرمود کا کوڈ تھا جسے ساری دنیا کے ایجنٹس جانتے
تھے۔ کرنل سکارنو کو کارڈ دیکھ کر جھٹکا سا لگا تھا۔ اسے یاد تھا کہ
جاتے وقت ڈریک نامی شخص اس سے ٹکرایا تھا۔ وہ شاید اس کی
جیب میں کارڈ ڈالنے کے لئے جان بوجھ کر اس سے ٹکرایا تھا۔ کارڈ
دیکھتے ہی اس کا ذہن آندھی اور طوفان کی زد میں آگیا تھا۔ وہ بے
اختیار بھاگتا ہوا ایئرپورٹ سے نکلا تھا جبکہ اسے اپنے ساتھیوں کو میجر
پرمود کے پیچھے جانے کا حکم دینا چاہیئے تھا۔ اس نے میجر پرمود اور اس
کے ساتھی کو ایئرپورٹ سے باہر جاتے دیکھ کر تیزی سے پارکنگ کی
جانب دوڑ لگا دی تھی۔ پارکنگ سے اس نے اپنی فورڈ جیپ نکالی اور
اسے نہایت برق رفتاری سے اس سڑک پر لے گیا جس طرف بلیک
سیڈان میجر پرمود اور اس کے ساتھی کو لے گئی تھی۔

چند لمحوں میں اس نے اس بلیک سیڈان کو جا پکڑا اور پھر وہ اس
بلیک سیڈان کا تعاقب کرنے لگا۔ اس کے پاس سیل فون تھا۔ اس
نے جیب سے ہی انٹیلی جنس چیف کو فون کر کے ان سے موبائل
فورس مانگ لی۔ کے جے بی کے چیف کا چونکہ ساک لینڈ میں سکہ جما

ہوا تھا اس لئے انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر نے اسے ہر طرح کی امداد دینے کا وعدہ کر لیا اور پھر کرنل سکارنو نے بے شمار موبائل پولیس کی گاڑیوں کو اس کار کے پیچھے جاتے دیکھا۔

کرنل سکارنو کو یقین تھا کہ موبائل کاریں آن واحد میں اس کار کو گھیر لیں گی اور میجر پرمود اور اس کا ساتھی اس کے ہاتھوں سے بچ کر نہ جا سکیں گے مگر پھر یہ دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا کہ جس کار میں میجر پرمود اور اس کا ساتھی سفر کر رہے تھے وہ فور سلنڈر کار تھی۔ کار ڈرائیور بے پناہ مہارت یافتہ معلوم ہو رہا تھا۔ وہ پولیس موبائل کاروں کو چکمہ دیتے ہوئے کار کو بھگائے لئے جا رہا تھا۔

کرنل سکارنو کے حکم سے جیسے شہر کی تمام موبائل کاریں حرکت میں آ گئی تھیں۔ اس ٹیکسی کو ہر طرف سے گھیرنے کی کوشش کی جا رہی تھی جو اچانک مین سڑک پر نکل کر ون وے کی طرف جا رہی تھی بلیک سیڈان کے ون وے پر جاتے ہی سڑک پر یکلخت ہنگامہ سا کھڑا ہو گیا تھا۔ اس تیز رفتار بلیک سیڈان کو دیکھ کر سڑک پر تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کرنے والوں کے ہاتھ بہک گئے تھے اور کئی کاریں ایک دوسرے سے ٹکرا گئی تھیں۔

انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر نے کرنل سکارنو کو سپرنٹنڈنٹ گراسکر کا نمبر دے دیا تھا جو اس موبائل فورس کا انچارج تھا۔ سڑک پر کاروں کے ایک دوسرے سے ٹکرانے کی وجہ سے سڑک بلاک سی ہو گئی تھی اور کرنل سکارنو کو اپنی جیپ وہیں روکنی پڑی تھی لیکن اس

کا سپرنٹنڈنٹ سے مسلسل رابطہ تھا جو اسے اس ٹیکسی کے بارے میں پل پل کی خبر دے رہا تھا۔ کرنل سکارنو نے بلیک سیڈان پر فائرنگ کرنے کا حکم دیا تھا مگر سپرنٹنڈنٹ مین سڑک پر دوسری کاروں کی آمد و رفت کی وجہ سے بلیک سیڈان پر فائرنگ کرنے سے کترا رہا تھا۔ پھر اس نے ایک موبائل ہیلی کاپٹر کو وہاں بلا لیا۔ موبائل ہیلی کاپٹر کی مدد سے عام کاروں کو سڑک سے ہٹایا جانے لگا۔ تب سپرنٹنڈنٹ نے اس ٹیکسی پر فائرنگ کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ ہیلی کاپٹر سے اس کار کو روکنے کی کوشش کی گئی اور اس پر فائرنگ بھی کی گئی تھی مگر پھر کار سڑک پر رکی اور اس میں سے ایک نوجوان باہر نکلا اور اس نے عجیب سی ایک گن سے ہیلی کاپٹر پر فائر کر دیا تھا جس سے ہیلی کاپٹر تباہ ہو گیا تھا اور اس میں سوار تمام افراد ہلاک ہو گئے تھے۔

موبائل کاروں پر بھی اس عجیب و غریب گن سے فائرنگ کی گئی تھی جس سے موبائل کاریں یوں دھماکے سے پھٹ جاتی تھیں جیسے ان پر میزائل برسائے جا رہے ہو۔ پھر کرنل سکارنو کو اطلاع دی گئی کہ بلیک سیڈان پل کی طرف سے آنے والی سڑک کے کنارے کو توڑتی ہوئی دوسری طرف سڑک پر اتر گئی تھی۔ بلیک سیڈان کے ڈرائیور نے کار کو بڑی مہارت سے جمپ لگاتے ہوئے دوسری سڑک پر اتار دیا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ نے کرنل سکارنو کو بتایا کہ اب بلیک سیڈان برج کی طرف جا رہی ہے جہاں ان کی بے شمار موبائل کاریں

موجود ہیں ۔ اگر کرنل سکارنو کا حکم ہو تو اس کار کو میزائلوں سے اڑا
دیا جائے جس پر کرنل سکارنو نے اسے ایسا کرنے کا حکم دے دیا تھا
کرنل سکارنو کو سپرنٹنڈنٹ نے طویل انتظار کے بعد بتایا کہ ٹیکسی
جب پل کی طرف آئی تھی تو اس پر دور سے ہی یکے بعد دیگرے تین
میزائل داغ دیئے گئے تھے مگر کار ڈرائیور نے یہاں بھی بڑی مہارت کا
ثبوت دیتے ہوئے کار کو ان میزائلوں سے بچا لیا تھا اور پھر وہ جیسے ہی
کار پل پر لایا اس نے یکلخت کار کو موڑ کر پل کے آہنی جنگلے سے ٹکرا
دیا ۔ کار جنگلے کو توڑتی ہوئی دریا میں جا گری تھی ۔ وہ اور اس کے
ساتھی خود بھی دریا کے کنارے جا پہنچے تھے ۔ جدید لانچوں کے ساتھ وہ
غوطہ خور بھی اپنے ساتھ لے گئے تھے ۔ دریا کی تہہ میں انہیں بلیک
سیڈان تو مل گئی تھی مگر ان تین افراد کا انہیں کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا
دریا میں گرتے ہی شاید وہ کار سے نکل گئے تھے ۔

یہ خبریں سن سن کر کرنل سکارنو کا دماغ پکنا شروع ہو گیا تھا ۔
اسے خود پر غصہ آرہا تھا کہ جب اسے یقین تھا کہ وہ میجر پرمود ہی ہے
تو اس نے اسے وہاں سے جانے ہی کیوں دیا تھا ۔ محض میک اپ
واش نہ ہونے اور کاغذات درست ہونے پر اس نے ان دونوں کو
جانے کی اجازت دے دی تھی ۔ اگر وہ ان دونوں کو حراست میں لے
کر ہیڈ کوارٹر لے آتا اور ان کے بارے میں مزید انکوائری کراتا تو ان
کے بارے میں اسے صاف پتہ چل جاتا ۔ اب میجر پرمود اور اس کے
ساتھی دریا میں کود کر نجانے کہاں غائب ہو گئے تھے ۔

کرنل سکارنو نے انٹیلی جنس کی مدد کے لئے اپنی فورس بھی بھیج
دی تھی جو دریا کے دونوں کناروں پر انکوائری کر رہی تھی ۔ ظاہر ہے
میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو دریا میں سے کسی نہ کسی طرف
سے تو نکلنا ہی تھا ۔ وہ ساری زندگی تو دریا کے اندر رہ نہیں سکتے تھے
اس لئے کرنل سکارنو فوراً اپنے ہیڈ کوارٹر آ گیا تھا ۔ اسے انٹیلی جنس
اور اپنی فورس کی طرف سے خبر کا انتظار تھا مگر کئی گھنٹے گزر چکے تھے
نہ ہی انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ نے اس سے رابطہ کیا تھا اور نہ ہی
اس کی فورس نے اسے کوئی جواب دیا تھا اس لئے کرنل سکارنو کا
غصہ عروج پر پہنچا ہوا تھا ۔

" ہونہہ ۔ سب کے سب نکمے اور نااہل ہوتے جا رہے ہیں ۔
نانسنس ۔ اتنی بڑی موبائل فورس کے باوجود وہ کار لے کر نکل گئے ۔
انہوں نے ایک موبائل ہیلی کاپٹر اور سات موبائل کاریں بھی تباہ کر
دی ۔ بیسیوں افراد ہلاک اور زخمی ہو گئے مگر وہ ان تین افراد کو نہیں
پکڑ سکے ۔ نانسنس "... کرنل سکارنو نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔
اسے اپنی فورس پر بھی غصہ آرہا تھا جو اب تک انہیں دریا میں بھی
تلاش نہیں کر سکی تھی ۔

" نانسنس "... کرنل سکارنو نے سر جھٹک کر کہا ۔ اچانک میز پر
پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے ایک فون کی
گھنٹی بج اٹھی تو کرنل سکارنو فون کی گھنٹی بجنے پر یوں اچھل پڑا جیسے
یکلخت اس کے پیروں میں بم آگرا ہو ۔ دوسرے لمحے وہ میز کی طرف

بڑھا اور اس نے جھپٹ کر سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھالیا۔

"یس۔کرنل سکارنو"... اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"میجر گروم بول رہا ہوں جناب"... دوسری طرف سے میجر گروم کی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے۔کچھ پتہ چلا ان کا"... کرنل سکارنو نے اسی انداز میں کہا۔

"نو سر۔ہم نے ہر طرف گھیرا بندی کر رکھی ہے۔دریا کے ارد گرد کے علاقوں اور قصبوں میں میرے آدمی پھیلے ہوئے ہیں اور دریا میں انٹیلی جنس لانچوں میں انہیں ہر طرف تلاش کر رہی ہے۔انہوں نے جگہ جگہ دریا میں جال پھینکے ہیں اور ان کے غوطہ خور بھی دریا میں اترے ہوئے ہیں مگر تاحال ان کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔نہ ہی وہ دریا میں کہیں ابھرے تھے اور نہ انہیں دور نزدیک کسی قصبے میں جاتے دیکھا گیا ہے"... دوسری طرف سے میجر گروم نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔نانسنس۔کیا یہی رپورٹ دینے کے لئے تم نے مجھے فون کیا ہے۔وہ سب کے سامنے کار سمیت دریا میں کودے تھے۔اگر وہ دریا میں نہیں ہیں تو کہاں جا سکتے ہیں۔انہیں دریا نگل گیا یا آسمان نے اٹھالیا ہے"... کرنل سکارنو نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"سر۔دریا کا بہاؤ بہت تیز ہے۔میرے خیال میں وہ دریا میں ہی کہیں بہہ گئے ہیں"... دوسری طرف سے میجر گروم نے سہمے ہوئے

لہجے میں کہا۔

"اپنا خیال اپنے پاس رکھو میجر گروم۔تم اگر کسی اور کے بارے میں یہ بات کرتے تو میں شاید مان لیتا مگر وہ تربیت یافتہ ایجنٹ میجر پرمود اور اس کے ساتھی ہیں۔انہیں اگر لے جا کر سمندر کے بیچ میں بھی پھینک دیا جائے تو وہ وہاں سے بھی بچ نکلنے کا فن جانتے ہیں"... کرنل سکارنو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔مگر سر"... میجر گروم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔اپنی تلاش کا دائرہ بڑھاؤ اور جیسے بھی ہو انہیں ہر حال میں تلاش کرو۔ایک بار تم ناکامی کا اعتراف کر چکے ہو مگر دوسری بار اگر تم نے ناکامی کا نام لیا تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے شوٹ کر دوں گا"... کرنل سکارنو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔م۔میں کوشش کرتا ہوں سر"... دوسری طرف سے میجر گروم نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"پھر کوشش۔میں نے تمہیں کہا ہے نا کہ انہیں ہر حال میں تلاش کرو"... کرنل سکارنو نے پہلے سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔یس سر۔میں انہیں تلاش کرتا ہوں"... میجر گروم نے اسی انداز میں کہا۔

"اور سنو۔تم ان تینوں کو یقیناً دریا کے بہاؤ کی سمت میں تلاش کر رہے ہو گے"... کرنل سکارنو نے کہا۔

"یس سر۔ایسا ہی ہے سر"... میجر گروم نے فوراً کہا۔

"میں میجر پرمود کے بارے میں جانتا ہوں ۔ وہ بہت چالاک انسان ہے ۔ وہ دریا کے بہاؤ کی مخالف سمت میں گیا ہو گا ۔ انہیں اس طرف تلاش کرو"... کرنل سکارنو نے کہا۔

"اوہ ۔ یس سر ۔ اس طرف تو واقعی میرا دھیان ہی نہیں گیا ۔ میں ابھی انتظامات کراتا ہوں سر"... میجر گروم نے کہا۔

"جلدی کرو ۔ اگر وہ نکل گیا تو اس کا دوبارہ ہاتھ لگنا مشکل ہو جائے گا ۔ وہ میک اپ کا ماہر ہے ۔ لمحوں میں بھیس بدل لیتا ہے"... کرنل سکارنو نے کہا۔

"یس سر ۔ آپ بے فکر رہیں سر"... میجر گروم نے کہا تو کرنل سکارنو نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ہونہہ ۔ سب کے سب احمق اکٹھے کر رکھے ہیں میں نے ۔ اب تک میجر پرمود اور اس کے ساتھی دریا کی مخالف سمت میں دور جا کر نکل بھی گئے ہوں گے ۔ مگر وہ جائیں گے کہاں ۔ میں ان کی تلاش میں زمین آسمان ایک کر دوں گا ۔ میرا نام کرنل سکارنو ہے اور کرنل سکارنو اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹتا جب تک وہ مجرموں اور خاص طور پر میجر پرمود جیسے ایجنٹوں کو ہلاک نہیں کر دیتا ۔ میجر پرمود کی موت اسے ساک لینڈ کھینچ لائی ہے ۔ وہ جہاں مرضی جا چھپے مگر میں موت بن کر اس کی شہہ رگ تک پہنچ جاؤں گا"... کرنل سکارنو نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا ۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ میز کے گرد گھوم کر اپنی اونچی پشت والی سیٹ پر بیٹھ کر یوں گہرے

گہرے سانس لینے لگا جیسے وہ میلوں دوڑ لگا کر آ رہا ہو ۔ اس کے ذہن میں میجر پرمود کا نام کسی ہتھوڑے کی طرح برس رہا تھا ۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے بعد دوبارہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ کرنل سکارنو سپیکنگ"... کرنل سکارنو نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"میجر گروم بول رہا ہوں سر"... دوسری طرف سے میجر گروم کی پرجوش آواز سنائی دی تو کرنل سکارنو یکلخت سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"یس ۔ میجر گروم"... کرنل سکارنو نے کہا۔

"سر ۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کا ہمیں پتہ چل گیا ہے"... دوسری طرف سے میجر گروم نے کہا تو کرنل سکارنو بے اختیار اچھل پڑا۔

"ہم جانتے ہیں تم آٹھ افراد کا گروپ ہو۔ تم سب اندر موجود ہو
اگر تم اپنی زندگیاں چاہتے ہو تو کمرے کا دروازہ کھول کر خود کو
ہمارے حوالے کر دو"... باہر سے ایک کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی۔
"اب کیا کہتے ہو"... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
"چونکہ یہ کوٹھی ماسٹر کارلی کا خاص اڈا ہے اس لئے اس میں تہ
خانہ بھی ہو گا اور محفوظ راستہ بھی۔ دروازے پر چار چار لاک اس
بات کی نشاندہی کر رہے ہیں جبکہ کھڑکیاں کھل ہی نہیں سکتیں"...
عمران نے کہا۔ تو نہ صرف جولیا بلکہ دوسرے ممبران بھی چونک کر
اس کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران کی نظریں تیزی سے کمرے میں سرچ
لائٹ کی طرح گھوم رہی تھیں جیسے وہ نظروں ہی نظروں میں کچھ
تلاش کر رہا ہو۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی کے تاثرات تھے۔
دروازے کو باہر سے زور زور سے پیٹا جا رہا تھا۔ صفدر نے کمرے کا

دروازہ بند کر کے اسے اندر سے لاک کر دیا تھا۔ دروازے پر چار
لاک تھے جو اوپر، نیچے اور دروازہ کھلنے کی سائیڈ پر تھے۔ اس نے وہ
چاروں لاک لگا دیئے تھے۔
"دروازہ کھول دو ورنہ ہم دروازے کو بم سے اڑا دیں گے اور پھر
ہم اندر آ کر تم سب کو گولیوں سے بھون دیں گے"... باہر سے وہی
کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی۔
"صفدر، تنویر اس درمیانی صوفے کو یہاں سے ہٹا دو۔ جلدی"...
عمران نے اچانک صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں
چونک پڑے۔ کمرے کا فرش بڑے بڑے ڈبوں کی شکل میں ڈیزائن
کیا گیا تھا۔ یہ ڈبے چھ فٹ لمبے اور چار فٹ چوڑے تھے۔ درمیانی
صوفہ بھی تقریباً اسی سائز کا تھا جو فرش کے ایک ڈبے پر رکھا ہوا تھا۔
صفدر اور تنویر آگے بڑھے اور انہوں نے صوفے کو سائیڈوں سے پکڑ
کر اسے اٹھانا چاہا مگر انہیں یوں لگا جیسے اس صوفے کو زمین نے پکڑ
رکھا ہو حالانکہ وہ فرش پر عام انداز میں رکھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر
عمران کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔
"یہ تو شاید فرش میں فکس ہے"... صفدر نے کہا۔
"اسے دائیں بائیں گھما کر دیکھو"... عمران نے کہا تو ان دونوں
نے صوفے کو پکڑ کر دائیں طرف گھمانا چاہا مگر صوفہ ذرا سا بھی نہ ہلا
اور پھر جب انہوں نے اسے بائیں طرف گھمایا تو صوفہ یوں گھومتا چلا
گیا جیسے محور کے گرد زمین گھومتی ہے۔ جیسے ہی صوفہ بائیں طرف

گھوما مشرقی دیوار کے پاس ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز ابھری اور انہوں نے فرش کے ایک ڈبے کو کسی ڈھکن کی طرح کھلتے دیکھا۔ فرش کے ڈبے کو کسی ڈھکن کی طرح کھلتے دیکھ کر وہ سب بے اختیار اچھل پڑے اور تیزی سے فرش میں ہونے والے خلاء کی طرف آگئے۔ خلاء میں نیچے سیڑھیاں جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔

"اس طرف سیڑھیاں ہیں"... جولیا نے مدھم سے لہجے میں کہا۔

"چلو۔ جلدی کرو نکلو یہاں سے۔ اگر انہوں نے دروازے کو سچ مچ بم سے اڑا دیا تو وہ ہم میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے"... عمران نے ان سے مخاطب ہو کر اس انداز میں کہا کہ اس کی آواز کمرے سے باہر نہ جاسکے۔ عمران کی بات سن کر وہ سب تیزی سے اس خلاء کی طرف آئے اور پھر وہ ایک ایک کر کے تیزی سے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ صفدر اور تنویر نے جیسے ہی صوفے کو چھوڑا صوفے نے خود بخود گھوم کر واپس اپنی پوزیشن میں آنا شروع کر دیا اور فرش کا اٹھا ہوا ڈھکن آہستہ آہستہ بند ہوتا چلا گیا۔

"تم جاؤ۔ میں اسے روکتا ہوں"... عمران نے صوفے کے کنارے پر پاؤں رکھتے ہوئے کہا تو ان دونوں نے سر ہلائے اور خلاء کی طرف بڑھ گئے۔ جیسے ہی صفدر اور تنویر خلاء میں اترے عمران نے صوفے کے کنارے سے پیر ہٹایا اور تیزی سے خلاء کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صوفے کے گھومنے کی رفتار اور ڈھکن کے بند ہونے کی رفتار بے حد ہلکی تھی اس لئے عمران آسانی سے خلاء تک پہنچ گیا تھا اور پھر جب

وہ سیڑھیاں اترا تو ڈھکن بند ہو گیا اور کمرے میں موجود صوفہ بھی اپنی پہلے جیسی پوزیشن میں آگیا تھا۔ اب اگر کوئی کمرے میں داخل ہوتا تو وہ آسانی سے یہ نہیں جان سکتا تھا کہ کمرے میں موجود افراد اچانک کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ سیڑھیوں میں خاصا اندھیرا تھا مگر تنویر نے فوراً جیب سے ایک ٹارچ نکال کر روشن کر لی تھی۔ وہ ایک چھوٹا سا تہہ خانہ تھا جو ہر قسم کے سامان سے عاری تھا۔

"لائٹ سوئچ تلاش کرو"... عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر نیچے اتر کر ٹارچ سے دیواروں پر لائٹ سوئچ تلاش کرنے لگا۔ پھر اس نے ایک دیوار پر لگا ہوا ایک سوئچ آن کیا تو تہہ خانہ روشن ہو گیا۔ تہہ خانے کی دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی بند ڈبے میں آگئے ہوں۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ آخر تم ہمیں کچھ بتاتے کیوں نہیں"... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمارا شک صحیح تھا۔ وہ لوگ پہلے سے ہی یہاں موجود تھے۔ شاید انہوں نے ارد گرد کی کوٹھیوں میں خود کو چھپا رکھا تھا تاکہ جیسے ہی ہم اس کوٹھی میں داخل ہوں وہ ہمیں چھاپ لیں"... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن۔ انہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم یہاں آنے والے ہیں"... صالحہ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے تو یہ سارا کیا دھرا اس ماسٹر کارلی کا معلوم ہوتا ہے جس نے

ہمیں یہاں بھیجا ہے۔ ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی اس نے کسی ایجنسی کو ہماری مخبری کر دی ہو گی"... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہو رہا ہے"... صفدر نے کہا۔

"بظاہر۔ ہونہہ۔ بظاہر سے تمہاری کیا مراد ہے۔ ہم خاموشی سے سن لائٹ ہوٹل میں رہ رہے تھے وہاں کسی کو ہم پر شک نہیں ہوا تھا اور نہ ہی کوئی ہمارے سامنے آیا تھا لیکن ہم جیسے ہی اس رہائش گاہ میں آئے ہم پر فوراً دھاوا بول دیا گیا۔ یہ کام ماسٹر کارلی کا نہیں تو اور کس کا ہو سکتا ہے"... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیوں عمران۔ کیا تنویر سچ کہہ رہا ہے"... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"فی الحال میرے پاس تمہاری احمقانہ باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ہم ابھی خطرے میں ہیں۔ باہر فورس موجود ہے۔ اگر وہ دروازہ توڑ کر کمرے میں داخل ہو گئے تو انہیں بہت جلد اس خفیہ تہہ خانے کا علم ہو جائے گا تو وہ ہم میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے"... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب ہم اس ڈبے سے نکل کر کہاں جا سکتے ہیں۔ چاروں طرف سپاٹ دیواریں ہیں۔ مجھے تو ان دیواروں سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا"... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آنکھیں بند کرو گی تو کچھ نظر آئے گا۔ کھلی آنکھوں سے بھلا تم کیا دیکھ سکتی ہو"... اچانک عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب

ایک بار پھر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران واقعی گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا جانتا تھا۔ ابھی وہ اس قدر سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا جیسے اس نے مسکرانا سیکھا ہی نہ ہو مگر اب وہ اس طرح مسکرا رہا تھا جیسے اسے اس بات کی فکر ہی نہ ہو کہ وہ اور اس کے ساتھی موت کے کس قدر قریب ہیں۔

"آنکھیں بند کرنے سے کسی کو کیا نظر آتا ہے۔ سوائے اندھیرے کے۔ یہ تم نے کیا احمقانہ بات کی ہے"... جولیا نے اسے مسکراتا دیکھ کر خود بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"خواب آنکھیں بند کر کے ہی دکھائی دیتے ہیں اور اچھے خواب دیکھنے والوں کو زندگی کے راستے بھی مل جاتے ہیں۔ کیوں تنویر"... عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا تو جولیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی جبکہ اس کی بات سن کر تنویر نے حسب معمول منہ بنا لیا تھا۔

"لگتا ہے عمران صاحب کو یہاں سے نکلنے کا کوئی طریقہ معلوم ہو گیا ہے"... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کی مسکراہٹ سے تو یہی لگ رہا ہے"... جولیا نے کہا۔

"خدا کی پناہ ہے تم سے۔ اب تم سچ مچ میرے کان کترنے لگے ہو۔ میری مسکراہٹ سے بھی نتیجے اخذ کر لیتے ہو"... عمران نے اس انداز میں کہا کہ وہ سب ہنس دیئے۔

"اب احمقانہ باتوں میں وقت ضائع مت کرو۔ اگر یہاں سے

نکلنے کا طریقہ معلوم ہو گیا ہے تو نکلو یہاں سے ۔ ڈبے نما بند تہہ خانے میں اب دم گھٹتا ہوا محسوس ہو رہا ہے"... جولیا نے کہا تو اچانک انہیں اوپر زوردار دھماکے کی آواز سنائی دی۔

" اوہ ۔ شاید انہوں نے بم مار کر دروازہ اڑا دیا ہے"... صفدر نے کہا ۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور وہ تیزی سے سیڑھیوں کے دیوار کی طرف بڑھا اور اس پر دایاں ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر ایک ہلکے سے ابھار کو محسوس کر کے اس کا ہاتھ وہیں رک گیا۔

" کیپٹن شکیل ۔ تمہارے پاس لائٹر ہو گا"... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا کر جیب سے ایک لائٹر نکال کر عمران کو دے دیا۔

" کیا مطلب ۔ کیا تم لائٹر سے راستہ کھولو گے"... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ میرا یہاں بیٹھ کر سگار پینے کو دل چاہ رہا ہے"... عمران نے کہا ۔ اس نے لائٹر جلایا اور پھر لائٹر کا شعلہ اس جگہ لگا دیا جہاں دیوار پر ہلکا سا ابھار موجود تھا ۔ اچانک انہیں اوپر کمرے میں مشین گنوں کی مخصوص ریٹ ریٹ کی تیز آوازیں سنائی دیں۔

" وہ خالی کمرے میں فائرنگ کر رہے ہیں"... صالحہ نے کہا۔

عمران نے ابھار پر مسلسل شعلہ لگا رکھا تھا ۔ اچانک سرر کی آواز کے ساتھ وہ دیوار تیزی سے دائیں طرف ہٹتی چلی گئی ۔ وہاں سے پوری دیوار ہٹ کر سائیڈ میں غائب ہو گئی تھی ۔ سامنے ایک پختہ اور

طویل راہداری تھی ۔ اس راہداری کو دیکھ کر ان کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

" آؤ"... عمران نے کہا تو وہ سب تیزی سے اس راہداری کی طرف بڑھ گئے ۔ راہداری میں آتے ہی عمران نے سائیڈ کی دیوار پر ایک بار پھر ہاتھ پھیرا اور ایک ابھار محسوس کر کے اس پر لائٹر کا شعلہ لگا دیا۔ چند لمحوں بعد سرر کی آواز دوبارہ سنائی دی اور کمرے کی دیوار برابر ہوتی چلی گئی۔

" یہ کیسا سسٹم ہے جو شعلے سے گرم ہو کر کھلتا اور بند ہوتا ہے"... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا ۔ راہداری طویل اور آگے سے ٹرن لئے ہوئے تھی ۔ چھت پر زیرو پاور کے بلب لگے ہوئے تھے جس کی وجہ سے راہداری میں ہلکی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی ۔ دروازہ بند کرتے ہی عمران راہداری میں بڑھتا چلا گیا ۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔

" یہ جدید سائنسی طریقہ ہے ۔ خفیہ راستے کھولنے کے لئے دیواروں میں ہلکا ابھار رکھ کر ایک خاص ڈیوائس لگا دی جاتی ہے جسے گرم کیا جائے تو راستہ اوپن اور کلوز ہو جاتا ہے"... عمران نے کہا۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ راستہ کسی ڈیوائس کو گرم کرنے سے کھل سکتا ہے"... جولیا نے باقاعدہ جرح کرنے والے انداز میں پوچھا۔

" تہہ خانے میں ایک بھوت موجود تھا اور اسی بھوت نے اس

ڈیوائس کے بارے میں میرے کان میں بتایا تھا"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تم سے بڑا بھوت اور بھلا اس دنیا میں کون ہو سکتا ہے"... تنویر نے عمران پر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"ہو کیا سکتا ہے۔ ہے۔ میں نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے میں کیا تمہارے سوا سبھی اس بھوت کو دیکھ رہے ہیں"... عمران نے فوراً کہا۔

"کیوں۔ میرے سوا کیوں۔ کیا میں نے آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے"... تنویر نے تنک کر کہا۔

"لو۔ بھلا کوئی بھوت خود کو بغیر آئینے کے دیکھ سکتا ہے"... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔ عمران نے بڑی خوبصورتی سے تنویر کا جملہ اس پر الٹ کر اسے بھوت بنا دیا تھا۔

"ویسے عمران صاحب۔ یہ سسٹم میرے لئے بھی نیا ہے۔ کیا آپ اس سسٹم کے بارے میں پہلے سے جانتے تھے"... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے دیواروں کی ساخت دیکھ کر اندازہ لگایا تھا کہ اسے برن ڈیوائس کے تحت بنایا گیا ہے"... عمران نے کہا۔

"دیواروں کی ساخت۔ مگر ہمیں تو دیواروں کی ساخت میں کوئی انوکھی بات دکھائی نہیں دی"... صالحہ نے کہا۔

"آنکھیں کھلی رکھو تو تمہیں کچھ پتہ چلے گا۔ دیکھنے میں وہ عام

سپاٹ دیواریں تھیں مگر ان میں کسی قسم کا کوئی جوڑ نہیں تھا۔ وہ فولادی دیواریں ہیں جن پر ایسا پینٹ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ کنکریٹ کی دیواریں معلوم ہو رہی تھیں"... عمران نے کہا۔

"ہم نے آنکھیں کھلی رکھ کر کیا کرنا ہے۔ ہماری سفید لاٹھی تو آپ ہیں"... صالحہ نے مسکرا کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"گویا تمہیں راستہ دکھانے والی سفید چھڑی میں ہوں"... عمران نے کہا۔

"ہمارے ساتھ تو اکثر ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ ہم بڑی بڑی اور خطرناک سے خطرناک سچوئیشن میں بھی گھرے ہوں تو عموماً سفید چھڑی کے ذریعے ہی بچ جاتے ہیں"... صالحہ نے کہا۔

"اس کے باوجود تم میرا احسان نہیں مانتے"... عمران نے کہا۔

"احسان۔ کیا مطلب۔ ہم نے کب کہا ہے کہ ہم تمہارا کوئی احسان نہیں مانتے"... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر میرا احسان مانا گیا ہوتا تو تنویر اب تک مان نہ گیا ہوتا"... عمران نے کہا تو ان سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کیا منوانا چاہتے ہو تم تنویر سے۔ بولو۔ میں منوا لیتی ہوں۔ میں دیکھتی ہوں تنویر تمہاری کون سی بات نہیں مانتا"... جولیا نے اس انداز میں کہا جیسے وہ عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھی ہو۔ اس کی بات سن کر عمران بے اختیار ہنس پڑا تھا جبکہ تنویر بوکھلائی ہوئی نظروں سے جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔

" یہ بکواس کر رہا ہے مس جولیا ۔ میں ۔ میں "... تنویر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔ اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر سب کی ہنسی تیز ہو گئی تھی ۔ عمران بھی تنویر کی بوکھلاہٹ دیکھ کر ہنس دیا تھا۔

" رہنے دو ۔ میری بات سن کر یہ بے چارہ پہلے ہی نروس ہو گیا ہے ۔ اگر میں نے اس سے کوئی بات منوانے کی کوشش کی تو اس کا فیوز ہی اڑ جائے گا "... عمران نے کہا تو تنویر اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگا۔

" نروس بریک ڈاؤن ۔ میں سمجھی نہیں "... جولیا نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے ۔

" کچھ نہیں ۔ تیز تیز چلو ۔ ہم نے ساری عمر اس راہداری میں نہیں گھومتے رہنا ۔ یہ راہداری ویسے بھی شیطان کی آنت کی طرح لمبی ہوتی جا رہی ہے "... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ وہ تیزی سے راہداری میں چلنے لگے جو اب کسی سرنگ کی شکل اختیار کر گئی تھی ۔ سرنگ جگہ جگہ سے ٹرن لئے ہوئے تھی ۔ سرنگ طویل ضرور تھی مگر وہاں ملگجی سی روشنی تھی جس کی وجہ سے انہیں آگے بڑھنے میں کوئی دقت نہیں ہو رہی تھی ۔ تقریباً بیس منٹ چلتے رہنے کے بعد ان کے سامنے ایک اور سپاٹ دیوار آ گئی ۔ یہ دیوار اس کمرے کی دیوار جیسی تھی جس سے وہ نکل کر آئے تھے ۔ عمران نے دائیں سائیڈ کی دیوار پر ہاتھ پھیر کر ابھار کو محسوس کیا اور پھر اس جگہ

لائٹر کا شعلہ لگایا تو دیوار سرکتی چلی گئی ۔ اس طرف بھی چھوٹا سا ڈبے نما تہہ خانہ تھا جس میں سے اوپر سیڑھیاں جا رہی تھیں ۔ تہہ خانے میں آ کر عمران نے سیڑھیاں چڑھ کر چھت کے کنارے پر لگے ایک چھوٹے سے ہک کو گھمایا تو چھت کا وہ حصہ کسی ڈھکن کی طرح کھلتا چلا گیا ۔ سب سے پہلے عمران نے سر باہر نکال کر دیکھا تو وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں تھا جہاں پہلے کمرے کی طرح ضرورت کا سامان موجود تھا ۔ عمران خلاء سے نکل کر باہر آ گیا۔

" آ جاؤ "... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو اس کے ساتھی ایک ایک کر کے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گئے ۔

" اب یہ کون سی جگہ ہے "... جولیا نے کمرے کو دیکھتے ہوئے کہا کمرے کے وسط میں ایک صوفہ موجود تھا جو آہستہ آہستہ گھوم رہا تھا اور ڈھکن کی طرح کھلا ہوا فرش کا وہ حصہ آہستہ آہستہ بند ہوتا جا رہا تھا جہاں سے نکل کر وہ باہر آئے تھے ۔ اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا اچانک عمران کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دینے لگی ۔ عمران نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک لائٹر نما چھوٹا سا آلہ نکال لیا ۔ ٹوں ٹوں کی آواز اسی لائٹر نما آلہ سے آ رہی تھی اس کے سرے پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بلب سپارک کر رہا تھا۔

" تم سب باہر جا کر اس رہائش گاہ کو چیک کرو ۔ میں دیکھتا ہوں کس کی کال ہے "... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو وہ سب سر ہلا کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے اور پھر وہ احتیاط سے

دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔ ان کے باہر جاتے ہی عمران نے سپارک کرتے ہوئے بلب کو پریس کیا تو آلے سے ٹوں ٹوں کی آواز نکلنا بند ہو گئی۔

" ہیلو۔ ہیلو۔ ماسٹر کارلی کالنگ۔ پرنس کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں۔ اوور"... لائٹر سے ایک باریک سی آواز سنائی دی۔

" یس۔ پرنس اٹنڈنگ یو۔ یہ سب کیا تماشہ ہے کارلی۔ تم نے ہمیں کسی رہائش گاہ میں بھیجا تھا یا موت کے منہ میں۔ اوور"... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ تھینک گاڈ۔ آپ کی آواز سن کر مجھے سکون آ گیا ہے پرنس میں آپ کے لئے ہی پریشان تھا۔ اوور"... دوسری طرف سے ماسٹر کارلی نے سکون بھرے لہجے میں کہا۔

" میں تم سے کچھ پوچھ رہا ہوں۔ اوور"... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ سوری پرنس۔ میں آپ کو کب سے کال کر رہا تھا مگر آپ سے کسی طرح میرا رابطہ ہی نہیں ہو رہا تھا۔ اوور"... دوسری طرف سے ماسٹر کالی نے کہا۔

" کیوں کال کر رہے تھے۔ اوور"... عمران نے پوچھا۔

" میں نے آپ کو جس رہائش گاہ میں بھیجا تھا وہاں ملٹری انٹیلی جنس نے ریڈ کر دیا ہے۔ میرے آدمیوں میں سے ایک نے غداری کرتے ہوئے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف مارشل ہاسٹو کو آپ کی اور

آپ کے ساتھیوں کی مخبری کر دی تھی۔ وہ مارشل ہاسٹو سے ٹرانسمیٹر پر باتیں کر رہا تھا تو میں نے اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس کا آدمی ہے جس نے میرے گروپ تک رسائی حاصل کر لی تھی۔ جب اس نے مجھے بتایا کہ اس نے آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں مارشل ہاسٹو کو اطلاع دے دی ہے تب میں نے فوراً آپ سے رابطہ کیا مگر آپ سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا تھا کہ آپ خفیہ راستے سے نکل کر دوسری رہائش گاہ میں چلے جائیں اور اس رہائش گاہ اور اس کے خفیہ راستے کے بارے میں مارشل ہاسٹو کبھی نہیں جان سکے گا۔ اوور"... دوسری طرف سے ماسٹر کارلی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ دوسری رہائش گاہ میں پہنچ گیا ہوں اوور"... عمران نے کہا۔

" اوہ گڈ۔ رئیلی ویری گڈ۔ لیکن آپ کو اس خفیہ راستے کو کھولنے کا طریقہ کیسے معلوم ہوا۔ برن ڈیوائس کو میں نے خصوصی طور پر اور بالکل نئی طرز پر وہاں ایڈجسٹ کیا تھا۔ اوور"... دوسری طرف سے ماسٹر کارلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" بس ہو گیا معلوم۔ یہ بتاؤ وہ مخبر کون تھا جس نے ہمارے بارے میں ملٹری انٹیلی جنس کو اطلاع دی تھی اور وہ کہاں ہے۔ اوور"... عمران نے پوچھا۔

" میں نے بتایا ہے کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس کا آدمی ہے اور وہ میری

قید میں ہے۔اوور"... ماسٹر کارلی نے کہا۔

"کیا یہ وہی آدمی ہے جسے تم نے ڈان لیک پر چابیاں اور گاڑیاں دے کر بھیجا تھا۔اوور"... عمران نے کہا۔

"یس پرنس۔وہی آدمی ہے۔کیا آپ کو اس پر شک ہوا تھا۔اوور"... ماسٹر کارلی نے کہا۔

"ہاں۔میں نے اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک دیکھی تھی۔ مجھے اس پر شک تو ہوا تھا مگر میں تمہیں دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ بہرحال تم اس شخص کو لے کر یہاں آجاؤ۔وہ ملٹری انٹیلی جنس کا آدمی ہے اور وہ میرے کام آسکتا ہے۔اوور"... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے پرنس۔میں اسے لے کر آرہا ہوں۔اوور"... ماسٹر کارلی نے کہا۔

"اور سامان۔لگتا ہے ملٹری انٹیلی جنس نے ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی ہمارا سامان وہاں سے ہٹا دیا تھا۔اوور"... عمران نے کہا۔

"یس پرنس۔آپ کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ملٹری انٹیلی جنس وہاں پہنچ گئی تھی اور انہوں نے وہاں سے سامان ہٹا لیا تھا اور آپ کو گرفتار کرنے کا پروگرام بھی بنا لیا تھا۔میں حقیقتاً آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے لئے بے حد پریشان تھا۔اوور"... ماسٹر کارلی نے کہا۔

"اب تو پریشانی دور ہو گئی ہے۔اب تم فوراً پہنچو۔اوور"... عمران نے کہا۔

"اوکے پرنس۔میں آدھے گھنٹے میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔اوور"... ماسٹر کارلی نے کہا۔

"اوکے۔اوور اینڈ آل"... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ کچھ دیر چیکنگ کے بعد تمام ممبران اندر آگئے۔

"ہم نے ساری رہائش گاہ اور ارد گرد کی عمارتوں کی بھی چیکنگ کر لی ہے۔فی الحال تو یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے"... جولیا نے کہا۔

"ہم راسٹ کالونی سے تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر دور واسنگ کالونی میں ہیں اور یہ کالونی دوسری کالونیوں سے ہٹ کر ہے۔اس طرف زیادہ تر عمارتیں خالی ہیں۔یہ کالونی چونکہ زیر تعمیر ہے اس لئے یہاں شور و غل نہ ہونے کے برابر ہے"... صفدر نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔کچھ دیر ہم یہاں سکون سے تو رہ سکتے ہیں"... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔وہ اس خفیہ راستے کو کھول کر یہاں آگئے تو پھر"... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہم پر ملٹری انٹیلی جنس نے ریڈ کیا تھا۔وہ زیادہ سے زیادہ اس تہہ خانے تک پہنچ جائیں گے لیکن اس راستے کو کھولنا ان کے لئے ناممکن ہو گا۔ماسٹر کارلی نے خاص طور پر اس راستے کو کھولنے اور بند کرنے کے لئے برن ڈیوائس لگوائی ہے جس کے بارے میں شاید ہی کوئی جانتا ہو"... عمران نے کہا تو ان سب کے چہروں پر سکون آگیا۔

"کیا تمہاری ماسٹر کارلی سے بات ہوئی ہے"... جولیا نے پوچھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر انہیں ماسٹر کارلی سے ہونے والی باتوں کی تفصیل بتا دی۔

"اب اگر تم میں اتنی شرافت آ ہی گئی ہے تو ہمیں یہاں آنے کا مقصد بھی بتا دو اور یہ بھی بتا دو کہ ہمیں کرنا کیا ہے"... جولیا نے اسے سنجیدہ دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بھی مسکرا دیا۔

"ہم یہاں سلور پاور حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں"... عمران نے کہا۔

"سلور پاور"... ان سب کے منہ سے بیک وقت نکلا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر انہیں سلور پاور کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اگر تمہیں شک ہے کہ سلور پاور کو اسرائیل نے خاص طریقے سے خود ہی ساک لینڈ میں پہنچایا ہے تو تم اس کے پیچھے کیوں بھاگ رہے ہو"... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کی دو وجوہات ہیں"... عمران نے کہا۔

"وہ کیا"... جولیا نے پوچھا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اس سلور پاور کو دیکھنا چاہتا ہوں کہ اصل میں یہ ہے کیا۔ دوسرے یہ کہ ساک لینڈ سلور پاور کی حفاظت اس قدر سخت انداز میں کیوں کر رہا ہے۔ میں نے ماسٹر کارلی اور دو ایک گروپس سے یہاں آ کر رابطہ کیا تھا تو مجھے معلوم ہوا کہ اوٹان

سے سلور پاور کے جی بی تھری ایجنسی نے اڑایا تھا جبکہ اس سلور پاور کو یہاں ملٹری انٹیلی جنس کے حوالے کر دیا ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف مارشل ہاسٹو ہے جس نے سلور پاور کو اپنے پاور سیکشن کے ساتھ کسی دوسرے مقام پر منتقل کر دیا ہے۔ وہ مقام کہاں ہے۔ اس کے بارے میں مارشل ہاسٹو کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میں مارشل ہاسٹو کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر رہا تھا۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ہم پر ریڈ کرنا والے ملٹری انٹیلی جنس کے ہی افراد ہیں ورنہ میں وہیں ان پر ہاتھ ڈال دیتا۔ بہرحال ماسٹر کارلی ملٹری انٹیلی جنس کا ایک آدمی لا رہا ہے اور وہی ہمیں بتائے گا کہ مارشل ہاسٹو نے سلور پاور کو کہاں انڈر گراؤنڈ کیا ہے"... عمران نے کہا۔

"اسے اس بات کا علم نہ ہوا تو پھر"... جولیا نے کہا۔

"تب پھر ہم اس کے ذریعے مارشل ہاسٹو تک پہنچیں گے اور میں مارشل ہاسٹو کے حلق میں ہاتھ ڈال کر معلوم کر لوں گا کہ سلور پاور کہاں ہے"... عمران نے کہا۔

"تم نے بتایا ہے کہ سلور پاور میں بلگارنیہ کی بھی حصہ داری ہے۔ کیا بلگارنیہ کے ایجنٹ سلور پاور کے حصول کی کوشش نہیں کریں گے"... جولیا نے کہا۔

"ضرور کریں گے اور جہاں تک میرا خیال ہے میجر پرمود اپنی ٹیم کے ساتھ یہاں آ بھی چکا ہو گا۔ وہ آرام سے بیٹھنے والوں میں سے نہیں ہے"... عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ تو کیا ہمارا اس سے ٹکراؤ ہونے کا امکان ہے"... صفدر نے چونک کر کہا۔

"عین ممکن ہے"... عمران نے مبہم سے انداز میں کہا۔

"تب تو ہمیں جلد سے جلد سلور پاور تک پہنچ جانا چاہئے ۔ میجر پرمود ڈی ایجنٹ ہے ۔ وہ راستے میں آنے والی ہر دیوار کو توڑ کر آگے بڑھنے کا عادی ہے ۔ اگر ہم سے پہلے وہ سلور پاور تک پہنچ گیا تو ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی"... تنویر نے کہا۔

"ہاں ۔ یہ تو ہے ۔ مگر اس بار شاید وہ بھی آسانی سے کامیاب نہ ہو سکے"... عمران نے کہا۔

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو"... جولیا نے کہا۔

"ساک لینڈ بظاہر تو روسیاہ سے الگ اور آزاد ریاست ہے مگر اس کا خفیہ الحاق اب بھی روسیاہ سے ہی ہے ۔ یہاں کی ایجنسیاں بے حد فعال اور انتہائی تیز رفتار ہیں ۔ خاص طور پر کے جی بی تھری، ملٹری انٹیلی جنس اور ملٹری سیکرٹ سروس ۔ انہیں ہماری آمد کا علم ہو چکا ہے اور اب وہ ہم تک پہنچنے کے لئے پوری قوت لگا دیں گے ۔ شاید ہمیں بھی یہاں میجر پرمود کے انداز میں کام کرنا پڑے"... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"یعنی ہم بھی یہاں ڈی ایجنٹ کے طور پر کام کریں گے"... تنویر نے خوش ہو کر کہا۔

"تم نے تو خوش ہونا ہی ہے ۔ تم بھی بلائینڈ فائٹر ہو اور تم نے

میجر پرمود کی طرح بلائینڈ فائٹنگ نہیں کرنی تو اور کیا کرنا ہے"... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"اگر ہمارا ٹکراؤ میجر پرمود سے ہوا تو اس بار ہم اس کے چھکے چھڑا دیں گے"... تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ تم چھکے تو کیا ستے اور اٹھے بھی چھڑا سکتے ہو ۔ تمہارے سامنے میں نہیں بول سکتا تو میجر پرمود کیا چیز ہے"... عمران نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے ۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد باہر گیٹ پر کار کا ہارن سنائی دیا۔

"ماسٹر کارلی آ گیا ہے ۔ تنویر تم جاؤ"... عمران نے کہا تو تنویر اٹھا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا ۔ چند لمحوں بعد کسی کار کے رہائش گاہ میں آنے کی آواز سنائی دی اور پھر کچھ دیر بعد تنویر ایک لمبے تڑنگے نوجوان کے ساتھ اندر آ گیا ۔ یہ وہی نوجوان تھا جنہیں ان سب نے ڈان لیک کی پارکنگ میں موجود کار میں بیٹھے دیکھا تھا ۔ اس نے پہلے عمران اور پھر ماسوائے جولیا اور صالحہ کے سب سے ہاتھ ملایا۔

"میں ایک بار پھر معذرت چاہتا ہوں پرنس کہ میرے ایک غلط آدمی کی وجہ سے آپ کو تکلیف اٹھانا پڑی"... ماسٹر کارلی نے عمران سے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"تم ایک تکلیف کی بات کر رہے ہو میں تو نجانے کون کون سی تکلیفیں اٹھاتا پھر رہا ہوں"... عمران نے کن انکھیوں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جولیا اسے غصیلی نظروں سے گھورنے لگی

جبکہ باقی ممبران ہنسنے لگے تھے۔

"میں سمجھا نہیں"... ماسٹر کارلی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم سمجھ بھی نہیں سکتے۔ اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ وہ آدمی کہاں ہے"... عمران نے پوچھا۔

"وہ کار کی ڈگی میں بے ہوش پڑا ہے۔ لاؤں اسے"... ماسٹر کارلی نے کہا۔

"ہاں۔ جوانا تم اس کے ساتھ جاؤ"... عمران نے کہا تو ماسٹر کارلی اور جوانا ایک ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

"یہ ماسٹر کارلی کون ہے۔ تم سے خاصا فری ہے"... جولیا نے ان کے جانے کے بعد کہا۔

"ہے تو اسمگلر مگر میں نے ایک مرتبہ روسیاہ کی ایک ایجنسی سے اس کی جان بچائی تھی اور تب سے یہ میرا مداح ہے اور میرے کہنے پر یہاں فارن ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا ہے اور چیف کو چھوٹی موٹی خبریں دیتا رہتا ہے"... عمران نے کہا۔

"ہر جگہ تم نے معلومات اور اپنے مطلب کے لئے کسی نہ کسی کو ایڈجسٹ کر رکھا ہے۔ پتہ نہیں تم چیز کیا ہو"... جولیا نے کہا۔

"چیز نہیں ناچیز کہو اور جاسوسی کے دھندے میں یہ سب کچھ کرنا ضروری ہوتا ہے"... عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد جوانا ایک نوجوان کو کمر پر لادے اندر آگیا جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور وہ بے ہوش تھا۔

"اسے دوسرے کمرے میں لے جا کر کرسی پر جکڑ دو"... عمران نے کہا تو جوانا سر ہلا کر ایک بار پھر کمرے سے نکل گیا۔

"پرنس۔ تم شاید اس سے کچھ پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہو"... ماسٹر کارلی نے کہا جو جوانا کے ساتھ ہی اندر آگیا تھا۔

"ہاں۔ کیوں"... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ میں سوچ رہا تھا کہ تم جب تک اس سے پوچھ گچھ کرتے ہو میرے ساتھ اپنے آدمی بھیج دو۔ میں تمہارے لئے دوسرے سامان کا بھی بندوبست کر دوں"... ماسٹر کارلی نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ صفدر، کیپٹن شکیل تم اس کے ساتھ چلے جاؤ"... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل اور صفدر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ تینوں کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

"آؤ۔ اب ذرا اس شخص سے دو دو باتیں ہو جائیں۔ اس سے شاید ہمیں کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے"... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"جیسے ہی کار دریا میں گرے ہمیں دریا کے مخالف بہاؤ کی طرف تیرنا ہے اور ہم جنوبی سائیڈ میں جائیں گے ۔ ہری اپ"... میجر پرمود نے کہا اور پھر جیسے ہی کار پل سے ٹکرائی میجر پرمود نے کیپٹن نوازش اور لاٹوش سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا ۔ کار ہوا میں اچھلی اور پھر عمودی ہو کر چھپاکے سے دریا میں جا گری ۔ بلندی سے گرنے کی وجہ سے کار پانی میں نیچے ہی نیچے اترتی چلی گئی ۔ اس سے پہلے کہ پانی کا تیز بہاؤ کار کو الٹا دیتا یا کار دریا کی تہہ میں پہنچتی ان تینوں نے فوراً کار کے دروازے کھولے اور کار سے باہر نکل گئے ۔ دریا کا تیز بہاؤ انہیں اپنے ساتھ بہائے لے جا رہا تھا مگر انہوں نے بروقت خود کو سنبھالتے ہوئے دریا کے بہاؤ کی مخالف سمت میں تیرنا شروع کر دیا ۔ گو دریا کی مخالف سمت تیرتے ہوئے انہیں سخت مشکل ہو رہی تھی مگر وہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی تھے جو مشکل سے مشکل حالات کا بھی

سامنا کرنا جانتے تھے ۔ وہ تیرتے ہوئے کافی نیچے آ گئے تھے ۔ یہاں بہاؤ کی رفتار اوپر کی رفتار سے قدرے کم تھی اس لئے انہوں نے دائیں طرف تیرنا شروع کر دیا اور پھر وہ دریا کے ایک کنارے کی طرف آ گئے ۔

دریا کے کنارے کنارے تیرتے ہوئے وہ آگے بڑھتے چلے گئے ۔ جب ان کا سانس پھول جاتا تو وہ چند لمحوں کے لئے دریا کے کنارے اس کی سطح پر آتے اور پھر فوراً ڈبکی لگا جاتے ۔ مسلسل آدھا گھنٹہ اسی طرح تیرتے رہنے کے بعد ان کے اعصاب واقعی شل ہو گئے تھے ۔ وہ سانس لینے کے لئے جیسے ہی کناروں کی طرف ابھرے انہیں پل خاصے فاصلے پر دکھائی دیا ۔ جس طرف وہ موجود تھے اس طرف دریا ٹرن لئے ہوئے تھا ۔ سامنے ایک جنگل تھا اور وہاں کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا ۔ انہوں نے کنارے پر موجود مضبوط جھاڑیوں کو پکڑ رکھا تھا تاکہ پانی کا تیز بہاؤ انہیں اپنے ساتھ نہ بہا لے جائے ۔

" میرا خیال ہے ہمیں اس طرف سے نکل جانا چاہئے "... کیپٹن نوازش نے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ چلو "... میجر پرمود نے کہا اور پھر وہ تینوں جھاڑیاں پکڑ کر اور پتھروں پر پیر ٹکاتے ہوئے دریا سے نکل آئے ۔ ان کے کپڑے گیلے تھے اور ان میں جھاڑیاں پھنسی ہوئی تھیں ۔ انہوں نے لباسوں سے جھاڑیاں نکالنی شروع کر دیں ۔

" خدا کی پناہ ۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ غیر ملک میں آ کر میرا یہ

حال ہونے والا ہے تو میں آپ کے ساتھ کبھی نہ آتا"... لاٹوش نے کہا۔

"تو کیا کرتے تم"... کیپٹن نوازش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس سے تو بہتر تھا کہ میں بلگارنیہ کے صحراؤں یا جنگلوں میں بیٹھ کر بین بجاتا رہتا"... لاٹوش نے کہا تو اس کی بات سن کر میجر پرمود بھی مسکرا دیا۔

"اور جب بین بجانے سے ناگ نکل کر تمہارے سامنے آ جاتا تو تم دم دبا کر بھاگ جاتے"... کیپٹن نوازش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ ناگ واگ کا نام مت لو یہاں۔ ہم جہاں کھڑے ہیں یہاں بھی ناگ آ سکتا ہے اور اگر یہاں ناگ آ گیا تو مجھے دوبارہ دریا میں ڈبکی لگانا پڑے گی۔ میں پہلے ہی بہاؤ کی مخالف سمت میں تیر کر یہاں پہنچا ہوں۔ اس بار میں دریا میں کود گیا تو دریا مجھے اپنے ساتھ بہا لے جائے گا"... لاٹوش نے گھبرانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن نوازش۔ ہمارا سامان تو کار میں رہ گیا ہے۔ کیا یہاں اور سامان کا بندوبست ہو سکتا ہے"... میجر پرمود نے کیپٹن نوازش سے پوچھا۔

"کوشش کی جا سکتی ہے"... کیپٹن نوازش نے کہا۔

"کوشش"... میجر پرمود نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ میں نے اور لیڈی بلیک نے بڑی مشکلوں سے وہ سامان حاصل کیا تھا۔ یہاں انڈر ورلڈ سے اسلحہ حاصل کرنا بے حد مشکل ہے۔ میں نے اور لیڈی بلیک نے ایک اسلحہ ڈیلر کو بھاری رقم دے کر وہ سب کچھ حاصل کیا تھا"... کیپٹن نوازش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا اس سے اور سامان نہیں مل سکتا"... میجر پرمود نے کہا۔

"مل تو سکتا ہے مگر اب ہمارے پاس اتنی بڑی رقم نہیں ہے اس لئے ہمیں کسی بینک کو لوٹنا پڑے گا"... کیپٹن نوازش نے بے چارگی سے کہا۔

"ہونہہ۔ رقم کا بندوبست بھی ہو جائے گا۔ بہرحال اب ہمیں کہاں جانا ہے"... میجر پرمود نے کہا۔

"مادام لیڈی بلیک تمثیلہ اور آفتاب سعید ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے"... کیپٹن نوازش نے کہا۔

"ہم اس وقت کہاں ہیں"... میجر پرمود نے کہا۔

"ہم راسکو سٹی سے کچھ فاصلے پر ہیں۔ اس جنگل کی دوسری سائیڈ پر کراوٹ نامی قصبہ ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں اس طرف چلنا چاہئے وہاں سے ہمیں شہر کی طرف جانے کے لئے کوئی نہ کوئی سواری ضرور مل جائے گی"... کیپٹن نوازش نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو"... میجر پرمود نے کہا اور پھر وہ جنگل کی طرف بڑھ گئے۔ جنگل زیادہ گھنا نہیں تھا اور نہ ہی وسیع تھا۔ وہ جلد ہی

جنگل سے ہوتے ہوئے ایک مین سڑک پر آگئے تھے۔ سامنے طویل اراضی پر کھیتوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ یہ سڑک شاید شہر سے باہر جاتی تھی اس لئے وہاں ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔

"یہاں تو دور دور تک کوئی بیل گاڑی یا گدھا گاڑی بھی دکھائی نہیں دے رہی۔ ہم سواری کس پر کریں گے"... لاٹوش نے سڑک کے دونوں اطراف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بیل تو ہمارے ساتھ ہی ہے۔ بس گاڑی کی کمی ہے۔ وہ مل جائے تو ہمارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے"... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا میں آپ کو بیل نظر آتا ہوں"... لاٹوش نے میجر پرمود کو گھورتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ بیل غلطی سے میرے منہ سے نکل گیا ہے تم تو"... میجر پرمود نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

"گدھا ہوں۔ یہی کہنا چاہتے ہیں نا آپ"... لاٹوش نے منہ بنا کر کہا۔

"کہنا تو نہیں چاہتا تھا مگر تم خود ہی مان رہے ہو تو ٹھیک ہے"... میجر پرمود نے اس انداز میں کہا کہ کیپٹن نوازش بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم کیوں ہنس رہے ہو۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ تم ہمیں الٹے سیدھے راستوں سے یہاں نہ لاتے تو مجھے خواہ مخواہ گدھا نہ

بننا پڑتا"... لاٹوش نے کیپٹن نوازش کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

وہ کھیتوں کے کنارے کنارے چل رہے تھے۔ اس طرف ہوا خاصی تیز تھی جس کی وجہ سے ان کے کپڑے سوکھتے جا رہے تھے۔

"اس فارم ہاؤس کی طرف چلو۔ میں نے فارم ہاؤس کی دوسری طرف کسی کار کی جھلک دیکھی ہے"... میجر پرمود نے دائیں طرف کھیتوں میں موجود ایک فارم ہاؤس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ کھیتوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے فارم ہاؤس کی طرف بڑھنے لگے۔ کھیتوں میں کسان کام کر رہے تھے۔ وہ حیرت بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ فارم ہاؤس کے باہر ایک چارپائی بچھی ہوئی تھی جس پر چار افراد بیٹھے ان کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔ ان میں ایک تو سوٹڈ بوٹڈ ادھیڑ عمر تھا جبکہ تین افراد نے دیہاتی ٹائپ کے لباس پہن رکھے تھے۔ فارم ہاؤس کی دوسری طرف واقعی سیاہ رنگ کی کار کھڑی تھی۔

"کیا یہ ہمیں آسانی سے کار لے جانے دیں گے"... لاٹوش نے دھیرے سے پوچھا۔

"پوچھ کر دیکھ لو"... میجر پرمود نے کہا تو لاٹوش سر ہلا کر تیزی سے ان کی طرف بڑھ گیا۔ یہ دیکھ کر میجر پرمود نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ لاٹوش تھا ہی ایسا۔ جب اس پر حماقت کا بھوت سوار ہوتا تو وہ کچھ نہیں دیکھتا تھا۔

"محترم۔ میرا نام کریک ہے اور میں ہونولولو سے آیا ہوں۔

میری کار میرا ملازم لے کر بھاگ گیا ہے اور ہمیں اس طرف جانا ہے
کیا آپ ہمیں اپنی کار دے سکتے ہیں"... لاٹوش نے ایک سمت کی
طرف اشارہ کر کے واقعی احمقانہ انداز میں ادھیڑ عمر سے مخاطب ہو کر
کہا۔

" کیا مطلب ۔ کون ہیں آپ ۔ کہاں سے آئے ہیں"... ادھیڑ عمر
نے ان کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

" آپ کو بتایا تو ہے میں مسٹر کریک ہوں ۔ یہ مسٹر ہینڈسم ہیں
اور ان کا نام لک ماسٹر ہے"... لاٹوش نے احمقانہ انداز میں میجر
پرمود اور کیپٹن نوازش کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" کیپٹن ۔ سنبھالو اسے ورنہ یہ اسی طرح حماقتیں کرتا رہے گا"...
میجر پرمود نے کیپٹن نوازش سے مخاطب ہو کر کہا تو کیپٹن نوازش
اثبات میں سر ہلا کر آگے بڑھا اور اس نے لاٹوش کے کندھے پر ہاتھ
رکھ دیا ۔ لاٹوش کی باتیں سن کر چاروں افراد اس کی طرف ایسی
نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے انہیں واقعی اس کی دماغی حالت پر
شک ہو گیا ہو۔

" سوری مسٹر ۔ میرے ساتھی کی دماغی حالت کچھ ٹھیک نہیں ہے
اس لئے یہ ایسی باتیں کر رہا ہے ۔ اصل میں ہماری کار خراب ہو گئی
ہم راسکو سٹی جانا چاہتے ہیں ۔ کیا اس سلسلے میں آپ ہماری مدد کر
سکتے ہیں"... کیپٹن نوازش نے کہا۔

" سوری ۔ میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا"... ادھیڑ عمر نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

" پیدل چل چل کر ہماری ٹانگیں درد کرنے لگی ہیں ۔ یہاں دور
نزدیک ہمیں کوئی سواری بھی دکھائی نہیں دے رہی ورنہ ہم اس
سے لفٹ لے لیتے"... لاٹوش نے کہا۔

" میں ابھی آیا ہوں اس لئے فوری واپس جانے کا میرا کوئی
پروگرام نہیں ہے ۔ آپ لوگوں نے لفٹ مانگنی ہے تو کسی اور سے
مانگ لیں"... ادھیڑ عمر نے کہا ۔ وہ بے حد تنک مزاج معلوم ہوتا
تھا۔

" سنو مسٹر ۔ ہمارا راسکو سٹی جانا بے حد ضروری ہے ۔ ہم تمہاری
کار لے جا رہے ہیں ۔ کار ہم راسکو سٹی کی کسی سڑک پر چھوڑ دیں گے
تلاش کرا لینا"... میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا ۔ اس کی بات سن کر
ادھیڑ عمر بھڑک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

" کیا ۔ کیا تم میری کار زبردستی لے جاؤ گے"... اس نے چیختے
ہوئے لہجے میں کہا ۔ اس کے ساتھ دیہاتی بھی فوراً اٹھ کھڑے ہوئے
تھے ۔ ان کے چہروں پر بھی میجر پرمود کی بات سن کر غصہ آگیا تھا۔

" ہاں "... میجر پرمود نے کہا اور جیب سے بلاسٹنگ بلٹس والی
گن نکال لی ۔ گو پانی میں رہنے کی وجہ سے گن گیلی ہو چکی تھی مگر یہ
بات صرف میجر پرمود اور اس کے ساتھی جانتے تھے ۔ گن دیکھ کر ان
چاروں کے رنگ بدل گئے تھے۔

" پپ ۔ پستول ۔ ارے باپ رے ۔ تمہیں کار ہی چاہئے نا ۔ لے

جاؤ ۔ لے جاؤ ۔ مم ۔ میرے پاس بہت دولت ہے میں اور لے لوں گا
تم لے جاؤ اس کار کو"... ادھیڑ عمر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" کیپٹن ۔ کار لاؤ"... میجر پرمود نے کہا تو کیپٹن نوازش سر ہلا کر
کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کار کی اگنیشن میں چابی موجود تھی ۔ وہ کار
لے کر آ گیا۔

" اگر تم نے کار کی چوری کی رپٹ درج کرائی تو ہمارے ہاتھوں
سے نہیں بچ سکو گے ۔ سمجھے"... لاٹوش نے اسے خوفزدہ دیکھ کر اپنے
لہجے میں مزید کرختگی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

" نن ۔ نہیں ۔ نہیں ۔ میں کار خوشی سے تمہیں دے رہا ہوں۔
مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں چوری کی رپورٹ درج کراؤں"... ادھیڑ
عمر نے خوف بھرے انداز میں کہا۔ میجر پرمود اور لاٹوش کار میں بیٹھ
گئے ۔ اس بار میجر پرمود پیچھے جبکہ لاٹوش اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔
کیپٹن نوازش کچے راستے پر کار دوڑاتا ہوا سڑک پر لے آیا اور پھر اس
نے راسکو سٹی کی طرف کار کو فل سپیڈ پر چھوڑ دیا۔

" ہمیں جلد سے جلد شہر پہنچ کر اس کار سے پیچھا چھڑانا ہے ۔ کے جی
بی تھری کے افراد اگر ان لوگوں تک پہنچ گئے تو وہ فوراً ہمارے
بارے میں بتا دیں گے"... لاٹوش نے کہا۔

" بے فکر رہو ۔ جب تک کے جی بی تھری کے افراد ان لوگوں
تک پہنچیں گے ہم اس کار کو چھوڑ چکے ہوں گے"... کیپٹن نوازش
نے کہا ۔ وہ تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا مین شہر میں داخل ہو گیا تھا

پھر انہوں نے ایک کمرشل پلازہ کے قریب کار چھوڑ دی اور پلازہ کے
دوسری طرف جا کر ایک ٹیکسی ہائر کر لی ۔ پھر وہ مختلف ٹیکسیاں
بدلتے ہوئے ایک نو تعمیر کالونی میں آ گئے ۔ کیپٹن نوازش نے ٹیکسی
کالونی کی طرف مڑنے والی سڑک پر ہی رکوا لی تھی جب ٹیکسی واپس
چلی گئی تو وہ کالونی کی طرف پیدل چل پڑے ۔

کئی کوٹھیاں چھوڑنے کے بعد کیپٹن نوازش انہیں ایک فرنشڈ
کوٹھی کے گیٹ پر لے آیا ۔ اس کوٹھی کا نمبر چار سو گیارہ تھا ۔ کیپٹن
نوازش نے گیٹ کے سائیڈ کی دیوار پر لگی ہوئی کال بیل کے بٹن پر
انگلی رکھ دی ۔ اندر دور کہیں مترنم سی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور
کچھ دیر بعد گیٹ کا ذیلی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان باہر آ گیا ۔ اس
نوجوان کو دیکھ کر میجر پرمود کے ہونٹوں پر دھیمی سی مسکراہٹ دوڑ
گئی ۔ وہ نوجوان اس کا اسسٹنٹ آفتاب سعید تھا جو میک اپ میں
تھا مگر میجر پرمود نے اسے فوراً پہچان لیا تھا۔

آفتاب سعید نے ان سے ہاتھ ملایا اور انہیں لئے ہوئے اندر آ گیا
رہائشی عمارت میں داخل ہو کر وہ جب ایک کمرے میں پہنچے تو انہیں
لیڈی بلیک ایک میز پر جھکی دکھائی دی ۔ میز پر ایک نقشہ پھیلا ہوا
تھا ۔ لیڈی بلیک کے ہاتھ میں ایک ریڈ مارکر تھا جس سے وہ نقشے پر
لکیریں اور دائرے لگا رہی تھی۔

" آ گئے تم ۔ اور یہ تم تینوں نے اپنی حالت کیا بنا رکھی ہے ۔
کسی جوہڑ سے نکل کر آ رہے ہو کیا"... لیڈی بلیک نے ان کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔ ان تینوں کے کپڑے سوکھ تو گئے تھے مگر ان پر گدلے پانی کے واضح نشان موجود تھے۔

"جوہڑ سے نکل کر آنے والی ہی بات ہے مادام۔ بس یہ سمجھ لیں کہ ہم سب بال بال بچے ہیں۔ اگر میجر صاحب اور کیپٹن نوازش کے ساتھ میں نہ ہوتا تو یہ دونوں آج ہلاک ہو گئے ہوتے"... لاٹوش نے اپنی فطرت کے مطابق احمقانہ لہجے میں کہا اور دھم سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا جیسے میلوں دوڑ کر آیا ہو۔

"ہلاک ہو گئے ہوتے۔ کیوں۔ کیا ہوا تھا"... لیڈی بلیک نے کہا جس کا اصل نام تمثیلہ تھا۔

"کے جی بی تھری اور انٹیلی جنس کی فورس ایئرپورٹ سے نکلتے ہی ہاتھ پیر دھو کر بلکہ نہا کر ہمارے پیچھے لگ گئی تھی جس کے لئے ہمیں بھی مجبوراً ان کے لئے دریا سے نہا کر نکلنا پڑا تھا"... لاٹوش نے کہا تو میجر پرمود اور کیپٹن نوازش مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

"کے جی بی تھری۔ انٹیلی جنس۔ اوہ۔ مگر ہوا کیا تھا۔ تم دونوں میک اپ میں تھے۔ کیا انہوں نے تمہارے میک اپ چیک کرلئے تھے"... تمثیلہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ میجر پرمود اور کیپٹن نوازش بھی صوفے پر بیٹھ گئے تھے۔

"نہیں۔ انہیں ہم پر شک ضرور ہوا تھا۔ انہوں نے ہر ممکن طریقے سے ہمارے میک اپ صاف کرنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن مجھے چونکہ اس بات کا خطرہ تھا اس لئے ہم نے سپیشل میک اپ

کئے تھے۔ اس میک اپ کو کسی میک اپ واشر سے صاف نہیں کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی کسی لینز سے اس میک اپ کو چیک کیا جا سکتا تھا"... میجر پرمود نے کہا۔

"تو پھر"... تمثیلہ نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا تو میجر پرمود نے اسے ساری بات بتا دی۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ کے جی بی تھری اور انٹیلی جنس والے تو تم تینوں کو پاگل کتوں کی طرح ہر طرف ڈھونڈ رہے ہوں گے"... تمثیلہ نے کہا۔

"ڈھونڈنے دو۔ تم بتاؤ۔ تم نے اب تک کیا تیر مارا ہے"... میجر پرمود نے کہا۔

"میں نے سلور پاور کے بارے میں تمام تفصیل حاصل کر لی ہے"... تمثیلہ نے کہا۔

"گڈ۔ کہاں ہے سلور پاور"... میجر پرمود نے کہا۔

"کے جی بی تھری نے اوٹان سے سلور پاور لا کر ملٹری انٹیلی جنس کے چیف مارشل ہاسٹو کے حوالے کر دیا تھا اور حکومت نے مارشل ہاسٹو کو ہی ذمہ داری سونپی ہے کہ وہ سلور پاور کی حفاظت کرے۔ میں نے اور آفتاب سعید نے ہر ممکن طریقے سے یہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی کہ کسی طرح ہمیں یہ پتہ چل جائے کہ مارشل ہاسٹو نے سلور پاور کہاں چھپا رکھا ہے لیکن فی الحال ہمیں اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ اب میں سوچ رہی تھی

که سلور پاور کے لئے ہمیں مارشل ہاسٹو پر ہی ہاتھ ڈالنا ہو گا۔ اس سے پوچھے بغیر یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ سلور پاور کہاں ہے"... تمثیلہ نے کہا۔

" یہ سب انفارمیشن تمہیں کہاں سے ملی ہیں"... میجر پرمود نے کہا۔

" میں نے اور آفتاب سعید نے ادھر ادھر سے معلومات حاصل کر کے وزارت خارجہ کے سیکرٹری والٹوف پر ہاتھ ڈالا تھا۔ ہم رات کے وقت اس کے گھر میں گھس گئے تھے۔ والٹوف اپنے کمرے میں تنہا سونے کا عادی ہے۔ میں نے اس کی رہائش گاہ پر گیس کیپسول فائر کئے تھے۔ پھر ہم نقب لگا کر اس کی رہائش گاہ میں اتر گئے۔ میں نے ماسٹر کی سے والٹوف کے کمرے کا دروازہ کھولا اور اسے ہوش میں لے آئی۔ تھوڑے سے تشدد نے اسے زبان کھولنے پر مجبور کر دیا تھا"... تمثیلہ نے کہا۔

" گڈ۔ تم تینوں یہاں کب سے رہ رہے ہو اور یہاں پہنچنے کا تم نے کون سا طریقہ اختیار کیا تھا"... میجر پرمود نے پوچھا۔

" ہم راسٹروم گئے تھے۔ راسٹروم سے ہوتے ہوئے ہم آکوبا اور آکوبا سے ساٹ لینڈ آگئے۔ وہاں سے ساک لینڈ پہنچنے کے لئے ہم مچھیروں کے ساتھ مل گئے تھے جنہوں نے ہمیں راتوں رات ساک لینڈ پہنچا دیا تھا۔ اس کے بعد ہم بسوں اور عام ٹیکسیوں میں سفر کرتے ہوئے یہاں پہنچ گئے۔ چند روز ہم نے عام سے ہوٹلوں میں

قیام کیا اور پھر میک اپ کر کے یہاں آگئے۔ اس رہائش گاہ کا انتظام آفتاب سعید نے کیا تھا۔ پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے ہمیں یہاں ہر طرح کی سہولت مل گئی تھی"... تمثیلہ نے کہا۔

" تم نقشہ دیکھ رہی تھی"... میجر پرمود نے کہا۔

" ہاں۔ یہ یہاں کا نقشہ ہے۔ میں نے آفیسرز کالونی کو چیک کیا ہے۔ آفیسرز کالونی یہاں سے سات کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس آفیسرز کالونی میں مارشل ہاسٹو کی رہائش گاہ ہے جس کا نمبر پانچ سو چار ہے۔ میں اس کو مارک کر رہی تھی"... تمثیلہ نے کہا تو میجر پرمود اٹھ کر نقشے پر جھک گیا۔

" اس کا مطلب ہے مارشل ہاسٹو تک پہنچے بغیر ہم سلور پاور تک نہیں پہنچ سکتے"... میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ہاں"... تمثیلہ نے مبہم سے لہجے میں کہا۔

" تو اس تک پہنچنے کے لئے کیا پلاننگ کی ہے تم نے"... میجر پرمود نے واپس آکر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ہمیں آفیسرز کالونی میں جا کر مارشل ہاسٹو کو اٹھانا ہو گا"... تمثیلہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا ہم آسانی سے آفیسرز کالونی اور مارشل ہاسٹو کی رہائش گاہ میں داخل ہو جائیں گے"... کیپٹن نوازش نے پوچھا۔

" آفیسرز کالونی کی سیکورٹی کے بارے میں جاننے کے لئے میں نے یہاں کے ایک گروپ کی ڈیوٹی لگائی ہے۔ اس کام کے لئے انہوں

نے مجھ سے بھاری رقم لی ہے ۔ جلد ہی وہ ہمیں کالونی اور مارشل ہاسٹو کی رہائش گاہ کی سیکورٹی کے بارے میں مطلع کر دیں گے"... تمثیلہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ تب تک ہم نہا دھو کر اور لباس بدل کر فریش ہو جاتے ہیں ۔ تم آفتاب سعید کے ساتھ ہمارے کھانے پینے کا بندوبست کرو ۔ پھر دیکھتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے"... میجر پرمود نے اٹھتے ہوئے کہا تو تمثیلہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اور ہاں ۔ تمہارے پاس کوئی لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہے"... میجر پرمود نے کہا۔

"ہاں ۔ کیوں"... تمثیلہ نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے لا کر دو ۔ مجھے ایک ضروری کال کرنی ہے"... میجر پرمود نے کہا تو تمثیلہ سر ہلا کر کمرے سے نکل گئی ۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا ۔ اس نے ٹرانسمیٹر میجر پرمود کو دے دیا ۔ میجر پرمود نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگا ۔ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز نکلنے لگی اور ساتھ ہی اس پر لگا ہوا ایک سرخ بلب روشن ہو گیا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔ ڈی فورٹین کالنگ ۔ اوور"... میجر پرمود نے سرخ بلب کو آن ہوتے دیکھ کر تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"یس ۔ فراسنگ اٹنڈنگ یو ۔ اوور"... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

"فراسنگ ۔ میں آر سی پہنچ گیا ہوں ۔ تم مجھے کہاں مل سکتے ہو ۔ اوور"... میجر پرمود نے کہا۔

"جہاں تم کہو ۔ اوور"... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے اپنا ایڈریس بتاؤ ۔ میں خود تمہارے پاس آؤں گا ۔ اوور"... میجر پرمود نے کہا۔

"کیا ٹرانسمیٹر پر ایڈریس بتانا ٹھیک رہے گا ۔ اوور"... فراسنگ نے کہا۔

"اوہ ہاں ۔ تب پھر تم سے رابطہ کیسے کیا جا سکتا ہے ۔ اوور"... میجر پرمود نے فوراً کہا۔

"تم کسی بوتھ سے میرے سپیشل نمبر پر فون کرو ۔ پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تمہیں کہاں آنا ہے ۔ اوور"... فراسنگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں تمہیں ایک گھنٹے بعد کال کروں گا ۔ اوور"... میجر پرمود نے کہا۔

"اوکے ۔ اوور اینڈ آل"... دوسری طرف سے فراسنگ نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو میجر پرمود نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر کے تمثیلہ کی طرف بڑھا دیا۔

"کون ہے یہ فراسنگ اور تم اس سے کیوں ملنا چاہتے ہو"... تمثیلہ نے میجر پرمود سے پوچھا۔

"کام کا آدمی ہے ۔ وقت آنے پر بتاؤں گا"... میجر پرمود نے کہا اور کمرے سے ملحقہ واش روم کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ آفتاب سعید نے

انہیں نئے لباس دے دیئے جو اس اثناء میں وہ ان کے لئے بازار سے خرید لایا تھا ۔ لباس بدل کر وہ کھانے کی میز پر آ گئے جہاں لیڈی بلیک نے ان کے لئے کئی لوازمات تیار کر لئے تھے ۔ ابھی وہ کھانا کھا کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ اچانک آفتاب سعید تیزی سے بھاگتا ہوا اندر آ گیا۔

" سر ۔ ہمیں اس رہائش گاہ کو چھوڑنا ہو گا ۔ فوراً "... آفتاب سعید نے تیز لہجے میں کہا۔

" کیوں ۔ کیا بات ہو گئی "... میجر پرمود نے چونک کر کہا۔

" کالونی میں کے جی بی تھری آ گئی ہے ۔ وہ مسلح ہیں اور کالونی کی ہر رہائش گاہ کو چیک کرتے پھر رہے ہیں ۔ ان کے ساتھ کرنل سکارنو بھی ہے ۔ میں نے اسے خود دیکھا ہے "... آفتاب سعید نے کہا۔

" اوہ ۔ شاید انہوں نے ٹرانسمیٹر کال چیک کر لی ہے ۔ نکل چلو یہاں سے ۔ فوراً "... میجر پرمود نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ سب تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

" لیکن ہم جائیں گے کہاں "... لاٹوش نے کہا۔

" آپ گھبرائیں نہیں ۔ ایسے ممکنہ حالات سے نمٹنے کے لئے میں نے بندوبست کر رکھا ہے "... آفتاب سعید نے کہا۔

" گڈ ۔ جلدی کرو ۔ اپنا ضروری سامان اٹھا لو ۔ ہم نے ابھی اپنے میک اپ بھی صاف نہیں کئے ۔ اگر وہ لوگ یہاں آ گئے تو وہ فوراً ہمیں پہچان جائیں گے "... میجر پرمود نے کہا تو وہ سب جلدی جلدی

اپنا سامان سمیٹنے لگے ۔ ابھی وہ سامان سمیٹ ہی رہے تھے کہ اچانک انہیں یکے بعد دیگرے کئی دھماکوں کی آوازیں سنائیں دیں جیسے رہائش گاہ کے لان میں بم آ پھٹے ہوں ۔ دھماکوں کی آوازیں سن کر وہ اچھل پڑے تھے ۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے انہیں اچانک تیز اور ناگوار سی بو محسوس ہوئی ۔ دوسرے لمحے میجر پرمود کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی زہریلے کیڑے نے اس کے دماغ میں کاٹ لیا ہو ۔ اسے اپنے سر میں شدید تکلیف کا احساس ہوا اور پھر وہ بے دم ہو کر گرتا چلا گیا ۔ بے ہوش ہوتے ہوئے اسے دھم دھم کی آوازیں سنائی دیں تھیں جیسے اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ گر پڑے ہوں۔

" آخر وہ کمرے سے غائب کہاں ہو گئے ۔ کمرے کا فرش انہیں نگل گیا ہے یا وہ جادو کے زور سے غائب ہو گئے ہیں "... مارشل ہاسٹو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا ۔ وہ اپنے ہیڈ کوارٹر میں موجود تھا ۔ اس کے سامنے میجر راسکوف اور میجر کرساف سر جھکائے خاموش کھڑے تھے ۔ راسٹ کالونی کی کوٹھی نمبر دو سو دس میں داخل ہو کر مارشل ہاسٹو کے حکم سے اس کمرے کا دروازہ بم مار کر اڑا دیا گیا تھا جس میں ان کے خیال کے مطابق عمران اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔

دروازے کے دھماکے سے اڑنے کے بعد مارشل ہاسٹو نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اگر اپنی زندگیاں چاہتے ہیں تو خود کو ان کے حوالے کر دیں مگر اندر سے انہیں کوئی جواب نہیں ملا تھا جس پر مارشل ہاسٹو نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ کمرے میں فائرنگ کر کے ان سب کو ہلاک کر دیں ۔ اس کے

ساتھیوں نے کمرے میں اندھا دھند فائرنگ کر دی تھی جس سے کمرے کی دیواروں کے پلستر اکھڑ گئے تھے ۔ کمرے میں موجود فرنیچر اور دوسرے سامان کے پرخچے اڑ گئے تھے اور تہہ خانہ اوپن ہو گیا تھا ۔ پھر جب وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں دیکھنے کے لئے کمرے میں داخل ہوئے تو انہیں وہاں کسی کی لاش دکھائی نہ دی تو وہ سب حیران رہ گئے تھے۔

انہیں اس بات پر شدید حیرت تھی کہ کمرے میں موجود افراد یکلخت کہاں غائب ہو گئے تھے ۔ کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا یا پھر وہ تہہ خانہ جو شاید وہاں سامان سٹور کرنے کے لئے بنایا گیا تھا ۔ اگر وہ کمرے میں نہیں تھے تو انہیں تہہ خانے میں لازماً ہونا چاہیئے تھا مگر وہ سب کے سب یوں غائب ہو گئے تھے جیسے گدھے کے سر سے سینگ ۔

" میں کیا کہہ سکتا ہوں سر ۔ ریڈ کے وقت وہ آٹھوں اسی کمرے میں تھے "... میجر راسکوف نے دھیمی آواز میں کہا۔

" ہونہہ ۔ یہی تو میں پوچھ رہا ہوں ۔ اگر وہ کمرے میں تھے تو پھر اچانک کہاں غائب ہو گئے "... مارشل ہاسٹو نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

" سر ۔ ہو سکتا ہے جس طرح اس کمرے کے نیچے تہہ خانہ تھا اسی طرح کمرے سے نکلنے کا کوئی دوسرا خفیہ راستہ بھی وہاں ہو "... میجر کرساف نے کہا جو اب تک خاموش کھڑا تھا۔

" میں نے اس امکان کا بھی جائزہ لیا تھا سر ۔ اس کمرے کے نیچے

اور کوئی تہہ خانہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کمرے کا کوئی دوسرا راستہ ہے جہاں سے ان کے نکلنے کا امکان ہو"... میجر راسکوف نے جلدی سے کہا۔

"تب پھر وہ یقیناً جادوگر ہیں۔ انہوں نے جادو کی چھڑی گھمائی ہو گی اور فوراً وہاں سے غائب ہو گئے ہوں گے"... مارشل ہاسٹو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے تہہ خانے کو چیک کیا تھا۔ یہ بھی تو ممکن ہے تہہ خانے میں کوئی خفیہ راستہ ہو اور وہ اس راستے سے نکل گئے ہوں"... میجر کرساف نے کہا۔

"نہیں۔ وہاں بھی کوئی راستہ نہیں ہے۔ تہہ خانے کی دیواریں فولادی ہیں۔ میں نے جدید آلات سے ان کی چیکنگ کی تھی۔ اگر وہاں کوئی خفیہ راستہ ہوتا تو جدید آلات سے اس کا یقیناً پتہ چل جاتا"... میجر راسکوف نے کہا۔ اس کے انداز سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے۔ اس نے تہہ خانے میں اتر کر دیواروں کو ٹھونک بجا کر ضرور دیکھا تھا مگر آلات سے چیکنگ والی بات اس نے مارشل ہاسٹو کو مطمئن کرنے کے لئے کی تھی کیونکہ چیکنگ کرتے وقت اسے آلات سے چیکنگ کرنے کا خیال ہی نہ آیا تھا۔

"بہرحال۔ ان کا فرار ہونا ہمارے لئے مصیبت بن سکتا ہے۔ انہیں جیسے بھی ہو تلاش کرو۔ اور یہ کیپٹن سکاروف کو کیا ہوا ہے۔

اس نے مجھ سے اب تک دوبارہ رابطہ کیوں نہیں کیا۔ میں نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ ماسٹر کارلی کو اٹھا لائے۔ پھر وہ آیا کیوں نہیں ابھی تک"... مارشل ہاسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ اگر آپ حکم دیں تو میں خود جا کر اس رہائش گاہ کو چیک کروں۔ مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ بند کمرے سے آٹھ افراد اس طرح غائب ہو سکتے ہیں"... میجر کرساف نے مارشل ہاسٹو سے مخاطب ہو کر کہا تو میجر راسکوف نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ تیز نظروں سے میجر کرساف کو دیکھ رہا تھا لیکن میجر کرساف جیسے اس کی طرف متوجہ ہی نہیں تھا۔

"ہاں جاؤ۔ اس عمارت کی ایک ایک اینٹ چیک کرو۔ خفیہ راستہ تلاش کرو اور ان کی تلاش میں پورے شہر میں اپنے آدمی پھیلا دو۔ کہیں بھی کوئی بھی مشکوک آدمی نظر آئے اسے گولیوں سے اڑا دو ہر مشکوک آدمی کو گولی تم پہلے مارو گے اور اس کی انکوائری بعد میں کرو گے۔ میں کیپٹن سکاروف کی کال کا انتظار کر رہا ہوں۔ جیسے ہی اس کی کال آئے گی میں اس سے ان سب کے حلیئے پوچھ کر ان کے فیس گرافکس بنوا لوں گا۔ ان کے فیس گرافکس بن گئے تو ہمارے لئے ان کی تلاش آسان ہو جائے گی"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے سر"... میجر کرساف نے کہا اور اسے سیلوٹ مار کر اس کے آفس سے نکلتا چلا گیا۔

"میرے لئے کیا حکم ہے سر"... میجر راسکوف نے میجر کرساف کے

جانے کے بعد کہا۔

" تمہارے لئے بھی یہی حکم ہے ۔ جاؤ ۔ تلاش کرو انہیں جا کر"۔ مارشل ہاسٹو نے کہا تو میجر راسکوف نے بھی اسے سیلوٹ کیا اور اس کے آفس سے باہر نکلتا چلا گیا۔

" ہونہہ ۔ سمجھ میں نہیں آرہا ۔ وہ بند کمرے سے کیسے غائب ہو گئے "... مارشل ہاسٹو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا تو اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ مارشل ہاسٹو نے بے خیالی میں فون کا رنگ دیکھے بغیر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

" یس ۔ مارشل ہاسٹو سپیکنگ "... اس نے اپنے مخصوص اور کرخت لہجے میں کہا۔

" پی ایم ۔ یہ تم کس لہجے میں بات کر رہے ہو مارشل ہاسٹو"... دوسری طرف سے ساک لینڈ کے پرائم منسٹر کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی ۔ پرائم منسٹر کی آواز سن کر مارشل ہاسٹو بے اختیار اچھل پڑا تھا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے سرخ فون اور ہاتھ میں موجود رسیور کو دیکھنے لگا۔

" اوہ ۔ سر آپ ۔ آئی ایم سوری سر ۔ آئی ایم رئیلی سوری سر ۔ میں سمجھا تھا میرے کسی آدمی کی کال ہے "... مارشل ہاسٹو نے بری طرح سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہاٹ لائن پر میرے سوا کوئی دوسرا کیسے فون کر سکتا ہے ۔ نانسنس "... دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ یس سر ۔ بالکل سر ۔ ہاٹ لائن پر کوئی دوسرا کیسے فون کر سکتا ہے ۔ سس ۔ سوری سر ۔ میں نے فون کا رنگ دیکھے بغیر رسیور اٹھا لیا تھا "... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

" تو آنکھیں کھلی نہیں رکھ سکتے آپ "... دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" یس سر ۔ سوری سر ۔ ویری سوری سر "... مارشل ہاسٹو کی حالت پرائم منسٹر کا غصیلہ لہجہ سن کر ایسی ہو رہی تھی جیسے پرائمری کلاس کا کوئی بچہ اپنے استاد کو غصے میں دیکھ کر ڈر جاتا ہے۔

" ہونہہ ۔ کے جی بی تھری کی رپورٹ ملی ہے آپ کو "... دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے کہا ۔ اس کے لہجے میں بدستور غصے کی آمیزش تھی۔

" کے جی بی تھری کی رپورٹ ۔ کیسی رپورٹ ۔ نہیں سر ۔ مجھے تو ابھی کوئی رپورٹ نہیں ملی "... مارشل ہاسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

" ہونہہ ۔ میں نے کرنل سکارنو کو حکم دیا تھا کہ وہ جلد سے جلد آپ کو رپورٹ کریں ۔ بہرحال سنیں ۔ کرنل سکارنو نے چند بلگارنوی ایجنٹوں کو گرفتار کیا ہے جو سلور پاور کے حصول کے لئے ساک لینڈ آئے تھے "... پرائم منسٹر نے کہا۔

" بلگارنوی ایجنٹ "... مارشل ہاسٹو نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ کرنل سکارنو نے جن ایجنٹوں کو گرفتار کیا ہے وہ

بلگارنیہ کے ٹاپ ایجنٹ ہیں ۔ جن میں میجر پرمود اور اس کے چار ساتھی شامل ہیں ۔ کرنل سکارنو ان کو اپنے ہیڈ کوارٹر میں لے گئے ہیں ۔ وہ ان سے پوچھ گچھ کریں گے ۔ میں نے آپ کو اس لئے فون کیا ہے کہ آپ بھی محتاط رہیں ۔ ہو سکتا ہے میجر پرمود کے اور ساتھی بھی یہاں ہوں یا پاکیشیا کے ایجنٹ بھی ان کی طرح یہاں پہنچ گئے ہوں اس لئے آپ الرٹ رہیں ۔ وہ لوگ یقیناً آپ تک پہنچنے کی کوشش کریں گے"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" مجھ تک پہنچنے کی کوشش کریں گے ۔ مگر کیوں سر"... مارشل ہاسٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا ہو گیا ہے مارشل ہاسٹو آپ کو ۔ سلور پاور کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ وہ کہاں ہے اس لئے وہ آپ کو گھیرنے کی کوشش کر سکتے ہیں"... پرائم منسٹر نے ایک بار پھر غصے میں آتے ہوئے کہا۔

" سوری سر ۔ وہ مجھ تک کیسے پہنچ سکتے ہیں ۔ انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ سلور پاور میرے پاس ہے ۔ یہ بات تو صرف آپ، میں اور کرنل سکارنو یا ان کے چند ساتھی ہی جانتے ہیں"... مارشل ہاسٹو نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" آپ ان بلگارنوی اور پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ۔ وہ فعال ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین ہیں ۔ خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا لیڈر علی عمران ۔ وہ انتہائی حد تک ذہین اور خطرناک انسان ہے ۔ وہ جادوگروں کی حد تک صلاحیتیں

رکھنے والا انسان ہے ۔ اگر وہ یہاں آ گیا تو وہ کسی نہ کسی طریقے سے آپ کے بارے میں ضرور معلوم کر لے گا اس لئے میں آپ کو باخبر کر رہا ہوں کہ آپ الرٹ رہیں اور اپنے اردگرد خاص نظر رکھیں ۔ میں نہیں چاہتا کہ سلور پاور پاکیشیا یا بلگارنیہ کے ایجنٹ لے جائیں ۔ ہم جلد یا بدیر ایٹمی ٹیکنالوجی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ اس سلسلے میں ہماری روسیاہی حکومت سے بات چیت چل رہی ہے ایٹمی ٹیکنالوجی میں سلور پاور کی بے حد اہمیت ہے ۔ اسی سلور پاور کی وجہ سے ہم پوری دنیا میں سپر پاور بن کر ابھریں گے اور پوری دنیا پر ایکریمیا کی طرح ہمارا تسلط قائم ہو جائے گا"... دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" یس سر ۔ آپ بے فکر رہیں سر ۔ میں ہر طرف سے محتاط رہوں گا"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

" گڈ ۔ اب یہ بتائیں کہ سلور پاور کہاں ہے اور اس کی سیکورٹی کا آپ نے کیا انتظام کیا ہے"... دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے پوچھا۔

" آپ کے حکم سے میں نے سلور پاور ریڈ زون میں پہنچا دیا ہے سر وہاں کی سیکورٹی کے بارے میں آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں ۔ بہرحال ریڈ زون میں، میں نے اپنا ایک ٹاپ سیکشن بھیج دیا ہے جس کا سربراہ کرنل آرچوف ہے ۔ کرنل آرچوف دو سو افراد کے ساتھ مکمل تیاری کر کے گئے ہیں ۔ اول تو کوئی ریڈ زون کے بارے میں جانے کا

سوچ بھی نہیں سکتا اگر کوئی وہاں تک پہنچ بھی گیا تو وہ کرنل آرچوف کی نظروں سے بچ نہیں سکے گا۔ کرنل آرچوف ریڈ زون کی طرف آنے والے کو ایک لمحے میں مار گرائیں گے۔ آپ کرنل آرچوف کی بھی صلاحیتوں سے بخوبی واقف ہیں"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"گڈ۔ ریڈ زون میں آپ نے کرنل آرچوف کو بھیج کر اچھا کام کیا ہے۔ وہ واقعی ہر طرح کی سچوئیشن کو ہینڈل کر سکتے ہیں"... پرائم منسٹر نے مارشل ہاسٹو کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"آپ ایک کام کریں مارشل ہاسٹو"... چند لمحے توقف کے بعد پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"... مارشل ہاسٹو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے کرنل آرچوف کی صلاحیتوں پر پورا اعتماد ہے اور ریڈ زون میں ہماری جو سیکورٹی ہے اس پر بھی میں مکمل بھروسہ کرتا ہوں۔ ریڈ زون میں سوائے خفیہ راستے کے کسی بھی طرح داخل ہونا ناممکن ہے۔ اس خفیہ راستے کے بارے میں، میں آپ اور ریڈ زون میں رہنے والے افراد جانتے ہیں۔ اس کے بارے میں کرنل سکارنو بھی نہیں جانتے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ خود بھی وہاں چلے جائیں۔ آپ کے وہاں جانے سے مجھے پوری تسلی ہو جائے گی کہ ریڈ زون کی سیکورٹی مضبوط ہاتھوں میں ہے۔ ویسے بھی ریڈ زون میں ہمارے

جس پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے وہ ہمارے لئے بے حد اہمیت کا حامل ہے جسے ہم نے پوری دنیا سے چھپا رکھا ہے۔ ہمارے اس پراجیکٹ کا انحصار ٹاپ سیکورٹی پر ہے۔ اگر ہماری سیکورٹی لوز ہوئی تو ہمارا پراجیکٹ چھپا نہیں رہ سکے گا اور ہماری برسوں کی محنت اکارت ہو جائے گی"... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر۔ ساک لینڈ کا مستقبل اس پراجیکٹ کی کامیابی سے تابناک ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کو میرے وہاں جانے سے تسلی ہوتی ہے تو میں آج ہی وہاں چلا جاتا ہوں"... اپنی تعریف سن کر مارشل ہاسٹو نے فرط مسرت سے کہا۔

"یہی مناسب رہے گا اور کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ آپ کہاں ہیں"... پرائم منسٹر نے کہا۔

"یس سر"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"اوکے۔ آپ جلد سے جلد وہاں پہنچ جائیں اور وہاں جا کر مجھے فوراً رپورٹ کریں"... پرائم منسٹر نے کہا۔

"اوکے سر"... مارشل ہاسٹو نے کہا تو دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے رسیور رکھ دیا۔ مارشل ہاسٹو نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا تھا۔

"اوہ۔ اگر میں ریڈ زون میں چلا گیا تو یہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کون سنبھالے گا۔ میں نے پرائم منسٹر کو ان کے بارے میں بتایا ہی نہیں"... مارشل ہاسٹو نے پریشانی کے عالم میں خود کلامی

کرتے ہوئے کہا۔ وہ کافی دیر سوچتا رہا پھر اچانک میز پر پڑے ہوئے سبز رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس بار پہلے اس نے فون کو غور سے دیکھا پھر اس نے سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔ مارشل ہاسٹو"... مارشل ہاسٹو نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"کرنل سکارنو بول رہا ہوں"... دوسری طرف سے کرنل سکارنو کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ۔ کرنل سکارنو آپ ۔ اچھا کیا جو آپ نے مجھے کال کر لی ہے میں آپ کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"سوری مارشل ۔ پرائم منسٹر نے مجھے آپ کو فوری ایک رپورٹ دینے کے لئے کہا تھا مگر میں مصروف تھا اس لئے تھوڑی دیر ہو گئی"۔ دوسری طرف سے کرنل سکارنو نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری کی کوئی ضرورت نہیں ہے کرنل ۔ پرائم منسٹر سے میری بات ہو گئی ہے ۔ انہوں نے مجھے بتا دیا ہے کہ آپ نے کیا کارنامہ سرانجام دیا ہے ۔ آپ نے بلگارنوی ایجنٹ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ کر واقعی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے جس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں"... مارشل ہاسٹو نے فراخ دلی سے کرنل سکارنو کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو مارشل ۔ آپ کے یہ الفاظ میرے لئے اعزاز ہیں"...

دوسری طرف سے کرنل سکارنو کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کرنل ۔ کیا آپ کے علم میں ہے کہ بلگارنیہ کے ایجنٹوں کے ساتھ ساتھ یہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی پہنچ چکی ہے"... مارشل ہاسٹو نے فوراً مطلب کی بات کرتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔ اوہ ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مارشل ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں کب پہنچی ہے ۔ میرے پاس تو ان کے بارے میں کوئی انفارمیشن نہیں ہے"... دوسری طرف سے کرنل سکارنو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس انفارمیشن نہیں ہے تو کیا ہوا ۔ میں آپ کو بتاتا ہوں ۔ علی عمران سات افراد کے گروپ کے ساتھ یہاں پہنچ چکا ہے ۔ اس کے گروپ میں علی عمران سمیت چھ مرد اور دو عورتیں شامل ہیں بلگارنیہ کے ایجنٹوں کی طرح وہ بھی سلور پاور کو حاصل کرنے کے لئے یہاں پہنچ چکے ہیں"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ یہ بلگارنیہ اور پاکیشیا کے ایجنٹ واقعی بے حد تیز ہیں ۔ نجانے یہ اس قدر ٹاپ سیکورٹی کے باوجود ساک لینڈ کیسے پہنچ گئے ۔ آپ کو ان کے بارے میں کیسے پتہ چلا ہے اور وہ کہاں ہیں"... کرنل سکارنو نے کہا تو مارشل ہاسٹو نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"حیرت انگیز ۔ وہ سب کے سب بند کمرے سے کیسے غائب ہو گئے ۔ کیا وہ جادوگر ہیں"... ساری تفصیل سن کر کرنل سکارنو کی

حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" وہ کیسے غائب ہوئے ہیں یہ جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔ میرے آدمی ان کی تلاش میں ہیں۔ بہت جلد وہ ان کا سراغ لگالیں گے۔ میں خود اس سلسلے میں کارروائی کرا رہا ہوں۔ مگر اب میں اس کارروائی کو خود ہینڈل نہیں کر سکوں گا اس لئے میں آپ کے بارے میں یہ سوچ رہا تھا"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

" کیوں۔ کیا ہوا"... دوسری طرف سے کرنل سکارنو نے کہا۔

" ان کے ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے پرائم منسٹر کو میں نے ان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔ میں ان کو خاموشی سے گرفتار یا ہلاک کرنا چاہتا تھا مگر پرائم منسٹر مجھے ایک اہم ٹاسک کے سلسلے میں بیرون ملک بھیجنا چاہتے ہیں۔ پرائم منسٹر کے حکم کو میں کسی بھی طرح رد نہیں کر سکتا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میری عدم موجودگی میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے معاملے کو آپ ہینڈل کریں کیونکہ میں کسی اور کا رسک نہیں لے سکتا"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

" اوہ۔ کب جا رہے ہیں آپ"... کرنل سکارنو نے پوچھا۔

" آج۔ بلکہ ابھی"... مارشل ہاسٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ پھر تو واقعی مسئلہ ہو جائے گا"... کرنل سکارنو نے کہا۔

" اگر آپ اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لے لیں گے تو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ ملٹری انٹیلی جنس پورے شہر میں پھیلی ہوئی ہے۔ جن کو میجر راسکوف اور میجر کرساف لیڈ کر رہے ہیں۔ میں ان دونوں کو

آپ کی کمانڈ میں دے دوں گا۔ وہ آپ کے احکامات کی پابندی کریں گے اور میری عدم موجودگی میں اگر آپ عارضی طور پر ملٹری انٹیلی جنس کا مکمل چارج لینا چاہیں تو میں اس کے لئے بھی تیار ہوں"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

" اوہ۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ میجر راسکوف اور میجر کرساف کو بریف کر دیں۔ انہیں میرا سپیشل نمبر دے دیں اور انہیں کہیں کہ وہ مجھ سے بات کر لیں۔ میں خود ہی ان کو سنبھال لوں گا"... دوسری طرف سے کرنل سکارنو نے کہا۔

" گڈ۔ میں ابھی کال کر کے انہیں آپ کا نمبر دے دیتا ہوں"... مارشل ہاسٹو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میرے لئے اور کوئی حکم"... کرنل سکارنو نے کہا۔

" اوہ نہیں۔ تھینک یو۔ میرے بعد آپ اس معاملے کو سنبھال لیں گے تو میرے لئے یہی بہت ہو گا"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں۔ میں میجر پرمود اور اس کے خطرناک ساتھیوں کو سنبھال سکتا ہوں تو میرے سامنے علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کیا حیثیت ہے"... کرنل سکارنو نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" ایک بار پھر شکریہ کرنل سکارنو۔ میں آپ کا یہ احسان یاد رکھوں گا"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

" کوئی بات نہیں۔ اپنے ملک کا تحفظ کرنا ہم دونوں کی ذمہ

داری ہے۔ اس میں احسان کی کون سی بات ہے"... کرنل سکارنو نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو ہے۔ بہرحال میں میجر راسکوف اور میجر کرساف کو کال کرتا ہوں۔ اب وہ تمام رپورٹس آپ کو ہی دیں گے"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"اوکے۔ میں ان کی کال کا انتظار کروں گا"... کرنل سکارنو نے کہا تو مارشل ہاسٹو نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر سکون کے تاثرات تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے معاملے کو کرنل سکارنو کے ہینڈ اوور کر کے اپنے سر سے ایک بہت بڑا بوجھ اتار لیا ہے۔ وہ خاموشی سے ریڈ زون روانہ ہو جائے گا اور اس کے پیچھے کیا ہوتا ہے کیا نہیں، کرنل سکارنو پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کرتا ہے یا نہیں اب اس سے اسے کوئی سروکار نہیں تھا۔ کامیابی یا ناکامی کی صورت میں سارا بار اس نے کرنل سکارنو پر ڈال دیا تھا۔

رات کی تاریکی میں دو پولیس موبائل کاریں سڑکوں پر دوڑتی ہوئیں نہایت تیز رفتاری سے آفیسرز کالونی کی جانب بڑھی جا رہی تھیں۔ ان کاروں میں تین تین پولیس مین سوار تھے۔ دونوں کاریں آفیسرز کالونی کی چیک پوسٹ پر رک گئی تھیں۔ چیک پوسٹ کے سامنے سڑک پر آہنی راڈ لگا ہوا تھا اور وہاں آٹھ دس مسلح افراد موجود تھے۔ جیسے ہی کاریں آہنی راڈز کے سامنے رکیں ایک مسلح شخص تیزی سے چلتا ہوا اگلی کار کے قریب آ گیا۔

"آفیسرز کیسے آئے ہیں آپ"... اس مسلح سیکورٹی گارڈ نے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمیں کوٹھی نمبر پانچ سو چار سے ایمرجنسی کال موصول ہوئی ہے۔ راڈ ہٹاؤ۔ ہمیں فوراً وہاں پہنچنا ہے"... آفیسر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ایمرجنسی کال ۔ اوہ ۔ لیکن ایسی کوئی اطلاع ہمارے پاس تو نہیں ہے"... گارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نانسنس ۔ کون ہے تمہارا انچارج ۔ بلاؤ اسے"... آفیسر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ ایک منٹ ۔ میں بلاتا ہوں"... گارڈ نے آفیسر کا کرخت لہجہ سن کر کہا اور مڑ کر تیزی سے چلتا ہوا چیک پوسٹ کے کیبن میں چلا گیا ۔ چند لمحوں بعد وہ ایک باوردی ادھیڑ عمر کے ساتھ باہر آ گیا۔

"یس آفیسر ۔ میرا نام بارکلے ہے اور میں یہاں کا انچارج ہوں ۔ میرے آدمی نے بتایا ہے کہ کوٹھی نمبر پانچ سو چار سے آپ کو کوئی ایمرجنسی کال موصول ہوئی تھی"... آنے والے ادھیڑ عمر نے پہلی کار کے سائیڈ ڈور کے پاس آتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ یہی بتایا ہے میں نے"... آفیسر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کیا معاملہ ہو سکتا ہے"... انچارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں ۔ یہ تو وہاں جا کر ہی معلوم ہو گا ۔ ہمیں تو کنٹرول روم سے فوراً وہاں پہنچنے کو کہا گیا ہے"... آفیسر نے خشک لہجے میں کہا۔

"آپ کا نام آفیسر"... انچارج نے اسے اور اس کے دوسرے ساتھیوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ برکلے ایس ایس پی"... آفیسر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ جانتے ہی ہیں کہ آفیسرز کالونی کو رات دس بجے کے بعد بند کر دیا جاتا ہے ۔ ویسے بھی آفیسرز کالونی میں آنے جانے والوں کی ہمیں باقاعدہ انٹری کرنی پڑتی ہے جو ہمارا اصول ہے"... انچارج بارکلے نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میرے ساتھ سارجنٹ کیورم ہے اور پیچھے سارجنٹ مالٹم ہے ۔ پچھلی کار میں موجود افراد کے نام بھی نوٹ کر لو"... آفیسر نے کہا اور اس نے پچھلی کار میں موجود افراد کے نام بھی بتا دیئے۔

"تھینک یو آفیسر ۔ امید ہے واپسی پر آپ ہمیں اصل حالات سے ضرور مطلع کریں گے"... انچارج نے خوش اخلاقی سے کہا ۔ اس نے پیچھے ہٹتے ہوئے اشارہ کیا تو ایک گارڈ نے آہنی راڈ کو اوپر اٹھا دیا۔

"چلو"... راڈ اٹھتے دیکھ کر آفیسر نے ڈرائیور سے کہا تو ڈرائیور نے کار آگے بڑھا دی ۔ اس کے ساتھ ہی پچھلی کار بھی چل پڑی تھی ۔ مین روڈ آفیسرز کالونی کی مختلف اطراف میں گھومتی ہوئی آگے جا رہی تھی ۔ دائیں بائیں ذیلی سڑکیں تھیں ۔ کوٹھیوں کی دیواروں پر باقاعدہ نمبر لگے ہوئے تھے ۔ آفیسر ان نمبروں کو دیکھ رہا تھا ۔ ہر رہائش گاہ کے باہر چھوٹے چھوٹے لکڑی کے کیبن بنے ہوئے تھے جہاں ایک ایک مسلح سیکورٹی گارڈ موجود تھا ۔ دونوں کاریں آگے پیچھے چلتی ہوئیں ایک وسیع و عریض کوٹھی کے سامنے رک گئیں ۔ اس کوٹھی کے

گیٹ کی سائیڈ کی دیوار پر پانچ سو چار لکھا ہوا تھا۔ لکڑی کے کیبن میں ایک مسلح شخص سٹول پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کا سر کیبن کی دیوار سے لگا ہوا تھا جیسے وہ بیٹھا بیٹھا وہیں سو گیا ہو۔

"کیا مطلب ہوا۔ یہ سونے کی یہاں ڈیوٹی دے رہا ہے"... آفیسر نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

"ارے سنو"... آفیسر نے سیکورٹی گارڈ کی طرف بڑھتے ہوئے اسے اونچی آواز میں پکارتے ہوئے کہا مگر گارڈ کے سر پر اس کی آواز سے جوں تک نہ رینگی تھی۔ آفیسر تیز تیز چلتا ہوا آگے آیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر گارڈ کو کاندھے سے پکڑ کر ہلایا تو گارڈ سٹول سے یوں گرتا چلا گیا جیسے بیٹھے بیٹھے اس کی روح پرواز کر گئی ہو۔

"اوہ۔ یہ تو ہلاک ہو چکا ہے"... آفیسر نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔ دوسرے افراد بھی تیزی سے کاروں سے نکل آئے تھے۔ دوسری رہائش گاہوں کے گیٹ خاصے فاصلے پر تھے اور سامنے کی رہائش گاہ کا گیٹ بھی شاید دوسری طرف تھا اس لئے ارد گرد کے سیکورٹی گارڈز ان کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔

"ہلاک ہو چکا ہے۔ کیسے"... ایک نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جبکہ آفیسر جھک کر اس ہلاک ہونے والے گارڈ کو چیک کر رہا تھا۔

"خود پوچھ لو اس سے کہ یہ کیسے ہلاک ہوا ہے"... آفیسر نے منہ بنا کر کہا۔

"میرا مطلب ہے یہ خود ہلاک ہوا ہے یا اسے ہلاک کیا گیا ہے"... اس نوجوان نے جلدی سے کہا۔

"اس کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کیا گیا ہے"... آفیسر نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں پہلے ہی کوئی آ چکا ہے مگر وہ کون ہو سکتا ہے"... دوسرے نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گیٹ چیک کرو"... آفیسر نے کہا تو ایک نوجوان آگے بڑھا اور گیٹ کا دروازہ چیک کرنے لگا۔

"گیٹ اور دروازے اندر سے بند ہیں"... نوجوان نے کہا۔

"تو اس کا مطلب ہے وہ جو کوئی بھی ہیں ابھی اندر ہی موجود ہیں"... آفیسر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس نے کیبن سے ہٹ کر دونوں اطراف کی دیواروں کو دیکھا تو دائیں طرف ایک بڑا سا درخت تھا جس کی شاخیں کوٹھی کے اندر جا رہی تھیں۔

"صفدر، تنویر کاروں کو یہاں سے ہٹا دو۔ ہمیں ہر حال میں اندر جانا ہے۔ مارشل ہاسٹو ہمارا شکار ہے۔ میں یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے شکار کو کوئی اور لے جائے"... آفیسر نے غراتے ہوئے کہا جو عمران تھا اور اس کے دوسرے ساتھیوں میں صفدر، تنویر، جوزف، کیپٹن شکیل اور ماسٹر کارلی تھے۔

عمران نے انٹیلی جنس کے اس شخص پر تشدد کر کے اس سے مارشل ہاسٹو کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر لیا تھا۔ اس شخص کا نام کیپٹن سکاروف تھا۔ وہ چونکہ خاصا تربیت یافتہ تھا اس لئے اس

کی زبان کھلوانے کے لئے عمران کو اس پر مجبوراً تشدد کرنا پڑا تھا۔
کیپٹن سکاروف سلور پاور کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا لیکن اس نے مارشل ہاسٹو کے ہیڈ کوارٹر اور اس کی رہائش گاہ کے بارے میں عمران کو تفصیل بتا دی تھی۔ عمران نے سوچا تھا کہ جب تک وہ مارشل ہاسٹو کو گرفت میں نہیں لے گا اسے سلور پاور کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ کہاں ہے۔

عمران نے مارشل ہاسٹو کو اس کی رہائش گاہ میں گھیرنے کا پروگرام بنایا تھا۔ ماسٹر کارلی اس کے ساتھیوں کے ساتھ اسلحہ لے کر واپس آگیا تھا۔ عمران کو کیپٹن سکاروف نے مارشل ہاسٹو کی رہائش گاہ کی سیکورٹی کے بارے میں تمام معلومات دیتے ہوئے بتایا تھا کہ مسلح افراد کے سوا رہائش گاہ میں بلڈاگ نسل کے کتے بھی موجود ہیں جو غیر متعلقہ افراد کو لمحوں میں چیر پھاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔
آفیسرز کالونی میں عام گاڑیوں اور غیر متعلقہ افراد کا داخلہ قطعی ممنوع تھا اس لئے عمران نے اس رہائش گاہ میں کسی پراسرار طریقے سے داخل ہونے کا پروگرام بنایا تھا۔

عمران کے کہنے پر جولیا، صالحہ، جوزف اور جوانا باہر گئے تھے۔
جولیا نے پولیس ہیلپ لائن پر بات کی تھی اور اپنی شکایت درج کراتے ہوئے کہا تھا کہ اس کی بہن کو دو سیاہ فام غنڈے اغوا کر کے لے گئے ہیں۔ اس نے اپنی کار میں ان غنڈوں کا تعاقب کیا تھا جس سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ غنڈے اس کی بہن کو کہاں لے گئے ہیں

اس لئے اس کی مدد کے لئے کسی کو بھیجا جائے۔ جولیا نے انہیں ایسے علاقے کا پتہ بتایا تھا جو عموماً سنسان اور ویران رہتا تھا۔ وہاں درختوں کی بھی کثرت تھی۔ اس کی شکایت کے کچھ دیر بعد ہی دو موبائل کاریں وہاں پہنچ گئی تھیں جن میں تین تین افراد موجود تھے۔ جولیا نے سڑک پر آکر انہیں روک لیا تھا جبکہ اس کے ساتھی درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے تھا۔ وہ مسلح تھے۔

جولیا نے مسلح آفیسر کو بتایا کہ سیاہ فام غنڈے اس کی بہن کو درختوں کے پیچھے ایک کھنڈر میں لے گئے ہیں۔ وہ سب اس کے ساتھ چل پڑے تھے جس پر صالحہ، جوزف اور جوانا نے اچانک ان پر حملہ کر دیا تھا۔ انہوں نے نہ صرف ان کا اسلحہ حاصل کر لیا تھا بلکہ انہیں بے ہوش کر کے باندھ بھی دیا تھا اور پھر وہ انہیں وہیں چھوڑ کر ان کی دونوں کاریں اس رہائش گاہ میں لے آئے تھے جہاں عمران اور اس کے دوسرے ساتھی موجود تھے۔ عمران نے اپنا اور ان سب کا ہلکا پھلکا میک اپ کیا اور جولیا، صالحہ اور جوانا کو وہیں چھوڑ کر دوسرے ساتھیوں کے ساتھ آفیسرز کالونی میں آگیا تھا۔ عمران کے کہنے پر صفدر اور تنویر دونوں کاروں کو وہاں سے لے گئے اور انہوں نے کاروں کو دوسری طرف ایک گلی میں پارک کیا اور واپس آگئے۔
جب وہ واپس آئے تو عمران درخت پر چڑھا اندر جھانک رہا تھا۔
انہیں واپس آتے دیکھ کر وہ درخت سے نیچے اتر آیا۔
"اندر خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ لگتا ہے آنے والے یا تو اپنا کام کر

کے نکل گئے ہیں یا پھر وہ رہائشی حصے میں موجود ہیں"... عمران نے کہا۔

" پھر کیا ارادہ ہے"... صفدر نے پوچھا۔

" ایسی ساخت کی کوٹھیوں کے مین سوئچ عموماً باہر کی طرف ہوتے ہیں۔ میں اندر جاتا ہوں جیسے ہی لائٹ آف ہو تم سب اندر آ جانا"... عمران نے کہا۔

"آپ رکیں۔ میں اندر جاتا ہوں"... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" اوکے۔ ہم دس منٹ انتظار کریں گے"... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ اس نے دیوار سے سر نکال کر احتیاطاً اندر دیکھا اور پھر دیوار پر چڑھ کر اس نے اندر چھلانگ لگا دی۔ اس نے جس انداز میں چھلانگ لگائی تھی باہر اس کی ہلکی سی دھمک بھی سنائی نہ دی تھی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد پوری رہائش گاہ جیسے اندھیرے میں ڈوب گئی۔

" گڈ۔ جلدی چلو اندر"... عمران نے کہا اور تیزی سے درخت پر چڑھ کر دوسری طرف کود گیا۔ اس کے بعد اس کے دوسرے ساتھی بھی اندر کود گئے۔ لان میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

" آؤ"... عمران نے جیب سے پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے پسٹل نکال لئے تھے۔ وہ آگے بڑھے تو انہیں ایک سایہ جھکے جھکے انداز میں اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ عمران نے

حلق سے جھینگر کی آواز نکالی تو اسے جواب میں جھینگر کی آواز سنائی دی۔ آنے والا کیپٹن شکیل تھا۔

" عمران صاحب۔ اندر گڑبڑ معلوم ہوتی ہے"... کیپٹن شکیل نے نزدیک آکر دھیمی آواز میں کہا۔

" کیسی گڑبڑ"... عمران نے پوچھا۔

"لان کے ایک حصے میں چار بلڈاگ اور چند محافظ مردہ پڑے ہیں شاید ان سب کو بے ہوش کر کے اور یہاں لا کر ہلاک کیا گیا ہے۔ رہائشی حصے سے مجھے چند آوازیں سنائی دی تھیں۔ میرا خیال ہے وہ لوگ ابھی اندر ہی ہیں"... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

" ٹھیک ہے۔ آؤ۔ ہم انہیں یہاں سے نکلنے نہیں دیں گے"... عمران نے کہا اور اس کے کہنے پر وہ سب پھیل گئے اور جھکے جھکے انداز میں رہائشی حصے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران جیسے ہی جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا برآمدے میں پہنچا اچانک برآمدے میں موجود ایک ستون کے پیچھے سے ایک سایہ سا نکلا اور اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا سایہ اچانک اس پر جھپٹ پڑا۔

میجر پرمود کے ذہن میں روشنی کا نقطہ سا چمکا اور پھر وہ نقطہ بتدریج پھیلتا چلا گیا۔ چند لمحے وہ لاشعوری انداز میں آنکھیں جھپکاتا رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا وہ بے اختیار چونک پڑا۔ وہ ہال نما کمرے میں موجود ایک آہنی کرسی پر رسیوں سے جکڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت کی طرف بندھے ہوئے تھے۔ رسی اس کی گردن اور اس کے جسم کے گرد ہوتی ہوئی ٹانگوں تک چلی گئی تھی اور اس کی ٹانگوں کو بھی کرسی کے پایوں کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا جبکہ آہنی کرسی کے پائے زمین میں فکس تھے۔

میجر پرمود نے دیکھا کہ دائیں بائیں اس کے ساتھی بھی اسی طرح آہنی کرسیوں پر بندھے ہوئے ہیں۔ ان چاروں کے سر ڈھلکے ہوئے تھے اور وہ بدستور بے ہوش تھے۔ دائیں طرف لیڈی بلیک اور لاٹوش تھا جبکہ میجر پرمود کے بائیں طرف کیپٹن نوازش اور آفتاب

سعید بندھے ہوئے تھے۔ میجر پرمود کو یاد آگیا تھا کہ وہ جس رہائش گاہ میں تھے اس کالونی میں آفتاب سعید نے کرنل سکارنو کو دیکھا تھا اس نے کہا تھا کہ کے جی بی تھری اس کالونی میں پہنچ چکی ہے اور وہ اس کالونی کی تلاشی لے رہے ہیں۔ آفتاب سعید انہیں وہاں سے کسی دوسری جگہ لے جانے ہی لگا تھا کہ اچانک رہائش گاہ کے لان میں انہوں نے یکے بعد دیگرے کئی دھماکوں کی آوازیں سنی تھیں۔ پھر میجر پرمود کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کے دماغ میں کوئی زہریلا کیڑا گھس گیا ہو جس نے اس کے دماغ کی کسی رگ کو کاٹ لیا ہو اور اس کے ساتھ ہی میجر پرمود بے ہوش ہو کر گر گیا تھا۔

میجر پرمود کو یہ تو اندازہ ہو گیا تھا کہ اس نے رہائش گاہ سے جو ٹرانسمیر کال کی تھی اس کال کو یقیناً ریڈیو سیکشن نے سن لیا ہو گا اور اس سے کے جی بی تھری نے اس ٹرانسمیٹر کی لوکیشن معلوم کر لی ہو گی اور وہ فوراً اس کالونی میں آدھمکے ہوں گے۔ مگر آفتاب سعید کے کہنے کے مطابق جس طرح وہ کالونی کے دوسرے گھروں کی چیکنگ کر رہے تھے انہیں اچانک کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ بلگارنیہ کے ایجنٹ اس رہائش گاہ میں موجود ہیں۔ رہائش گاہ میں داخل ہو کر پوچھ گچھ کرنے کی بجائے انہوں نے رہائش گاہ میں گیس بم پھینک دیئے تھے اس کے علاوہ میجر پرمود یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اگر وہ اور اس کے ساتھی واقعی کرنل سکارنو کی حراست میں ہیں تو وہ انہیں کہاں لایا ہو گا۔

کمرے میں دوسرے سامان کے ساتھ ساتھ سائیڈ کی دیواروں پر عجیب و غریب مشینیں بھی موجود تھیں جو آف تھیں۔ اس کے علاوہ کمرے کے چاروں کونوں میں دو دو مشین گن بردار کھڑے دکھائی دے رہے تھے۔ کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا۔

"لگتا ہے کرنل سکارنو ہمیں اپنے ہیڈ کوارٹر میں لے آیا ہے"... میجر پرمود نے مشین گن برداروں اور کمرے کی ساخت کو دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے ہوش میں آتے دیکھ کر ان مسلح افراد کے چہروں پر کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تھا۔ اچانک میجر پرمود نے دائیں طرف سے ایک کراہ کی آواز سنی تو اس نے چونک کر دیکھا تو لاٹوش کے جسم میں حرکت ہو رہی تھی۔ شاید وہ ہوش میں آرہا تھا۔ چند ہی لمحوں بعد اسے ہوش آگیا تو وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"میں کہاں ہوں۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ کون لایا ہے ہمیں یہاں"... اس نے احمقانہ انداز میں میجر پرمود کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم قبر میں ہو اور تمہیں یہاں لانے والے ظاہر ہے موت کے فرشتے ہی ہو سکتے ہیں"... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"قبر میں۔ ارے باپ رے۔ اتنی جلدی۔ ابھی تو میں نے شادی بھی نہیں کی تھی پھر میں اتنی جلدی قبر میں کیسے پہنچ گیا اور وہ بھی مشترکہ قبر میں"... لاٹوش نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ایک ساتھ مرنے والوں کی قبریں مشترکہ ہی بنائی جاتی ہیں"... میجر پرمود نے کہا۔

"لل۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میری ابھی مرنے کی عمر تو نہیں تھی۔ اگر واقعی ہم مر گئے ہیں اور مشترکہ قبر میں ہیں تو اس طرح ہمیں باندھا کیوں گیا ہے اور یہ کون ہیں۔ یہ قبر میں حساب کتاب لینے والے فرشتے تو نہیں لگتے"... لاٹوش نے کہا۔

"ہو سکتا ہے"... میجر پرمود نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا تو اسی لمحے لیڈی بلیک اور پھر باری باری کیپٹن نوازش اور آفتاب سعید نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ ان کی حالت بھی ہوش آنے پر لاٹوش سے مختلف نہ ہوئی تھی۔

"یہ کون سی جگہ ہے۔ ہم یہاں کیسے آگئے ہیں"... لیڈی بلیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ تم تو ایسے پوچھ رہی ہو جیسے یہ سب میرے کہنے پر ہوا ہے"... میجر پرمود نے منہ بنا کر کہا۔ وہ سب مسلح افراد کے وہاں ہونے کے باوجود اپنے جسموں کو اس طرح جھٹکے دینے لگے جیسے وہ رسیوں کو توڑ کر آزاد ہونا چاہتے ہوں۔ البتہ میجر پرمود اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا تھا۔ اس نے گردن گھما کر پیچھے موجود مسلح افراد کو دیکھا۔ وہ انہی کی طرف متوجہ تھے۔ میجر پرمود کے ہاتھ ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے انہیں آپس میں جوڑ کر نہیں باندھا گیا تھا اور میجر پرمود کو اندازہ ہو رہا تھا کہ اگر اس کے ہاتھ کھل

جائیں تو وہ جسم سے لپٹی ہوئی باقی ماندہ رسی کو آسانی سے کھول سکتا ہے۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور دو افراد تیز تیز چلتے ہوئے اندر آ گئے۔ انہیں دیکھ کر میجر پرمود ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ آنے والے کرنل سکارنو اور میجر گروم تھے جو انہیں ایئرپورٹ پر مل چکے تھے۔ ان دونوں کے چہرے کھلے ہوئے تھے۔ خاص طور پر کرنل سکارنو کا چہرہ خوشی اور مسرت سے دمک رہا تھا۔

"ہوش آگیا تم سب کو"... کرنل سکارنو نے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ابھی کہاں۔ ہوش آگیا ہوتا تو ہم خوشی سے بے ہوش نہ ہوگئے ہوتے"... لاٹوش نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تو تم ہو میجر پرمود۔ بلگارنیہ کے ڈی ایجنٹ"... کرنل سکارنو نے لاٹوش کی بات پر دھیان نہ دیتے ہوئے گہری نظروں سے میجر پرمود کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میجر پرمود۔ ڈی ایجنٹ۔ کون میجر پرمود۔ کس کی بات کر رہے ہو"... میجر پرمود نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ اداکاری اچھی کر لیتے ہو"... کرنل سکارنو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اداکاری تو میرا شوق ہے۔ ہائے کاش کہ میں اداکار ہوتا تو کسی بہت بڑی فلم کمپنی کا ہیرو نہ ہوتا۔ ہیرو نہ ہوتا تو کم از کم کسی سرکس کا جوکر ضرور ہوتا اور جوکر ہوتا تو ہنسا ہنسا کر تمہارے پیٹ میں بل

ڈال دیتا"... لاٹوش نے اپنی زبان چلاتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔ میں تم سے بات نہیں کر رہا"... کرنل سکارنو نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"تو مجھ سے بات کر لو۔ میں نے تمہیں کب روکا ہے"... لاٹوش نے احمقانہ لہجے میں کہا تو میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں آگئیں۔

"میجر گروم"... کرنل سکارنو نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس کرنل"... میجر گروم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اگر یہ اب بولے تو اسے شوٹ کر دینا"... کرنل سکارنو نے اسی انداز میں کہا۔

"یس کرنل"... میجر گروم نے کہا اور اس نے اپنے ہولسٹر میں لگا ہوا پسٹل نکال لیا۔

"ارے باپ رے۔ مم۔ میں نہیں بولوں گا۔ اب بالکل نہیں بولوں گا۔ میں سمجھ گیا کہ میں گونگا ہوں۔ تت۔ تم گولی مت چلانا مجھے گولی کھانے سے خوف آتا ہے"... لاٹوش بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والوں میں سے تھا۔ اسے بولتے دیکھ کر میجر گروم نے مشین پسٹل کا سیفٹی کلپ ہٹایا اور پسٹل لاٹوش کی پیشانی پر لگا دیا۔ لاٹوش نے فوراً منہ بند کر لیا تھا اور اس نے اپنی شکل یوں بگاڑ لی تھی جیسے وہ زمانے بھر کا یتیم ہو۔

"تم کیا سمجھے تھے میجر پرمود کہ تم مجھ سے چھپ جاؤ گے۔ میں تم

تک کبھی نہیں پہنچ سکوں گا۔ ہونہہ۔ تم کرنل سکارنو کو نہیں جانتے۔ کرنل سکارنو اپنے ملک میں آنے والے مجرموں کی بو دور سے ہی سونگھ لیتا ہے۔ تم پاتال میں بھی جا چھپتے تو میں تمہیں وہاں سے بھی کھینچ نکالتا۔ کسی معمولی کینچوے کی طرح"... کرنل سکارنو نے کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ میں میجر پرمود نہیں ہوں۔ میرا نام ڈریک ہے۔ میں کہاں سے آیا ہوں اور کیوں آیا ہوں یہ تم جانتے ہو تم نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو جس انداز میں اغوا کر کے یہاں لا کر باندھا ہے اس کا تمہیں پورا پورا جواب دینا پڑے گا۔ میں اعلیٰ عدالت میں تمہارے خلاف کیس دائر کروں گا اور تمہیں بتاؤں گا کہ تم نے مجھ پر ہاتھ ڈال کر کتنی بڑی غلطی کی ہے"... میجر پرمود نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم میجر پرمود نہیں ہو"... کرنل سکارنو نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ بالکل نہیں۔ اگر ہوں تو ثابت کر کے دکھاؤ۔ تم نے ایئرپورٹ پر بھی مجھ پر شک کیا تھا اور کہا تھا کہ میں اور میرا ساتھی میک اپ میں ہیں۔ اگر ہم میک اپ میں ہیں تو ہمارے میک اپ صاف کر کے دکھاؤ"... میجر پرمود نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ مجھے اب کچھ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم میجر پرمود ہی ہو۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تم

نے مجرمانہ انداز میں فرار ہونے کی کوشش کی تھی۔ تم نے ایک پولیس موبائل ہیلی کاپٹر، دس سے زیادہ پولیس موبائل کاریں اور کئی سول کاروں کو تباہ کیا ہے۔ تمہاری وجہ سے بے شمار افراد ہلاک اور زخمی ہو گئے ہیں۔ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریا میں کار سمیت کود گئے تھے۔ تم جس راستے سے دریا سے نکلے تھے اور تم نے جس کی کار اڑائی تھی ہمیں اس کے بارے میں تمام انفارمیشن مل گئی تھی۔ پھر تم نے کار کو ایک کمرشل پلازہ میں لا کر چھوڑا اور ٹیکسیاں بدل بدل کر اس علاقے میں آ گئے۔ مگر تمہارے خراب لباس ٹیکسی والوں کو یاد تھے۔ ہم نے ان سے معلومات حاصل کیں اور اس علاقے میں آ گئے جہاں تم اپنے ساتھیوں کے پاس موجود تھے۔ اس علاقے کے چند لوگوں نے تمہیں اس کوٹھی میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔ ہم چاہتے تو اس رہائش گاہ پر میزائل برسا کر تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو دفن کر دیتے مگر میں تمہیں بتانا چاہتا تھا کہ تم اور تمہارے ساتھی احمق ہیں جو کرنل سکارنو سے چھپنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم نے تمہیں گیس فائر کر کے بے ہوش کیا اور یہاں لے آئے۔ اب تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی زندگیاں ختم ہونے میں بہت کم وقت رہ گیا ہے۔ اگر تم اور تمہارے ساتھی میرے ہاتھوں اذیت ناک موت نہیں مرنا چاہتے تو جو میں پوچھ رہا ہوں وہ سچ سچ بتا دو۔ اس سے تمہاری موت تو نہیں ٹلے گی لیکن میں تمہاری موت کو آسان ضرور بنا دوں گا"... کرنل سکارنو نے مسلسل بولتے

ہوئے کہا تو میجر پرمود ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ اسے اس کی ٹرانسمیٹر کال کی وجہ سے چیک کیا گیا ہے مگر یہاں تو بات ہی اور تھی۔

"کیا یہ تمہارا ہیڈ کوارٹر ہے"... میجر پرمود نے چند لمحے توقف کے بعد اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں"... کرنل سکارنو نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ تم ہمیں ہلاک کرنا چاہتے ہو تو کر دو لیکن میں آخری دم تک یہی کہوں گا کہ میں میجر پرمود نہیں ہوں"... میجر پرمود نے کہا۔

"تو یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے"... کرنل سکارنو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا فیصلہ نہیں حقیقت ہے"... میجر پرمود نے کہا۔

"ٹھیک ہے"... کرنل سکارنو نے اسی انداز میں کہا۔ اس نے کمرے کی دیواروں کے پاس کھڑے مسلح افراد کو اشارہ کیا تو وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھ آئے اور کرنل سکارنو کے حکم پر ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر میجر پرمود نے سکون کا سانس لیا کیونکہ ان کے پیچھے موجود دونوں افراد بھی اب ان کے سامنے آ گئے تھے جن کی وجہ سے وہ اب تک کوئی ایکشن نہیں لے سکا تھا۔ جیسے ہی وہ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے سامنے آئے میجر پرمود نے دائیں ہاتھ کی انگلی میں موجود ایک انگوٹھی کے نگینے کو انگوٹھے سے موڑ کر

سیدھے ہاتھ کی طرف کیا اور ساتھ ہی نگینے کو مخصوص انداز میں تین بار انگوٹھے سے ہی پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے نگینے سے انگوٹھا ہٹایا اچانک نگینے میں چمک سی آ گئی۔ نگینے کے درمیانی حصے میں ایک چھوٹا سا سوراخ کھلا اور اس میں سے سرخ رنگ کی باریک سی روشنی کی دھار نکلی۔ میجر پرمود چونکہ اس روشنی کی دھار کو دیکھ نہیں سکتا تھا اس لئے اس نے ہاتھ کو اس انداز میں حرکت دینا شروع کر دیا کہ سرخ روشنی کی دھار اس کے ہاتھوں کے درمیانی حصے سے ٹکرائی اور رسی کو یوں کاٹتی چلی گئی جیسے اسے باقاعدہ کسی خنجر سے کاٹ دیا گیا ہو۔ اب میجر پرمود ہاتھوں کو سیدھا کر کے سامنے لا سکتا تھا۔

"میں دس تک گنوں گا۔ جیسے ہی گنتی پوری ہو تم ایک ساتھ فائرنگ کر کے ان سب کے پرخچے اڑا دینا"... کرنل سکارنو نے مشین گن برداروں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس کرنل"... ان سب نے یک زبان ہو کر کہا۔ میجر گردم نے لاٹوش کے سر سے پسٹل ہٹا لیا تھا اور پیچھے ہٹ آیا تھا۔

"میجر پرمود۔ موت تو تمہاری طے ہے جو کسی بھی صورت ٹل نہیں سکتی۔ مرنے سے پہلے اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ تم نے کس قسم کا میک اپ کر رکھا ہے اور اسے کیسے واش کیا جا سکتا ہے تو میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی لاشیں عزت سے دفنا دوں گا۔ ورنہ"... کرنل سکارنو نے ایک بار پھر میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا

تو میجر پرمود کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"ورنہ کیا"... میجر پرمود نے بے خوفی سے کہا۔

"ورنہ تم سب کی لاشوں کے ٹکڑے کر کے میں بھوکے کتوں کو کھلا دوں گا"... اس کے چہرے پر بے خوفی دیکھ کر کرنل سکارنو نے غضبناک ہوتے ہوئے کہا۔

"بھوکے کتوں کو۔ ارے باپ رے۔ ان کی تو واقعی دعوت ہو جائے گی"... لاٹوش نے کانپتے ہوئے کہا تو کرنل سکارنو اسے گھور کر رہ گیا۔

"ٹھیک ہے کرنل۔ اگر تم وعدہ کرتے ہو کہ تم ہماری لاشوں کو دفنا دو گے تو میں تمہیں یہ راز بتا دیتا ہوں"... میجر پرمود نے اس انداز میں کہا کہ اس کے ساتھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ حیران تھے کہ میجر پرمود اب تک خاموش کیوں بیٹھا ہے۔ اسے اب تک کچھ نہ کچھ کر لینا چاہئے تھا ورنہ وہ سب واقعی بے موت مرنے والے تھے۔

"میں وعدہ کرتا ہوں"... کرنل سکارنو نے فوراً وعدہ کرتے ہوئے کہا اور امید بھرے انداز میں تیزی سے آگے بڑھ آیا۔

"اس میک اپ کو میں نے عام کیمیکلز سے خود بنایا ہے اور یہ کیمیکلز بازار سے عام مل جاتے ہیں۔ میں تمہیں اس کا فارمولا بھی بتا دیتا ہوں اور اسے واش کیسے کیا جا سکتا ہے یہ بھی۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اس میک اپ کے بارے میں، میں صرف تمہیں بتاؤں۔

میرا مطلب ہے تم اکیلے کو"... میجر پرمود نے اس انداز میں کہا جیسے وہ واقعی زندگی کی بازی ہار چکا ہو اور اسے بچ نکلنے کی کوئی راہ سجھائی نہ دے رہی ہو۔

"تم چاہتے ہو میں ان سب کو یہاں سے باہر نکال دوں۔ میں احمق ہوں کیا"... کرنل سکارنو نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ضروری نہیں ہے کہ ان سب کو باہر نکالا جائے۔ تم میرے قریب آ کر بھی میری بات سن سکتے ہو"... میجر پرمود نے اس انداز میں منہ بنا کر کہا کہ کرنل سکارنو کو اس پر شک نہ ہو کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ کرنل سکارنو چند لمحے غور سے میجر پرمود کی طرف دیکھتا رہا مگر میجر پرمود کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا۔ یہ دیکھ کر کرنل سکارنو سر جھٹک کر مزید آگے آ گیا۔

"تمہیں جونگی بونگی زبان آتی ہے"... لاٹوش نے کہا۔

"جونگی بونگی زبان۔ کیا مطلب۔ یہ کون سی زبان ہے"... کرنل سکارنو نے حیران ہو کر کہا۔

"سنو کرنل"... میجر پرمود نے اچانک دبنگ لہجے میں کہا تو کرنل سکارنو حقیقتاً اس کے قریب آ کر قدرے جھک گیا جیسے واقعی وہ کان میں میجر پرمود کی بات سننا چاہتا ہو۔ جیسے ہی وہ آگے جھکا میجر پرمود نے کرسی کے پیچھے سے ہاتھ نکال کر اس کی گردن پکڑ کر اسے ایک جھٹکا دے کر گھما دیا۔ ساتھ ہی اس نے کرنل سکارنو کا ایک ہاتھ موڑا اور دوسرا ہاتھ اس کی گردن میں ڈالتے ہوئے اسے اپنی طرف

کھینچ لیا ۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا تھا کہ کسی کو وہاں کچھ سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔

" خبردار ۔ اگر کسی نے حرکت کی تو میں کرنل سکارنو کی گردن توڑ دوں گا"... میجر پرمود نے کرخت لہجے میں کہا ۔ اس نے کرنل سکارنو کی گردن کو جھٹکا دیا تو کرنل سکارنو کے حلق سے بھنچی بھنچی سی چیخ نکل گئی ۔ اس کا چہرہ یکلخت سرخ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں اس قدر پھیل گئی تھیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آ گریں گی۔

" یہ ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو ۔ یہ ۔ یہ"... میجر گروم نے کرنل سکارنو کو میجر پرمود کی گرفت میں دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کرنل ۔ ان سے کہو کہ یہ اپنا اسلحہ نیچے رکھ دیں"... میجر پرمود نے کرنل سکارنو کی گردن سے گرفت قدرے ڈھیلی کرتے ہوئے کہا۔

" نیچے رکھ دو ۔ اسلحہ نیچے رکھ دو"... کرنل سکارنو کے منہ سے خرخراتی ہوئی آواز نکلی۔

" مگر سر ۔ یہ ۔ یہ"... میجر گروم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" شٹ اپ ۔ یہ جو کہہ رہا ہے وہ کرو"... کرنل سکارنو نے کہا تو میجر گروم نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل نیچے رکھ دیا۔ مشین گن برداروں نے بھی اپنی اپنی مشین گنیں زمین پر رکھ دی تھیں۔

" چار افراد آگے بڑھ کر میرے ساتھیوں کو کھولیں ۔ باقی افراد

پیچھے ہٹ جائیں"... میجر پرمود نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا تو میجر گروم سمیت پانچ افراد تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے جبکہ چار افراد آگے بڑھے اور انہوں نے لیڈی بلیک، کیپٹن نوازش، آفتاب سعید اور لاٹوش کو کھولنا شروع کر دیا ۔ چند ہی لمحوں میں مشین گنیں میجر پرمود کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں نظر آ رہی تھیں۔

" انہیں ختم کر دوں"... لیڈی بلیک نے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔

" نہیں ۔ ہم کے جی بی تھری کے ہیڈ کوارٹر میں ہیں ۔ فائرنگ کی آواز سن کر یہاں دوسرے افراد بھی آ جائیں گے"... میجر پرمود نے کہا۔

" آنے دو ۔ ہم ان سب کو بھی چنوں کی طرح بھون دیں گے"... لاٹوش نے فوراً کہا۔

" کرنل سکارنو ۔ یہاں سے نکلنے کا خفیہ راستہ بتاؤ"... میجر پرمود نے کرنل سکارنو کی گردن پر دباؤ ڈالتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" خفیہ راستہ نہیں ہے یہاں"... کرنل سکارنو نے کہا۔

" جھوٹ مت بولو کرنل ۔ کے جی بی تھری کے ہیڈ کوارٹر میں کوئی خفیہ راستہ نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ سچ بتاؤ ورنہ"... میجر پرمود نے اس کی گردن پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

" م ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں ۔ تہہ خانے میں کوئی خفیہ راستہ

نہیں ہے ۔ خفیہ راستہ میرے آفس میں ہے"... کرنل سکارنو نے تکلیف کی شدت سے لرزتے ہوئے کہا۔

" کہاں ہے تمہارا آفس ۔ جلدی بتاؤ"... میجر پرمود نے کہا۔

" اوپر ہے ۔ فرسٹ فلور پر"... کرنل سکارنو نے اسی انداز میں کہا۔

" میجر ۔ میری طرف دیکھو"... اچانک لیڈی بلیک نے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا تو میجر پرمود نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ لیڈی بلیک آئی کوڈ میں اسے کچھ کہہ رہی تھی۔

" اوہ ہاں ۔ یہ بہت ضروری ہے ۔ ٹھیک ہے ۔ کر دو ان سب کا خاتمہ"... میجر پرمود نے کہا ۔ اس کی بات سن کر میجر گروم اور اس کے ساتھی چونک پڑے تھے مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتے لیڈی بلیک اور اس کے ساتھیوں نے اچانک ان پر فائرنگ شروع کر دی کمرہ مشین گنوں کی ریٹ ریٹ اور انسانی چیخوں سے بری طرح گونج اٹھا تھا ۔ میجر گروم اور اس کے ساتھی اپنے ہی خون میں نہا کر لٹو کی طرح گھومتے ہوئے گرے تھے اور ہلاک ہو گئے تھے ۔ میجر پرمود نے اچانک کرنل سکارنو کو چھوڑ دیا ۔ کرنل سکارنو لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا ۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن پکڑ لی تھی اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے اپنے ساتھیوں کی لاشوں کو دیکھ رہا تھا۔

" یہ ۔ یہ تم نے کیا کر دیا ۔ تت ۔ تم نے ان سب کو ہلاک کر دیا ہے ۔ اوہ ۔ اوہ"... اس کے منہ سے لرزتی ہوئی آواز نکلی ۔ اسی لمحے اس کے پیچھے موجود لیڈی بلیک نے اچانک کرنل سکارنو کے سر پر

مشین گن کا دستہ مارا تو کرنل سکارنو کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر گر پڑا ۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا لیڈی بلیک نے اس کے سر پر ایک اور ضرب لگا دی اور اس بار ضرب کاری ثابت ہوئی اور کرنل سکارنو یوں ساکت ہو گیا جیسے ہلاک ہو گیا ہو۔

" گڈ ۔ اب باہر جاؤ اور جو نظر آئے اسے ہلاک کر دو ۔ تب تک میں ان مشینوں کو دیکھتا ہوں اور یہاں کی تلاشی لیتا ہوں ۔ ان کا اسلحہ اس تہہ خانے میں ہی ہو گا"... میجر پرمود نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور دیواروں کے پاس موجود مشینوں کو چیک کرنے لگا ۔ کمرے کے باہر اچانک تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں جس سے میجر پرمود سمجھ گیا کہ کے جی بی تھری اور اس کے ساتھیوں کے درمیان باقاعدہ معرکہ آرائی شروع ہو چکی ہے۔

مشینیں عام قسم کی تھیں جن سے ضرورت کے وقت ہیڈ کوارٹر کا کنٹرول سنبھالا جا سکتا تھا ۔ ایک مشین کو دیکھ کر میجر پرمود کی آنکھیں چمک اٹھیں ۔ اس نے فوراً اس مشین کے چند بٹن پریس کر کے اسے آن کیا ۔ مشین سے گھوں گھوں کی آواز نکلنے لگی ۔ میجر پرمود نے مشین پر لگا ہوا ایک ہینڈل کھینچا تو اچانک عقبی دیوار دو حصوں میں تقسیم ہو کر کھلتی چلی گئی ۔ دوسری طرف ایک اور بڑا سا کمرہ تھا ۔ سامنے ایک بڑا سا جنگلہ لگا ہوا تھا جس کے پیچھے بے شمار پیٹیاں اور ڈرم ایک دوسرے کے اوپر رکھے ہوئے تھے ۔ دیواروں میں باقاعدہ اسلحے کے ریک بنے ہوئے تھے جن میں جدید گنیں، میزائل اور

میزائل لانچر پڑے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ اسلحے کا سٹور تھا جہاں سے ضرورت کے وقت کے جی بی تھری کے افراد اسلحہ نکالتے تھے۔ میجر پرمود آگے بڑھا مگر اس کے راستے میں جنگلہ حائل تھا۔ جنگلے کی سائیڈ میں ایک کنٹرول پینل تھا جس پر باقاعدہ کوڈ نمبر ملا کر اسے کھولا جا سکتا تھا۔

" لیڈی بلیک نے ٹھیک کہا تھا۔ جو اسلحہ ہمیں یہاں سے مل سکتا ہے وہ کہیں اور سے نہیں مل سکتا"... میجر پرمود نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیڈی بلیک نے اسے آئی کوڈ میں یہی کہا تھا کہ اس ہیڈ کوارٹر سے انہیں ہر طرح کا اسلحہ مل سکتا ہے۔

میجر پرمود تیزی سے مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا کرنل سکارنو کے قریب آ گیا جو دنیا و مافیہا سے بیگانہ پڑا تھا۔ میجر پرمود نے جھک کر اس کر اس کی گردن پکڑی اور اس کے پہلو میں ہاتھ ڈال کر اسے ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا لیا۔ اس نے کرنل سکارنو کو ایک کرسی پر لا کر بٹھایا اور پھر اس نے کرنل سکارنو کے ناک اور منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کا سانس بند کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں کرنل سکارنو کے جسم میں حرکت پیدا ہو گئی۔ یہ دیکھ کر میجر پرمود تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے زمین پر پڑا ہوا میجر گروم کا مشین پسٹل اٹھا لیا تھا۔ کرنل سکارنو کو ہوش آیا تو وہ اپنے سر کو پکڑ کر بری طرح سے چیخنے لگا جہاں لیڈی بلیک نے کاری ضربیں لگائیں تھیں۔

" چیخنا چلانا بند کرو کرنل ورنہ گولی مار دوں گا"... میجر پرمود نے

غضبناک لہجے میں کہا تو کرنل سکارنو نے فوراً منہ بند کر لیا اور خوفزدہ نظروں سے میجر پرمود کو دیکھنے لگا۔ باہر سے مسلسل فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جسے سن کر کرنل سکارنو کا رنگ اور زیادہ فق ہو گیا تھا۔

" باہر میرے ساتھی ہیڈ کوارٹر میں موجود کے جی بی تھری کا خاتمہ کر رہے ہیں کرنل سکارنو"... میجر پرمود نے کہا۔

" نن۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کے جی بی تھری ختم نہیں ہو سکتی۔ تت۔ تم۔ تم"... کرنل سکارنو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" موت سامنے دیکھ کر اب تمہاری زبان کیوں لڑکھڑا رہی ہے۔ تم تو خود کو بے حد عقلمند اور طاقتور سمجھتے تھے۔ اب کیا ہوا"... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میجر پرمود۔ اپنے ساتھیوں کو روکو۔ تم جو کہو گے میں تمہاری ہر بات مانوں گا۔ میں۔ میں"... کرنل سکارنو نے ہکلاتے ہوئے کہا اس کا لہجہ بے حد التجائیہ تھا۔

" ٹھیک ہے۔ میں روک دوں گا انہیں مگر پہلے مجھے اس کنٹرول روم کا کوڈ بتاؤ"... میجر پرمود نے جنگلے کے ساتھ لگے کنٹرول پینل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اسلحے کے سٹور کو کھلا دیکھ کر کرنل سکارنو اس بری طرح سے اچھل پڑا تھا جیسے اس کے پیروں میں کوئی طاقتور بم پھٹ گیا ہو۔

" کک ۔ کیا ۔ کیا مطلب ۔ یہ سٹور ۔ یہ سٹور کیسے کھل گیا"... کرنل سکارنو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جیسے بھی کھلا ہے تم پینل کا کوڈ بتاؤ ورنہ"... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا۔

" اس کا کوڈ میجر گروم کو معلوم تھا۔ تمہارے ساتھیوں نے اس ہلاک کر دیا ہے"... کرنل سکارنو نے کہا تو میجر پرمود نے صاف محسوس کر لیا کہ کرنل سکارنو جھوٹ بول رہا ہے۔ اس نے اچانک مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ بے شمار گولیاں نکل کر کرنل سکارنو کے ارد گرد سے گزرتی چلی گئیں۔ کرنل سکارنو کے حلق سے بے اختیار چیخ نکلی گئی تھی اور وہ یوں سکڑ گیا تھا جیسے وہ ان گولیوں سے بچنا چاہتا ہو۔

" میں نے جان بوجھ کر تمہارے ارد گرد فائرنگ کی ہے کرنل۔ کوڈ بتاؤ ورنہ اس بار پسٹل کی ساری گولیاں تمہارے جسم میں اتر جائیں گی"... میجر پرمود نے کرخت لہجے میں کہا۔

" نائن سکس نائن ایٹ ون ہے"... کرنل سکارنو نے تھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" گڈ ۔ اٹھو اور یہ نمبر خود ہی پریس کرو"... میجر پرمود نے کہا تو کرنل سکارنو کا رنگ اڑ گیا۔

" مم ۔ مگر ۔ میں ۔ میں"... اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

" میں تمہارا لہجہ پہچانتا ہوں کرنل ۔ تم نے جان بوجھ کر مجھے غلط

نمبر بتائے ہیں ۔ میں جانتا ہوں اس کنٹرول پینل کے غلط نمبر پریس کئے جائیں تو اس میں سے ایک ریز نکلتی ہے جو غلط نمبر پریس کرنے والے کو ایک لمحے میں جلا ڈالتی ہے ۔ اٹھو اور اس کے صحیح نمبر پریس کرو"... میجر پرمود نے کہا تو کرنل سکارنو کے چہرے پر مایوسی کے بادل سے امنڈ آئے ۔ وہ تھکے تھکے سے انداز میں اٹھا اور سٹور روم کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ میجر پرمود اس کے پیچھے تھا ۔ کرنل سکارنو نے مختلف نمبر پریس کر کے او کے کا بٹن پریس کیا تو جنگلہ یکلخت اوپر اٹھتا چلا گیا۔

" گڈ ۔ اب واپس آجاؤ"... میجر پرمود نے کہا تو کرنل سکارنو پلٹ کر واپس آگیا ۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد لیڈی بلیک اور آفتاب سعید واپس آگئے۔

" ہم نے ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا ہے ۔ لاٹوش اور کیپٹن نوازش باہر گاڑیاں لے کر موجود ہیں ۔ ہمیں یہاں سے جلد سے جلد نکلنا ہو گا ۔ اگر باہر سے کوئی اور آگیا تو ہمارے لئے پریشانی کا سبب بن سکتا ہے"... لیڈی بلیک نے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ سٹور سے جس قدر اسلحہ نکال کر لے جا سکتے ہو لے جاؤ"... میجر پرمود نے کہا تو لیڈی بلیک اور آفتاب سعید سر ہلا کر سٹور کی طرف بڑھ گئے۔

" تم ساک لینڈ سے زندہ بچ کر نہیں جا سکو گے میجر ۔ یہاں کی

ایجنسیاں بے حد فعال ہیں ۔ یہ عارضی سب ہیڈ کوارٹر ہے ۔ میں ہیڈ کوارٹر کو یہاں ہونے والی قتل وغارت کا علم ہو گا تو وہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے ہر طرف موت کا جال پھیلا دیں گے جس سے تم بچ نہیں سکو گے"... کرنل سکارنو نے کہا ۔ اب وہ کافی حد تک خود کو سنبھال چکا تھا۔

"دیکھا جائے گا"... میجر پرمود نے سر جھٹک کر کہا ۔ آفتاب سعید اور لیڈی بلیک نے سٹور روم سے اپنے مطلب کا اسلحہ نکال کر دو بڑے بڑے تھیلوں میں بھرنا شروع کر دیا تھا۔ تھیلے انہیں سٹور روم سے ہی مل گئے تھے ۔ وہ بھاری تھیلے کندھوں پر ڈال کر باہر آ گئے۔

"اس کا خیال رکھو"... میجر پرمود نے لیڈی بلیک سے کہا اور خود بھی سٹور روم میں چلا گیا۔ وہاں اس نے اپنے مطلب کے دو پسٹل اور ایک چھوٹی گن نکال کر اپنی جیبوں میں رکھ لی اور باہر آ گیا۔

"چلو کرنل ۔ تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہو گا"... میجر پرمود نے کہا۔

"کہاں ۔ تم مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو"... کرنل سکارنو نے چونک کر کہا۔

"باہر چلو ۔ پھر بتاتا ہوں کہ تمہیں کہاں لے جانا ہے"... میجر پرمود نے کہا ۔ کرنل سکارنو کا رنگ ایک بار پھر بدل گیا تھا ۔ وہ مجبوراً اٹھا اور پھر وہ چاروں تہہ خانے سے نکلتے چلے گئے ۔ ہیڈ کوارٹر خاصا وسیع وعریض تھا ۔ لاٹوش اور کیپٹن نوازش دو بڑی کاریں لئے

احاطے میں موجود تھے ۔ انہیں باہر آتے دیکھ کر کیپٹن نوازش تیزی سے کار سے نکلا اور اس نے بڑھ کر لیڈی بلیک سے وزنی تھیلا لے لیا انہوں نے اسلحے کے بیگ کاروں کی ڈگیوں میں رکھ دیئے ۔

"آفتاب ہمیں جس دوسری رہائش گاہ میں لے جا رہا تھا اس کے بارے میں تم جانتی ہو"... میجر پرمود نے لیڈی بلیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ۔ جانتی ہوں ۔ کیوں"... لیڈی بلیک نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں ۔ تم لاٹوش اور کیپٹن نوازش کے ساتھ چلی جاؤ"... میجر پرمود نے کہا۔

"اور تم"... لیڈی بلیک نے کہا۔

"میں اور آفتاب تھوڑی دیر میں آ جائیں گے" ۔ میجر پرمود نے کہا۔

"لیکن تم دونوں جا کہاں رہے ہو"... لیڈی بلیک نے پوچھا۔

"واپس آ کر بتاؤں گا"... میجر پرمود نے کہا تو لیڈی بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کرنل ۔ تمہاری ذاتی کار کہاں ہے"... میجر پرمود نے کرنل سکارنو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہ میری کار ہے"... کرنل سکارنو نے اس سیاہ کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کے قریب وہ کھڑے تھے ۔ کار کے دونوں اگلے دروازوں پر تین سرخ سانپوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔

" چلو بیٹھو "... میجر پرمود نے سر ہلا کر کہا تو کرنل سکارنو کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

" آفتاب ۔ کار تم ڈرائیو کرو گے "... میجر پرمود نے کہا تو آفتاب سعید سر ہلا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا ۔ میجر پرمود کرنل سکارنو کے ساتھ بیٹھ گیا تھا ۔ دوسرے لمحے دونوں کاریں آگے پیچھے چلتی ہوئیں ہیڈ کوارٹر سے نکلتی چلی گئیں ۔ باہر اندھیرا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ کئی گھنٹے ہیڈ کوارٹر میں رہے تھے اور اب رات ہو گئی تھی۔

" کرنل سکارنو ۔ ہم ملٹری انٹیلی جنس کے چیف مارشل ہاسٹو کی رہائش گاہ میں جا رہے ہیں اور وہاں تک تم ہمیں لے جاؤ گے "... میجر پرمود نے کرنل سکارنو سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مارشل ہاسٹو ۔ اوہ ۔ مگر "... کرنل سکارنو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

" شٹ اپ ۔ کوئی بات کی تو اپنی موت کے تم خود ذمہ دار ہو گے ۔ سمجھے "... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا تو کرنل سکارنو خاموش ہو گیا۔

" تم صرف ہمیں راستہ بتاؤ گے ۔ آفیسرز کالونی کی چیک پوسٹ کلیئر کرانا بھی تمہاری ذمہ داری ہے ۔ سمجھ گئے تم "... میجر پرمود نے کہا تو کرنل سکارنو نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ مین سڑک پر آ کر کیپٹن نوازش کی کار دائیں طرف مڑ گئی جبکہ کرنل سکارنو نے آفتاب کو بائیں طرف کار موڑنے کو کہا تھا ۔ تقریباً آدھا گھنٹہ مختلف سڑکوں

سے ہوتے ہوئے وہ آفیسرز کالونی کی طرف آ گئے ۔ آفتاب سعید نے جیسے ہی کار چیک پوسٹ کے سامنے موجود راڈ کے قریب روکی مسلح گارڈز نے کرنل سکارنو کی کار پہچان کر اسے فوجی انداز میں سلیوٹ کیا اور بغیر کچھ کہے اور پوچھے انہوں نے راڈ ہٹا دیا ۔ یہ دیکھ کر آفتاب سعید نے فوراً کار آگے بڑھا دی۔

" بڑا رسوخ ہے تمہارا ۔ تمہاری کار بغیر چیکنگ کے آگے جانے دی ہے "... میجر پرمود نے کہا۔

" وہ میری کار پہچانتے ہیں ۔ کرنل سکارنو کی کار کا راستہ روکنے کی جرأت کوئی نہیں کر سکتا "... کرنل سکارنو نے سر جھٹک کر کہا تو میجر پرمود بے اختیار مسکرا دیا۔

" مارشل ہاسٹو کی رہائش گاہ کا نمبر بتاؤ "... میجر پرمود نے کہا تو کرنل سکارنو نے نمبر بتا دیا ۔ کوٹھیوں کے گیٹ کی سائیڈ دیواروں پر باقاعدہ نمبر درج تھے ۔ آفتاب سعید ان نمبروں کو دیکھتا ہوا کار اس کوٹھی کے پاس لے آیا ۔ گیٹ کے باہر لکڑی کا کیبن بنا ہوا تھا جہاں ایک مسلح گارڈ مستعد کھڑا تھا ۔ کرنل سکارنو کی کار کو دیکھ کر وہ اور زیادہ مستعد ہو گیا تھا۔

" آفتاب ۔ اسے آف کر دو اور رہائش گاہ کے اندر اس گن سے کیپسول گیس فائر کر دو "... میجر پرمود نے آفتاب سعید سے مخاطب ہو کر کہا اور اس نے سیٹ کے نیچے رکھی ہوئی گن آفتاب سعید کی طرف بڑھا دی جو اس نے سٹور سے حاصل کی تھی ۔ وہ کار کا دروازہ

کھول کر تیزی سے باہر آ گیا۔ گارڈ کیبن سے نکل کر باہر آ رہا تھا۔
آفتاب سعید تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس سے پہلے کہ گارڈ کچھ
سمجھتا آفتاب سعید نے جھپٹ کر اسے پکڑ لیا۔ اس نے گارڈ کی گردن
پکڑ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو کڑک کی آواز کے ساتھ گارڈ کی
گردن ٹوٹ گئی اور وہ فوراً آفتاب سعید کے ہاتھوں میں جھول گیا۔
آفتاب سعید نے اسے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے انداز میں واپس اس کے
کیبن میں لے گیا اور اس نے مردہ گارڈ کو اس کے سٹول پر بٹھاتے
ہوئے اس کا سر اس انداز میں کیبن کی دیوار سے لگا دیا کہ دیکھنے والا
یہی سمجھتا کہ وہ بیٹھے بیٹھے سو گیا ہو۔

" تم یہاں کیا کرنا چاہتے ہو"... کرنل سکارنو نے پریشانی کے عالم
میں کہا۔ کرنل سکارنو کو آفتاب سعید اور گارڈ کی طرف متوجہ پا کر
میجر پرمود نے فوراً اس کی گردن پکڑ کر انگوٹھے سے اس کی ایک
مخصوص رگ دبا دی۔ کرنل سکارنو کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس
کا سر ڈھلک گیا۔ میجر پرمود اور آفتاب سعید نے آتے ہوئے دیکھ لیا
تھا کہ دوسری رہائش گاہوں کے گیٹ خاصے فاصلے پر تھے جس کی وجہ
سے کوئی گارڈ اس طرف آسانی سے نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے میجر
پرمود نے یہ سب کارروائی کر دی تھی۔

آفتاب سعید نے مردہ گارڈ کو کیبن میں چھوڑا اور باہر آ گیا اور پھر
اس نے میجر پرمود کا دیا ہوا گیس پسٹل نکالا اور اس کا رخ رہائش گاہ
کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ اندر یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے

اندر سے کتوں کے غرانے کی آوازیں آ رہی تھیں لیکن جیسے ہی اندر
دھماکے ہوئے کتوں کے غرانے کی آوازیں بند ہو گئیں۔

" اس درخت کی شاخیں اندر جا رہی ہیں۔ اندر جاؤ اور گیٹ
کھول دو"... میجر پرمود نے آفتاب سعید سے کہا تو آفتاب سعید تیزی
سے دیوار کے پاس موجود درخت کی طرف بڑھ گیا۔ درخت پر چڑھ
کر وہ دیوار پر آیا اور پھر اس نے دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ اس
اثناء میں میجر پرمود کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا تھا جبکہ کرنل
سکارنو کو اس نے سیٹ پر لٹا دیا تھا جو بے ہوش ہو چکا تھا۔ چند لمحوں
بعد گیٹ کھل گیا تو میجر پرمود کار اندر لے گیا۔ پورچ میں دو کاریں
پہلے سے موجود تھیں۔ میجر پرمود نے ایک کار کے پیچھے کار روکی اور
اپنی کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ برآمدے اور لان میں چار بلڈاگ نسل
کے کتے اور کئی مسلح گارڈز بے ہوش پڑے تھے جو گیس کیپسول کا
شکار ہو کر وہاں گر گئے تھے۔

" سر۔ کیا آپ مارشل ہاسٹو کو پہچانتے ہیں"... آفتاب سعید نے
میجر پرمود نے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں"... تم ان سب کا خاتمہ کر دو اور ان کی لاشیں ایک طرف
ڈال دو۔ جس گیس سے یہ بے ہوش ہوئے ہیں اس سے یہ زیادہ دیر
بے ہوش نہیں رہیں گے"... میجر پرمود نے کہا تو آفتاب سعید نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ کتوں اور گارڈز کی طرف بڑھ گیا جبکہ میجر
پرمود رہائشی حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس بار میجر پرمود نے اسے

ایک سائیلنسر لگا پسٹل دے دیا تھا۔

میجر پرمود نے رہائشی حصے میں آکر کمروں میں جھانکنا شروع کر دیا رات ابھی زیادہ نہیں ہوئی تھی اور آفیسرز کالونی میں رہنے والے لوگ عموماً رات گئے سوتے تھے اس لئے کمروں کے دروازے کھلے تھے ان کمروں میں میجر پرمود کو چند ملازم بے ہوش پڑے دکھائی دیئے البتہ اسے مارشل ہاسٹو اور اس کی فیملی دکھائی نہیں دی تھی۔

"ہونہہ ۔ معلوم ہوتا ہے مارشل ہاسٹو ابھی واپس نہیں آیا"... میجر پرمود نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا ۔ اس نے سوچا جب تک مارشل ہاسٹو واپس نہیں آتا اسے اس کی رہائش گاہ کی تلاشی لے لینی چاہیئے ۔ ممکن ہے مارشل ہاسٹو نے سلور پاور اپنی رہائش گاہ میں ہی کسی خفیہ جگہ رکھے ہوئے ہوں ۔ وہ مختلف کمروں کی نہ صرف تلاشی لے رہا تھا بلکہ کمروں کی دیواروں اور فرش کو بھی ٹھونک بجا کر دیکھ رہا تھا کہ شاید کسی خفیہ تہہ خانے کے بارے میں علم ہو جائے ۔ تھوڑی دیر میں آفتاب سعید بھی اپنا کام ختم کر کے وہاں آگیا تھا ۔ میجر پرمود کے ساتھ مل کر وہ بھی تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا۔

"اس طرح بات نہیں بنے گی ۔ تم کار سے کرنل سکارنو کو نکال کر یہاں لے آؤ"... میجر پرمود نے آفتاب سے کہا تو آفتاب سعید سر ہلا کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بے ہوش کرنل سکارنو کو کاندھوں پر ڈالے اندر آگیا اور اس نے میجر پرمود کے کہنے پر اسے ایک صوفے پر ڈال دیا۔

"اسے ہوش میں لاؤ"... میجر پرمود نے کہا تو آفتاب سعید نے کرنل سکارنو کو سیدھا کرتے ہوئے اس کے ناک اور منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کا سانس روک دیا ۔ اس سے پہلے کہ کرنل سکارنو کو ہوش آتا اچانک کمرے کی لائٹ آف ہو گئی۔

"اوہ ۔ یہ کیا ہوا"... لائٹ آف ہوتے ہی میجر پرمود نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں دیکھتا ہوں"... آفتاب سعید نے کہا۔

"نہیں ۔ تم رکو ۔ میں خود دیکھتا ہوں"... میجر پرمود نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ کمرے سے باہر آیا اسے باہر لان میں دھم دھم کی آوازیں سنائی دیں ۔ گو آوازیں بہت ہلکی تھیں مگر میجر پرمود کے حساس کانوں میں یہ آوازیں پڑ گئی تھیں ۔ میجر پرمود فوراً برآمدے کے ایک ستون کے پیچھے ہو گیا اور اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر لان کی طرف دیکھنے لگا مگر گھپ اندھیرے میں اسے بھلا کیا نظر آسکتا تھا۔

"کون ہو سکتا ہے"... میجر پرمود کے ذہن میں سوال ابھرا ۔ اسی لمحے اسے لان سے ایک ہیولہ سا اپنی طرف بڑھتا نظر آیا جو ہاتھ میں ایک گن لئے نہایت محتاط انداز میں اس طرف آرہا تھا ۔ ہیولے کو دیکھ کر میجر پرمود کے اعصاب تن گئے ۔ پھر ہیولہ جیسے ہی برآمدے کی طرف آیا میجر پرمود بجلی کی سی تیزی سے ستون کے پیچھے سے نکلا اور اس نے پوری قوت سے اس ہیولے پر چھلانگ لگا دی۔

عمران اور اس کے دوسرے ساتھیوں کے جانے کے بعد جولیا اور صالحہ کچن میں آ گئی تھیں۔ ان کا پروگرام تھا کہ وہ عمران اور باقی ساتھیوں کے لئے کھانا خود بنائیں گی۔ انہوں نے جوانا کو باہر بھیج کر کھانے پکانے کا سامان منگوا لیا تھا۔ ماسٹر کارلی کی کار چونکہ وہیں کھڑی تھی اس لئے جوانا کو باہر جانے اور سامان خرید کر لانے میں کوئی مشکل نہیں ہوئی تھی۔ جولیا اور صالحہ کچن میں تھیں جبکہ جوانا صحن میں ایک آرام کرسی پر بیٹھا گہری سوچ میں کھویا ہوا تھا۔ اچانک اندرونی حصے سے ایک ہلکے سے کھٹکے کی آواز سنائی دی تو جوانا بے اختیار چونک پڑا۔

جولیا اور صالحہ عمارت کی دوسری طرف کچن میں تھیں جبکہ اس طرف رہائشی کمرے تھے۔ اگر جولیا یا صالحہ اس طرف آتیں تو جوانا یقیناً انہیں دیکھ لیتا۔ کھٹکے کی آواز اندرونی کمرے سے آئی تھی اس

لئے اس کا چونک پڑنا فطری بات تھی۔ وہ تیزی سے اٹھا اور پھر نہایت تیزی سے اندرونی کمروں کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر جب وہ ہال نما کمرے میں داخل ہوا تو کمرے میں موجود صوفے کو اپنی جگہ سے حرکت کرتا دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ صوفے کے گھومنے کا مطلب تھا کہ اس خفیہ راستے کو کھولا جا رہا ہے جہاں سے وہ اس رہائش گاہ میں آئے تھے۔ صوفے کو گھومتے دیکھ کر جوانا کی نظریں بے اختیار اس طرف اٹھ گئیں جہاں سے فرش کا ایک حصہ کسی ڈھکن کی طرح کھلتا تھا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے انہوں نے خفیہ راستے کو تلاش کر رہا ہے اور وہ یہاں آ رہے ہیں"... جوانا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے کمرے میں رکھی ہوئی ایک بھاری میز اٹھائی اور الٹا کر کے اسے اس جگہ پر رکھ دیا جہاں سے فرش کا ڈھکن کھلتا تھا۔ میز رکھ کر جوزف تیزی سے مڑا اور اس نے ایک دیوار کے پاس موجود ایک وزنی آہنی الماری اٹھائی اور اسے اٹھائے ہوئے اس طرف آ گیا جہاں اس نے میز الٹا کر رکھی تھی۔ اس نے الماری کو گھما کر اس میز کے اوپر رکھ دیا۔ اب اگر نیچے سے خفیہ راستے کو کھولا بھی جاتا تو فرش کا وہ حصہ ڈھکن کی طرح اوپر نہیں اٹھ سکتا تھا۔ جوانا نے صوفے کی طرف دیکھا جو گھومنے سے رک گیا تھا۔ صوفے کو رکتا دیکھ کر وہ تیزی سے کمرے سے نکل آیا اور پھر تقریباً بھاگتے ہوئے انداز میں کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کچن میں جولیا اور صالحہ کسی بات پر قہقہے لگا رہی تھیں۔ جوانا کو اس طرح بھاگ کر آتے دیکھ کر وہ دونوں چونک پڑیں۔

"کیا بات ہے جوانا۔ تم اس قدر بوکھلائے ہوئے کیوں ہو"... جوانا کو دروازے پر آتے دیکھ کر جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہمیں یہاں سے فوراً نکلنا ہو گا"... جوانا نے جلدی سے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا اور صالحہ چونک پڑیں۔

"نکلنا ہو گا۔ کیوں کیا ہوا ہے"... جولیا نے کہا۔

"انہوں نے خفیہ راستے کو ٹریس کر لیا ہے۔ وہ اس طرف آ رہے ہیں۔ میں نے وقتی طور پر اس راستے کو بند کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ یہاں پہنچ جائیں گے۔ اس سے پہلے کہ وہ یہاں آئیں ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے"... جوانا نے تیز تیز لہجے میں کہا اور اس نے کھٹکے کی آواز اور صوفے کے گھومنے کے بارے میں انہیں بتا دیا۔ اس کی بات سن کر وہ دونوں بری طرح سے اچھل پڑی تھیں۔

"اوہ۔ چلو۔ چلو جلدی کرو"... جولیا نے کہا اور پھر وہ تینوں بھاگتے ہوئے باہر آ گئے۔ رہائشی حصے میں جا کر انہوں نے فوراً اپنے اسلحے کو سمیٹا اور انہیں بیگوں میں ڈال کر تیزی سے لان کی طرف بھاگ پڑے۔

"آپ کار میں بیٹھیں۔ میں ایک نظریں باہر دیکھ لوں"... جوانا نے کہا تو جولیا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوانا تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھا اور اس نے گیٹ کا چھوٹا دروازہ کھولا اور باہر

جھانکنے لگا مگر باہر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے سر ہلا کر دروازہ بند کیا اور فوراً گیٹ کو کھول دیا۔ گیٹ کھول کر وہ بھاگتا ہوا کار کی طرف آیا اور ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ جولیا اور صالحہ پہلے ہی پچھلی سیٹوں پر بیٹھ چکی تھیں۔ انہوں نے کچھ مخصوص اسلحہ نکال کر بیگ کار کی ڈگی میں رکھ دیئے تھے۔ چابی کار کے اگنیشن میں لگی ہوئی تھی۔ ابھی جوانا کار سٹارٹ کر ہی رہا تھا کہ اچانک اندر ایک زور دار دھماکہ ہوا۔

"اوہ۔ شاید انہوں نے دھماکے سے کمرے کا فرش اڑا دیا ہے"... صالحہ نے کہا۔

"چلو۔ چلو۔ جلدی کرو"... جولیا نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا تو جوانا نے کار سٹارٹ کرنے کے لئے اگنیشن میں چابی گھمائی مگر کار کا انجن گھرر گھرر کی آواز پیدا کرتا ہوا خاموش ہو گیا۔ جوانا نے پھر چابی گھمائی مگر اس بار بھی انجن سٹارٹ نہ ہوا۔

"کیا ہوا۔ کیا کر رہے ہو"... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"نجانے کیوں سٹارٹ نہیں ہو رہی"... جوانا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر چابی گھمائی مگر انجن سے سوائے گھرر گھرر کے کوئی آواز نہ نکلی۔

"ہونہہ۔ کار نے بھی ابھی خراب ہونا تھا۔ چلو نکلو ورنہ ہم ان کے ہاتھوں مارے جائیں گے"... جولیا نے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ صالحہ اور جوانا بھی تیزی سے باہر نکل آئے۔ جوانا نے ڈگی

کی طرف آکر ڈگی کھولی اور اس میں سے اسلحے کے بیگ نکال لئے۔ اس سے پہلے کہ وہ گیٹ کی طرف بھاگتے انہیں رہائشی حصے میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

"آپ دونوں چلیں ۔ میں انہیں سنبھالتا ہوں "... جوانا نے جولیا اور صالحہ سے کہا ۔ اس نے بیگ زمین پر رکھا اور اسے کھول کر اس میں سے چند ہینڈ گرنیڈ نکال لئے۔

" نہیں ۔ ہم اکٹھے جائیں گے "... جولیا نے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر جوانا سے دو ہینڈ گرنیڈ لئے اور پھر اس نے دانتوں سے ایک کی سیفٹی پن نکالی کر پوری قوت سے اسے لان کی طرف اچھال دیا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور لان میں موجود ایک ستون کے پرخچے اڑ گئے ۔ صالحہ نے بھی جوانا سے دو ہینڈ گرنیڈ لئے اور پھر ان تینوں نے ایک ساتھ ہینڈ گرنیڈز کی سیفٹی پنیں نکال کر انہیں ایک کمرے کے کھلے دروازے میں پھینک دیا ۔ یکے بعد دیگرے تین ہولناک دھماکے ہوئے اور انہوں نے گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ کمرے کی دیواریں اور چھت گرتے دیکھی ۔ ساتھ ہی انہیں بے شمار انسانی چیخیں سنائی دیں ۔ شاید وہ لوگ اس کمرے تک پہنچ چکے تھے۔

" چلو ۔ اب نکل چلو ۔ انہیں باہر آنے میں اب کافی وقت لگے گا"... جولیا نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔ جوانا نے ایک بار پھر بیگ اٹھائے اور وہ تینوں تیزی سے کھلے ہوئے گیٹ کی طرف بھاگ پڑے ۔ وہ بھاگتے ہوئے سڑک پر آئے ہی تھے کہ اچانک

دائیں طرف موجود ایک گلی سے ایک کار تیزی سے نکلی ۔ پھر اسے زور دار بریکیں لگیں اور وہ ایک جھٹکے سے رک گئی ۔ کار رکتے ہی اس میں سے چار مسلح افراد نکل آئے اور انہوں نے کار سے نکلتے ہی اچانک اس طرف فائرنگ شروع کر دی جس طرف جولیا اور اس کے ساتھی موجود تھے ۔ کار کو دیکھتے ہی ان تینوں نے دائیں طرف چھلانگیں لگا دیں تھیں اور سڑک پر تقریباً گھسٹتے چلے گئے تھے ۔ پھر سب سے پہلے جوانا سیدھا ہوا ۔ اس نے لیٹے لیٹے مشین گن والا ہاتھ سیدھا کیا اور ٹریگر دبا دیا ۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ مشین گن سے شعلے نکلے اور کار اور کار کے پاس موجود مسلح افراد کے جسموں میں گھستے چلے گئے ۔ ان کی دردناک چیخوں سے ماحول گونج اٹھا تھا ۔ جوانا نے نیم دائرے کی صورت میں مشین گن گھما کر فائرنگ کی تھی جس کی وجہ سے وہ چاروں اس کا شکار ہو گئے تھے ۔ اسی لمحے رہائش گاہ سے مسلسل فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں ۔ وہ تینوں تیزی سے اٹھے اور بائیں طرف بھاگنے لگے ۔ رہائش گاہ سے بے شمار مسلح افراد نکلے تھے اور انہوں نے سڑک پر آتے ہی فائرنگ شروع کر دی تھی ۔ ماحول مشین گنوں کی ریٹ ریٹ سے گونج اٹھا تھا۔

" اس گلی میں چلو "... جولیا نے قریب ہی ایک گلی دیکھ کر کہا تو اور وہ تینوں بھاگتے ہوئے اس گلی میں گھستے چلے گئے ۔ گلی زیادہ لمبی چوڑی نہیں تھی ۔ گلی سے نکل کر وہ جیسے ہی دوسری طرف آئے دائیں بائیں سے اچانک دو دو کاریں نکلیں اور ان سے کچھ فاصلے پر آکر

رک گئیں ۔ دوسرے لمحے کاروں کی کھڑکیوں سے مشین گنوں کے دہانے نکلے اور تڑتڑاہٹ شروع ہو گئی ۔ کاروں کو دیکھتے ہی وہ تیزی سے ایک مکان کی آڑ میں ہو گئے تھے ۔ عقب سے بھی انہیں بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

" انہوں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے "... صالحہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" جو بھی ہو ہم ان کے ہاتھ نہیں آئیں گے "... جولیا نے کہا۔

" آپ دونوں پیچھے سے آنے والوں کا خیال رکھیں میں ان کا بندوبست کرتا ہوں "... جوانا نے کہا تو جولیا اور صالحہ دیواروں کے ساتھ لگ کر پیچھے گلی میں دیکھنے لگیں ۔ جوانا نے فوراً بیگ زمین پر رکھے اور پھر اس نے ایک بیگ کھول کر اس میں سے دو راکٹ گنیں اور ایک میزائل لانچر نکال لیا۔

" تم دونوں یہ راکٹ گنیں لے لو "... جوانا نے کہا اور ایک ایک راکٹ گن اس نے ان دونوں کو دے دی ۔ دونوں اطراف سے مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی ۔ آنے والوں کو شاید ان کی پوزیشن کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا اس لئے وہ اندھا دھند فائرنگ کر رہے تھے ۔ جوانا نے میزائل گن کا پٹہ گردن میں ڈالا اور ایک ایک فٹ کے چار پانچ میزائل اپنی پتلون کی پٹی میں اڑس لئے ۔ اس نے سر اٹھا کر مکان کی دیوار کی طرف دیکھا جو زیادہ بلند نہیں تھی۔

" میں اوپر جا رہا ہوں ۔ اوپر گئے بغیر میں شاید ان کا نشانہ نہ لے

سکوں گا "... جوانا نے کہا تو جولیا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیئے ۔ جوانا نے اچھل کر دیوار کو پکڑا اور پھر بازوؤں کی طاقت سے اپنے جسم کو اوپر اٹھا لے گیا ۔ دوسرے لمحے وہ دیوار پر تھا ۔ اس نے چھلانگ لگائی اور دوسری طرف کود گیا ۔ مکان اندر سے بھائیں بھائیں کر رہا تھا ۔ شاید مکان پہلے سے ہی خالی تھا یا پھر خوفناک دھماکوں سے مکان میں رہنے والے کسی کمرے میں دبک گئے تھے ۔ جوانا تیزی سے صحن کی طرف بھاگا جہاں اسے دائیں طرف چھت کی طرف جانے والا زینہ دکھائی دے گیا تھا ۔ وہ زینے پر چڑھا اور پھر دو دو تین تین سیڑھیاں پھلانگتا ہوا وہ اوپر آ گیا ۔ چھت کافی بڑی تھی اور وہاں کافی کباڑ پڑا ہوا تھا ۔ چھت کے گرد چار دیواری تھی جس کی آڑ میں جوانا تیزی سے آگے بڑھ کر سڑک کی طرف موجود دیوار کے پاس آ گیا۔

اس نے دیوار سے سر نکال کر دیکھا تو اسے دائیں طرف کاریں دکھائی دیں ۔ مسلح افراد ان کاروں کی آڑ میں چھپے مشین گنوں سے گلی کی طرف فائرنگ کر رہے تھے جبکہ بائیں طرف دو کاریں موجود تھیں ۔ وہاں آٹھ افراد تھے ۔ جوانا نے فوراً ایک میزائل نکال کر لانچر لوڈ کیا اور پھر اس نے لانچر کا دہانہ دائیں طرف کر کے چھت کی منڈیر پر رکھتے ہوئے ان چار کاروں میں سے درمیانی کار کا نشانہ لیتے ہوئے ٹریگر دبا دیا ۔ لانچر سے میزائل آگ کا فوارہ چھوڑتا ہوا نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے کاروں کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ میزائل کو دیکھ کر کاروں

کے پیچھے چھپے ہوئے افراد نے بوکھلا کر وہاں سے بھاگنا چاہا مگر میزائل آن واحد میں ایک کار سے جا ٹکرایا اور زور دار دھماکہ ہوا اور دو کاروں کے ٹکڑے اڑتے چلے گئے۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ دوسری دو کاریں بھی اچھل کر دور جا گری تھیں اور ان کے پیچھے چھپے ہوئے مسلح افراد کے بھی ٹکڑے اڑ گئے تھے۔

جوانا نے لانچر میں فوراً دوسرا میزائل لوڈ کیا اور اس نے بائیں طرف کھڑی کاروں پر داغ دیا۔ ان کاروں کا بھی حشر پہلی کاروں سے مختلف نہ ہوا تھا۔ البتہ ان کاروں کے پیچھے چھپے ہوئے افراد فوراً پیچھے ہٹ گئے تھے اور سڑک پر گر کر دائیں بائیں لڑھک گئے تھے جس کی وجہ سے وہ کاروں کے دھماکے کی زد میں آنے سے بچ گئے تھے۔ سڑک کی دوسری طرف کھیت تھے۔ وہ فوراً ان کھیتوں میں گھس گئے اور انہوں نے خود کو سنبھالتے ہوئے اس چھت کی طرف مسلسل فائرنگ شروع کر دی تھی جس طرف سے انہوں نے میزائل آتے دیکھے تھے۔

ادھر جولیا اور صالحہ نے گلی میں مسلح افراد کو آتے دیکھا تو وہ فوراً نیچے لیٹ گئیں اور انہوں نے راکٹ گنوں سے ان پر راکٹ برسا دیئے۔ ایک راکٹ ایک مسلح شخص کے جسم سے ٹکرایا اور زور دار دھماکے سے نہ صرف اس کا جسم بلکہ اس کے قریب موجود دوسرے افراد کے بھی ٹکڑے اڑ گئے جبکہ دوسرا راکٹ عین سڑک پر گر کر پھٹا جس سے گلی کا ایک حصہ اڑ گیا اور گلی میں پتھروں کے ٹکڑوں نے ارد

گرد موجود افراد کو زخمی کر دیا۔

"جولیا۔ سامنے کھیت ہیں۔ ہمیں اس طرف جانا چاہئے۔ اگر مسلح افراد اس طرف آ گئے تو وہ فوراً ہمیں اپنی زد میں لے لیں گے"... صالحہ نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس طرف بھی مسلح افراد موجود ہیں۔ ہم سڑک کراس کریں گی تو فوراً ان کی نظروں میں آجائیں گی"... جولیا نے کہا۔

"یہاں رکنا بھی ہمارے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔ کیوں نہ ہم جوانا کی طرح اس مکان میں کود جائیں۔ صفدر اور تنویر نے اس علاقے کا سروے کیا تھا۔ یہاں زیادہ تر مکان خالی ہیں اور ان کی چھتیں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ ہم چھتوں سے ہوتے ہوئے یہاں سے دور چلی جائیں گی"... صالحہ نے کہا۔

"ہاں۔ یہ مناسب رہے گا۔ تم اوپر چڑھو میں تمہیں کور کرتی ہوں۔ ان بیگوں کو بھی ہم نے ساتھ لے جانا ہے"... جولیا نے کہا تو صالحہ سر ہلا کر دیوار پر چڑھ گئی۔ جولیا نے احتیاطاً گلی کی طرف مزید دو راکٹ برسائے تاکہ دشمنوں کو احساس رہے کہ وہ خالی ہاتھ نہیں ہیں اور وہ سوچ سمجھ کر آگے بڑھیں۔ صالحہ دیوار پر ترچھی ہو کر لٹک رہی تھی۔ جولیا نے ایک بیگ اٹھا کر اسے پکڑا دیا تو صالحہ نے اسے کھینچ کر دوسری طرف پھینک دیا۔ اسی طرح جولیا نے اسے دوسرا بیگ تھما دیا۔ صالحہ نے بیگ سنبھالا اور اسے لان میں موجود گھاس پر پھینک کر اندر کود گئی۔ جولیا نے اسے اندر جاتے دیکھا تو اس نے

راکٹ گن کا پٹہ گردن میں ڈالا اور اچھل کر دیوار کو پکڑ لیا۔ اس نے بازوؤں سے اپنا جسم سمیٹتے ہوئے اوپر اٹھایا اور دیوار پر آ گئی۔ دوسرے لمحے وہ بھی اندر کود چکی تھی۔ صالحہ نے ایک بیگ اٹھایا جبکہ دوسرا بیگ جولیا نے اٹھالیا تھا۔

" سیڑھیوں کی طرف چلو "... جولیا نے کہا اور وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ چھت پر آئیں تو انہوں نے جوانا کو کھیتوں کی طرف موجود سڑک پر میزائل برساتے دیکھا۔

" جوانا۔ اگر ہم یہاں رکے رہے تو وہ بہت جلد ہمیں گھیر لیں گے ہمیں اس علاقے سے دور جانا ہو گا "... جولیا نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا نے مشرقی دیوار کی طرف دیکھا تو دوسری طرف اسے دوسرے مکان کی چھت دکھائی دی۔ جولیا دیوار پر چڑھ کر فوراً اس چھت پر کود گئی۔ اس کے بعد صالحہ اور پھر جوانا دونوں بیگ لے کر اس چھت پر آ گیا۔ چھت کی سائیڈ پر دوڑتے ہوئے وہ آگے بڑھے اور تیسرے مکان کی چھت پر آ گئے۔ اسی لمحے زور دار دھماکہ ہوا اور انہوں نے اس مکان کو دھماکے سے تباہ ہوتے دیکھا جس کی چھت پر جوانا نے سڑک پر موجود کاروں پر میزائل برسائے تھے۔ شاید انہیں اس مکان پر بم یا پھر میزائل پھینکنے کا موقع مل گیا تھا۔ وہ رکے بغیر چھتوں پر دوڑتے جا رہے تھے۔ آٹھ دس مکانوں کی چھتیں پھلانگ کر جب وہ آگے آئے تو انہیں درمیان میں ایک گلی دکھائی دی۔ گلی

تقریباً بیس فٹ چوڑی تھی۔ اگلے مکان کی چھت پر چاردیواری نہیں تھی۔

" کیا خیال ہے نیچے چلیں یا چھلانگیں لگا کر دوسری چھت پر جانا ہے "... جولیا نے کہا۔

" نیچے چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس طرف سے ہمیں دوسرے علاقے کی طرف جانے کا کوئی راستہ مل جائے "... صالحہ نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس مکان کے دائیں بائیں خالی پلاٹ تھے۔ یہ چونکہ نو تعمیر علاقہ تھا اس لئے زیادہ تر مکان وہاں خالی تھے۔ جن مکانوں میں آبادی تھی وہ ان مکانوں سے ہٹ کر کافی فاصلے پر تھے۔ جولیا کو چھت کے ساتھ ایک پائپ دکھائی دیا جو چھت پر سے بارش کا پانی نکالنے کے لئے لگایا گیا تھا۔

" آؤ "... جولیا نے کہا۔ اس نے گلی میں جھانکا تو وہاں کوئی نہیں تھا۔ دوسرے لمحے اس نے پائپ کو پکڑا اور نہایت تیزی سے نیچے اترتی چلی گئی۔ چند ہی لمحوں میں صالحہ اور جوانا بھی نیچے آ گئے تھے۔

" دائیں طرف چلو۔ وہ لوگ ابھی اس علاقے کا سروے کر رہے ہوں گے۔ اس طرف ہم کھیتوں میں گھس گئے تو وہ آسانی سے ہمیں تلاش نہیں کر سکیں گے "... جولیا نے کہا تو وہ دونوں سر ہلا کر دائیں طرف مڑ کر تیز تیز چلتے ہوئے سڑک کی طرف آئے۔ انہوں نے گلی کے کنارے پر آ کر مکانوں کی دیواروں کی سائیڈوں سے لگ کر دائیں بائیں دیکھا۔ دور بائیں طرف انہیں کاروں میں لگی آگ کے شعلے

دکھائی دے رہے تھے ۔ اس طرف کوئی نہیں تھا اور وہاں چونکہ
اندھیرا بھی تھا اس لئے وہ جھکے جھکے انداز میں سامنے موجود کھیتوں کی
طرف بڑھ گئے جہاں باڑ لگی ہوئی تھی ۔ باڑ کی ایک سائیڈ میں راستہ
بنا ہوا تھا وہ اس راستے سے کھیتوں میں گھس کر تیزی سے آگے بڑھنے
لگے ۔ انہیں دور سے مسلسل فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی
دے رہی تھیں ۔

" مس جولیا ۔ وہ دیکھیں سامنے ایک فارم ہاؤس ہے ۔ اس طرف
چلتے ہیں "... جوانا نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ آؤ "... جولیا نے کہا اور وہ تیزی سے فارم ہاؤس کی
طرف بڑھتے چلے گئے ۔ اس طرف بھی خاموشی چھائی ہوئی تھی ۔ فارم
ہاؤس کے ارد گرد کوئی موجود نہ تھا ۔ انہوں نے فارم ہاؤس کے ارد
گرد کا جائزہ لیا اور فارم ہاؤس کے دروازے کے پاس آ گئے ۔ فارم
ہاؤس خاصا پرانا تھا جس کا دروازہ سالخوردہ اور جگہ جگہ سے ٹوٹا ہوا تھا
وہ دروازہ کھول کر اندر آ گئے ۔ جیسے ہی وہ فارم ہاؤس کے اندر داخل
ہوئے اچانک وہاں بے شمار ہیوی ٹارچیں روشن ہو گئیں اور وہ تیز
روشنی میں نہا گئے ۔

" خبردار ۔ اپنا اسلحہ گرا دو ورنہ ہم تمہیں بھون کر رکھ دیں
گے "... ایک کڑکتی ہوئی آواز نے کہا اور وہ تینوں طویل سانس لے
کر رہ گئے ۔ دشمن چالاک تھے ۔ انہوں نے اس علاقے کی ہر طرف
سے گھیرا بندی کر رکھی تھی اور انہیں شاید اندازہ تھا کہ یہ لوگ اس

فارم ہاؤس کی طرف ضرور آئیں گے اس لئے وہ ان کے آنے سے پہلے
ہی فارم ہاؤس کے اندر چھپ گئے تھے ۔ تیز روشنی میں انہیں بے شمار
مسلح افراد دکھائی دے رہے تھے جن کی مشین گنوں کے رخ ان کی
طرف تھے ۔ اس قدر مشین گنوں کی موجودگی میں ان کے پاس فرار
ہونے کا کوئی راستہ نہیں تھا ۔ جولیا کے اشارے پر جوانا اور صالحہ
نے مشین گنیں نیچے گرا دیں ۔ جولیا نے بھی اپنی گن نیچے گرا دی
تھی ۔

" بیگ بھی اتارو کاندھوں سے "... اسی کڑک دار آواز نے جوانا
سے کہا تو جوانا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کاندھوں سے دونوں بیگ
اتار کر نیچے رکھ دیئے اور کمر سے لٹکے ہوئے میزائل لانچر کو بھی اتار کر
پھینک دیا ۔ اسی لمحے مسلح افراد حرکت میں آئے اور انہوں نے انہیں
چاروں طرف سے گھیر لیا ۔ پھر اچانک انہوں نے مشین گنوں کے
دستے ان کے سروں پر مارے تو وہ تینوں چیختے ہوئے وہیں بے ہوش
ہو کر گر گئے ۔

سائے کو چھلانگ لگاتے دیکھ کر عمران نے اس سے بچنا چاہا مگر اسی لمحے سائے نے اپنے جسم کو تیزی سے گھماتے ہوئے نہ صرف اس کے گن والے ہاتھ پر ٹانگ ماردی جس کے نتیجے میں عمران کے ہاتھ سے گن نکل کر دور جا گری۔ سایہ اسی تیزی سے پھر گھوما اور اس کی دوسری ٹانگ اس انداز میں عمران کے پہلو میں پڑی کہ عمران اچھل کر نیچے جا گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا سائے نے اس کے اوپر چھلانگ لگا دی مگر عمران نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدلتے ہوئے اپنی دونوں ٹانگیں گھما کر سائے کی ٹانگوں پر ماریں تو سایہ اچھل کر اس کے قریب گر پڑا۔

عمران کے ساتھیوں نے بھی عمران پر ایک سائے کو جھپٹتے دیکھ لیا تھا۔ انہوں نے فوراً گنیں سیدھی کیں مگر دونوں چونکہ گر چکے تھے اور اندھیرے میں ان کے ہیولوں کے سوا کچھ نظر نہ آرہا تھا اس لئے

انہوں نے فائرنگ نہیں کی تھی۔ وہ اپنی جگہوں پر ٹھٹھک گئے تھے۔ سائے نے زمین پر گرے، گرے ہاتھ بڑھا کر عمران کی گردن دبوچنے کی کوشش کی مگر عمران نے فوراً کروٹ لی جس کے نتیجے میں سائے کا ہاتھ زمین سے جا ٹکرایا۔ عمران نے ٹانگ گھما کر اس سائے کے پیٹ میں مارنی چاہی مگر سایہ بھی بے حد پھرتیلا معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اپنے جسم کو سکیڑا اور تیزی سے کروٹ بدل کر اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران نے بھی اٹھنے میں دیر نہ لگائی تھی۔

عمران نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ سائے نے یکلخت اچھل کر ایک بار پھر اس پر حملہ کر دیا۔ عمران نے اوپر والا جسم دائیں طرف جھکا لیا جیسے اس کی کمر میں ہڈیوں کی بجائے سپرنگ لگا ہو اس کا نچلا جسم اپنی جگہ رکا ہوا تھا۔ جیسے ہی سایہ اچھل کر عمران کے قریب آیا عمران کا جسم بجلی کی سی تیزی سے سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے سائے کا جسم عمران کے دونوں ہاتھوں کی تھپکی کھا کر قلابازی کھاتا ہوا اس کے عقب میں جا کھڑا ہوا۔ عمران سائے کے جسم کو تھپکی دے کر مڑا ہی تھا کہ سائے کا زور دار مکا عمران کے سینے پر پڑا اور عمران بے اختیار لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ سائے نے واقعی انتہائی حیرت انگیز انداز میں اپنے جسم کو پیچھے کی طرف جھٹکا دے کر سیدھا ہوتے ہوئے عمران کے سینے پر مکا مار دیا۔ یہ عمران ہی تھا جو اس زور دار مکے کی ضرب کھا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً اس کی ہڈیاں ٹوٹ کر اس کے سینے کے اندر

گھس گئی ہوتیں۔ اس زور دار مکے نے عمران پر واضح کر دیا تھا کہ اس کا مقابل کوئی عام فائٹر نہیں ہے بلکہ باقاعدہ تربیت یافتہ ہے۔

عمران کے لڑکھڑا کر پیچھے ہٹتے ہی سائے نے بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگائی اور الٹی قلابازی کھاتے ہوئے اس نے عمران کے سینے پر دونوں ٹانگیں مارنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے عمران کا جسم یکلخت کمان کی طرح پیچھے کو جھکا اور اس نے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکاتے ہوئے دونوں ٹانگیں اس انداز میں سائے کی کمر پر ماریں کہ سائے کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کا پورا جسم رول ہوتا ہوا، ہوا میں اٹھ گیا۔ عمران نے سیدھا ہو کر دونوں ہاتھوں سے سائے کو ہوا میں دبوچنا چاہا مگر یہیں وہ غلطی کر گیا۔ جیسے ہی اس نے سیدھے ہو کر سائے کو دونوں ہاتھوں میں دبوچنا چاہا سائے نے فضا میں ہی جسم کو گھمایا اور اس نے گھومتے ہوئے دونوں ٹانگیں عمران کی گردن کے عقبی حصے پر مار دیں اور اچھل کر ایک اور قلابازی کھاتا ہوا عین عمران کے عقب میں جا کھڑا ہوا جبکہ عمران اپنی گردن کے عقبی حصے میں زور دار ضرب کھا کر بے اختیار نیچے جھک گیا تھا۔ وہ عمران تھا ورنہ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو یقیناً منہ کے بل زمین پر گر جاتا۔

عمران نے جھکتے ہی نہایت تیزی سے اپنے جسم کو گھمایا اور مڑ کر سائے کے سامنے اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے اس قدر خوفناک ضرب اسے لگی ہی نہ ہو۔ اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ پھر اچانک عمران نے حرکت کی اور وہ تیزی سے سائے کی طرف جھپٹا۔

سائے نے اس کے بھرپور وار سے بچنے کے لئے تیزی سے جگہ بدلی لیکن عمران نے سائے قریب آ کر اپنے جسم کو تیز رفتار لٹو کی طرح گھمایا اور اس کا بازو پوری قوت سے سائے کی پسلیوں سے خوفناک انداز میں ٹکرایا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے دیوار کی طرف جھکا۔ اس سے پہلے کہ وہ دیوار سے ٹکرا کر گر پڑتا عمران پورے زور سے اچھلا اور اس نے اچانک فلائنگ کک سائے کے سینے پر مار دی۔ اس بار سائے کو عمران کی فلائنگ کک سے بچنے کا کوئی راستہ نہ ملا تھا۔ وہ فلائنگ کک کھا کر پیچھے دیوار سے ٹکرایا اور ایک دھماکے سے نیچے گر گیا۔ اس بار سائے کے حلق سے بے اختیار اوغ کی آواز نکل گئی تھی۔ سائے نے اٹھنا چاہا مگر اسی لمحے عمران نے جو اس کے قریب آ گیا تھا اس کے پہلو پر زور دار ٹانگ مار دی۔ سائے کے پہلو میں ضرب پڑی اور اس کا جسم رول ہو کر سائیڈ پر جا گرا۔

عمران نے آگے بڑھ کر اسے ایک بار پھر ٹانگ مارنے کی کوشش کی مگر اس بار سائے نے جھپٹ کر اس کی ٹانگ پکڑی اور اس نے عمران کی ٹانگ پکڑ کر پوری قوت سے اپنے جسم کو گھما دیا جس کے نتیجے میں عمران کا جسم فضا میں گھوما اور وہ الٹ کر گر گیا۔ سائے کے ہاتھ میں عمران کی ٹانگ تھی۔ وہ اس کی ٹانگ پکڑے پکڑے اٹھا اور اس نے عمران کے جسم کو گھسیٹنا چاہا مگر اسی لمحے عمران نے اپنے جسم کو مخالف سمت میں گھماتے ہوئے اس کے پیٹ میں پوری قوت سے دوسری ٹانگ مار دی۔ سائے کے ہاتھ سے

عمران کی ٹانگ نکل گئی تھی ۔ وہ بری طرح لڑکھڑا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا تھا ۔ اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ عمران پر حملہ آور ہوتا عمران نے اپنے جسم کو سیدھا کیا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

" اچھے لڑاکا ہو"... عمران نے سائے کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" تم بھی "... سائے نے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے ایک دوسرے کی طرف جھپٹے مگر پھر اچانک وہ دونوں یوں ٹھٹھک کر رک گئے جیسے چابی بھرے کھلونے چابی ختم ہونے پر یکدم رک جاتے ہیں۔

" ہائیں ۔ کیا میرے کان بجے ہیں یا میں نے سچ مچ میجر پرمود کی آواز سنی ہے"... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اگر تمہارے کان بج رہے ہیں تو پھر یقیناً میرے بھی کان بج رہے ہیں ۔ تم علی عمران ہو نا"... سائے نے کہا جو اصل میں میجر پرمود تھا ۔ وہ دونوں نادانستگی اور اندھیرے میں ایک دوسرے سے ٹکرا گئے تھے ۔ اب جو انہوں نے ایک دوسرے کی آوازیں سنیں تو دونوں ٹھٹھک گئے تھے ۔ دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا تھا۔

" شکر کرو یہ بجنے بجانے کے چکر میں ہم نے ایک دوسرے کو پہچان لیا ہے ورنہ آج ہم میں سے ایک آدھ ضرور پار لگ جاتا"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی میں سوچ رہا تھا کہ آج تک میرے مقابلے میں کوئی چند

لمحے بھی نہیں ٹھہر سکا پھر یہ کون ہے جو نہایت ڈھٹائی سے میرا مقابلہ کر رہا ہے"... میجر پرمود نے بھی جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجھے یقین تھا کہ سلور پاور کے حصول کے لئے تم ہی آؤ گے ۔ مگر تمہاری اور میری ملاقات یہاں ہو گی یہ میں نے نہیں سوچا تھا"... عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ تو تم بھی سلور پاور کے لئے کام کر رہے ہو"... میجر پرمود نے کہا۔

" کیا کروں ۔ روزی روٹی کا معاملہ ہے"... عمران نے کہا۔

" روزی روٹی کا معاملہ ۔ کیا مطلب ۔ میں سمجھا نہیں"... میجر پرمود نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" چیف نے کان پکڑ کر زبردستی یہاں بھیج دیا ہے کہ جاؤ اور جیسے بھی ہو سلور پاور حاصل کر کے واپس آؤ ورنہ وہ مجھ فری لانسر کو آئندہ کسی مشن پر نہیں بھیجے گا اور اگر ایسا ہو گیا تو تم جانتے ہی ہو کہ پھر میرا کیا حال ہو گا اور میرے پلے تو ویسے بھی ایک پھوہڑ مزاج خانساماں پڑا ہوا ہے جس کو چائے کے ایک کپ کے لئے بھی لمبی لمبی رقمیں دینی پڑتی ہیں"... عمران نے کہا تو میجر پرمود بے اختیار ہنس پڑا۔

" اکیلے آئے ہو یہاں"... میجر پرمود نے کہا۔

" نہیں ۔ آیا تو بینڈ باجے کے ساتھ تھا مگر وہ سب بینڈ باجے لے کر نجانے کہاں غائب ہو گئے ہیں"... عمران نے کہا۔

" مطلب تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئے ہو یہاں "... میجر پرمود نے کہا۔

" ہم آپ کے قریب ہی ہیں عمران صاحب ۔ آپ میجر صاحب سے جس انداز میں لڑ رہے تھے ہمیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ہم کیا کریں ویسے بھی آپ لڑتے ہوئے کسی کی دخل اندازی پسند نہیں کرتے اس لئے ہم خاموش تھے "... اچانک ایک ستون کے پیچھے سے صفدر نے نکل کر ان کے قریب آتے ہوئے کہا اور پھر باری باری باقی ممبران بھی مختلف اطراف سے نکل کر وہاں آ گئے۔

" یعنی تم سب خاموشی سے تماشہ دیکھ رہے تھے ۔ اگر یہ میجر کی جگہ کوئی اور ہوتا تو پھر "... عمران نے انہیں گھورتے ہوئے کہا۔

" تم دونوں اندھیرے میں لڑ رہے تھے اور اندھیرے میں ہم تمہاری بھلا کیا مدد کر سکتے تھے ۔ ہمیں کیا معلوم کہ تم کہاں ہو اور تم پر حملہ آور کون ہے "... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ویسے بھی عمران صاحب ۔ آپ سے لڑائی میں بھلا کون جیت سکتا ہے ۔ یہ تو میجر پرمود کا حوصلہ ہے جو آپ کے وار سہہ گئے تھے ورنہ کوئی اور ہوتا تو اب تک گردن تڑوا کر زمین پر پڑا تڑپ رہا ہوتا "... کیپٹن شکیل نے کہا تو اس کی بات سن کر میجر پرمود ہنس پڑا۔

" دیکھا میجر پرمود تم نے ۔ ان سب کو بس باتیں ہی بنانی آتی ہیں "... عمران نے منہ بنا کر کہا تو میجر پرمود ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" یہاں کس لئے آئے تھے تم "... میجر پرمود نے عمران سے پوچھا۔

" جس کے لئے تم آئے تھے "... عمران نے اسی کے انداز میں کہا۔

" مارشل ہاسٹو ۔ تو تمہیں بھی اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ سلور پاور کے بارے میں مارشل ہاسٹو جانتا ہے "... میجر پرمود نے کہا۔

" مجھ سے پہلے تو تم نے معرکہ مار لیا ہے ۔ کیا بتایا ہے مارشل ہاسٹو نے تمہیں "... عمران نے کہا۔

" مارشل ہاسٹو یہاں ہوتا تو مجھے کچھ بتاتا ۔ وہ تو گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہے "... میجر پرمود نے کہا۔

" ارے واقعی ۔ اگر وہ یہاں نہیں ہے تو کہاں ہے "... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

" معلوم نہیں ۔ میری اطلاع کے مطابق تو اسے اس وقت اپنی رہائش گاہ میں ہی ہونا چاہئے تھا ۔ شاید وہ آنے ہی والا ہو "... میجر پرمود نے کہا۔

" اوہ ۔ تو پھر ہمیں اس کے استقبال کی تیاری کرنی چاہئے "... عمران نے کہا۔

" کیا کرو گے تم "... میجر پرمود نے کہا۔

" کرنا کیا ہے ۔ آرام سے اندر چل کر بیٹھتے ہیں ۔ کچن میں جا کر کافی بنا کر پیتے ہیں ۔ جب مارشل ہاسٹو آئے گا تو ایک مگ کافی کا اسے بھی پیش کر دیں گے اور اس سے سلور پاور کے بارے میں پوچھ لیں گے "... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اور وہ آسانی سے تمہیں بتا دے گا"... میجر پرمود نے ہنس کر کہا۔

"نہیں بتائے گا تو میں اس کے سر پر اتنے جوتے ماروں گا کہ نہ صرف اس کا سر گنجا ہو جائے گا بلکہ وہ ناک کے راستے ساری کافی بھی نکال دے گا جو اس نے مال مفت سمجھ کر پی ہو گی"... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا لائٹ آن کر دوں"... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں بھائی۔ یہ کام پہلے کرو۔ اندھیرے میں ہم سب بھوتوں کے رشتہ دار معلوم ہو رہے ہیں اور تم جانتے ہو کہ میں بھوتوں سے کس قدر ڈرتا ہوں۔ خاص طور پر تنویر جیسے بھوت سے"... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس دیئے جبکہ میجر پرمود کی موجودگی میں تنویر سوائے منہ بنانے کے کچھ نہ کر سکا تھا۔

"تمہارے ساتھ کون کون ہے"... عمران نے میجر پرمود سے پوچھا۔

"آفتاب سعید کو ساتھ لایا تھا"... میجر پرمود نے کہا۔

"اور لیڈی بلیک، کیپٹن نوازش اور لاٹوش۔ کیا وہ نہیں آئے"... عمران نے کہا۔

"آئے ہیں۔ وہ سب اپنے ٹھکانے پر چلے گئے ہیں۔ میں یہاں کرنل سکارنو کی مدد سے آفتاب سعید کے ساتھ آیا ہوں"... میجر پرمود

نے کہا۔

"کرنل سکارنو۔ اوہ۔ کیا کرنل سکارنو یہاں ہے"... عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں کیوں"... میجر پرمود نے کہا۔

"ارے یار۔ کرنل سکارنو اور مارشل ہاسٹو کو ایک دوسرے کی ہر بات کا علم ہوتا ہے۔ مارشل ہاسٹو کہاں ہے اور وہ کب تک یہاں آئے گا یہ وہ ضرور جانتا ہو گا"... عمران نے کہا۔ اسی لمحے کوٹھی میں روشنی پھیلتی چلی گئی۔ کیپٹن شکیل نے جا کر شاید مین سوئچ آن کر دیا تھا۔ جیسے ہی روشنی ہوئی انہوں نے اندرونی دروازے کے پاس ایک نوجوان کو کھڑے دیکھا جو شاید کافی دیر سے وہاں موجود تھا اور خاموشی سے ان کی لڑائی دیکھ رہا تھا اور اب باتیں سن رہا تھا۔

"یہ آفتاب سعید ہے"... میجر پرمود نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر آفتاب سعید باہر آیا اور اس نے باری باری ان سے ہاتھ ملانا شروع کر دیا۔

میجر پرمود نے بھی ان سب سے ہاتھ ملائے اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں کرنل سکارنو بے ہوش پڑا تھا۔ جیسے ہی میجر پرمود اور آفتاب سعید کمرے میں داخل ہوئے تو بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ کرنل سکارنو کمرے سے غائب تھا۔

"کیا ہوا تم دونوں کو۔ کیا کسی سانپ نے کاٹ لیا ہے"... عمران نے ان دونوں کو اچھلتے دیکھ کر کہا۔

"کرنل سکارنو نکل گیا ہے"... میجر پرمود نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ۔ کرنل سکارنو کا یہاں سے نکلنا ہمارے لئے مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔ ڈھونڈو اسے وہ ابھی یہیں ہو گا"... عمران نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

میجر پرمود اور عمران کے ساتھی بھی باہر آ گئے اور پھر انہوں نے پوری رہائش گاہ کو چیک کر لیا مگر کرنل سکارنو تو وہاں سے ایسے غائب ہو گیا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

"ہونہہ۔ میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ تم کرنل سکارنو کے پاس رہو گے مگر تم اسے چھوڑ کر باہر چلے آئے۔ کیا تمہارا باہر آنا ضروری تھا"... میجر پرمود نے آفتاب سعید کو گھورتے ہوئے کہا۔

"سس۔ سوری سر۔ وہ۔ میں۔ وہ۔ وہ"... آفتاب سعید نے میجر پرمود کو غصے میں دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب ہمارا یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں ہو گا میجر پرمود۔ کرنل سکارنو کے حکم سے ہم پر ساک لینڈ کی ساری ملٹری چڑھ دوڑے گی"... عمران نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ویسے بھی کرنل سکارنو کے یہاں سے نکل جانے کی وجہ سے مارشل ہاسٹو کے یہاں آنے کے چانس ختم ہو گئے ہیں۔ جب وہ یہاں آئے گا ہی نہیں تو ہمارا یہاں رکنے کا کیا فائدہ"... میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آؤ چلیں"... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنے راستے پر جاؤ میں اپنے راستے پر جاؤں گا"... میجر پرمود نے کہا۔

"ارے۔ وہ کیوں۔ کیا ہمارے ساتھ چلتے ہوئے ڈر لگتا ہے"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری عمران۔ میں یہاں اپنے ملک کے لئے کام کرنے آیا ہوں اور تم اپنے ملک کے لئے۔ ہم دونوں کا مقصد سلور پاور کا حصول ہے۔ اب سلور پاور پہلے کس کے ہاتھ لگتا ہے یہ تو وقت ہی بتائے گا لیکن اب چونکہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ سلور پاور کے لئے تم بھی یہاں موجود ہو تو میں اپنے طریقے سے کام کروں گا اور جیسے بھی ممکن ہوا اسے میں ہی حاصل کروں گا۔ یہ تو اتفاق ہی ہے کہ ہم دونوں کا یہاں نادانستگی میں ٹکراؤ ہو گیا تھا۔ ابھی ہم دونوں میں سے کوئی بھی یہ نہیں جانتا کہ سلور پاور کہاں ہے اس لئے تمہیں میں جانے دے رہا ہوں لیکن یاد رکھنا اگلی بار ہمارا ٹکراؤ ہوا تو وہ نادانستگی میں نہیں ہو گا۔ سلور پاور یا تو تم لے جاؤ گے یا پھر میں اور ایسا اسی صورت میں ہو گا جب ہم میں سے کوئی ایک زندہ رہے گا"... میجر پرمود نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"تقریر اچھی کر لیتے ہو۔ ویسے یہ تم مجھے سمجھا رہے ہو یا دھمکی دے رہے ہو"... عمران نے کہا۔

"جو چاہے سمجھو"... میجر پرمود نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔ تو پھر دعا کرنا کہ دوبارہ ہمارا سامنا نہ ہو ورنہ اس بار واقعی موت کی جنگ ہو گی اور اس جنگ میں جو جیتے گا وہی سلور پاور کا حقدار ہو گا"... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ڈن "... میجر پرمود نے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

" ڈن ڈنا ڈن، ڈن "... عمران نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے مسکرا کر کہا تو میجر پرمود کے ہونٹوں پر بھی نہ چاہتے ہوئے مسکراہٹ آ گئی آفتاب سعید اور عمران کے ساتھی حیرت سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے جو ابھی دوستوں کی طرح باتیں کر رہے تھے اور اب ان دونوں کے تیور ہی بدلے ہوئے تھے اور واضح لفظوں میں ایک دوسرے کو موت کی دھمکیاں دے رہے تھے۔

" اب اجازت "... میجر پرمود نے کہا۔

" ضرور "... عمران نے کہا تو میجر پرمود نے ایک بار پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہاتھ ملایا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ آفتاب سعید نے بھی ان سے ہاتھ ملایا اور میجر پرمود کے پیچھے ہو لیا۔

" چلو دوستو ۔ ہم بھی چلتے ہیں ۔ اب ہم نے یہاں رہ کر کیا کرنا ہے "... عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے انہوں نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے ہی تھے کہ اچانک باہر ایک زور دار دھماکہ ہوا۔

دھماکے کی آواز سن کر وہ سب اچھل پڑے تھے ۔ اسی لمحے عمران

کو تیز اور ناگوار سی بو کا احساس ہوا لیکن بو اس قدر تیز آور تھی کہ عمران کے ذہن میں یکلخت اندھیرا سا چھا گیا ۔ اس نے سر جھٹک کر اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی مگر بے سود ۔ دوسرے لمحے وہ کسی خالی ہوتے ہوئے بورے کی طرح گرتا چلا گیا۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھی جیسے ہی کرنل سکارنو کو لے کر تہہ خانے سے باہر نکلے اچانک میجر گروم نے آنکھیں کھول دیں ۔ اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے تاثرات تھے ۔ اس نے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اور اٹھنے کی کوشش کرنے لگا مگر تکلیف کی شدید لہر اس کے پورے جسم میں سرایت کرتی چلی گئی تو وہ ایک بار پھر زمین پر گر گیا ۔ اسے اپنے دائیں کاندھے اور پیٹ میں آگ سی لگی ہوئی معلوم ہو رہی تھی ۔ میجر پرمود کے ساتھیوں نے جیسے ہی اسے اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا اور اس کے ساتھیوں نے ان پر مشین گنوں سے گولیاں برسائی تھیں میجر گروم فوراً اپنے ایک ساتھی کی آڑ لیتے ہوئے گر گیا تھا مگر اس کے باوجود دو گولیاں اس کے ساتھی کے جسم کو کراس کرتی ہوئیں اس کے دائیں کاندھے اور پیٹ میں جا لگی تھیں ۔

شدید تکلیف کے احساس کے باوجود اس نے اپنے ہوش بحال رکھے تھے اور وہ اس طرح ساکت ہو گیا تھا جیسے گولیوں کا شکار ہو کر ہلاک ہو گیا ہو ۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھی سٹور روم سے اسلحے کے تھیلے بھر کر اور کرنل سکارنو کو وہاں سے لے کر نکل گئے تھے اور ان کے جاتے ہی میجر گروم نے آنکھیں کھول دی تھیں ۔ وہ چند لمحے اسی طرح پڑا رہا اور پھر اس نے ایک بار پھر زمین پر ہاتھ ٹکائے اور آہستہ آہستہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگا ۔ ایسا کرتے ہوئے اس کے سارے جسم میں جیسے آگ سی لگ گئی تھی مگر میجر گروم دانتوں پر دانت جما کر اٹھ کر بیٹھ گیا ۔ اس کے کاندھے اور پیٹ سے مسلسل خون نکل رہا تھا ۔

اس نے ایک ہاتھ اپنے پیٹ پر اور ایک زخمی کاندھے پر رکھا اور آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔ پیروں پر کھڑے ہوتے ہی یکبارگی اس کے ذہن میں اندھیرا سا آ گیا تھا مگر اس نے سر جھٹک کر اندھیرے کو دور کیا اور جھکے جھکے انداز میں لڑکھڑاتے قدموں سے ایک مشین کی طرف بڑھنے لگا ۔ مشین کے قریب جا کر اس نے دونوں ہاتھوں سے مشین کا سہارا لے لیا ۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو وہ یقیناً لہراتا ہوا گر جاتا ۔ مشین کو پکڑ کر وہ چند لمحے سر جھکا کر زور زور سے ہانپتا ہوا سانس لیتا رہا پھر اس نے خود کو سیدھا کیا اور خون سے بھرے ہوئے اور لرزتے ہاتھوں سے مشین کا ایک بٹن پریس کر دیا جیسے ہی مشین کا بٹن پریس ہوا مشین میں یکلخت زندگی کی لہر دوڑ گئی

مشین پر لگے مختلف رنگوں کے بلب یکلخت جلنا بجھنا شروع ہو گئے تھے ۔ میجر گروم مشین کا سہارا لیتے ہوئے مشین کے قریب رکھی ایک سٹول نما کرسی پر بیٹھ گیا ۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر جلدی جلدی مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے ۔ پھر اس نے مشین کی سائیڈ میں ہک سے لگا ہوا ہیڈ فون اتارا اور اسے کانوں پر چڑھا لیا۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ میجر گروم کالنگ فرام کے جی بی تھری ہیڈ کوارٹر ۔ اوور "... اس نے تکلیف بھری آواز میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" یس ۔ جی اے ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو ۔ اوور "... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی ۔

" میں کے بی جی تھری کا نمبر ٹو میجر گروم ہوں ۔ میری گرین ماسٹر سے بات کراؤ ۔ فوراً ۔ اوور "... میجر گروم نے تکلیف زدہ ہونے کے باوجود اپنے لہجے میں کرختگی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

" میجر گروم ۔ اپنا بیج نمبر بتاؤ ۔ اوور "... دوسری طرف سے کہا گیا تو میجر گروم نے اسے اپنا بیج نمبر بتا دیا۔

" اوکے ۔ ہولڈ آن ۔ میں گرین ماسٹر کو کال ٹرانسفر کر رہا ہوں ۔ اوور "... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے ۔ اوور "... میجر گروم نے کہا اور دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی پھر ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی ۔

" یس ۔ گرین ماسٹر ۔ اوور "... دوسری طرف سے ایک انتہائی سرد

آواز سنائی دی ۔

" کے جی بی تھری کا نمبر ٹو میجر گروم بول رہا ہوں ماسٹر ۔ اوور "... میجر گروم نے نحیف سی آواز میں کہا۔

" اوہ ۔ میجر گروم تم ۔ یہ تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے ۔ اوور "... دوسری طرف سے گرین ماسٹر کی حیرت بھری آواز سنائی دی ۔

" میں شدید زخمی ہوں ماسٹر ۔ میرے دائیں کاندھے اور پیٹ میں گولیاں لگی ہیں ۔ اوور "... میجر گروم نے کہا۔

" اوہ ۔ وہ کیسے ۔ کس نے ماری ہیں گولیاں ۔ اوور "... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے کہا گیا تو میجر گروم نے گرین ماسٹر کو میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ میجر پرمود کرنل سکارنو کو لے گیا ہے ۔ کہاں ۔ وہ کرنل سکارنو کو کہاں اور کیوں لے گیا ہے ۔ اوور "... دوسری طرف سے گرین ماسٹر نے ساری تفصیل سن کر بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

" وہ جہاں بھی گئے ہیں میں نے یہی بتانے کے لئے تمہیں کال کی ہے ۔ میری بات دھیان سے سنو ۔ وہ ہیڈ کوارٹر کی کاریں لے گئے ہیں ۔ کرنل سکارنو، میری اور ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام کاروں میں ٹریکر لگے ہوئے ہیں جن کا لنک سرچ سیٹلائٹ سے ہے ۔ تم فوراً ان کے خلاف کارروائی کرو اور جیسے بھی ہو ان کو گرفتار یا ہلاک کرو اور ان سے کرنل سکارنو کو آزاد کراؤ ۔ ہیڈ کوارٹر میں چار کاریں اور ایک

جیپ موجود ہے ۔ میں ان کے ٹریکر کوڈ تمہیں بتا دیتا ہوں ۔ تم سرچنگ سنٹر میں جا کر ان کوڈز سے چیک کراؤ کہ کاریں کہاں گئی ہیں اور پھر ان کے خلاف اپنی پوری طاقت استعمال کرو ۔ تم چونکہ میرے برادر ان لا ہو اس لئے میں کسی دوسری ایجنسی کی بجائے تمہیں انفارم کر رہا ہوں تاکہ اس کا کریڈٹ تمہیں مل سکے ۔ اوور"... میجر گروم نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ تھینک یو میجر گروم ۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر یاد رکھوں گا ۔ تم کہاں ہو ۔ اگر تم زیادہ زخمی ہو تو میں اپنے آدمی بھیج دیتا ہوں تاکہ وہ تمہیں جلد سے جلد کسی ہسپتال میں پہنچا دیں ۔ اوور"... دوسری طرف سے گرین ماسٹر نے کہا۔

" تم میری فکر مت کرو ۔ میری حالت خراب ضرور ہے مگر اتنی بھی نہیں کہ میں کسی نزدیکی ہسپتال میں نہ پہنچ سکوں ۔ تم بس وہ کرو جس کے بارے میں میں نے تمہیں بتایا ہے ۔ اوور"... میجر گروم نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں ابھی اور فوراً کارروائی شروع کر دیتا ہوں ۔ اوور"... دوسری طرف سے گرین ماسٹر نے کہا۔

" اوکے ۔ اوور اینڈ آل "... میجر گروم نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر آف ہو گیا ۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر سے ہیڈ فون اتار کر مشین پر رکھ دیا۔

گرین ایجنسی ساک لینڈ میں کے جی بی تھری، ملٹری انٹیلی جنس

اور ساک لینڈ سیکرٹ سروس کے بعد چوتھے نمبر تھی جس کا ایک ایک ممبر گرین ماسٹر کا چنا ہوا اور انتہائی تربیت یافتہ تھا ۔ اس ایجنسی کے ممبران بے حد فعال، تیز رفتار اور انتہائی فاسٹ ایکشن کے قائل تھے ۔ خاص طور پر اس ایجنسی کا چیف جس کا کوڈ نام گرین ماسٹر تھا انتہائی ذہین، شاطر اور دور اندیش انسان تھا جو میجر گروم کا برادر نسبتی تھا۔

میجر گروم اسے بے حد پسند کرتا تھا اور اکثر اس کی ایجنسی کو کریڈٹ دلانے کے لئے کے جی بی تھری کی خفیہ انفارمیشن اسے دیتا رہتا تھا۔ کرنل سکارنو کو چونکہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی لے گئے تھے اور میجر گروم نے خود سنا تھا کہ میجر پرمود نے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہر شخص کو اپنے ساتھیوں کی مدد سے ہلاک کرا دیا ہے تو اس نے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں گرین ایجنسی کو باخبر کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر گرین ایجنسی ان مجرموں کے خلاف حرکت میں آ گئی تو پھر ان مجرموں کے لئے ساک لینڈ کی زمین تنگ ہو جائے گی ۔ وہ گرین ایجنسی کی نظروں سے زیادہ عرصہ چھپے نہ رہ سکیں گے اس لئے وہ اب خاصا مطمئن تھا ۔ وہ ٹرانسمیٹر مشین کے سامنے سے اٹھ ہی رہا تھا کہ اچانک مشین سے مترنم آواز سنائی دی تو میجر گروم اٹھتے اٹھتے رک گیا ۔ اس نے مشین کی طرف دیکھا تو اس کا سرخ بلب جل بجھ رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ مشین میں کوئی ٹرانسمیٹر کال آ رہی ہے۔

"کون ہو سکتا ہے"... میجر گروم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک بار پھر ہیڈ فون کانوں پر چڑھایا اور مشین کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ سرخ بلب بجھ گیا اور ان کی جگہ یکلخت سبز بلب جل اٹھا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ میجر راسکوف کالنگ فرام ملٹری انٹیلی جنس اسکوارڈ اوور"... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"یس۔ میجر گروم اٹنڈنگ یو فرام کے جی بی تھری ہیڈ کوارٹر۔ اوور"... میجر گروم نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"میجر گروم میری کرنل سکارنو سے بات کراؤ۔ ابھی۔ فوراً۔ اوور"... دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

"کرنل سکارنو ہیڈ کوارٹر میں موجود نہیں ہے۔ آپ نے ان سے کیا بات کرنی ہے۔ اوور"... میجر گروم نے کہا۔

"کرنل سکارنو ہیڈا کوارٹر میں نہیں ہیں۔ اوہ۔ کہاں گئے ہیں وہ میری ان سے بات کرنی بہت ضروری ہے۔ اوور"... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں کے جی بی تھری کا نمبر ٹو ہوں۔ آپ مجھ سے بات کر سکتے ہیں میجر۔ کرنل صاحب آئیں گے تو میں ان کو آپ کا پیغام دے دوں گا۔ اوور"... میجر گروم نے دانتوں پر دانت جماتے ہوئے بمشکل تکلیف برداشت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کرنل صاحب سے کہیں کہ ہم نے راسٹ کالونی

کی کوٹھی نمبر دو سو دس کا خفیہ راستہ کھول لیا ہے۔ ہم اس خفیہ راستے سے ہوتے ہوئے دوسری کوٹھی کی طرف گئے تو ہم پر کوٹھی میں موجود مجرموں نے یکلخت حملہ کر دیا۔ ہماری ان کے ساتھ شدید جھڑپ ہوئی اور انہوں نے فرار ہونے کی کوشش کی مگر ہم نے ایک فارم ہاؤس میں انہیں گھیر لیا ہے۔ اب وہ ہمارے قبضے میں ہیں۔ ان کا کیا کرنا ہے۔ مارشل ہاسٹو نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ان کے بارے میں ہم کے جی بی تھری کے چیف کرنل سکارنو کو بریف کریں گے۔ اوور"... دوسری طرف سے میجر راسکوف نے کہا۔

"اوہ۔ کیا ان مجرموں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اوور"... میجر گروم نے چونک کر کہا۔

"یقینی بات ہے۔ ہم ان کے خلاف کارروائی کر رہے تھے۔ اوور"... دوسری طرف سے میجر راسکوف نے کہا۔

"ان کی تعداد کتنی ہے اور وہ کہاں ہیں اب۔ اوور"... میجر گروم نے پوچھا۔

"فی الحال ہم نے دو لڑکیوں اور ایک سیاہ فام کو گرفتار کیا ہے۔ ان کے دوسرے ساتھی غائب ہیں جن کی تعداد پانچ ہے۔ ہم ان کی تلاش میں چھاپے مار رہے ہیں۔ شاید وہ کسی دوسری طرف نکل گئے ہیں لیکن بہرحال ہم انہیں ڈھونڈ نکالیں گے۔ جیسے ہی ان کے بارے میں کچھ پتہ چلے گا ہم آپ کو فوراً انفارم کر دیں گے۔ اوور"... دوسری طرف سے میجر راسکوف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" سنو میجر راسکوف ۔ مارشل ہاسٹو نے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا ٹاسک ہمیں دے دیا ہے ۔ کے جی بی تھری اور گرین ایجنسی اسی ٹاسک پر کام کر رہی ہے ۔ تم نے جن تین مجرموں کو گرفتار کیا ہے انہیں اپنی حفاظت میں رکھو اور دوسرے مجرموں کو تلاش کرو ۔ میں کرنل سکارنو سے بات کرتا ہوں ۔ کرنل سکارنو تمہارے پاس کے جی بی تھری یا گرین ایجنسی کے افراد بھیجیں گے تو تم ان مجرموں کو ان کے حوالے کر دینا ۔ سمجھے تم ۔ اوور "... میجر گروم نے سخت لہجے میں کہا۔

" گرین ایجنسی ۔ اوہ ۔ مگر ۔ اوور "... دوسری طرف سے میجر راسکوف نے چونکتے ہوئے کہا۔

" جب تک مارشل ہاسٹو واپس نہیں آجاتے تم سب ہمارے انڈر کام کرو گے اور تم سے جو کہا جائے اس پر عمل کرنا تمہاری ڈیوٹی ہے اوور "... میجر گروم نے سخت لہجے میں کہا۔

" یس ۔ یس سر ۔ اوور "... دوسری طرف سے میجر راسکوف نے بجھے سے لہجے میں کہا۔

" اوکے ۔ اوور اینڈ آل "... میجر گروم نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے رابطہ ختم کرنے والا بٹن پریس کر دیا ۔ میجر راسکوف سے رابطہ ختم کر کے اس نے ایک بار پھر گرین ایجنسی کی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

" یس ۔ جی اے ہیڈ کوارٹر ۔ اوور "... دوسری طرف سے وہی پہلے

والی آواز سنائی دی۔

" میجر گروم فرام کے جی بی تھری ہیڈ کوارٹر ۔ اوور "... میجر گروم نے کہا۔

" اوہ ۔ یس میجر ۔ جی ایم ہیڈ کوارٹر سے اپنی فورس لے کر نکل چکے ہیں ۔ انہوں نے کہا تھا کہ آپ کی کال آئے تو آپ کو انفارم کر دوں ۔ اوور "... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" گرین ماسٹر کے بعد ہیڈ کوارٹر کا انچارج کون ہے ۔ اوور "... میجر گروم نے کہا۔

" ان کے نمبر ٹو سر ڈازوف ۔ اوور "... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" بات کراؤ ان سے ۔ اوور "... میجر گروم نے کہا۔

" یس سر ۔ ہولڈ کریں ۔ اوور "... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے ۔ اوور "... میجر گروم نے کہا تو دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔

" یس ۔ ڈازوف ۔ اوور "... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کھردری سی آواز سنائی دی۔

" ڈازوف ۔ میں میجر گروم بول رہا ہوں ۔ اوور "... میجر گروم نے کہا۔

" اوہ ۔ یس میجر ۔ کیا حال ہے ۔ کیسے ہو ۔ بڑا عرصہ ہو گیا تم سے ملاقات کئے ہوئے ۔ کہاں رہتے ہو آج کل ۔ اوور "... دوسری طرف سے ڈازوف نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

" میں نے تمہیں حال احوال بتانے کے لئے کال نہیں کی ۔ میری بات دھیان سے سنو ۔ بلگارنوی ایجنٹوں کے بارے میں تو تمہیں گرین ماسٹر نے تفصیل بتا دی ہو گی ۔ میں گرین ماسٹر کو پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں بھی کچھ بتانا چاہتا تھا ۔ جس طرح بلگارنوی ایجنٹوں کے خلاف کے جی بی تھری کام کر رہی تھی اسی طرح ملٹری انٹیلی جنس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کر رہی تھی ۔ مارشل ہاسٹو نے اپنے ایک مخبر کی اطلاع پر راسٹ کالونی کی ایک رہائش گاہ پر ریڈ کیا تھا جہاں چند پاکیشیائی ایجنٹ موجود تھے ۔ مارشل ہاسٹو اور اس کی فورس نے جب اس رہائش گاہ پر ریڈ کیا تو پاکیشیائی ایجنٹ اس رہائش گاہ کے ایک خفیہ راستے سے نکل کر وہاں سے غائب ہو گئے ۔

مارشل ہاسٹو کے ساتھی مسلسل اس خفیہ راستے کو تلاش کر رہے تھے جہاں سے مجرم نکل بھاگے تھے ۔ پھر مارشل ہاسٹو کو پرائم منسٹر کے حکم پر ایک سپیشل مشن پر جانا پڑا ۔ جاتے جاتے مارشل ہاسٹو نے کرنل سکارنو کو کال کر کے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں تفصیل بتا دی تھی اور کرنل سکارنو سے کہا تھا کہ اس کی غیر موجودگی میں وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے سلسلے میں بھی کام کریں جس پر کرنل سکارنو نے حامی بھر لی تھی ۔ مارشل ہاسٹو نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اس کے جانے کے بعد اپنی تمام تر کارروائیوں کی رپورٹس کرنل سکارنو کو دیں گے اور ابھی تھوڑی دیر

پہلے ملٹری انٹیلی جنس کے میجر راسکوف نے مجھے کال کی تھی ۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے راسٹ کالونی کی رہائش گاہ سے خفیہ راستہ تلاش کر لیا ہے ۔

وہ راستہ اس رہائش گاہ سے دور ایک اور رہائش گاہ میں نکلتا ہے پاکیشیائی ایجنٹ اس رہائش گاہ میں موجود تھے جس پر میجر راسکوف اور اس کے ساتھیوں نے فوراً اٹیک کر دیا ۔ اس نے تین پاکیشیائی ایجنٹوں کو زندہ پکڑ لیا ہے جن میں دو لڑکیاں اور ایک سیاہ فام ہے جبکہ ان کے باقی ساتھی فرار ہو گئے ہیں ۔ وہ ان کی تلاش میں ہیں ۔ جلد ہی وہ بھی پکڑے جائیں گے ۔ گرین ماسٹر آئے تو اس سے کہنا کہ وہ فوراً میجر راسکوف سے بات کرے اور اس کی تحویل سے ان ایجنٹوں کو حاصل کر لے ۔ میں نے اس سلسلے میں میجر راسکوف کو ہدایات دے دی ہیں ۔ وہ ان مجرموں کو گرین ایجنسی کے حوالے کر دے گا ۔ اوور "... میجر گروم نے مسلسل بولتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ۔ ٹھیک ہے میجر ۔ جیسے ہی جی ایم آئیں گے میں انہیں تمہاری بتائی ہوئی تفصیل بتا دوں گا ۔ اوور "... ساری بات سن کر دوسری طرف سے ڈازوف نے کہا ۔

" اوکے ۔ اوور اینڈ آل "... میجر گروم نے بات ختم کرتے ہوئے کہا ۔ زخموں سے مسلسل خون کے اخراج کی وجہ سے اس کی حالت خراب ہوتی جا رہی تھی ۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ جلد سے جلد کسی نزدیکی ہسپتال میں نہ گیا تو اس کا زندہ بچنا مشکل ہو جائے گا ۔

ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے کانوں سے ہیڈ فون اتار کر مشین پر رکھا اور پیٹ کو پکڑ کر آہستہ آہستہ اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اٹھا ہی تھا کہ اچانک سٹور روم میں ایک ہولناک دھماکہ ہوا۔ دھماکہ اس قدر خوفناک اور شدید تھا کہ میجر گروم یکلخت اچھل کر گر پڑا۔ اسی لمحے سٹور روم میں جیسے ہزاروں بم پھٹ پڑے ہوں۔ خوفناک اور مسلسل دھماکوں سے کے بی جی تھری کے ہیڈ کوارٹر کی عمارت تنکوں کی طرح اڑ گئی تھی۔ میجر گروم کو آخری احساس یہی ہوا تھا جیسے خوفناک دھماکوں کے ساتھ اس کے جسم کے سینکڑوں ٹکڑے ہو گئے ہوں اور پھر اس کے ہر قسم کے احساسات فنا ہوتے چلے گئے۔

"ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے"... اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی لیڈی بلیک نے کہا تو کیپٹن نوازش اور لاٹوش چونک پڑے۔ کیپٹن نوازش نے عقبی شیشے سے دیکھا تو اس کی کار سے کچھ فاصلے پر ایک سرخ رنگ کی کار آ رہی تھی۔ کار میں روشنی تھی جس سے انہوں نے کار میں بیٹھے ہوئے چار افراد کو دیکھ لیا تھا۔ ان میں سے اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا شخص موبائل فون جیسے آلے پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

"پہلے تو یہ کار ہمارے پیچھے نہیں تھی۔ یہ اچانک کہاں سے آ گئی ہے"... لاٹوش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شاید انہوں نے ہماری کار کو چیک کر لیا ہے۔ یہ کار کے جی بی تھری ہیڈ کوارٹر کی ہے جس کے دروازوں پر کے جی بی تھری کے مخصوص مونوگرام بنے ہوئے ہیں۔ کے جی بی تھری کے ہیڈ کوارٹر میں ہم نے جو کارروائی کی تھی اس کے نتیجے میں کسی نہ کسی کو تو

ہمارے پیچھے لگنا ہی تھا۔ اس میں حیرت کی کیا بات ہے"... لیڈی بلیک نے کہا۔

" اوہ۔ لیکن اتنی جلدی۔ ویسے بھی ہم نے ہیڈ کوارٹر میں ایک ایک آدمی کو چن چن کر ہلاک کر دیا تھا"... لاٹوش نے کہا۔ اس کے لہجے میں اب بھی حیرت تھی۔

" شاید ان میں سے کوئی زندہ بچ نکلا ہو اور اس نے کسی دوسرے سیکشن کو اس کار کے بارے میں اطلاع دے دی ہو"... کیپٹن نوازش نے کہا۔

" ممکن ہے۔ مجھ سے ایک غلطی بھی ہو گئی تھی"... لیڈی بلیک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" کیسی غلطی"... لاٹوش نے چونک کر کہا۔ اس کی بات سن کر کیپٹن نوازش بھی چونک پڑا تھا۔

" سٹور روم سے اسلحہ نکالتے وقت میں نے وہاں چار ٹائم بم ایڈجسٹ کر دیئے تھے۔ میں نے ان پر آدھے گھنٹے کا وقت سیٹ کیا تھا۔ مجھے ان بموں پر آدھے گھنٹے کی بجائے دس پندرہ منٹوں کا ٹائم ایڈجسٹ کرنا چاہئے تھا تاکہ اگر وہاں کوئی زندہ رہ بھی جاتا تو اسے کم از کم اتنی مہلت نہ ملتی کہ ہمارے نکلنے کے بعد وہ کسی کو ہمارے بارے میں انفارم کرتا"... لیڈی بلیک نے کہا۔

" بہرحال جو ہونا تھا وہ ہو گیا ہے۔ اب بتائیں ان کار والوں کا کیا کرنا ہے"... کیپٹن نوازش نے کہا۔

" کرنا کیا ہے۔ اس کار کو ہٹ کر دیتے ہیں۔ ہم انہیں اپنے پیچھے لگا کر تو نہیں لے جائیں گے"... لیڈی بلیک نے کہا تو کیپٹن نوازش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہی مناسب رہے گا"... کیپٹن نوازش نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

" کیپٹن۔ تم میجر پرمود کے ساتھ پہلے بھی کئی بار ساک لینڈ آ چکے ہو۔ تمہیں ساک لینڈ کے راستوں کا علم ہو گا"... لیڈی بلیک نے کہا۔

" یس مادام"... کیپٹن نوازش نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" کیا راستے میں کوئی ایسی جگہ آتی ہے جہاں ہم اس کار والوں سے نپٹ سکیں"... لیڈی بلیک نے کہا۔

"ہاں۔ نارتھ وے میں ایک جگہ ہے۔ اس طرف دونوں اطراف میں درختوں کے گھنے ذخیرے ہیں اور پھر آگے پہاڑی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے"... کیپٹن نوازش نے کہا۔

" اوکے۔ اسی طرف چلو۔ ہم انہیں وہیں گھیریں گے"... لیڈی بلیک نے کہا تو کیپٹن نوازش نے کار کی رفتار بڑھا دی۔ جیسے ہی اس کی کار کی رفتار بڑھی پیچھے آنے والی کار کی رفتار بھی تیز ہو گئی۔ سرخ کار والے اب کار کو ان کی کار کے آگے لانے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیڈی بلیک اور اس کے ساتھیوں نے ان کار والوں کے

ہاتھوں میں مشین گنوں کی جھلک بھی دیکھ لی تھی ۔ وہ چونکہ مین سڑک پر تھے اس لئے فی الحال وہ ان پر فائرنگ کرنے سے گریز کر رہے تھے ۔ کیپٹن نوازش کار کو مختلف راستوں پر گھماتا ہوا تیزی سے لے جا رہا تھا ۔ سرخ کار اس سے کافی فاصلے پر رہ گئی تھی ۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ کی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سڑک کے دونوں اطراف درختوں کے گھنے ذخیرے تھے ۔ اس طرف سڑک بالکل خالی تھی ۔

" کار گھما کر سڑک پر روک دو "... لیڈی بلیک نے کہا تو کیپٹن نوازش نے یکلخت اسٹیئرنگ پوری قوت سے گھمایا تو کار کے ٹائر بری طرح سے چیختے ہوئے مڑے اور کار کسی لٹو کی طرح گھوم کر سڑک پر ترچھی ہو کر رک گئی ۔ اس سے پہلے کہ سرخ کار گھوم کر سڑک کراس کرتی لیڈی بلیک، کیپٹن نوازش اور لاٹوش فوراً کار کے دروازے کھول کر باہر آگئے ۔ انہوں نے سیٹوں کے نیچے چھپائی ہوئی مشین گنیں نکال لی تھیں ۔ کار سے باہر نکلتے ہی انہوں نے کار کے دروازے بند کئے اور بجلی کی سی تیزی سے درختوں کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔
اسی لمحے موڑ کی طرف سے تیز روشنی ہوئی اور سرخ کار نہایت تیزی سے اس طرف آتی دکھائی دی اور پھر کار کو سڑک پر ترچھی کھڑی دیکھ کر سرخ کار کے ڈرائیور نے فوراً بریک پیڈل پر پاؤں رکھ دیا جس کے نتیجے میں سرخ کار کے ٹائر بریک لگنے کی وجہ سے سڑک پر تیزی سے سیدھے لائن بناتے ہوئے گھسٹتے چلے گئے اور پھر سرخ کار ان کی کار

سے چند فٹ کے فاصلے پر آکر رک گئی ۔ اس سے پہلے کہ سرخ کار سے مسلح افراد باہر نکلتے لیڈی بلیک اور اس کے ساتھیوں نے سرخ کار پر فائرنگ شروع کر دی ۔ انہوں نے فائرنگ کر کے سرخ کار کے ٹائر برسٹ کر دیئے تھے ۔

" خبردار ۔ تم ہمارے نشانے پر ہو ۔ اگر اپنی زندگیاں چاہتے ہو تو اپنا اسلحہ باہر پھینک دو ۔ جلدی "... لیڈی بلیک نے چیختے ہوئے کہا ۔
کار پر فائرنگ ہوتے دیکھ کر کار میں موجود چاروں افراد بری طرح سے بوکھلا گئے تھے اور انہوں نے فوراً اپنی مشین گنیں باہر پھینک دی تھیں

" گڈ ۔ اب کار سے باہر آجاؤ "... لیڈی بلیک نے چیخ کر کہا تو وہ کار کے دروازے کھول کر باہر آگئے ۔ انہوں نے کار سے نکل کر خود ہی اپنے ہاتھ سروں سے بلند کر لئے تھے ۔

" اسی طرح سڑک پر آگے بڑھتے رہو "... لیڈی بلیک نے کہا تو وہ سڑک پر آگے بڑھتے چلے گئے ۔

" یہ آپ کیا کر رہی ہیں مادام ۔ آپ انہیں زندہ کیوں چھوڑ رہی ہیں "... لاٹوش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔
" خاموش رہو "... لیڈی بلیک نے غراتے ہوئے کہا تو لاٹوش نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ وہ چاروں اپنی کار اور اسلحے سے کافی فاصلے پر آگئے تھے ۔
" آؤ "... لیڈی بلیک نے درخت کے پیچھے سے نکلتے ہوئے کہا اور

مشین گن لئے ہوئے ان چاروں کی طرف بڑھنے لگی ۔ لاٹوش اور کیپٹن نوازش بھی اس کے پیچھے چل پڑے ۔

" رک جاؤ "... لیڈی بلیک نے ان چاروں کے پیچھے جا کر کرخت لہجے میں کہا تو وہ فوراً رک گئے ۔

" اب تم میں سے ایک میری طرف گھوم جائے ۔ باقی تینوں اسی طرح دوسری طرف منہ کر کے کھڑے رہیں "... لیڈی بلیک نے کہا تو ان چاروں نے ایک دوسرے سے بات کی اور پھر ان میں سے ایک لمبے قد اور ٹھوس جسم والا نوجوان لیڈی بلیک کی طرف مڑ گیا ۔ سڑک پر کاروں کی ہیڈ لائٹس سے روشنی ہو رہی تھی جس کی وجہ سے اس کا چہرہ واضح دکھائی دے رہا تھا ۔ اسے دیکھ کر کیپٹن نوازش بری طرح سے چونک پڑا تھا ۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اس نوجوان کو جانتا ہو ۔

" کون ہو تم اور ہمارا تعاقب کیوں کر رہے تھے "... لیڈی بلیک نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا ۔

" آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میڈم ۔ ہم اپنے راستے پر آ رہے ہیں ۔ ہمیں بھلا آپ لوگوں کا تعاقب کرنے کی کیا ضرورت تھی "... نوجوان نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ہونہہ ۔ اگر تم ہمارا تعاقب نہیں کر رہے تھے تو پھر یہ اسلحہ لے کر کہاں جا رہے تھے تم ۔ بولو "... لیڈی بلیک نے کہا ۔

" یہ ہمارا اسلحہ ہے اور اس ملک میں اسلحہ رکھنے پر کوئی پابندی

نہیں ہے "... اس نوجوان نے کہا ۔ اس کا انداز بتا رہا تھا جیسے وہ ان سے ذرا بھی خوفزدہ نہ ہو ۔ اسی لمحے کیپٹن نوازش کے ذہن میں کوندا سا لپکا اور اسے یاد آ گیا کہ وہ نوجوان کون ہے ۔ وہ تیزی سے لیڈی بلیک کی طرف بڑھا اور اس نے لیڈی بلیک کے کان میں کچھ کہا تو وہ بری طرح سے چونک اٹھی ۔

" اوہ ۔ تو تم گرین ایجنسی سے تعلق رکھتے ہو اور تمہارا نام چیکوف ہے "... لیڈی بلیک نے کہا تو نوجوان بری طرح سے چونک پڑا ۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات پھیل گئے تھے وہ اس نوجوان کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا جس نے مادام کے کان میں کچھ کہا تھا ۔ اس طرف چونکہ اندھیرا تھا اس لئے اسے اس نوجوان کا چہرہ واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا ۔ وہ شاید یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اسے پہچاننے والا کون ہو سکتا ہے ۔

" لگتا ہے تمہارے ساتھی نے ہمیں پہچان لیا ہے ۔ اوہ ۔ کہیں یہ کیپٹن نوازش تو نہیں ہے ۔ بلگارنیہ کا ڈی ایجنٹ اور میجر پرمود کا ساتھی "... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" ہاں چیکوف ۔ میں کیپٹن نوازش ہی ہوں ۔ میرا اور میجر پرمود کا تم سے پہلے بھی کئی بار یہاں ٹکراؤ ہو چکا ہے ۔ میں تمہیں اچھی طرح پہچانتا ہوں "... کیپٹن نوازش نے اونچی آواز میں کہا ۔

" گڈ ۔ اگر تم مجھے پہچان گئے ہو تو خود کو اور اپنے ساتھیوں کو ہمارے حوالے کر دو کیپٹن ۔ یہ مت سمجھنا کہ ہم یہاں اکیلے ہیں ۔

تمہارے بارے میں ہمیں اطلاع مل چکی تھی۔ تمہاری اور میجر پرمود کی تلاش کے لئے گرین ایجنسی ایک بار پھر حرکت میں آچکی ہے۔ جب تم نے اس ویرانے کی طرف کار موڑی تھی تو میں نے اس کی ہیڈ کوارٹر میں اطلاع دے دی تھی۔ ہمارے ساتھی یہاں پہنچنے والے ہیں۔ وہ یہاں آگئے تو تم میں سے اس بار کوئی بھی زندہ نہیں بچ سکے گا"... اس نوجوان نے کہا جس کا نام چیکوف تھا۔

"یہ درست کہہ رہا ہے مادام۔ میں نے کار میں اسے ٹرانسمیٹر پر بات کرتے دیکھا تھا"... کیپٹن نوازش نے سرگوشی کے عالم میں لیڈی بلیک سے کہا۔

"اوہ۔ پھر ان سے چھٹکارہ پانا ضروری ہے"... لیڈی بلیک نے کہا۔

"یس مادام۔ آگے جا کر سڑک پہاڑیوں کی طرف سے مڑ کر بیلانگ کی طرف جاتی ہے۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہو گا۔ اگر ان کے ساتھی یہاں آگئے تو وہ ہر طرف سے ہمیں گھیر لیں گے"... کیپٹن نوازش نے اسی انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چیکوف کو زندہ رکھ کر باقی تین کو ختم کر دیتے ہیں"... لیڈی بلیک نے سر ہلا کر کہا۔

"لیکن مادام"... کیپٹن نوازش نے کچھ کہنا چاہا۔

"جو کہہ رہی ہوں وہ کرو"... لیڈی بلیک نے غرا کر کہا تو کیپٹن نوازش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دوسرے لمحے فضا مشین گنوں کی

مخصوص ریٹ ریٹ اور تین انسانوں کی دردناک چیخوں سے گونج اٹھی۔ لیڈی بلیک اور کیپٹن نوازش نے چیکوف کے علاوہ اس کے ساتھیوں پر اچانک فائرنگ کر دی تھی۔ فائرنگ اور اپنے ساتھیوں کی چیخوں کی آواز سن کر چیکوف نے بوکھلا کر ایک طرف چھلانگ لگا دی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا کیپٹن نوازش بھاگ کر اس کے سر پر پہنچ گیا اور اس نے مشین گن کی نال چیکوف کے سر سے لگا دی۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"... کیپٹن نوازش نے سرد لہجے میں کہا تو چیکوف خوفزدہ انداز میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اپنے تین ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر اس کے چہرے پر بے پناہ خوف ابھر آیا تھا۔

"لاٹوش۔ ان لاشوں کو اٹھا کر درختوں کے پیچھے ڈال دو"... لیڈی بلیک نے کہا تو لاٹوش نے اثبات میں سر ہلایا اور مشین گن کاندھے پر ڈالتا ہوا لاشوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک لاش کی ٹانگ پکڑی اور اسے سڑک پر گھسیٹتا ہوا درختوں کی طرف لے گیا۔ لیڈی بلیک اپنی کار کی طرف آئی اور اس نے کار سے کے جی بی تھری کے ہیڈ کوارٹر سے حاصل کئے ہوئے اسلحے کا بیگ نکالا اور اسے لے کر چیکوف کی کار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے بیگ چیکوف کی کار کی پچھلی سیٹ پر رکھ دیا اور پھر پلٹ کر واپس آگئی۔ کار میں آکر اس نے کار اسٹارک کی اور اسے گھما کر درختوں کے ذخیرے کی طرف لے گئی اور پھر کار کو وہاں چھوڑ کر وہ واپس آگئی۔ اس اثناء میں لاٹوش

تینوں لاشوں کو گھسیٹ کر درختوں کی طرف لے گیا تھا جبکہ کیپٹن نوازش نے چیکوف کو کور کر رکھا تھا جو حیرت سے آنکھیں پھیلائے ان کی کارروائی دیکھ رہا تھا۔

"لے آؤ اسے"... لیڈی بلیک نے کیپٹن نوازش سے کہا اور اس کی کار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"چلو"... کیپٹن نوازش نے چیکوف سے کہا۔

"اوہ۔ مگر"... چیکوف نے کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اپ۔ جلدی چلو ورنہ یہیں بھون دوں گا"... کیپٹن نوازش نے کہا تو چیکوف نے اپنی کار کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ اس نے چیکوف کو ڈرائیونگ سیٹ کی سائیڈ والی سیٹ پر بٹھایا اور خود گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔ لیڈی بلیک اور لاٹوش پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے تھے۔ کار کی چابی اگنیشن میں تھی اور کار پہلے سے ہی سٹارٹ تھی۔ کیپٹن نوازش نے گیئر لگا کر کار کو آگے بڑھایا اور سیدھا لیتا چلا گیا۔

"کیا بتایا گیا تھا تمہیں ہمارے بارے میں"... لیڈی بلیک نے پیچھے سے چیکوف کی گردن سے مشین گن لگاتے ہوئے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"تم لوگ کے جی بی تھری ہیڈ کوارٹر سے جو کاریں لے کر نکلے تھے ان میں ٹریکر لگے ہوئے تھے۔ چیف کنٹرول روم سے ان دونوں کاروں کو چیک کر رہا تھا۔ اس نے تمہاری کار کے بارے میں ہمیں

بتایا تھا کہ کار مارگلنگ روڈ کی طرف جا رہی ہے۔ اتفاق سے ہم بھی اسی سڑک پر تھے۔ کار کا مخصوص مونوگرام دیکھ کر ہم تمہارے پیچھے لگ گئے اور چیف کو اس بات سے آگاہ کر دیا۔ چیف نے ہماری مدد کے لئے اسکوارڈ بھیجنے کا کہہ کر ہمیں تمہاری کار کا مسلسل تعاقب کرنے کا حکم دیا تھا"... چیکوف نے انہیں اصل بات بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا کے جی بی تھری کی تمام کاروں میں ٹریکر لگے ہوئے ہیں"... لیڈی بلیک نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ یہاں تمام ایجنسیوں کی استعمال میں رہنے والی کاروں میں ٹریکر ہوتے ہیں تاکہ ان کی کارکردگی کو کسی بھی وقت چیک کیا جا سکے"... چیکوف نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا تمہاری کار میں بھی ٹریکر ہے"... لاٹوش نے چونک کر کہا۔

"یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے"... چیکوف نے دھیرے سے ہنس کر کہا جیسے وہ لاٹوش کی نادانستگی کا مذاق اڑا رہا ہو۔ کیپٹن نوازش نے کار کی رفتار بڑھا دی تھی۔ کار نہایت برق رفتاری سے دوڑتی ہوئی درختوں کے ذخیرے والے حصے سے نکل آئی تھی اور کچھ آگے جا کر اچانک پہاڑی سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ دونوں طرف اونچے اونچے ٹیلے تھے جن کے درمیان سڑک زگ زیگ انداز میں جاتی دکھائی دے رہی تھی جبکہ اور آگے ایک طرف پہاڑی ٹیلے اور دوسری

طرف گہری کھائیاں تھیں ۔ کیپٹن نوازش نہایت خطرناک رفتار سے ان ٹیڑھے میڑھے راستوں پر تیزی سے کار دوڑا رہا تھا ۔ ہر موڑ پر اس کی کار کے ٹائر بری طرح سے چیخ اٹھتے تھے اور کار سڑک پر گھسٹتی ہوئی دائیں طرف ہو جاتی کبھی بائیں طرف ۔ اگر کیپٹن نوازش ذرا سی بھی بے احتیاطی کرتا تو اس کی کار یا تو کسی پہاڑی سے ٹکرا جاتی یا پھر گھومتی ہوئی کسی گہری کھائی میں جا گرتی مگر کیپٹن نوازش نہایت مہارت سے کار ڈرائیو کر رہا تھا ۔

وہ ابھی پہاڑی راستے سے کچھ آگے گئے ہوں گے کہ اچانک انہیں ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی ۔ اس سے پہلے کہ وہ چونکتے ایک پہاڑی کے عقب سے اچانک ایک ہیلی کاپٹر نکل کر ان کے سروں پر آگیا اور پھر اچانک ان کی کار کے ارد گرد خوفناک دھماکے ہونا شروع ہو گئے ۔ ہیلی کاپٹر سے ان پر بم برسائے جا رہے تھے ۔ کیپٹن نوازش نے کار کو ان بموں سے بچانے کے لئے دائیں بائیں لہرانا شروع کر دیا مگر پھر اچانک اس کی کار کے سامنے سڑک پر ایک بم آ کر گرا ۔ کیپٹن نوازش نے اس بم سے بچنے کے لئے تیزی سے اسٹیئرنگ دائیں طرف موڑ دیا ۔ کار نے یکلخت زمین چھوڑ دی اور وہ ہوا میں اٹھ کر بری طرح سے قلابازی کھاتی ہوئی ایک کھائی میں گرتی چلی گئی ۔ کار میں سوار لیڈی بلیک اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی تیزی سے گھومنے والے جھولے پر سوار ہوں اور پھر ان کی کار ایک زور دار دھماکے سے نیچے جا گری ۔

کراسٹی کے منہ سے ایک کراہ سی نکلی اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں ۔ اس کے ذہن میں دھند سی چھائی ہوئی تھی ۔ آنکھیں کھولنے کے باوجود اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ دھند کے غبار میں لپٹی ہوئی ہو ۔ اسے اپنا جسم اکڑا ہوا اور سختی سے بندھا ہوا معلوم ہو رہا تھا ۔ اس نے اپنے ذہن میں چھائے ہوئے غبار کو دور کرنے کی کوشش کی مگر اس کے جسم کو ہلکے ہلکے جھٹکے لگ رہے تھے ۔ وہ بار بار آنکھیں جھپک رہی تھی اور پھر اچانک اسے اپنے دماغ سے دھند کا غبار چھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا اور ساتھ ہی کراسٹی کی قوت سماعت بھی جیسے جاگ اٹھی ۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے بہت دور سے کوئی اس کا نام لے کر اسے پکار رہا ہو ۔

" کراسٹی ۔ ہوش میں آؤ کراسٹی " ... کراسٹی نے اپنی توجہ اس آواز کی طرف مبذول کی مگر آواز اسے دور کسی گہرے کنوئیں سے آتی ہوئی

معلوم ہو رہی تھی۔

" کراسٹی ۔ پلیز آنکھیں کھولو ۔ میں تمہارا بھائی سی کاک ہوں۔ میری طرف دیکھو کراسٹی"... آواز نے کہا اور سی کاک کا نام سن کر اچانک کراسٹی کے دماغ میں ایک دھماکہ سا ہوا۔ اس دھماکے کے ساتھ ہی کراسٹی کے ذہن میں برق سی کوندی اور پھر اسے اپنے دماغ کی بند رگوں میں جیسے خون سا دوڑتا ہوا معلوم ہونے لگا۔ دوسرے لمحے اس کے دماغ کے ساتھ ساتھ اس کی آنکھوں کے سامنے سے بھی دھند کے بادل چھٹتے ہوئے محسوس ہونے لگے اور اس نے خود پر ایک سائے کو جھکے دیکھا۔

" پلیز کراسٹی مجھے پہچانو ۔ میں سی کاک ہوں ۔ تمہارا بھائی"... اس بار سی کاک کی آواز واضح سنائی دی تھی اور پھر یکلخت کراسٹی کی آنکھوں کے سامنے منظر صاف ہو گیا۔ اس پر واقعی اس کا بھائی سی کاک جھکا ہوا تھا۔

" کراسٹی نے دیکھا وہ کسی اعلیٰ ہسپتال کے جدید کمرے میں موجود تھی ۔ وہ ایک آرام دہ بیڈ پر پڑی تھی اور اس کے ارد گرد آپریٹس مشینیں موجود تھیں جن سے تاریں نکل کر اس کے جسم کے مختلف حصوں میں پٹیوں کے ساتھ چپکی ہوئی تھیں ۔ دائیں طرف ایک اسٹینڈ تھا جس پر گلوکوز کی بوتل چڑھی ہوئی تھی اور اس کی نال اس کے بازو میں جاتی دکھائی دے رہی تھی ۔ سی کاک کے ارد گرد دو ڈاکٹر اور دو نرسیں موجود تھیں جو اس طرف ہی متوجہ تھے اور ان

سب کے چہروں پر امید کی کرن دکھائی دے رہی تھی جیسے انہیں کراسٹی کو ہوش میں آتے دیکھ کر مسرت ہو رہی ہو ۔ کراسٹی کا جسم بیڈ سے بیلٹس کے ساتھ بندھا ہوا تھا اور اسے اپنا پورا جسم پٹیوں میں لپٹا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

" کراسٹی پلیز مجھے پہچانو ۔ میں ۔ میں"... سی کاک نے کراسٹی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جیسے اس کے ذہن کو جھنجھوڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" سی ۔ کاک ۔ مم ۔ میں ۔ میں"... یکلخت کراسٹی کے ہونٹ ہلے اور اس کے منہ سے نحیف سی آواز نکلی تو نہ صرف سی کاک بلکہ اس کے قریب موجود ڈاکٹر اور نرسیں بھی چونک پڑیں۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ ڈاکٹر ۔ آپ نے دیکھا کراسٹی نے میرا نام لیا ہے ۔ اس نے مجھے پہچان لیا ہے ڈاکٹر ۔ میری بہن کا ذہن جاگ اٹھا ہے"... سی کاک نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ ہاں ۔ ہم نے سنا ہے"... ایک ڈاکٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اس کا ذہن جاگ اٹھا ہے ڈاکٹر ۔ تم نے تو کہا تھا کہ اس کا دماغ ڈیمج ہو گیا ہے ۔ یہ کبھی ہوش میں نہیں آئے گی اور اگر ہوش میں آ گئی تو یہ قوما میں چلی جائے گی اور پھر کبھی ٹھیک نہیں ہو گی ۔ مگر دیکھ لو میری بہن کو ہوش بھی آ گیا ہے اور اس نے مجھے پہچان بھی لیا ہے"... سی کاک نے جذباتی لہجے میں کہا ۔ اس کی آنکھوں میں خوشی

کے آنسو تیر رہے تھے ۔ سی کاک کو اس قدر جذباتی اور اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر کراسٹی کو اپنے دل کی گہرائیوں میں سکون اور مسرت کی لہریں سی دوڑتی ہوئی معلوم ہو رہی تھیں ۔ اسے اس بات کی خوشی ہو رہی تھی کہ اس کا بھائی اس سے کس قدر محبت کرتا ہے۔

" یہ سب مادام کی قوت مدافعت اور آپ کی دعاؤں کا اثر ہے مسٹر سی کاک ۔ آپ جس بری حالت میں مادام کو یہاں لائے تھے اور ہم نے انہیں آپریٹ کیا تھا تو ہم ان کی حالت دیکھ کر مایوس ہو گئے تھے تمام میڈیکل رپورٹس اسی طرف اشارہ کر رہی تھیں کہ مادام کے سر میں لگنے والی گہری چوٹ ان کے لئے انتہائی خطرناک ہے جس کی وجہ سے ان کا دماغ مکمل طور پر مفلوج ہو گیا ہے اور یہ کبھی ٹھیک نہیں ہوں گی مگر جس طرح اب مادام کو ہوش آیا ہے اور انہوں نے آپ کو پہچان لیا ہے ۔ اسے قدرت کا کرشمہ ہی کہیں گے ورنہ میڈیکل سائنس کی دنیا میں ایسے مریضوں کو ہم نے کبھی بچتے نہیں دیکھا"... ڈاکٹر نے برملا اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ واقعی یہ قدرت کا کرشمہ ہے ۔ تھینک گاڈ ۔ تھینک گاڈ ۔ مجھے تو ایسا لگ رہا تھا کہ میں اپنی بہن کو کھو چکا ہوں ۔ مگر ۔ اوہ ۔ اوہ میں گاڈ کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہو گا ۔ بے حد کم "... سی کاک نے ہاتھ جوڑ کر اوپر دیکھتے ہوئے کہا۔

" سی کاک ۔ میرے بھائی "... کراسٹی نے کہا تو سی کاک فوراً اس پر جھک گیا۔

" بولو ۔ میری بہن بولو ۔ تمہاری آواز سن کر میرے جسم میں سرشاری کی لہریں دوڑ گئی ہیں ۔ تم نہیں جانتیں تمہیں ہوش میں آتے دیکھ کر مجھے کس قدر خوشی ہوئی ہے "... سی کاک نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے کہا اور اس کے سرہانے بیٹھ گیا اور نہایت محبت بھرے انداز میں اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا۔

" میں جانتی ہوں سی کاک ۔ میرے بھائی ۔ تم مجھ سے کتنی محبت کرتے ہو "... کراسٹی نے کہا۔

" اب تم کیسا محسوس کر رہی ہو "... سی کاک نے پوچھا۔

" ٹھیک ہوں ۔ سر میں ہلکا سا درد ہے مگر اب بہتر ہے "... کراسٹی نے کہا۔

" گڈ ۔ ڈاکٹر کیا آپ چیک کر کے بتائیں گے کہ میری بہن کب تک نارمل ہو جائے گی "... سی کاک نے اٹھ کر ڈاکٹروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہم ابھی چیک کر لیتے ہیں "... ڈاکٹروں نے کہا اور پھر وہ نرسوں کو ہدایات دیتے ہوئے کراسٹی کا چیک اپ کرنے لگے ۔ دس منٹ تک انہوں نے کراسٹی کا مکمل چیک اپ کیا اور پیچھے ہٹ آئے ۔

" مادام اب پوری طرح نارمل ہیں ۔ ان کے جسم پر جو زخم ہیں انہیں ٹھیک ہونے میں وقت لگے گا اور سر پر لگنے والی چوٹ بھی چند روز میں بھر جائے گی "... ڈاکٹروں نے سی کاک کو بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ تھینک گاڈ ۔ میں تم لوگوں کا بھی مشکور ہوں ڈاکٹر جو تم نے میری بہن کی ٹریٹمنٹ کی اور اسے قابل صحت بنا دیا ہے"... سی کاک نے کہا اور وہ ڈاکٹروں سے ہاتھ ملانے لگا۔

" سی کاک ۔ میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں "... کراسٹی نے سی کاک سے مخاطب ہو کر کہا تو کراسٹی نے ڈاکٹروں کی طرف دیکھا تو ڈاکٹروں نے مسکرا کر سر ہلا دیئے اور نرسوں سمیت وہاں سے نکلتے چلے گئے ۔

" اپنے دماغ پر زیادہ زور مت دینا کراسٹی ۔ میں جانتا ہوں تم مجھ سے کیا بات کرنا چاہتی ہو"... سی کاک نے دوبارہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔

" جانتے ہو تو بتاؤ ۔ تم کہاں تھے ۔ میرے ساتھ کیا ہوا ہے اور میں یہاں کیسے پہنچ گئی"... کراسٹی نے کہا۔

" چند روز پہلے روٹین کے تحت میرے پاس دو کلائنٹ آئے تھے ۔ وہ میرے ساتھ ایک خاص ڈیل کرنا چاہتے تھے ۔ انہوں نے مجھ سے ایک بگ ڈیل کی بات کی اور حوالے کے طور پر ایک ایسے شخص کا نام لیا جس کی وجہ سے میں ان سے ملنے کے لئے مجبور ہو گیا۔

بہر حال میں نے ان سے ملاقات الگ اور خفیہ مقام پر کرنے کا فیصلہ کیا ۔ میں نے انہیں بیچ پر موجود اپنے ایک خاص ہٹ پر بلا لیا اور میں اپنے چند ساتھیوں کو لے کر وہاں پہنچ گیا ۔ وہ دونوں وہاں پہنچے تو میرے ساتھیوں نے ان کی بھرپور تلاشی لی مگر وہ اپنے ساتھ

کسی قسم کا کوئی اسلحہ نہیں لائے تھے اور میں مطمئن ہو گیا تھا ۔ پھر میں انہیں اپنے خاص کمرے میں لے گیا ۔ انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ وہ میرے ساتھ جو بگ ڈیل کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے وہ ایسا ماحول چاہتے ہیں کہ ہم تینوں کے علاوہ کسی اور کو اس کے بارے میں پتہ نہ چل سکے اور نہ کوئی ہماری باتیں سن سکے اس لئے ان کی تسلی کے لئے میں نے کمرے کو ساؤنڈ پروف بنا دیا ۔ جیسے ہی میں نے کمرے کو ساؤنڈ پروف کیا انہوں نے اچانک اور نہایت خوفناک انداز میں مجھ پر حملہ کر دیا ۔ میں چونکہ ان کی طرف سے مطمئن ہو چکا تھا اس لئے میرے ذہن میں یہ خیال تک نہ تھا کہ وہ مجھ پر اس طرح حملہ کر سکتے ہیں ۔ وہ مارشل آرٹس کے ماہر معلوم ہوتے تھے اور پھر انہوں نے جس طرح اچانک مجھ پر حملہ کیا اس سے میں مار کھا گیا اور انہوں نے مجھے بے ہوش کر دیا۔

وہ دونوں وہاں اکیلے نہیں آئے تھے ۔ انہوں نے ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کی اور پھر ایک پورے گروپ نے اس ہٹ پر حملہ کر دیا اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور پھر وہ مجھے وہاں سے اٹھا کر لے گئے ۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک غار میں قید تھا ۔ غار میں نہ روشنی تھی اور نہ ہی میرے سوا وہاں کوئی موجود تھا ۔ البتہ وہاں مجھے خشک کھانوں کے بند ڈبے اور پانی کا ایک کین مل گیا جو شاید انہوں نے وہاں میرے لئے ہی رکھا تھا ۔ میں حیران تھا کہ وہ دونوں کون تھے اور ان کا مجھے اس طرح اغوا کرنے کا مقصد کیا تھا ۔ انہوں

نے جس طرح کے مجھے حوالے دیئے تھے ان سے میں توقع بھی نہیں کر سکتا تھا کہ وہ میرے پاس غلط لوگوں کو بھی بھیج سکتے ہیں۔ پھر سب سے اہم سوال میرے لئے یہ تھا کہ وہ لوگ اغوا کر کے مجھے یہاں لائے ہیں اور انہوں نے مجھے اس طرح غار میں بند کیوں کر رکھا ہے جس طرح انہوں نے وہاں میرے لئے کھانے پینے کا بندوبست کر رکھا تھا۔ اس سے مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ لوگ مجھے وہاں اکیلا چھوڑ گئے ہیں۔

مجھے وہاں تیز پانی کے شور کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ آوازیں ایسی تھیں جیسے سمندر کی لہریں اچھل اچھل کر چٹانوں سے ٹکراتی ہیں جس سے میں نے اندازہ لگایا کہ مجھے یقیناً کسی ٹاپو میں پہنچا دیا گیا ہے اور میں اس ٹاپو میں ہی کہیں قید کیا گیا ہوں۔ غار کے دہانے پر ایک بڑا اور بھاری پتھر تھا جس کو خاص طور پر غار کا منہ بند کرنے کے لئے وہاں رکھا گیا تھا۔ میں نے اس پتھر کو وہاں سے ہٹانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی مگر کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے چیخ چیخ کر آوازیں دیں کہ شاید کوئی میری آواز سن لے اور میری مدد کر سکے مگر وہاں شاید کوئی تھا ہی نہیں جو میری مدد کو آتا۔ جب مجھے ہوش آیا تو اس وقت رات کا وقت تھا اور جب صبح ہوئی تو جس راستے کو بند کیا گیا تھا تو وہاں موجود رخنوں سے اندر روشنی آنے لگی تھی۔ میں نے ان رخنوں سے باہر جھانکا تو مجھے یقین ہو گیا کہ اغوا کنندگان نے مجھے واقعی ایک ویران ٹاپو پر پہنچا دیا ہے۔ جس

غار میں، میں قید تھا وہ خاصی بلندی پر تھا جس کی وجہ سے مجھے سامنے وسیع و عریض سمندر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ میں نے ان رخنوں کے قریب منہ کر کے ایک بار پھر مدد کے لئے چیخنا شروع کر دیا مگر جب کوئی وہاں موجود ہی نہیں تھا تو بھلا میری آواز کون سنتا۔

غار چٹانی پتھروں پر مشتمل تھا اور میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ میں ان چٹانوں کو توڑ کر باہر نکل جاتا۔ انہوں نے میری جیبوں سے ہر چیز نکال لی تھی۔ یہاں تک کہ میرے پیروں میں جوتے تک موجود نہیں تھے۔ پھر مجھے غار کے ایک حصے میں چند پتھر دکھائی دیئے تو میں نے ایک بھاری پتھر اٹھایا اور اس سے بڑے پتھر کے قریب رخنوں کے کناروں پر مارنے لگا۔ پتھر بھر بھرے سے تھے۔ چند ہی لمحوں میں انہوں نے ٹوٹنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر میری ہمت بندھ گئی۔ میں نے اور زور زور سے ان رخنوں پر پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ اس سے میرے ہاتھ زخمی ہو رہے تھے مگر میں اس غار سے چونکہ ہر قیمت پر نکلنا چاہتا تھا اس لئے میں رکے بغیر پتھر مارتا رہا۔ وہاں اچھا خاصا سوراخ بن گیا تھا۔ میں نے اس سوراخ سے سر باہر نکال کر دیکھا تو مجھے ٹاپو واقعی ویران دکھائی دیا۔ سوراخ اتنا بڑا نہیں تھا کہ میں سمٹ سمٹا کر وہاں سے نکل جاتا۔ میں نے سر اندر کیا اور پھر کچھ دیر آرام کرنے کے بعد میں نے پتھر اٹھا کر دوبارہ اسے مار کر سوراخ کو بڑا کرنا شروع کر دیا۔ آخر میری کئی گھنٹوں کی محنت رنگ لائی اور میں اس سوراخ سے باہر آنے میں کامیاب ہو گیا۔ باہر آ کر

جب میں نے دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں کاسٹونگ ٹاپو پر ہوں اور یہ ٹاپو ایکریمیا سے کم از کم سو میل کی دوری پر تھا۔ وہ غیر آباد اور ایسا سنگلاخ ٹاپو تھا جس پر بمشکل ہی کوئی آتا تھا۔

میں حیران تھا کہ آخر ان لوگوں کو مجھے اس ٹاپو پر پہنچانے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر ان کا مقصد مجھے ہلاک کرنا ہوتا تو وہ مجھے بے ہوش کر کے وہیں ہلاک کر سکتے تھے۔ ایکریمیا سے اتنی دور لا کر ایک غار میں بند کرنا اور میرے لئے کھانے پینے کا بندوبست کرنا اس بات کو ظاہر کر رہا تھا کہ وہ مجھے زندہ رکھنا چاہتے تھے۔ میرے لئے یہی بہت تھا کہ میں زندہ تھا۔ اس ٹاپو سے نکلنا میرے لئے مشکل ضرور تھا مگر ناممکن نہیں۔ انہوں نے اپنی طرف سے مجھے ہر طرح سے بے سروسامان کر دیا تھا مگر انہوں نے میری بیلٹ کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ میں نے ڈبل بیلٹ باندھ رکھی تھی۔ اس بیلٹ میں، میں نے احتیاطاً ایک پتی نما ٹرانسمیٹر چھپا رکھا تھا جس کی مجھے کبھی ضرورت پڑ سکتی تھی۔

بہر حال میں نے بیلٹ سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے ایڈجسٹ کرنے لگا۔ ٹرانسمیٹر لانگ رینج تھا۔ میں نے فوراً ہیڈ کوارٹر بات کی اور نمبر ٹو کلاسنگ سے بات کی اور اسے بتایا کہ میں کہاں ہوں۔ کلاسنگ نے فوری طور پر کارروائی کرتے ہوئے اس ٹاپو پر میرے لئے ہیلی کاپٹر بھیج دیا۔ میں نے اس سے خاص طور پر میک اپ کا سامان منگوایا تھا۔ وہ میک اپ کے سامان کے ساتھ میرے لئے نئے لباس

بھی لے آیا تھا۔ میں اب اپنے اصل حلیئے میں ایکریمیا نہیں جانا چاہتا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ میں اس وقت تک کسی کے سامنے نہیں آؤں گا جب تک کہ مجھے معلوم نہیں ہو جاتا کہ مجھے اغوا کرنے والے کون تھے اور انہوں نے جن افراد کے مجھے حوالے دیئے تھے ان کا اس معاملے میں کیا تعلق تھا۔ میں نے ایکریمیا پہنچ کر خاموشی سے انکوائری شروع کر دی۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ اس معاملے میں ان کے ہاتھ بالکل صاف تھے۔ اغوا کرنے والوں نے صرف ان کے نام استعمال کئے تھے۔ انہوں نے میرے بارے میں چند معلومات مہیا کرنے والی ایجنسیوں سے انفارمیشن لی تھی۔

میں نے ان دو افراد کی تلاش میں زمین آسمان ایک کر دیئے مگر ان کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہو رہا تھا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ جس رہائشی پلازہ میں تمہارا فلیٹ ہے اس پلازہ کو بم سے تباہ کر دیا گیا ہے۔ یہ خبر مجھ پر بجلی بن کر گری۔ میں فوراً مین سپاٹ پر پہنچ گیا۔ پلازہ کا ایک بڑا حصہ تباہ ہو گیا تھا جس سے بے شمار فلیٹس تباہ ہو گئے تھے۔ اس بلاسٹنگ میں بے شمار افراد ہلاک و زخمی ہوئے تھے اور حکومت ملبہ ہٹا کر نہایت تیزی سے لاشوں اور زخمیوں کو نکال رہی تھی۔ پھر زخمیوں میں انہیں تم بھی مل گئیں۔ تمہارے بارے میں، میں نے انکوائری کی تو مجھے معلوم ہوا کہ تم ایک سرکاری ہسپتال میں پہنچائی گئی ہو۔ میں اپنے سورسز سے تمہیں اس سرکاری ہسپتال سے نکال کر یہاں لے آیا۔ ڈاکٹروں کے کہنے کے مطابق

تمہارے جسم پر معمولی نوعیت کی چوٹیں تھیں ۔ ملبہ تمہارے اوپر نہیں تھا ۔ ڈاکٹر تمہیں ہوش میں لانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے ، پھر وہ بھی ناامید ہو گئے اور پھر آج تم معجزانہ طور پر ہوش میں آ گئیں ۔ تمہیں ہوش میں دیکھ کر مجھے کس قدر خوشی ہوئی ہے اس کا تم اندازہ بھی نہیں کر سکتی"... یہ سب بتا کر سی کاک خاموش ہو گیا۔

" ہاں ۔ مجھے یاد ہے ۔ جب بلاسٹ ہوا تھا تو میں نے ایک دیوار کی طرف چھلانگ لگا دی تھی اور دیوار پوری طرح سے میری طرف جھک آئی تھی ۔ اس دیوار سے میرا سر ٹکرایا تھا جس کے بعد مجھے کچھ ہوش نہیں رہا تھا"... کراسٹی نے ان لمحات کو یاد کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ مگر ہوا کیا تھا"... سی کاک نے پوچھا تو کراسٹی نے اسے ریڈ مون ایجنسی کے بارے میں تفصیل بتانی شروع کر دی۔

" مجھے ان کی ہر بات جھوٹ پر مبنی معلوم ہو رہی تھی ۔ تمہارا اغوا ہونا اور تمہیں اسرائیل لے جانا، اس کے بعد تمہارے ہر خفیہ اڈے پر ان کا کنٹرول ہونا یہ سب ناممکنات میں سے تھا اور پھر انہوں نے مجھے سلور پاور کی جو کہانی سنائی تھی اس میں بھی بے پناہ جھول تھا۔ اسرائیلی ایجنٹوں کا چارٹرڈ طیارے کو ڈائریکٹ اسرائیل کی طرف لے جانے کی بجائے اوٹان کی طرف جانا اور پھر وہاں ان کے طیارے کا کریش ہونا، اس کے علاوہ جس بریف کیس میں انہوں نے سلور سٹونز رکھے تھے ان پر بھی ان کی پوری نگاہ تھی ۔ پھر بھلا وہ آسانی سے

سلور سٹونز کو اوٹان گورنمنٹ کے ہاتھ کیسے لگنے دے سکتے تھے ۔ اوٹان میں اسرائیل کا ایک بڑا نیٹ ورک ہے جس کے ذریعے وہ اوٹان سے سلور سٹونز آسانی سے حاصل کر سکتے تھے لیکن ان سلور سٹونز کو ساک لینڈ والوں نے اڑا لیا۔ ساک لینڈ والوں کو بھلا سلور پاور میں کیا دلچسپی ہو سکتی تھی ۔ ساک لینڈ میں ایٹمی ٹیکنالوجی پر روسیاہ کی مدد سے تیزی سے کام کیا جا رہا ہے ۔ ابھی ایٹمی ٹیکنالوجی جس پروسس میں ہے اسے مکمل کرنے کے لئے انہیں کئی سال درکار ہیں ۔ ایٹمی ٹیکنالوجی کے جب تک تمام مرحلے پورے نہ کر لئے جائیں اس وقت تک سلور پاور کو استعمال ہی نہیں کیا جا سکتا ۔ میں نے چند سائنسی رسالوں میں سلور پاور کے متعلق پڑھ رکھا ہے۔

سلور پاور ایک خاص عرصے تک محفوظ رکھا جا سکتا ہے ۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس کے اثرات میں بھی کمی واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے اور اگر اسے اس مخصوص وقت میں ایٹمی ٹیکنالوجی کے استعمال میں نہ لایا جائے تو اس کی افادیت مکمل طور پر ختم ہو جاتی ہے ۔ ساک لینڈ والوں کے پاس اگر واقعی سلور پاور پہنچ چکا ہے تو جب تک وہ ایٹمی ٹیکنالوجی کے میدان میں کامیاب ہوں گے اس وقت تک سلور پاور کی کارکردگی بالکل ختم ہو چکی ہو گی ۔ اس کے علاوہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ساک لینڈ کا اسرائیل سے خفیہ گٹھ جوڑ ہے ۔ اسرائیل کے بے شمار ایجنٹ روسیاہ سے الگ ہونے والے ممالک خاص طور پر چیچنیا میں موجود ہیں ۔ اگر وہ چاہیں تو آسانی سے ساک

لینڈ سے سلور پاور حاصل کر سکتے ہیں۔ پھر میری سمجھ میں یہ نہیں آرہا تھا کہ ساک لینڈ سے سلور پاور کے حصول کے لئے ریڈ مون ایجنسی اور اسرائیلی پرائم منسٹر نے میرا ہی انتخاب کیوں کیا تھا اور پھر جب میں نے اسرائیلی پرائم منسٹر سے ریڈ مون ایجنسی کے چیف بارٹر کے لب و لہجے میں بات کی تو میں حیران رہ گئی۔

جب میں اسرائیلی پرائم منسٹر سے بارٹر کے لہجے میں بات کر رہی تھی تب اچانک پرائم منسٹر کو وائس چیکر کمپیوٹر نے بتا دیا تھا کہ اس سے بات کرنے والا بارٹر نہیں کوئی اور ہے اور اس نے فوراً رابطہ ختم کر دیا اور پھر میں نے اچانک ٹرانسمیٹر میں وائبریشن محسوس کی اور اس پر ایک سرخ بلب جلنے لگا۔ میری چھٹی حس نے مجھے خبردار کیا تھا کہ جیسے ٹرانسمیٹر پھٹنے والا ہے۔ میں نے اسے فوراً پھینک دیا تھا۔ پھر وہی ہوا۔ جیسے ہی ٹرانسمیٹر فرش پر گرا وہ ایک دھماکے سے پھٹ گیا۔

" اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ پرائم منسٹر نے شاید بارٹر کی جگہ کسی اور کی آواز معلوم کرتے ہی ٹرانسمیٹر میں موجود مائیکرو بم کو آپریٹ کر دیا ہو گا"... سی کاک نے کہا۔

" ہاں۔ ایسا ہی لگتا ہے"... کراسٹی نے سر ہلا کر کہا۔

" اوہ۔ وہ بارٹر اور اس کے ساتھی"... سی کاک نے پوچھا۔

" اس کو میں نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ البتہ بارٹر زندہ تھا۔ میں نے اس کی ٹانگوں اور کندھوں میں گولیاں ماری تھیں مگر

اس خوفناک دھماکے میں اس کا بچ نکلنا ناممکن ہی ہو گا"... کراسٹی نے کہا۔

" اس کا حلیہ کیا تھا"... سی کاک نے پوچھا تو کراسٹی نے اسے بارٹر کا حلیہ بتا دیا۔

" اوہ۔ اوہ۔ اس حلیئے کے آدمی کو تو میں نے ایک سرکاری ہسپتال میں دیکھا تھا۔ وہ شدید زخمی تھا۔ ایک منٹ۔ مجھے یاد کرنے دو۔ اوہ۔ اوہ۔ مجھے یاد آگیا۔ اس کا قد کاٹھ بالکل اس جیسا تھا جنہوں نے مجھے اغوا کیا تھا۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے وہ بارٹر ہی تھا جو مجھے اپنے ایک آدمی کے ساتھ اغوا کرنے آیا تھا۔ مجھے ٹاپو میں قید کر کے وہ میک اپ میں تمہارے پاس پہنچ گیا۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ یہ ساری گیم یقیناً اسی بارٹر کی ہی ہے"... سی کاک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اگر وہ زندہ ہے تو اس کے بارے میں معلوم کرو سی کاک. وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اگر وہ ہمارے ہاتھ لگ جائے تو ہم اس سے بہت کچھ اگلوا سکتے ہیں۔ پاکیشیا کے خلاف اسرائیل کی جو بھی سازش ہے اسے ضرور معلوم ہو گا"... کراسٹی نے کہا۔

" اوکے۔ میں معلوم کراتا ہوں۔ اگر وہ اسی ہسپتال میں ہوا تو اسے وہاں سے اٹھوا لوں گا لیکن اگر وہ وہاں سے نکل گیا تو پھر"... سی کاک نے کہا۔

" نکل کر وہ جائے گا کہاں۔ تمہارا نیٹ ورک اسرائیل میں بھی

کام کر رہا ہے ۔ان کو متحرک کرو ۔ان سے ریڈ مون ایجنسی اور بارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرو اور بارٹر کو یہاں لاؤ ۔ میرا اس سے ملنا بے حد ضروری ہے"... کراسٹی نے کہا۔

" اوہ ۔ ٹھیک ہے ۔میں کوشش کرتا ہوں"... سی کاک نے کہا۔

" کوشش نہیں ۔ تمہیں ہر حال میں یہ کام کرنا ہے ۔ ہر حال میں سمجھے "... کراسٹی نے تیز لہجے میں کہا۔

" اوکے ۔ اوکے ۔ تم گھبراؤ نہیں ۔ میرے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔ اگر بارٹر اسرائیل بھی پہنچ چکا ہے تو میں اسے وہاں سے بھی اٹھا لاؤں گا ۔ اس نے میرے ساتھ بھی دھوکہ کیا تھا ۔ مجھے اس سے اس دھوکے کا حساب لینا ہے ۔سی کاک سب کچھ معاف کر سکتا ہے مگر جو انسان سی کاک کے ساتھ دھوکہ کرے سی کاک اسے کسی بھی صورت میں نہیں بخشتا ۔ اگر وہ مجھے اسی سرکاری ہسپتال میں مل گیا تو ٹھیک ورنہ میں ماہر آرٹسٹ کو بلا کر اس کا اسکیچ بنوا لوں گا اور اسے اسرائیل میں موجود اپنے ساتھیوں تک پہنچا دوں گا ۔ بارٹر کسی بھی میک اپ میں کیوں نہ ہو میرے آدمی اسے ڈھونڈ نکالیں گے"... سی کاک نے کہا۔

" ایسا ہی ہونا چاہئے "... کراسٹی نے کہا۔

" تم فکر نہ کرو ۔ایسا ہی ہو گا"... سی کاک نے کہا۔

" اوکے ۔ تمہیں ایک کام اور بھی کرنا ہے "... کراسٹی نے کہا۔

" وہ کیا "... سی کاک نے پوچھا۔

" سلور پاور کو چونکہ بلگارنیہ اور پاکیشیا کی مشترکہ ملکیت ظاہر کیا گیا ہے اس لئے ہو سکتا ہے اس کے حصول کے لئے وہاں بلگارنیہ کے ایجنٹ پہنچ گئے ہوں ۔ اسی طرح عمران بھی اپنی ٹیم کے ساتھ وہاں پہنچ گیا ہو ۔ تم ساک لینڈ سے معلوم کرو کہ وہاں کے حالات کیا ہیں"... کراسٹی نے کہا۔

" اوکے ۔میں یہ کام بھی کر لوں گا ۔اور کچھ "... سی کاک نے کہا۔

" تم ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر مجھے لا دو ۔ میں اپنے طور پر بھی معلومات حاصل کرتی ہوں ۔ ساک لینڈ کے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف مارشل ہاسٹو سے میرے قریبی تعلقات تھے ۔میں اس سے بات کرتی ہوں اور انہیں بھی انفارم کر دیتی ہوں کہ سلور پاور کی شکل میں اس کے پاس کیا پہنچ گیا ہے اور اگر عمران وہاں پہنچ گیا ہے تو اس سے مجھے اس بارے میں بھی صحیح طور پر پتہ چل جائے گا"... کراسٹی نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔میں ایک گھنٹے تک تمہیں لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر کال کرتا ہوں"... سی کاک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" تھینک یو "... کراسٹی نے کہا تو سی کاک نے مسکرا کر سر ہلایا اور اسے بے فکر رہنے کی تلقین کرتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا اور کراسٹی نے ایک طویل سانس لے کر ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔

عمران کے ذہن میں یکلخت روشنی کا نقطہ سا چمکا اور تیزی سے پھیلتا چلا گیا اور پھر اچانک عمران کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس نے آنکھیں کھول دیں ۔ ہوش میں آتے ہی اپنی قوت مدافعت کے باعث اس کا ذہن فوراً لاشعور سے شعور میں آگیا تھا۔ جیسے ہی اس کا شعور جاگا اس نے اپنے آپ کو ایک فولادی کرسی پر یوں چپکا پایا جیسے لوہا مقناطیس سے چپکا ہوا ہوتا ہے ۔ اس نے گردن گھمائی اور بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ نہ صرف اس کے تمام ساتھی ایک قطار میں اسی طرح کرسیوں پر چپکے ہوئے نظر آرہے تھے بلکہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی بھی وہاں موجود تھے ۔ ان سب کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔

عمران کو یاد تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مارشل ہاسٹو کی رہائش گاہ میں گیا تھا تاکہ مارشل ہاسٹو سے سلور پاور کے بارے میں

معلومات حاصل کر سکے ۔ وہاں اس سے پہلے ہی میجر پرمود اپنے ایک ساتھی کے ساتھ موجود تھا۔ کیپٹن شکیل کو اندر بھیج کر عمران نے رہائش گاہ کا مین سوئچ آف کرا دیا تھا جس سے ساری کوٹھی اندھیرے میں ڈوب گئی تھی اور اس تاریکی میں عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر کوٹھی کے اندر پہنچ گیا تھا۔ اندھیرے میں اچانک نادانستگی میں میجر پرمود نے اس پر حملہ کر دیا تھا جس کا عمران نے بھرپور مقابلہ کیا تھا اور پھر اندھیرے میں جب ان دونوں کے منہ سے آوازیں نکلیں تو وہ فوراً ایک دوسرے کو پہچان گئے تھے۔

میجر پرمود کو بھی مارشل ہاسٹو کی ٹپ ملی تھی جس کے لئے وہ کے جی بی تھری کے کرنل سکارنو کے ساتھ وہاں آگیا تھا لیکن اندھیرا ہونے اور ان کی لڑائی کا فائدہ اٹھا کر کرنل سکارنو وہاں سے نکل گیا تھا۔ وہاں انہیں مارشل ہاسٹو نہیں ملا تھا اور کرنل سکارنو کے نکل جانے کی وجہ سے مارشل ہاسٹو کے وہاں آنے کے چونکہ کوئی چانس نہیں تھے اس لئے انہوں نے وہاں سے نکلنے کا پروگرام بنا لیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مارشل ہاسٹو کی رہائش گاہ سے نکلتے اچانک لان میں دھماکے ہوئے اور عمران کو سانس روکنے کا موقع بھی نہ مل سکا تھا اور وہ بے ہوش ہو کر گر گیا تھا۔ اس کے بعد اسے اب ہوش آرہا تھا۔

عمران مارشل ہاسٹو کی رہائش گاہ میں صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل، ماسٹر کارلی اور جوزف کو لایا تھا جبکہ اس نے جوانا، صالحہ اور جولیا کو

ماسٹر کارلی کی رہائش گاہ میں ہی چھوڑ دیا تھا۔ اسی طرح مارشل ہاسٹو کی رہائش گاہ میں میجر پرمود کے کہنے کے مطابق وہ اپنے ساتھ صرف آفتاب سعید کو لایا تھا لیکن یہاں نہ صرف عمران کو جوانا، جولیا، صالحہ دکھائی دے رہے تھے بلکہ میجر پرمود کے دوسرے ساتھی بھی نظر آ رہے تھے جن میں لیڈی بلیک بھی موجود تھی۔ گو وہ سب کے سب میک اپ میں تھے مگر عمران نے انہیں ایک نظر میں پہچان لیا تھا کہ ان میں لاٹوش کون ہے اور کیپٹن نوازش کون۔ میجر پرمود اور آفتاب سعید اسی میک اپ میں تھے جس میں عمران ان سے ملا تھا۔ اسی طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرے بھی بدستور میک اپ میں تھے۔

عمران سوچ رہا تھا کہ یہ ساری کارروائی یقیناً کرنل سکارنو نے کرائی ہو گی۔ اس نے مارشل ہاسٹو کی رہائش گاہ سے نکلتے ہی فورس منگوا لی ہو گی جنہوں نے مارشل ہاسٹو کی رہائش گاہ پر ڈائریکٹ حملے کی بجائے گیس بم پھینک دیئے تھے تاکہ وہ ان سب کو آسانی سے پکڑ سکیں۔ لیکن جوانا، جولیا اور صالحہ وہاں کہاں سے آ گئے تھے اسی طرح میجر پرمود کے ساتھیوں کی موجودگی بھی عمران کو حیران کر رہی تھی۔

عمران نے کرسیوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد وہ سمجھ گیا کہ یہ میگنٹ چیئرز ہیں۔ ان کرسیوں میں نہ ہی کوئی آف آن کا بٹن ہے اور نہ ہی ان کا تعلق وہاں موجود کسی سوئچ پینل سے تھا

بلکہ یہ کسی مخصوص ریموٹ کنٹرول نما آلے سے کام کرتی ہیں۔ عمران صاف محسوس کر رہا تھا کہ کرسی سے چپکنے کی وجہ سے وہ اپنے سر کے سوا جسم کے کسی حصے کو حرکت نہیں دے سکتا۔ اس کا سر چونکہ کرسی کی پشت سے اوپر تھا اس لئے وہ کرسی کی میگنٹ ریز کی گرفت میں نہ آیا تھا۔ اب جب تک ان کرسیوں کی میگنٹ ریز کو ختم نہ کر دیا جاتا جسم کا حرکت دینا ناممکن تھا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ وہ کس طرح وہاں کسی کے آنے سے پہلے ان میگنٹ چیئرز سے چھٹکارا حاصل کرے مگر اسے کوئی ترکیب سمجھ نہ آ رہی تھی۔

ہال نما کمرہ خالی تھا۔ وہاں ان پر نظر رکھنے کے لئے کسی کو بھی نہیں چھوڑا گیا تھا۔ پھر عمران نے میجر پرمود کے سر کو حرکت کرتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ اسے ہوش آ رہا ہے۔ چند لمحوں بعد واقعی میجر پرمود نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ میجر پرمود بھی چونکہ عمران کی طرح مخصوص ذہنی ورزشیں کرتا تھا اس لئے اسے دوسروں سے پہلے ہوش آ گیا تھا۔

"یہ سب کیا ہے۔ ہم یہاں کیسے پہنچ گئے"... میجر پرمود نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"م۔ مجھ سے قسم لے لو بھائی۔ میں تمہیں یہاں نہیں لایا"... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں میجر پرمود کو اشارہ کیا کہ وہ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی شناخت نہ کرے نہ ہی وہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو پہچانتا

ہے۔ عمران نے میجر پرمود کو یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ انہیں یہاں قید کر کے اکیلے چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ ہوش میں آکر ہم جیسے ہی ایک دوسرے سے بات کریں تو ان کی شناخت ہو جائے۔

" اوہ ۔ مگر ہمارے ساتھیوں نے ہوش میں آکر کچھ کہہ دیا تو پھر"... میجر پرمود نے آئی کوڈ میں کہا۔

" میرے ساتھی اتنے عقلمند نہیں ہیں ۔ تمہارے ساتھیوں کے بارے میں البتہ کچھ کہہ نہیں سکتا"... عمران نے کہا۔

" تم بے فکر رہو ۔ میں اپنے ساتھیوں کو سمجھا دوں گا ۔ وہ آئی کوڈ سمجھتے ہیں"... میجر پرمود نے کہا۔

" میں بھی اپنے ساتھیوں کو سمجھا دوں گا"... عمران نے کہا تو میجر پرمود نے سر ہلا دیا۔

" حیرت ہے ۔ میں بیٹھا تو آرام دہ کرسی پر ہوں مگر مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے مجھے گوند لگا کر اس کرسی کے ساتھ چپکا دیا گیا ہو ۔ کیا تم بھی ایسا ہی محسوس کر رہے ہو بھائی"... عمران نے زبان کھولتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ ہم میگنٹ چیئر پر جکڑے ہوئے ہیں"... میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

" میگنٹ چیئر ۔ ارے ۔ میگنٹ سے تو آئرن چپکتا ہے ہمارے جسم لوہے کے ہیں جو مقناطیسی کرسیوں پر چپک گئے ہیں"... عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں"... میجر پرمود نے کہا۔

" تمہیں نہیں معلوم تو پھر کسے معلوم ہے"... عمران بھلا کہاں چپ رہنے والا تھا۔

" مجھے نہیں معلوم اور خواہ مخواہ میرا دماغ مت کھاؤ ۔ میں پہلے ہی الجھا ہوا ہوں ۔ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ جی بی تھری کا چیف کرنل سکارنو کیوں ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گیا ہے"... میجر پرمود نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ہاتھ دھو کر نہیں وہ نہا دھو کر تمہارے پیچھے پڑا ہو گا ۔ ویسے بھائی صاحب آپ ہیں کون"... عمران نے کہا۔

"جو بھی ہوں تمہیں اس سے کیا"... میجر پرمود نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" یہ بھی ٹھیک ہے ۔ اگر تم اپنے بارے میں نہیں بتاؤ گے تو میں بھی تمہیں اپنے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گا"... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" مت بتاؤ ۔ میں نے تم سے پوچھا کب ہے"... میجر پرمود نے کہا۔

" پوچھو گے بھی تو نہیں بتاؤں گا"... عمران نے ناراض ہوتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے ایک ایک کر کے اس کے اور میجر پرمود کے ساتھیوں کو ہوش آتا چلا گیا ۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی ریمارکس دیتے عمران اور میجر پرمود نے فوراً انہیں آئی کوڈ میں سمجھا دیا کہ وہ

سب ایک دوسرے سے لاتعلق رہیں اور پھر واقعی انہوں نے اس انداز میں ایک دوسرے سے باتیں کرنی شروع کر دیں جیسے وہ ایک دوسرے کو جانتے ہی نہ ہوں اور انہیں حیرانی ہو رہی ہو کہ انہیں یہاں کون لایا ہے اور اس طرح یہاں لا کر میگنٹ چیئرز پر کیوں جکڑ دیا گیا ہے۔ البتہ باتوں کے دوران جولیا نے عمران کو اور عمران نے انہیں ان حالات سے آگاہ کر دیا تھا جس سے گزر کر وہ یہاں پہنچے تھے اسی طرح میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں نے بھی ایک دوسرے کو حقیقت سے آگاہ کر دیا تھا۔ لیڈی بلیک نے میجر پرمود کو بتایا تھا کہ کھائی میں گر کر ان کی کار ایک بڑے درخت پر اٹک گئی تھی جس کی وجہ سے ان کی جانیں تو بچ گئی تھیں البتہ انہیں وہاں ہر طرف سے مسلح افراد نے گھیر لیا تھا اور پھر وہ انہیں بے ہوش کر کے یہاں لے آئے تھے۔

وہ ابھی حیرانی سے ایک دوسرے سے باتیں کر ہی رہے تھے کہ کمرے کا اکلوتا دروازہ کھلا اور دو آدمی آگے پیچھے چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے تو عمران اور میجر پرمود ایک طویل سانس لے کر رہ گئے کیونکہ آنے والا کرنل سکارنو اور ساک لینڈ کی گرین ایجنسی کا گرین ماسٹر تھا جن سے وہ دونوں پہلے بھی کئی مشنوں میں ٹکرا چکے تھے۔

" تم واقعی بہت چالاک ہو "... کرنل سکارنو نے میجر پرمود اور عمران کو دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

" چالاک طوطے ہوتے ہیں۔ نہ میری ناک طوطے کی چونچ جیسی

ہے اور نہ ان بھائی صاحب کا۔ البتہ تمہارے ساتھ جو یہ گنجا کھڑا ہے اس کی ناک طوطے کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی ہے۔ تم اسے چالاک طوطا بلکہ چالاک گنجا طوطا کہہ سکتے ہو"... عمران نے کہا۔ اس کا اشارہ گرین ماسٹر کی طرف تھا جو واقعی سر سے گنجا تھا اور اس کی ناک طوطے کی چونچ کی طرح آگے سے مڑی ہوئی تھی۔

" شٹ اپ۔ تم لوگوں کی اداکاری اب ہم پر نہیں چل سکتی۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران ہو اور یہ بلگارنیہ کا ڈی ایجنٹ میجر پرمود۔ تم سب میک اپ میں ہو۔ ہم نے سوچا تھا کہ تمہیں ہوش آئے گا تو تم بے خیالی میں یقیناً اپنے اصلی نام لو گے مگر تم واقعی چالاک ہو۔ تم سب چالاک ہو۔ سب اسی طرح باتیں کر رہے تھے جیسے کوئی کسی کو جانتا ہی نہ ہو"... کرنل سکارنو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" مجھے اس گنجے کی چمکتی ہوئی کھوپڑی کی قسم۔ میں واقعی کسی کو نہیں جانتا بلکہ مجھے تو خود اپنا بھی پتہ نہیں ہے کہ میں کون ہوں۔ میرا نام کیا ہے۔ میری شادی کس سے ہوئی ہے یا نہیں۔ اگر ہوئی ہے تو اب تک میں کتنے بچوں کا باپ بن چکا ہوں اور اگر نہیں ہوئی تو کتنے بچوں کا اور کب باپ بنوں گا"... عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ میجر پرمود اور اس کے ساتھی بھی مسکرا دیئے۔

" تم بہت بولتے ہو عمران۔ لیکن فکر نہ کرو تمہاری یہ زبان اب

خاموش ہو جائے گی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے "... گرین ماسٹر نے عمران کو بری طرح سے گھورتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد غراہٹ بھرا تھا جیسے کوئی بھیڑیا غرا رہا ہو۔

" اچھا۔ وہ کیسے گنجے طوطے "... عمران نے طنزیہ انداز میں کہا تو گرین ماسٹر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

" تم کیا کہتے ہو میجر پرمود۔ کیا اب بھی تم یہی کہو گے کہ تم میجر پرمود نہیں ہو "... کرنل سکارنو نے میجر پرمود کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

" جب میں میجر پرمود ہوں ہی نہیں تو کیوں کہوں "... میجر پرمود نے ڈھٹائی سے کہا۔

" ہونہہ ۔ تم سب مانو گے ۔ تمہیں ماننا ہی ہو گا۔ ہر حال میں ماننا ہو گا "... کرنل سکارنو نے غراتے ہوئے کہا۔

" ماننے کو کیا ہے تم کہیں سے دو گدھے پکڑ لاؤ میں انہیں بھی ماننے پر مجبور کر سکتا ہوں کہ ان میں ایک گرین ماسٹر ہے اور ایک کرنل سکارنو "... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر میجر پرمود اور وہاں موجود ان کے ساتھی چونک پڑے کیونکہ عمران نے اس بار اصل لہجے میں کی تھی ۔ گدھا کہنے پر کرنل سکارنو اور گرین ماسٹر تلملا اٹھے تھے مگر پھر عمران کی اصل آواز سن کر وہ بھی چونک پڑے۔

" تو تم مانتے ہو کہ تم علی عمران ہو "... کرنل سکارنو نے اسے

گھورتے ہوئے کہا۔

" اب نہ ماننے کا کیا فائدہ ۔ مان بھی جاؤں تب بھی تم ہمیں ہلاک کر دو گے اور نہ مانیں تب بھی ۔ کیوں ساتھیو "... عمران نے اس انداز میں کہا کہ کرنل سکارنو اور گرین ماسٹر کے ہونٹوں پر یکلخت مسکراہٹ ابھر آئی تھی جبکہ عمران کی بات سن کر میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ عمران کے ساتھیوں کے بھی ہونٹ بھینچ گئے تھے ۔ عمران نے خود ہی آئی کوڈ میں انہیں اپنی اصلیت ظاہر نہ کرنے کی ہدایات دی تھیں اور اب وہ نہ صرف خود کو ظاہر کر رہا تھا بلکہ اس نے یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ سب اس کے ساتھی ہیں ۔ عمران کی اس احمقانہ حرکت سے وہ سب تلملا اٹھے تھے۔

" گڈ ۔ تم نے خود کو ظاہر کر کے اپنی موت آسان بنا لی ہے عمران "... گرین ماسٹر نے کہا۔

" تھینک یو بڑے بھائی ۔ کہو تو ان کے بارے میں بھی بتا دوں "... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو میجر پرمود اور اس کے ساتھی عمران کو کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگے ۔

" ہونہہ ۔ ہمیں معلوم ہے یہ میجر پرمود ہے ۔ ہم ان کے ساتھیوں کے بارے میں بخوبی جانتے ہیں مگر میجر پرمود ڈھٹائی کا مظاہرہ کر رہا ہے ۔ بس اس کا اور اس کے ساتھیوں کا میک اپ ہمارے لئے پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے اور کوئی بات نہیں ہے "... کرنل سکارنو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر تم میری موت اور آسان کر دو تو میں تمہاری اس مشکل کو بھی حل کر سکتا ہوں"... عمران نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد رازدارانہ تھا مگر اس کی آواز اس قدر اونچی تھی کہ سب نے سن لی تھی۔ اب تو میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کا جیسے صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا جا رہا تھا ان کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ عمران کو حقیقتاً ہلاک کر دیتا۔

"کیا۔ کیا کہا تم نے۔ کیا تم ہماری مشکل حل کر سکتے ہو۔ یعنی تم بتا سکتے ہو کہ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کا میک اپ کیسے صاف کیا جا سکتا ہے"... کرنل سکارنو نے یکلخت اچھلتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ایک شرط پر"... عمران نے کہا۔

"مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے۔ جلدی بتاؤ۔ میں میجر پرمود کو اصل شکل میں لا کر ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔ اس کا زعم توڑنا چاہتا ہوں کہ اس کا میک اپ صاف نہیں کیا جا سکتا اور یہ میجر پرمود نہیں ہے"... کرنل سکارنو نے فوراً کہا۔

"شرط کیا ہے تمہاری"... گرین ماسٹر نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے گنجے سر پر دس چپتیں مارنا چاہتا ہوں"... عمران نے کہا تو کرنل سکارنو اور گرین ماسٹر بری طرح سے اچھل پڑے۔ ان کی آنکھوں میں یکلخت شرارے سے ابل پڑے تھے جبکہ عمران کی بات سن کر میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر اطمینان بھری مسکراہٹ آ گئی تھی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران یہ سب باتیں

محض انہیں الجھانے کے لئے کر رہا ہے۔

"اگر میں تمہاری شرط مان لوں تو کیا واقعی تم مجھے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ صاف کرنے کا طریقہ بتا دو گے"... اچانک کرنل سکارنو نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر گرین ماسٹر بوکھلا گیا تھا جیسے کرنل سکارنو نے کوئی انہونی سی بات کر دی ہو۔

"یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو کرنل۔ یہ احمق صرف وقت ضائع کر رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کرسیوں میں الیکٹرک کرنٹ چھوڑ دو چند ہی لمحوں میں ان کے جسم جل کر کوئلہ بن جائیں گے"... گرین ماسٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ۔ نانسنس۔ میں میجر پرمود کو اس وقت تک ہلاک نہیں کروں گا جب تک یہ اپنے اصلی چہرے میں نہیں آ جاتا۔ اگر عمران اس کا میک اپ صاف کرنے کا طریقہ بتا دے تو میں اسے کیا اس کے سبھی ساتھیوں کو تمہارے سر پر جوتے مارنے کی اجازت بھی دے سکتا ہوں"... کرنل سکارنو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تت۔ تم۔ تم میری توہین کر رہے ہو کرنل سکارنو۔ تم۔ تم"... گرین ماسٹر نے غصے سے کانپتے ہوئے کہا۔ اس کا رنگ یکلخت سرخ ہو گیا تھا۔

"عزت تو اس کی ہوتی ہے جس کے سر پر بال ہوتے ہیں۔ تمہارے سر پر تو بال ہی نہیں ہیں"... عمران نے گرین ماسٹر پر فقرہ

کستے ہوئے کہا تو گرین ماسٹر یکلخت بھڑک اٹھا۔ اس نے جھپٹ کر جیب سے ایک لمبی نال والا پسٹل نکال لیا تھا۔

" سارے فساد کی جڑ تم ہو۔ سب سے پہلے میں تمہیں ہی ختم کرتا ہوں"... اس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس نے اچانک پسٹل کا ٹریگر دبایا۔ ایک دھماکہ ہوا اور پسٹل سے نکلنے والی گولی چھت میں جا لگی کیونکہ اس نے جیسے ہی ٹریگر دبایا تھا کرنل سکارنو نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فوراً اونچا کر دیا تھا۔

" گرین ماسٹر۔ اپنے ہوش میں رہو۔ میری اجازت کے بغیر تم کسی کو نہیں مار سکتے۔ سمجھے تم"... کرنل سکارنو نے اس کے ہاتھ سے پسٹل جھپٹتے ہوئے کہا۔

" مجھ سے غلطی ہو گئی۔ بہت بڑی غلطی ہو گئی کرنل جو میں نے تمہیں یہاں اپنے ہیڈ کوارٹر میں آنے کی اجازت دے دی۔ ان سب کو میں نے پکڑا تھا۔ مجھے چاہئے تھا کہ میں ان سب کو یہاں لاتے ہی ہلاک کر ڈالتا۔ پھر ان کے بارے میں، میں پرائم منسٹر کو آگاہ کرتا مگر ان کو یہاں لا کر اور انہیں زندہ رکھ کر میں نے پہلی غلطی کی تھی۔ دوسری غلطی ان کے زندہ ہونے کی اطلاع پرائم منسٹر کو دینے کی تھی اور تم پرائم منسٹر کے پاس تھے اور تم پرائم منسٹر سے کہہ کر یہاں چلے آئے۔ کاش میں نے تمہیں یہاں نہ آنے دیا ہوتا یا کاش پرائم منسٹر کو اس بات کی اطلاع نہ دیتا"... گرین ماسٹر نے غصیلے لہجے میں کاش کاش کرتے ہوئے کہا تو عمران اور میجر پرمود سمجھ گئے کہ وہ اس

وقت گرین ایجنسی کے قبضے میں ہیں۔

" اوہ۔ تم شاید یہ بھول رہے ہو کہ میجر گروم نے ہی تمہیں ان کے بارے میں ساری انفارمیشن دی تھی۔ اس نے ہی تمہیں بتایا تھا کہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی کے جی بی تھری ہیڈ کوارٹر سے جو کاریں لے گئے ہیں ان میں ٹریکر لگے ہوئے ہیں۔ ان کے کوڈز بھی تمہیں اس نے بتائے تھے جبکہ عمران کے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں بھی تمہیں میجر گروم نے ہی اطلاع دی تھی جن تک پہنچنے کے لئے مارشل ہاسٹو کے ساتھیوں نے خفیہ راستے کو کھولا تھا۔ رہی بات عمران اور اس کے دوسرے ساتھیوں کی یہ میجر پرمود کے ساتھ مارشل ہاسٹو کی رہائش گاہ سے ہی تمہارے ہاتھ آئے تھے۔ یہ سب باتیں تم نے خود ہی مجھے بتائی ہیں۔ ان تک رسائی حاصل کرنے کا کریڈٹ کے جی بی تھری اور ملٹری انٹیلی جنس کے پاس ہے۔ تم نے انہیں صرف قید کیا تھا اور کچھ نہیں"... کرنل سکارنو نے کہا تو ان سب کے ذہن صاف ہوتے چلے گئے کہ ان کے ساتھ کیا ہوا تھا۔

" پھر بھی کرنل۔ اب جبکہ تمہیں اور مجھے یقین ہے کہ یہ عمران، میجر پرمود اور ان کے ساتھی ہیں تو بلاوجہ تم وقت ضائع کیوں کر رہے ہو"... گرین ماسٹر نے خود کو نارمل کرتے ہوئے کہا۔

" وقت ضائع ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔ پہلے میں ان سب کا میک اپ صاف کراؤں گا اس کے بعد انہیں ہلاک کروں گا"... کرنل سکارنو نے کہا۔

"کیا یہ تمہاری ضد ہے"... گرین ماسٹر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"جو چاہے سمجھو"... کرنل سکارنو نے لاپرواہی سے کہا۔

"اوکے ۔ رپورٹ میں، میں یہ سب باتیں پرائم منسٹر کو بتاؤں گا"... گرین ماسٹر نے کہا۔

"کوئی پرواہ نہیں ۔ہاں تو مسٹر عمران بتاؤ تمہارا، میجر پرمود اور تم دونوں کے ساتھیوں کا میک اپ کیسے صاف کیا جا سکتا ہے"... کرنل سکارنو نے پہلے گرین ماسٹر اور پھر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اپنا وعدہ پورا کرو گے نا"... عمران نے کہا۔

"ہاں ۔ہاں ۔ تم بتاؤ"... کرنل سکارنو نے کہا تو گرین ماسٹر کھول کر رہ گیا۔

"میرے اور میرے ساتھیوں کے چہروں پر جو میک اپ ہے اسے صاف کرنے کا طریقہ الگ ہے اور میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ واش کرنے کا طریقہ دوسرا ہے"... عمران نے کہا تو میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں نے ایک بار پھر چونک کر عمران کو دیکھنا شروع کر دیا۔

"تم بتاؤ۔دونوں طریقے بتاؤ"... کرنل سکارنو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ تو دل و جگر تھام کر سنو ۔یخ بستہ پانی میں اگر لیموں اور نمک ملا کر میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے منہ اچھی طرح دھوئے جائیں اور تولیئے سے انہیں رگڑا جائے تو ان کے میک

اپ صاف ہو سکتے ہیں ۔ اسی طرح سرد پانی میں صرف نمک ملا کر ہمارے چہروں کو دھویا جائے تو ہمارے چہرے صاف ہو جائیں گے"... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو کرنل سکارنو کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا عمران ۔ تم نے انہیں ہمارے میک اپ واش کرنے کا راز بتا کر اچھا نہیں کیا ۔اگر مجھے موقع مل گیا تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہارے ٹکڑے اڑا دوں گا"... میجر پرمود نے دھاڑتے ہوئے کہا ۔اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی عمران کے لئے غصہ تھا جیسے عمران نے انہیں میک اپ صاف کرنے کا طریقہ بتا کر بہت بڑی غلطی کی ہو مگر وہ سوائے خون کے گھونٹ بھرنے کے اور کچھ نہ کر سکتے تھے جبکہ عمران کے ساتھی مطمئن تھے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اس میں بھی عمران کی کوئی چال ہے۔

"گڈ ۔ تمہارا غصہ بتا رہا ہے کہ واقعی اس طریقے پر عمل کر کے تمہارا میک اپ صاف کیا جا سکتا ہے"... کرنل سکارنو نے کہا۔

"نہیں ۔یہ بکواس کر رہا ہے"... میجر پرمود نے اسی لہجے میں کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے ۔ گرین ماسٹر جاؤ باہر جا کر مسلح افراد کو بلا لاؤ اور ان میں کسی کو فریزر سے ٹھنڈے پانی کی بوتلیں، نمک اور لیموں بھی لانے کا کہہ دینا ۔ان کا میک اپ اترتے ہی ہم انہیں ہلاک کر دیں گے"... کرنل سکارنو نے گرین ماسٹر سے کہا۔

"اوکے "... گرین ماسٹر نے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا

چلا گیا۔

" کرنل سکارنو ۔ میں نے تمہیں اپنا اور میجر پرمود کے میک اپ صاف کرنے کا طریقہ بتا دیا ہے ۔ تم نے مسلح افراد کو بھی یہاں بلوا لیا ہے جس کا مطلب ہے کہ ہماری ہلاکت طے ہو چکی ہے ۔ مجھے نہیں لگتا کہ اس بار تم ہم سے کوئی رعایت برتو گے "... عمران نے کہا۔

" ہاں ۔ ٹھیک کہا ہے تم نے "... کرنل سکارنو نے کہا۔

" تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں اور میجر پرمود یہاں کس لئے آئے ہیں "... عمران نے کہا۔

" ہاں ۔ جانتا ہوں ۔ تم دونوں سلو پاور حاصل کرنا چاہتے تھے "... کرنل سکارنو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" تھے کی بھی تم نے خوب کہی ہے ۔ فی الحال تو ہم زندہ ہیں ۔ مگر شاید تھوڑی دیر بعد ہم واقعی تھے ہو جائیں اس لئے کیا تم ہمیں بتانا پسند کرو گے کہ سلور پاور کہاں ہے "... عمران نے کہا۔

" نہیں ۔ میں نہیں جانتا "... کرنل سکارنو نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔

" ارے ۔ اوٹان سے تمہاری ایجنسی نے ہی سلور پاور اڑایا تھا اور تم نے پرائم منسٹر کی ہدایات پر سلور پاور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف مارشل ہاسٹو کے سپرد کر دیا تھا ۔ پھر کیا تم واقعی نہیں جانتے کہ مارشل ہاسٹو سلور پاور کہاں لے گیا ہو گا "... عمران نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

" نہیں ۔ میں واقعی نہیں جانتا ۔ مارشل ہاسٹو کو سلور پاور ہینڈ اوور کرنے کے بعد میری ڈیوٹی ختم ہو گئی تھی ۔ وہ سلور پاور کہاں لے گیا تھا، اس کی حفاظت کا اس نے کیا انتظام کیا تھا اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں ہے اور نہ میں نے اس کے بارے میں کبھی کچھ جاننے کی ضرورت محسوس کی ہے "... کرنل سکارنو نے کہا تو عمران نے اس کے لہجے سے ہی اندازہ لگا لیا کہ وہ واقعی کچھ نہیں جانتا۔

" چلو ۔ تم کہتے ہو تو تمہاری بات مان لیتا ہوں ۔ پھر تو تمہیں مارشل ہاسٹو کے بارے میں بھی علم نہیں ہو گا کہ وہ کہاں ہے "... عمران نے کہا۔

" مارشل ہاسٹو ساک لینڈ میں نہیں ہے ۔ وہ کسی مشن کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہوا ہے مگر تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو ۔ اوہ کہیں ایسا تو نہیں کہ تم کسی بیرونی امداد کے منتظر ہو اور یہ سوچ رہے ہو کہ کوئی آئے گا اور تم سب کو یہاں سے چھڑا کر لے جائے گا "... کرنل سکارنو نے اچانک چونکتے ہوئے کہا۔

" باہر سے ہم کسی کے آنے کی امید کیسے کر سکتے ہیں ۔ تم نے ہم سب کو یہاں قید کر رکھا ہے ۔ ویسے یہ جگہ کون سی ہے ۔ کم از کم یہ تمہارا ہیڈ کوارٹر تو نہیں ہو سکتا "... عمران نے کہا۔

" یہ گرین ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ہے ۔ میرے ہیڈ کوارٹر کو تو میجر

پرمود اور اس کے ساتھیوں نے"... کرنل سکارنو کچھ کہتے کہتے رک گیا اسی لمحے کمرے میں دس مشین گن بردار آگے پیچھے چلتے ہوئے داخل ہوئے ۔ ان کے ساتھ ہی گرین ماسٹر بھی آ گیا تھا ۔ اس کے ساتھ دو افراد تھے جن کے ہاتھوں میں ٹھنڈے پانی کی بوتلیں، بڑے پیالے نما دو برتن، تولیہ اور دوسرا سامان تھا۔

"کرنل ۔ سلور پاور کے بارے میں پرائم منسٹر تو جانتا ہی ہو گا"... عمران نے کرنل سکارنو کا دھیان دوسری طرف دیکھ کر جلدی سے کہا۔

"ہاں جانتا ہے"... کرنل سکارنو نے بے خیالی میں کہا اور پھر چونک کر وہ گھورتی ہوئی نظروں سے عمران کو دیکھنے لگا ۔ کرنل سکارنو کے حکم سے پیالے نما برتنوں میں پانی کی دو بوتلیں انڈیل دی گئیں ۔ ایک برتن میں گرین ماسٹر نے لیموں نچوڑا اور اس میں نمک ملا دیا اور دوسرے برتن میں اس نے صرف نمک ملا دیا تھا۔

"اس مصالحے دار پانی کو ہمارے چہروں پر لگانے سے پہلے پانی کی ایک ایک بوتل ہمارے سروں پر ڈال کر ہمارے چہرے بھگو دو تاکہ ہمارے چہروں کا میک اپ نرم پڑ جائے پھر اسے اتارنے میں تم لوگوں کو آسانی رہے گی"... عمران نے اس انداز میں کہا جیسے وہ آئے ہی اس کی ہدایات پر عمل کرنے کے لئے ہوں۔

"ہونہہ ۔ ڈالو ان دونوں کے سروں پر پانی ۔ پہلے میں ان دونوں کے چہرے ہی دیکھوں گا"... کرنل سکارنو نے منہ بنا کر کہا تو دو افراد

آگے بڑھے اور انہوں نے پانی کی بوتلیں کھول کر عمران اور میجر پرمود کے سروں پر انڈیلنی شروع کر دیں ۔ پانی عمران اور میجر پرمود کے سروں سے ہوتا ہوا ان کے جسموں کو بھی بھگو رہا تھا۔

"ارے ۔ تم دونوں نے تو ہمیں نہلا ہی دیا ہے"... عمران نے کہا۔

"بس ۔ اب صاف کرو ان کے چہرے"... گرین ماسٹر نے کہا تو دونوں افراد نے تولیئے الگ الگ برتنوں میں بھگوئے اور پھر عمران اور میجر پرمود کے چہروں پر رگڑنے لگے مگر عمران اور میجر پرمود کے چہروں پر سے میک اپ صاف نہیں ہوا تھا۔

"کیا مطلب ۔ یہ تم دونوں کے چہرے صاف کیوں نہیں ہو رہے"... کرنل سکارنو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"ان دونوں کے بازوؤں میں جان نہیں ہے ۔ تم خود آ کر تولیہ رگڑو ۔ پھر دیکھو کیسے صاف ہوتا ہے میرا چہرہ"... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کرنل سکارنو غراتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے ایک شخص سے تولیہ چھین کر اسے پیچھے ہٹا دیا اور خود عمران کے چہرے کو زور زور سے رگڑنے لگا ۔ اسی لمحے عمران اور میجر پرمود ایک ساتھ حرکت میں آئے ۔ عمران نے تو فوراً ہی کرنل سکارنو کو دبوچ لیا تھا البتہ میجر پرمود نے اچانک اچھل کر گرین ماسٹر کی طرف چھلانگ لگاتے ہوئے اس شخص پر ٹانگ چلا دی جو تولیہ رگڑ کر پیچھے ہٹا تھا ۔ میجر پرمود کی ٹانگ کھا کر وہ اچھلا اور اڑتا ہوا مسلح افراد پر جا گرا اور

میجر پرمود نے جھپٹ کر گرین ماسٹر کو پکڑ لیا۔ اس نے گرین ماسٹر کا ہاتھ پکڑ کر اسے تیزی سے گھما کر اس کی گردن میں ہاتھ ڈال لیا تھا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ میجر پرمود نے گرین ماسٹر کا ایک ہاتھ مروڑ کر پیچھے کر کے اسے اپنے سینے سے لگا لیا تھا اور اس کا دوسرا ہاتھ گرین ماسٹر کی گردن پر تھا۔ وہ اسی انداز میں گرین ماسٹر کو گھسیٹتا ہوا پیچھے ہٹ آیا تھا۔ ادھر کرنل سکارنو کو بھی اسی پوزیشن میں عمران نے دبوچ لیا تھا۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے سے بھی کم وقفے میں ہو گیا تھا۔

"خبردار۔ اگر تم لوگوں نے حرکت کی تو کرنل سکارنو اور گرین ماسٹر کی موت کے ذمہ دار تم ہو گے"... عمران نے مسلح افراد کو دھمکاتے ہوئے کہا جنہوں نے فوراً اپنی گنیں سیدھی کر لی تھیں۔ عمران کی بات سن کر ان کی انگلیاں ٹریگروں سے فوراً ہٹ گئی تھیں۔

"اپنا اسلحہ زمین پر ڈال کر پیچھے ہٹ جاؤ۔ جلدی"... میجر پرمود نے غرا کر کہا۔

مسلح افراد حیرت اور غصے سے آنکھیں پھاڑے گرین ماسٹر اور کرنل سکارنو کے چہروں کی طرف دیکھ رہے تھے جو آہنی شکنجوں میں کسے سرخ ہوتے جا رہے تھے۔ انہیں تذبذب میں دیکھ کر عمران اور میجر پرمود نے ان دونوں کی گردنوں پر مزید دباؤ ڈال دیا۔ گرین ماسٹر اور کرنل سکارنو کے منہ سے دبی دبی چیخیں نکل گئی تھیں اور وہ

ان کے بازوؤں میں یوں تڑپنے لگے جیسے ان کی جان نکل رہی ہو۔ یہ دیکھ کر مسلح افراد نے مشین گنیں فوراً نیچے ڈال دیں اور کئی قدم پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ عمران نے کرنل سکارنو کا ہاتھ چھوڑا اور اس کے لباس کی تلاشی لینے لگا۔

"میجر۔ گرین ماسٹر کی جیبوں کی تلاش لو۔ اس کی جیب میں ریموٹ کنٹرول آلہ ہو گا"... عمران نے کہا تو میجر پرمود نے گرین ماسٹر کا ہاتھ چھوڑ کر اس کی جیبیں چیک کرنی شروع کر دیں۔ اس کی جیب سے واقعی ایک ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ نکل آیا۔ اس آلے پر دو بٹن تھے جن پر آن آف لکھا ہوا تھا۔

"گڈ۔ اسے کسی کرسی کی طرف کر کے آف کا بٹن پریس کر دو"... عمران نے کہا تو میجر پرمود نے اس کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے آلے کا رخ میگنٹ کرسیوں کی طرف کر کے آف کا بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے آف کا بٹن پریس کیا ان کے سبھی ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان پر سے میگنٹ کا اثر ختم ہو گیا ہو۔ وہ فوراً کرسیوں سے اٹھے اور انہوں نے فوراً نیچے پڑی ہوئی مشین گنوں کی طرف چھلانگیں لگا دیں۔

دوسرے لمحے چار مشین گنیں میجر پرمود کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں اور چھ عمران کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں نظر آ رہی تھیں۔ پھر کمرہ یکلخت مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ ان سب نے گرین ماسٹر کے ساتھیوں پر یکلخت فائر کھول

دیا تھا۔ وہ سب اپنے ہی خون میں نہا کر لٹو کی طرح گھومتے ہوئے زمین بوس ہو گئے تھے۔

"باہر جاؤ اور جو بھی نظر آئے اسے اڑا دو"... میجر پرمود نے کہا تو اس کے ساتھی کھلے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"تم بھی جاؤ"... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی بھی کھلے ہوئے دروازے کی طرف لپکے۔

"ان کا کیا کرنا ہے"... میجر پرمود نے عمران سے پوچھا۔

"یہ دونوں سلور پاور کے بارے میں کچھ نہیں جانتے اس لئے انہیں زندہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر یہ زندہ رہے تو اسی طرح ہمارے راستے میں آتے رہیں گے"... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کرنل سکارنو کی گردن کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ایک زور دار جھٹکا دیا تو کڑک کی آواز کے ساتھ کرنل سکارنو کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔

عمران نے اس کی گردن کی ہڈی توڑ کر اسے چھوڑ دیا تھا۔ کرنل سکارنو کسی مردہ چھپکلی کی طرح نیچے گر گیا۔ میجر پرمود نے بھی ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر گرین ماسٹر کی گردن توڑ کر اسے نیچے پھینک دیا تھا۔ باہر سے اچانک تیز فائرنگ، دھماکوں اور انسانی چیخوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ میجر پرمود نے اس شخص کی تلاشی لی جس نے اس کے چہرے پر تولیہ رگڑا تھا تو اس کی جیب سے اسے ایک مشین پسٹل مل گیا۔ عمران نے دوسرے آدمی کی جیبیں

ٹٹولیں تو اسے بھی مشین پسٹل مل گیا۔

"آؤ۔ شاید ہمارے ساتھیوں کو ہماری ضرورت ہے"... میجر پرمود نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ باہر واقعی فائرنگ اور دھماکوں کی آوازوں میں شدت آگئی تھی۔ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے دو فوجوں کی آپس میں ٹھن گئی ہو۔

سی کاک اپنے جہازی سائز کے کمرے میں موجود ایک بڑی ٹیبل کے پیچھے بیٹھا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور کراسٹی اندر داخل ہوئی ۔ کراسٹی کے سر اور اس کے دونوں ہاتھوں پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں ۔ اسے اس طرح اچانک آتے دیکھ کر سی کاک بری طرح سے چونک پڑا تھا۔

"اوہ ۔ کراسٹی تم"... سی کاک نے رسیور کریڈل پر رکھ کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ کیوں ۔ مجھے یہاں دیکھ کر تمہیں حیرت ہو رہی ہے"... کراسٹی نے مسکرا کر کہا اور میز کے قریب رکھی ہوئی کرسی پر سی کاک کے سامنے بیٹھ گئی۔

"اور نہیں تو کیا۔ تمہیں ابھی آرام کی سخت ضرورت تھی ۔ تمہیں ابھی ہسپتال سے نہیں آنا چاہئے تھا"... سی کاک نے دوبارہ اپنی کرسی

پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں اب بالکل ٹھیک ہوں سی کاک اور پھر میرا فرض مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ میں اس طرح بستر پر پڑی رہوں"... کراسٹی نے کہا۔

"فرض ۔ کیسا فرض"... سی کاک نے چونک کر پوچھا۔

"اسرائیل نے پاکیشیا کے خلاف جو سازش کی ہے مجھے ہر حال میں اس کا تاروپود بکھیرنا ہے ۔ پاکیشیا اب میرا وطن ہے اور اپنے وطن کو ہر طرح کی سازشوں سے نجات دلانا میری ڈیوٹی اور فرض ہے"... کراسٹی نے کہا۔

"تم ضرورت سے زیادہ پاکیشیا کے بارے میں سوچنے لگی ہو"... سی کاک نے کہا۔

"ہاں ۔ وہاں کے لوگ اور وہاں کا ماحول مجھے بے حد پسند آیا ہے وہاں کے لوگ ایماندار، نیک، پرخلوص اور وطن سے محبت کرنے والے ہیں ۔ میں ان لوگوں کی قدر کرتی ہوں جو خاص طور پر اپنے وطن کی حفاظت اور مفاد کے لئے اپنی جانوں تک کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے ۔ خاص طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کی میں دل کی گہرائیوں سے معترف ہوں جنہوں نے اپنی زندگیاں صرف اپنے وطن کے لئے وقف کر رکھی ہیں ۔ ان لوگوں میں نہ لالچ کا عنصر ہے اور نہ ہی ان کے کسی کام میں ذاتی مفاد کا تعلق ہے ۔ وہ صرف اپنے وطن کے لئے جیتے اور مرتے ہیں"... کراسٹی نے پرخلوص

لہجے میں کہا۔

" تو کیا ہم یا دوسرے لوگ اپنے وطن سے محبت نہیں کرتے"... سی کاک نے کہا۔

" کرتے ہیں ۔ مگر اس حد تک نہیں جتنا عمران اور اس کے ساتھی کرتے ہیں"... کراسٹی نے کہا۔

" اسی لئے تم ان کی قدر کرنے لگی ہو"... سی کاک نے کہا تو کراسٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" تم میری بڑی بہن ہو کراسٹی ۔ تمہارا ذہن مجھ سے کہیں آگے ہے ۔ جو تم سوچ سکتی ہو شاید میری سوچ اس سے کہیں محدود ہے ۔ اگر تم اس قدر خلوص سے پاکیشیا کی قدر کرتی ہو تو میں آج سے بلکہ ابھی سے تمہارے ساتھ ہوں ۔ اگر پاکیشیا تمہارا ملک ہے تو آج سے میں بھی پاکیشیا کو اپنا ملک سمجھوں گا اور مجھ سے جو بھی ہو سکا میں پاکیشیا کے لئے کروں گا"... سی کاک نے کہا تو کراسٹی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

" تھینک یو سی کاک ۔ یہ کہہ کر تم نے میرا دل جیت لیا ہے ۔ تم یقین کرو پاکیشیا کو اپنا ملک سمجھ کر تم کبھی بھی خسارے میں نہیں رہو گے ۔ تمہیں بھی وہاں سے خلوص، محبت اور بھائی چارے کی ایسی فضا ملے گی جسے پا کر تمہاری روح گہرائیوں تک مسرت اور سکون حاصل کرے گی"... کراسٹی نے جذبات بھرے لہجے میں کہا۔

" ایسا ہی ہو گا ۔ بہرحال ۔ میں نے تمہیں اطلاع دی تھی کہ

اسرائیلی ریڈ مون ایجنسی کے بارٹر کا پتہ چل گیا ہے"... سی کاک نے کہا۔

" اسی لئے تو میں یہاں آئی ہوں ۔ کہاں ہے وہ"... کراسٹی نے پوچھا۔

" وہ اسی سرکاری ہسپتال میں زیر علاج تھا جہاں میں نے اسے دیکھا تھا ۔ میں نے اپنے آدمیوں کے ساتھ مل کر راتوں رات اسے وہاں سے نکال لیا تھا ۔ اب وہ میرے قبضے میں ہے"... سی کاک نے کہا۔

" گڈ شو ۔ کیا وہ یہیں ہے"... کراسٹی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ نیچے تہہ خانے میں ہے ۔ ملو گی اس سے"... سی کاک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے"... کراسٹی نے کہا اور فوراً اٹھ کھڑی ہوئی ۔ اسے اس طرح اٹھتے دیکھ کر سی کاک مسکرا دیا ۔ اس نے میز کے نیچے ہاتھ لے جا کر کوئی خفیہ بٹن پریس کیا تو اس کے آفس کی سائیڈ کی دیوار سرر کی آواز کے ساتھ کھل گئی اور سی کاک اٹھ کھڑا ہوا۔

" آؤ"... اس نے میز کے پیچھے سے نکلتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں اس کھلی ہوئی دیوار کی طرف بڑھ گئے ۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا ۔ جیسے ہی وہ اس کمرے میں داخل ہوئے کمرے کا دروازہ بند ہو گیا اور پھر کراسٹی کو کمرے کا فرش نیچے اترتا ہوا محسوس ہونے لگا ۔ یہ ایک

جدید طرز کی لفٹ تھی ۔ لفٹ چند لمحے نیچے اترنے کے بعد بغیر جھٹکا
کھائے رک گئی ۔ پھر سامنے پہلے جیسا ایک دروازہ کھلا ۔ دروازے
کی دوسری طرف ایک بڑی سی راہداری تھی ۔ راہداری کے دونوں
اطراف کمروں کے دروازے تھے ۔ لفٹ سے نکل کر وہ دونوں
راہداری میں آئے اور پھر سی کاک کراسٹی کو مختلف راستوں سے لے
جاتا ہوا ایک کمرے کے دروازے پر رک گیا ۔ کمرے کا دروازہ
فولادی تھا اور بند تھا ۔ سائیڈ کی دیوار پر ایک کنٹرول پینل تھا جس پر
نمبرنگ پیڈ کے ساتھ ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا شیشہ لگا ہوا تھا ۔ سی
کاک نے چند نمبر پریس کر کے اس خانے پر لگے سرخ شیشے پر دائیں
ہاتھ کا انگوٹھا رکھ دیا ۔ ایک لمحے کے توقف کے بعد اس کے انگوٹھے
کے نیچے سرخ شیشہ سبز ہو گیا اور ساتھ ہی آہنی دروازہ دو حصوں میں
تقسیم ہو کر سائیڈ کی دیواروں میں دھنستا چلا گیا ۔ سامنے ایک ہال
نما کمرہ تھا جس میں ہر طرف عجیب اور پیچیدہ ٹائپ کی مشینیں نصب
نظر آ رہی تھیں ۔ مشینیں باقاعدہ ورکنگ پوزیشن میں تھیں ۔ البتہ
انہیں آپریٹ کرنے والا وہاں کوئی انسان دکھائی نہیں دے رہا تھا ۔
شاید مشینیں آٹو میٹک تھیں ۔

" کیا مطلب ۔ بارٹر کہاں ہے "... کراسٹی نے حیرت سے چاروں
طرف دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ اسے وہاں کوئی انسان دکھائی نہیں
دے رہا تھا ۔ اس کی بات سن کر سی کاک مسکرا دیا ۔

" آؤ ۔ دکھاتا ہوں "... سی کاک نے کہا اور کراسٹی کو لئے ہوئے

اندر آیا اور اسے لے کر ایک بڑی سی مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔
مشین پر بے شمار ڈائل، سوئچ اور کنٹرول پینل لگے ہوئے تھے ۔ یہ
کافی بڑی مشین تھی جس پر ایک بڑی سی ویژن سکرین بھی نصب نظر
آ رہی تھی ۔ سی کاک نے آگے بڑھ کر مشین کے مختلف بٹن پریس
کرنے شروع کر دیئے ۔ اچانک سکرین پر جھماکا سا ہوا اور سکرین پر
سفید لباس میں لپٹا ہوا ایک انسان دکھائی دینے لگا ۔ سکرین پر وہ
آدمی چونکہ خاصا کلوز تھا اس لئے یہ دکھائی نہیں دے رہا تھا کہ وہ
کسی کمرے میں ہے یا کسی اور جگہ ۔ البتہ وہ ایک آہنی ٹیبل پر لیٹا
دکھائی دے رہا تھا ۔ اس کی آنکھیں بند تھیں ۔ سفید لباس اس کی
ناف تک تھا اور اس کا سینہ اوپن تھا ۔ اس کے سینے کے مختلف
حصوں اور اس کی کنپٹیوں پر سفید پٹیوں کے ساتھ تاریں سی چپکی
ہوئی دکھائی دے رہی تھیں ۔ یہ پٹیاں ایسی تھیں جیسی عموماً سٹی
سکین کے وقت انسانی جسم پر لگائی جاتی تھیں ۔ کراسٹی نے اسے
ایک نظر میں ہی پہچان لیا تھا ۔ یہ وہی بارٹر تھا جو اس کے فلیٹ میں
آیا تھا ۔

" بارٹر کو میں نے اس ڈائلنگ آئی بٹیا مشین میں ڈال رکھا ہے ۔
تم ڈائلنگ آئی بٹیا مشین کے بارے میں شاید کچھ نہیں جانتی ہو گی
اس لئے میں پہلے تمہیں اس کے بارے میں بتا دیتا ہوں ۔ ڈائلنگ
آئی بٹیا مشین میں ان مریضوں کو رکھا جاتا ہے جن کے جسموں کی
تمام ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوں اور جن کے جسموں کا ایک ایک حصہ کسی

بھی وجہ سے ڈیمیج ہو چکا ہو ۔اس مشین میں رکھے جانے والے انسان کو خاص قسم کی مائیکرو ویوز دی جاتی ہیں جو آہستہ آہستہ انسانی ہڈیوں کو نرم کرتی ہیں اور پھر اس مشین کے تحت ان ہڈیوں کو ان کی اصلی جگہ پر ایڈجسٹ کر دیا جاتا ہے ۔اس مشین کے ذریعے جسم کے دوسرے متاثرہ حصوں کو بھی چیک کر کے انہیں کلیئر کیا جاتا ہے ۔یہ عمل چونکہ انتہائی طویل المعیاد ہوتا ہے اس لئے مریض کو مسلسل بے ہوشی میں رکھ کر اسی مشین سے خوراک کی کمی بھی پوری کی جاتی ہے اور اسے آکسیجن بھی دی جاتی ہے ۔بارٹر کی حالت کچھ ایسی ہی تھی اس لئے میں نے اسے اس مشین کے ساتھ ہی یہاں منگوا لیا ۔البتہ میں نے بارٹر کے دماغ کی سکیننگ کرنے کے لئے اس کے دماغ میں چند انجکشن لگا کر چند ٹیپس اس کے سر پر لگا دیئے ہیں ۔ایک تو بارٹر انتہائی زخمی ہے دوسرا یہ مسلسل بے ہوش ہے اور ایسے انسان سے ظاہر ہے تم کچھ پوچھ نہیں سکتی تھی اس لئے میں نے اس کے کلوز مائینڈ کو ایک ہائیڈو ٹیکم ڈیٹا مشین جسے ایچ ٹی ٹی کہا جاتا ہے، مین مشین کے ساتھ لنک کر دیا ہے ۔یہ ہوش میں آئے نہ آئے مگر تم اس سے اب آسانی سے پوچھ گچھ کر سکتی ہو ۔ایچ ٹی ٹی مشین اس کے لاشعور کو بھی کھنگال لے گی اور تم اس سے جو پوچھو گی یہ تمہیں اس کا مکمل جواب دے گی"... سی کاک نے کراسٹی کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" گڈ ۔اور میرا اس سے پوچھ گچھ کرنے کا طریقہ کیا ہو گا"... کراسٹی

نے سی کاک کے اس پیچیدہ نظام کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

" اس مشین کے پاس آؤ"... سی کاک نے کہا اور وہ کراسٹی کو ایک دوسری مشین کے پاس لے آیا ۔اس مشین پر بھی ایک چھوٹی سی سکرین نصب تھی ۔سکرین روشن تھی ۔اس پر کسی منظر کی بجائے انگریزی کے چند ٹائپ شدہ الفاظ لکھے ہوئے تھے ۔مشین کے ساتھ ایک مائیک لگا ہوا تھا ۔مشین کے قریب دو سٹول موجود تھے جن پر وہ دونوں بیٹھ گئے ۔سی کاک نے مائیک نکال کر کراسٹی کے ہاتھ میں تھما دیا۔

" اس بٹن کو پریس کر کے جب تم بارٹر سے کوئی سوال کرو گی تو وہ ہائیڈرولک سسٹم کے تحت خود بخود بارٹر کے دماغ تک پہنچ جائے گا اور جب تم اس بٹن پر سے ہاتھ ہٹاؤ گی تو بارٹر تمہارے سوال کا جواب دے گا ۔وہ باقاعدہ سکرین پر ٹائپ ہو جائے گا جو ہنڈرڈ پرسنٹ صحیح ہو گا یعنی اس میں جھوٹ نہیں ہو گا"... سی کاک نے کہا۔

" ویری گڈ سی کاک ۔تم نے یہاں دوسروں کے ذہن کھنگالنے کا نیا اور جدید سسٹم اپنا رکھا ہے"... کراسٹی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

" نائن الیون کے واقعے کے بعد ایکریمیا کی ہر ریاست میں موجود ہر ایجنسی کو ایسا نظام متعارف کرایا گیا ہے کراسٹی ۔ہم ایکریمیا میں ہر شخص پر گہری نظر رکھتے ہیں اور جس پر ہمیں شک ہوتا ہے اسے خاموشی سے یہاں لا کر ہم اس کے ذہن کو لاشعور تک چیک کرتے

ہیں ۔ اس مشین میں ایسی خوبی بھی موجود ہے کہ اگر کسی انسان کے دماغ کو بلینک بھی کر دیا گیا ہو تو ہم اس کے ذہن کے خیال خانوں سے بھی اس کی یادداشت کھینچ نکالتے ہیں"... سی کاک نے کہا۔

" میں سمجھ گئی ۔ تم جانو اور تمہاری ایکریمیا حکومت جانے ۔ اب مجھے وہ کام کرنے دو جس کے لئے میں یہاں آئی ہوں"... کراسٹی نے کہا جیسے وہ سی کاک کی باتوں سے بور ہو گئی ہو۔

" اوکے ۔ بٹن پریس کرو اور اس سے سوال کرو"... سی کاک نے کہا تو کراسٹی نے مشین پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

" تمہارا نام "... کراسٹی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے بٹن پر سے ہاتھ ہٹا لیا ۔ جیسے ہی اس نے بٹن پر سے ہاتھ ہٹایا سکرین ایک لمحے کے لئے بلینک ہوئی اور پھر اس پر انگریزی کے چند حروف ابھرتے چلے گئے ۔

" جان بارٹر"... سکرین پر ایک نام لکھا تھا۔

" اسرائیل کی تم کس ایجنسی سے تعلق رکھتے ہو"... کراسٹی نے بٹن پریس کر کے دوسرا سوال کیا اور پھر ہاتھ ہٹا لیا۔

" بلیک ڈک ایجنسی "... سکرین پر دوسرا جواب ابھرا تو کراسٹی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ بارٹر نے اسے ریڈ مون ایجنسی کا نام بتایا تھا مگر وہ مطمئن تھی کہ اب جو وہ بارٹر سے پوچھ رہی ہے اور بارٹر جو کچھ اسے بتائے گا اس میں جھوٹ کی ایک فیصد بھی

گنجائش نہیں ہو گی۔

" بلیک ڈک کی ایکٹیویٹی کے بارے میں تفصیل بتاؤ"... کراسٹی نے بٹن پریس کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیسے ہی بٹن پر سے ہاتھ ہٹایا سکرین پر تیزی سے حروف پھیلتے چلے گئے ۔

بلیک ڈک ایجنسی جسے کوڈ میں بی ڈی اے کہا جاتا ہے اسرائیل کے مفادات اور دفاع کے لئے کام کرتی ہے ۔ اس ایجنسی کے چار سیکشن ہیں جنہیں بی ڈی اے سیکشن ون، بی ڈی اے سیکشن ٹو، بی ڈی اے سیکشن تھری اور بی ڈی اے سیکشن فور کہا جاتا ہے ۔ چاروں سیکشن اسرائیل کے اہم مقامات کا نہ صرف تحفظ کرتے ہیں بلکہ ان کی لمحہ بہ لمحہ فیزیبلٹی رپورٹ تیار کر کے ڈائریکٹ پرائم منسٹر کو پہنچاتے ہیں ۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے کاموں میں اس ایجنسی کو آگے رکھا جاتا ہے ۔ جیسے دوسرے ممالک سے جا کر ان کے خفیہ راز اڑانا، حکومتوں کے تختے الٹانا، شرپسند عناصر کی سرکوبی کرنا، خاص طور پر فلسطینی راہنماؤں پر نظر رکھنا اور آزاد پسند تحریکوں کا سر کچلنا ۔ بی ڈی اے کے چار ڈائریکٹرز ہیں ۔ چاروں ڈائریکٹر اسرائیلی پرائم منسٹر کے مشیروں کے بھی فرائض سرانجام دیتے ہیں ۔ ان چاروں مشیروں کو دوسرے مشیروں اور حکومت سے الگ رکھا جاتا ہے مگر اسرائیلی پرائم منسٹر ان مشیروں سے ڈسکس کئے بغیر کوئی کام نہیں کرتا ۔ ان چاروں ڈائریکٹران نے اپنے اپنے سیکشنز میں الگ الگ سیکشنز بھی بنا رکھے ہیں جو پورے اسرائیل کو ہر معاملے میں کنٹرول کرتے ہیں"...

سکرین پر لکھے ہوئے الفاظ پڑھ کر کراسٹی اور سی کاک سر ہلاتے چلے گئے۔

" تمہارا کس سیکشن سے تعلق ہے اور اس سیکشن میں تمہارا عہدہ کیا ہے"... کراسٹی نے اس کا جواب مکمل ہونے پر بٹن پریس کر کے بارٹر سے پوچھا۔

" میرا تعلق سیکشن بی ڈی اے ٹو کے سیکشن ون سے ہے جسے ریڈ سیکشن کہا جاتا ہے۔ میں اس سیکشن کا انچارج ہوں"... بارٹر نے جواب دیا۔

" اور تمہارا یہ سیکشن کام کیا کرتا ہے"... کراسٹی نے پوچھا۔

" میرا سیکشن اسرائیل کے اندر اور اسرائیل کے باہر انڈر ورلڈ پر نظر رکھتا ہے اور ہمارے ذریعے ہی انڈر ورلڈ کو بنایا اور ختم کیا جاتا ہے۔ اسرائیل کے مفادات کے خلاف کام کرنے والوں کو ہم ہلاک کر دیتے ہیں اور ان کی جگہ ایسے افراد کو لاتے ہیں جو انڈر ورلڈ میں ہونے کے باوجود اسرائیل کو فائدہ پہنچائے"... بارٹر کا جواب سکرین پر ٹائپ ہوا۔

" اب یہ بتاؤ کہ کراسٹی اور سی کاک کے بارے میں تم کیا جانتے ہو"... کراسٹی نے پوچھا۔

" سی کاک ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی ہائی ایجنسی کا چیف ہے جس نے ایکریمیا کے مفادات کے لئے پوری دنیا میں اپنا نیٹ ورک قائم کر رکھا ہے جبکہ کراسٹی سی کاک کی بڑی بہن ہے جو ساک

لینڈ میں ایک کریمینل ایجنسی چلاتی تھی۔ اس ایجنسی کا نام بھی کراسٹی ایجنسی ہے لیکن اب یہ ایجنسی ختم ہو چکی ہے۔ کراسٹی کو ساک لینڈ کی حکومت نے ہائر کر کے ایک مشن پر پاکیشیا بھیجا تھا جس میں وہ بری طرح سے ناکام ہو گئی تھی۔ اس مشن کی ناکامی کی وجہ سے کراسٹی نے دوبارہ ساک لینڈ جانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر علی عمران سے مرعوب ہو کر پاکیشیا میں رہنا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن تاحال کراسٹی کو پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل نہیں کیا گیا"... سکرین پر بارٹر کا جواب ٹائپ ہوا۔

" اوہ۔ اس قدر انفارمیشن تم لوگوں کو کہاں سے ملی تھیں"... کراسٹی نے پوچھا تو سکرین پر دوبارہ الفاظ ٹائپ ہوئے جس میں بارٹر نے بتایا تھا کہ اس کے لئے انہوں نے باقاعدہ پاکیشیا اور دوسرے ممالک کے ساتھ ساتھ ساک لینڈ کی معلومات فروخت کرنے والی ایجنسیوں سے ساری معلومات حاصل کی تھیں۔ ان کے پاس یہ معلومات کہاں سے آئی تھیں وہ یہ نہیں جانتا تھا۔ کراسٹی نے اس سے چند مزید اپنے اور سی کاک کے بارے میں سوال کئے جس کے جواب سکرین پر ٹائپ ہوئے تو سی کاک اور کراسٹی واقعی پریشان ہو گئے کیونکہ ان کے پاس حقیقتاً ان کے تمام راز موجود تھے۔

" ہونہہ۔ اب یہ بتاؤ کہ اسرائیل پاکیشیا کے خلاف کیا سازش کر رہا ہے اور اس سازش میں سلور پاور کا کیا رول ہے۔ سب کچھ تفصیل

سے بتاؤ"... کراسٹی نے کہا تو اس بار جیسے سکرین پر مسلسل ٹائپنگ ہونا شروع ہو گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے سکرین ٹائپ شدہ الفاظ سے بھر گئی اور جب سی کاک اور کراسٹی نے اس تفصیل کو پڑھا تو وہ بری طرح سے چونک پڑے۔ ان کی آنکھیں حیرت، خوف اور غصے سے سرخ ہو گئی تھیں۔ اسرائیل نے ایک بار پھر پاکیشیا کو مکمل طور پر تباہ کرنے کی خوفناک سازش کی تھی۔ اس کی یہ سازش اگر کامیاب ہو جاتی تو پاکیشیا کے بیس کروڑ عوام صرف چند لمحوں میں ہی لقمہ اجل بن جاتے اور پاکیشیا کا نام صفحہ ہستی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹ جاتا۔

"اوہ۔ اس قدر بھیانک سازش۔ یہ لوگ انسان ہیں یا درندے بیس کروڑ انسانوں کو ایک ساتھ ہلاک کرنے کا ان کا پلان کس قدر بھیانک ہے"... سی کاک نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میں ان ملکوں سے شدید نفرت کرنے لگی ہوں جو انسان کو مکھیوں اور مچھروں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں"... کراسٹی نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ اسرائیل کے یہودی تو انتہائی بے رحم اور سنگ دل ہیں"... سی کاک نے بھی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہودی ہوتے ہی ایسے ہیں۔ یہ کبھی بھی کسی کے نہیں ہو سکتے"... کراسٹی نے کہا۔

"اور پوچھو اس سے۔ یہ اور کیا کیا جانتا ہے"... سی کاک نے کہا تو

کراسٹی ایک بار پھر بارٹر سے سوال کرنے لگی جن کے جواب پڑھ کر ان کے دماغ جیسے آندھیوں کی زد میں آتے جا رہے تھے۔

"تم یہ سب کیسے جانتے ہو"... کراسٹی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سیکشن ٹو کا ڈائریکٹر سرجان ڈیوڈ ہے۔ وہ ان دنوں شدید بیمار ہے اور اسے ہسپتال میں رکھا گیا ہے۔ کسی بھی ڈائریکٹر کی غیر موجودگی میں اس کے سیکشن ون کے چیف کو عارضی طور پر اس ڈائریکٹر کی جگہ دے دی جاتی ہے۔ آج کل میں بی ڈی اے کا ڈائریکٹر بھی ہوں اور سیکشن ون کا چیف بھی"... بارٹر نے جواب دیا جس کا جواب سکرین پر تحریر ہو گیا تھا۔

"اس خوفناک سازش کے پیچھے پرائم منسٹر کے علاوہ کس کس کا ہاتھ ہے"... کراسٹی نے پوچھا۔

"پرائم منسٹر کے ساتھ پاکیشیا کلنگ مشن پر بی ڈی اے کام کر رہی ہے اور یہ مشن بی ڈی اے کا ہی تیار کردہ ہے۔ بی ڈی اے کے کہنے پر ہی سلور پاور تیار کرایا گیا تھا اور اسے پاکیشیا پہنچانے کی ذمہ داری بھی بی ڈی اے کی ہی ہے اس لئے اس پر میرا سیکشن کام کر رہا ہے"... بارٹر نے جواب دیا۔

"مجھے بی ڈی اے کے چاروں ڈائریکٹروں کے نام، پتے اور ان کے بارے میں پوری تفصیل بتاؤ اور ان کے مین سیکشنوں کے بارے میں بھی ساری حقیقت جاننا چاہتی ہوں۔ اس کے علاوہ بی ڈی اے

نے سلور پاور کس سے تیار کرایا تھا اور سلور پاور کو ٹارگٹ بنانے کے لئے جو میزائل اسٹیشن بنایا گیا ہے وہ کہاں ہے اور اس کا انچارج کون ہے اور تیاری کے کس مرحلے پر ہے ۔ سب کچھ بتاؤ تفصیل کے ساتھ "... کراسٹی نے کرخت لہجے میں ایک ساتھ کئی سوال کرتے ہوئے کہا۔ پھر جب اس نے بٹن سے ہاتھ ہٹایا تو سکرین ایک بار پھر ٹائپ شدہ حروف سے بھرتی چلی گئی۔

" سی کاک ۔ کیا یہ ساری انفارمیشن تم محفوظ رکھ سکتے ہو"... کراسٹی نے سی کاک سے پوچھا۔

" ہاں ۔ بے فکر رہو ۔ اس مشین میں ٹائپ ہونے والا ایک ایک لفظ محفوظ ہے"... سی کاک نے کہا تو کراسٹی نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

پھر کراسٹی کافی دیر تک بارٹر سے سوال و جواب کرتی رہی جن کا تعلق پاکیشیا کے خلاف ہونے والی سازش، اس کے کرتا دھرتا اور اس میزائل سٹیشن سے تھا جس سے پاکیشیا کو ٹارگٹ بنائے جانے کا پلان شامل تھا ۔ پھر کراسٹی کے کہنے پر سی کاک نے مشین آف کی اور وہ دونوں وہاں سے اٹھ آئے ۔ تھوڑی دیر میں وہ دونوں ایک بار پھر سی کاک کے آفس میں تھے ۔ کراسٹی کا چہرہ ستا ہوا تھا ۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں پھیلی ہوئی تھیں۔

" کیا سوچ رہی ہو"... سی کاک نے کراسٹی کی طرف غور سے

دیکھتے ہوئے کہا۔

" پاکیشیا کی بیس کروڑ عوام موت کے دہانے پر کھڑی ہے ۔ اس کے علاوہ میں اور کیا سوچ سکتی ہوں"... کراسٹی نے سنجیدگی سے کہا۔

" اب تم کرو گی کیا ۔ میں تو کہتا ہوں کہ عمران یا پھر سیکرٹ سروس کے چیف کو یہیں سے فون کر کے انفارم کر دو تاکہ وہ سلور پاور کے حصول کے لئے کوشش ہی نہ کریں ۔ سلور پاور جب تک پاکیشیا میں نہیں پہنچے گا اس وقت تک پاکیشیا ہر خطرے سے محفوظ رہے گا"... سی کاک نے کہا۔

" نہیں سی کاک ۔ تم نے بارٹر کی باتوں پر غور نہیں کیا ۔ انہوں نے جو پلاننگ اور طریقہ کار اختیار کیا ہے اب تک عمران اپنی ٹیم کو لے کر ساک لینڈ پہنچ بھی چکا ہو گا اور میں جانتی ہو عمران اور اس کے ساتھیوں کے طوفان کو ساک لینڈ والے نہیں روک سکیں گے اور عمران سلور پاور لے کر وہاں سے نکل جائے گا اور اگر سلور پاور پاکیشیا پہنچ گیا تو اسے فوراً ایٹمی لیبارٹری میں پہنچا دیا جائے گا کیونکہ سلور پاور کی چیکنگ ایٹمی تجربہ گاہ کے سوا کہیں اور کسی طریقے سے نہیں کی جا سکتی ۔

سلور پاور جیسے ہی ایٹمی لیبارٹری میں پہنچے گا اسرائیل فوراً پاکیشیا کلنگ میزائل فائر کر دے گا ۔ پھر کیا ہو گا یہ تم سمجھ سکتے ہو"... کراسٹی نے کہا۔

" اوہ ۔ پھر تو واقعی مسئلہ بن جائے گا "... سی کاک نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے مجھے خود ہی ساک لینڈ جانا پڑے گا"... کراسٹی نے سوچتے ہوئے کہا تو سی کاک چونک پڑا۔

"ساک لینڈ۔ اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو کراسٹی۔ اگر تم ساک لینڈ گئی اور تمہارے بارے میں کسی کو پتہ چل گیا تو تمہارا وہاں کیا حشر کیا جائے گا یہ جانتی ہو تم"... سی کاک نے کہا۔

"جو بھی ہو میں ساک لینڈ ضرور جاؤں گی اور جب تک میں سلور پاور کو اپنے ہاتھوں سے تلف نہ کر دوں گی مجھے سکون نہیں آئے گا"... کراسٹی نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"مگر"... سی کاک نے کچھ کہنا چاہا۔

"اگر مگر کچھ نہیں۔ میں فیصلہ کر چکی ہوں اور تم جانتے ہو میں فیصلہ کرنے کے بعد پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں ہوں"... کراسٹی نے سرد لہجے میں کہا تو سی کاک خاموش ہو گیا۔

"لیکن تم وہاں جا کر کرو گی کیا۔ تمہیں کیا معلوم سلور پاور کہاں ہے۔ تمہارے پہنچنے سے پہلے بقول تمہارے عمران اور اس کے ساتھی وہاں پہنچ گئے تو وہ تو فوراً اسے لے کر نکل جائیں گے"... سی کاک نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"مجھے فون دو۔ میں یہیں سے معلوم کرنے کی کوشش کرتی ہوں کہ سلور پاور کہاں ہے اور عمران اور اس کے ساتھی ساک لینڈ پہنچے بھی ہیں یا نہیں۔ اگر وہ وہاں ہیں تو وہ کیا کر رہے ہیں۔ ساک

لینڈ میں میرے ایسے لنکس ہیں کہ میں سب کچھ یہیں بیٹھے بیٹھے معلوم کر سکتی ہوں"... کراسٹی نے کہا تو سی کاک نے سر ہلا کر فون اس کی طرف بڑھا دیا۔ کراسٹی نے رسیور اٹھایا اور ساک لینڈ کے نمبر ملانے میں مصروف ہو گئی۔

عمران جیسے ہی کمرے سے نکل کر بھاگتا ہوا راہداری میں آیا اسے دائیں طرف سے دو افراد مشین گنیں اٹھائے اس طرف آتے دکھائی دیئے۔ اس سے پہلے کہ وہ عمران کو دیکھ کر مشین گنیں سیدھی کرتے عمران نے یکلخت ان پر فائرنگ کر دی۔ مشین پسٹل سے ریٹ ریٹ کی مخصوص آواز کے ساتھ وہ دونوں بری طرح چیختے ہوئے گرے اور ساکت ہو گئے۔ ہر طرف تیز فائرنگ اور بھاگنے دوڑنے کی آوازیں اور انسانوں کی درد ناک چیخیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ میجر پرمود اور اس کے ساتھی بھی ہر طرف بھاگتے پھر رہے تھے اور انہیں وہاں جو بھی نظر آ رہا تھا وہ اسے ہلاک کرتے جا رہے تھے۔

گرین ماسٹر کا ہیڈ کوارٹر بے حد وسیع و عریض تھا اور چونکہ ہیڈ کوارٹر انڈر گراؤنڈ تھا اس لئے دھماکوں اور چیخوں کی آوازیں

وہیں تک محدود تھیں اس لئے بیرونی مداخلت کی امید نہیں کی جا سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ عمران، میجر پرمود اور ان کے ساتھی بے فکری سے دشمنوں کو ہلاک کر رہے تھے۔ ان کے حملے اس قدر تیز اور خوفناک تھے کہ دشمنوں کو کسی بھی طرح انہیں گھیرنے اور انہیں ہلاک کرنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ وہ ان پر جوابی فائرنگ ضرور کر رہے تھے مگر ان کی فائرنگ سے فرش، دیواریں اور چھتیں ہی ادھڑ رہی تھیں۔ یہ عمران، میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کی خوش قسمتی تھی کہ ابھی تک ان میں سے کسی ایک کو بھی کوئی گولی چھو کر بھی نہیں گزری تھی ورنہ وہاں جس قدر خوفناک فائرنگ ہو رہی تھی ایک آدھ ضرور پار لگ چکا ہوتا۔

ایک گھنٹے کی مسلسل فائرنگ اور بھاگ دوڑ کے بعد آخرکار گرین ماسٹر کے ہیڈ کوارٹر میں فائرنگ کی شدت میں کمی آنے لگی اور پھر یہ شدت بتدریج کم ہوتے ہوتے بالکل ختم ہو گئی۔ البتہ دوڑنے بھاگنے کی آوازیں اب بھی سنائی دے رہی تھیں۔ عمران، میجر پرمود اور ان کے ساتھیوں نے بالآخر میدان مار لیا تھا اور گرین ماسٹر کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ایک ایک شخص کو ہلاک کر دیا تھا۔ ان کے پاس چونکہ ذاتی اسلحہ تو تھا نہیں اس وہ ہلاک ہونے والے دشمنوں کا اسلحہ اٹھا کر اسی سے انہیں ہلاک کر رہے تھے اور پھر کچھ دیر بعد عمران اور اس کے ساتھی ایک ہال نما کمرے میں آ گئے۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھی ایک خفیہ راستے سے وہاں سے نکل گئے تھے۔

" یہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی کہاں چلے گئے "... کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا جو کمرے میں ایک میز کے پیچھے موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ میز دفتری طرز پر سجا ہوا تھا جس پر ٹیلی فون بھی موجود تھا۔ ممبران وہاں موجود صوفوں پر بیٹھ گئے تھے البتہ عمران کے کہنے پر جوزف اور جوانا مشین گنیں لے کر باہر نکل گئے تھے تاکہ اگر کوئی اتفاقاً زندہ رہنے کے بعد اس طرف آنے کی کوشش کرے تو وہ ان سے نپٹ سکیں۔

" میں نے انہیں ایک خفیہ راستے سے باہر جاتے دیکھا تھا۔ شاید وہ یہاں سے نکل گئے ہیں "... صالحہ نے کہا۔

" اوہ ۔ تو ہمیں بھی یہاں سے نکل جانا چاہئے ۔ ہم یہاں کیا کر رہے ہیں "... جولیا نے کہا۔

" میرے خیال میں عمران صاحب میجر پرمود کے دور جانے کا انتظار کر رہے ہیں "... صفدر نے کہا۔

" دور جانے کا ۔ وہ کیوں "... جولیا نے چونک کر کہا۔

" ہم اور میجر پرمود ایک ہی مشن پر کام کر رہے ہیں ۔ ہم اپنے طریقے سے کام کریں گے اور میجر پرمود اپنے طریقے سے اس لئے عمران صاحب انہیں ساتھ نہیں رکھنا چاہتے اور نہ انہیں رکھنا چاہئے تھا اس لئے وہ انہیں یہاں سے جانے کا موقع دے رہے ہیں تاکہ ہم جب یہاں سے نکلیں تو انہیں ہمارے بارے میں علم نہ ہو کہ ہم کہاں گئے ہیں اور کیا کرنا چاہتے ہیں ۔ کیوں عمران صاحب ۔ میں

ٹھیک کہہ رہا ہوں نا "... صفدر نے کہا۔

" عقلمندوں کی دنیا میں، میں بھلا اکیلا عقل سے پیدل انسان تمہاری بات کو غلط کیسے کہہ سکتا ہوں ۔ تم تو سب عقل کے گھوڑوں پر سوار ہو "... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بھی مسکرا دیئے۔

" یہ میک اپ والا کیا چکر تھا۔ تمہارا اور میجر پرمود کا میک اپ تمہارے کہنے پر صاف بھی نہیں ہوا تھا اور تم دونوں میگنٹ چیئرز سے یوں اٹھ کھڑے ہوئے تھے جیسے میگنٹ چیئرز نے تم دونوں کو جکڑ ہی نہ رکھا ہو "... جولیا کو اچانک ان کا میگنٹ چیئرز سے اٹھ کر گرین ماسٹر اور کرنل سکارنو پر حملہ کرنے کا منظر یاد آ گیا۔

" وہ سب چکر عمران صاحب نے چلایا تھا "... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" چکر ۔ کیسا چکر "... جولیا نے چونک کر اور حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" ہماری چیئرز کے گرد بیک میگنٹ افرا ویوز کا سسٹم کام کر رہا تھا جسے عام فہم میں بی ایم اے کہا جاتا ہے ۔ ان ویوز کی وجہ سے انسانی جسم میں قوت مدافعت نہ ہونے کے برابر رہ جاتی ہے اور انسان کو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اس کے جسم ہی جان ہی نہ ہو ۔ ان ویوز کو ایک خاص آلے کی مدد سے آن آف کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اگر ایسے انسان پر جو کہ بی ایم اے کی گرفت

میں ہو پر تخ بستہ پانی بہا دیا جائے تو ان ویوز کا اثر بے حد کمزور ہو کر ختم ہو جاتا ہے اور انسان فوراً حرکت میں آجاتا ہے۔ عمران صاحب نے میک اپ صاف کرنے کا بہانہ بنا کر کرنل سکارنو اور گرین ماسٹر کو بے وقوف بنایا تھا تاکہ وہ ان پر سرد پانی ڈال دیں اور وہ عمران صاحب کی عیاری کے جال میں آگئے اور انہوں نے وہی کیا جو عمران صاحب چاہتے تھے۔ ان پر سرد پانی ڈالا گیا تو ان کے جسم بی ایم اے سے آزاد ہو گئے اور انہوں نے فوراً ہی سچوئیشن کو ہینڈل کر لیا"... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب حیران رہ گئے کہ میگنٹ ویوز کو اس طرح سرد پانی سے بھی ختم کیا جا سکتا ہے۔ کیپٹن شکیل کی بات سن کر عمران بھی حیرت بھری نظروں سے کیپٹن شکیل کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا تم ان ویوز کے بارے میں جانتے ہو"... عمران نے حیرانی سے کہا۔

"نہیں۔ یہ سب آپ نے بتایا ہے"... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران کی حیرت میں اور اضافہ ہو گیا۔

"میں نے۔ حیرت ہے۔ میں نے تمہیں سب کچھ بتا بھی دیا اور مجھے معلوم ہی نہیں۔ واقعی حیرت ہے"... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل ہنس پڑا۔

"یہ سب آپ نے مجھے نہیں بلکہ آئی کوڈ میں میجر پرمود کو بتایا تھا میجر پرمود آپ کی بات سمجھ گیا تھا اور آپ جو کچھ انہیں بتا رہے تھے وہ

میں نے دیکھ لیا تھا"... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"یعنی اسے کہتے ہیں چور کی آنکھ سے سرمہ چرا لینا"... عمران نے کہا تو اس کے احمقانہ محاورے پر وہ سب ہنس پڑے۔

"حیرت ہے۔ آخر تم نے اور میجر پرمود نے ایسا کون سا میک اپ کر رکھا ہے جسے اتارنے کے لئے کرنل سکارنو پاگل ہوا جا رہا تھا اس نے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ صاف کرنے کا ہر ممکن طریقہ بھی آزمایا تھا مگر کامیاب نہ ہو سکا تھا۔ کیوں"... جولیا نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہمیں یہاں سپیشل میک اپ کرا کر لائے تھے آپ یہاں کی ٹائٹ سکیورٹی دیکھ ہی چکی ہیں مس جولیا۔ اگر ہم نے سپیشل میک اپ نہ کر رکھے ہوتے تو اب تک کئی بار پکڑے جا چکے ہوتے۔ اسی طرح میجر پرمود بھی عمران صاحب کی طرح جہاندیدہ انسان ہیں۔ وہ عام میک اپ کر کے تو یہاں آ نہیں سکتے تھے"... صفدر نے کہا۔

"کیا تم جانتے ہو کہ میجر پرمود کا میک اپ کیسے صاف کیا جا سکتا ہے"... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"ہاں جانتا ہوں مگر میں بتاؤں گا نہیں کہ میجر پرمود کا میک اپ مرکری یعنی پارے کو رگڑنے سے صاف کیا جا سکتا ہے"... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

" اور تمہارا اور ہمارے میک اپ "... جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" یہ بھی نہیں بتاؤں گا۔ کیا معلوم کہ تم میں سے کوئی دشمنوں کو بتا دے کہ ہمارا میک اپ پیاز کے رس سے صاف ہو سکتا ہے "... عمران نے اسی انداز میں کہا تو ان کی ہنسی تیز ہو گئی۔

" اچھا۔ اب احمقانہ پن چھوڑو۔ سلور پاور کے لئے کیا کرنا ہے۔ اب تک اتنا کچھ ہو گیا لیکن ہم یہ معلوم ہی نہیں کر سکے کہ آخر سلور پاور ہے کہاں۔ اسے حاصل کیا ہم خاک کریں گے "... جولیا نے کہا۔

" سلور پاور جہاں بھی ہے بخیر و عافیت ہے اور اسے تمہاری خیریت نیک مطلوب ہے اور "... عمران کی زبان رواں ہونے ہی لگی تھی کہ جولیا فوراً بول پڑی۔

" بس۔ بس۔ رہنے دو۔ معلوم ہو گیا ہے "... جولیا نے کہا تو ان سب نے ایک بار پھر ہنسنا شروع کر دیا۔

" ویسے عمران صاحب۔ مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہم ساک لینڈ میں آ کر بری طرح سے الجھ کر رہ گئے ہیں۔ نہ ہمیں سلور پاور کے بارے میں کچھ پتہ چل رہا ہے اور نہ مارشل ہاسٹو کے بارے میں۔ اگر کسی طرح مارشل ہاسٹو کے بارے میں علم ہو جائے تو شاید ہمیں سلور پاور کا کوئی کلیو مل جائے ورنہ شاید ہم اس طرح اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ جائیں گے "... صفدر نے کہا۔

" یہ ٹامک ٹوئیاں کیا ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت بھی کر دو "...

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہارا سر ہوتا ہے "... صفدر کی بجائے جولیا نے جھلا کر کہا۔

" میرا سر۔ ارے واہ۔ پھر تو واقعی بڑا خوبصورت ہوتا ہے "... عمران نے اس انداز میں کہا کہ وہ سب ہنسے بغیر نہ رہ سکے۔ پھر عمران نے میز پر پڑا ہوا فون اپنی طرف کھسکایا اور انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

" یس۔ انکوائری پلیز "... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" پرائم منسٹر کے ملٹری سیکرٹری کرنل آرتوف کا نمبر دیں "... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ یس سر۔ ایک منٹ ہولڈ کریں "... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد اسے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرتا چلا گیا۔

" یس ملٹری سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر ساک لینڈ سپیکنگ "... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔ عمران نے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس کے ساتھی بھی اس کی آواز بخوبی سن رہے تھے۔

" مارشل ہاسٹو سپیکنگ۔ میری پرائم منسٹر سے بات کرائیں۔

ارجنٹ ہے"... عمران نے مارشل ہاسٹو کی آواز میں بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ مارشل ۔ خیریت ۔ آپ اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہیں"... دوسری طرف سے کرنل آرتوف نے چونکتے ہوئے کہا۔

" کرنل ۔ مجھے پرائم منسٹر سے فوراً بات کرنی ہے ۔ اٹ از موسٹ ارجنٹ"... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ البتہ اس کے لہجے میں اسی طرح گھبراہٹ کا عنصر تھا۔

" اوہ ۔ ایک منٹ ۔ ہولڈ کریں ۔ میں بات کراتا ہوں"... دوسری طرف سے کرنل آرتوف نے کہا اور چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی ۔ سیکرٹ سروس کے ممبران حیرانی سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے ان کی سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ عمران مارشل ہاسٹو کی آواز میں اور وہ بھی گھبرائے ہوئے لہجے میں ساک لینڈ کے پرائم منسٹر سے کیا بات کرنا چاہتا ہے۔

" یس "... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ساک لینڈ کے پرائم منسٹر کی باوقار آواز سنائی دی ۔

" مم ۔ مارشل ہاسٹو بول رہا ہوں سر ۔ مم ۔ میں ۔ وہ ۔ وہ"... عمران نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ کیا بات ہے مارشل ۔ آپ اس طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کیوں بول رہے ہیں ۔ خیریت تو ہے نا"... دوسری طرف سے پرائم منسٹر کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی ۔

" خ ۔ خیریت ۔ نہیں سر ۔ خیریت نہیں ہے ۔ وہ ۔ وہ"... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

" اوہ ۔ کیا ہوا ہے ۔ اور آپ نے ملٹری سیکرٹری کے نمبر پر کال کیوں کی ہے ۔ میں نے آپ کو ہدایات دی تھیں کہ آپ ریڈ زون میں جا کر مجھ سے میرے ڈائریکٹ نمبر پر بات کریں گے"... پرائم منسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

" میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے سر کہ میں آپ کو ڈائریکٹ نمبر پر کال کرتا"... عمران نے جلدی سے کہا۔

" ہونہہ ۔ آخر ہوا کیا ہے ۔ کس لئے کال کی ہے آپ نے"... دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے الجھے ہوئے اور قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سر ۔ سلور پاور بلگارنیہ کے ایجنٹ اڑا لے گئے ہیں سر ۔ اور ۔ اور"... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے پرائم منسٹر اس کی بات سن کر حقیقتاً کرسی سے اچھل پڑے ہوں۔

" بلگارنیہ کے ایجنٹ سلور پاور اڑا لے گئے ہیں ۔ ریڈ زون سے بلگارنیہ کے ایجنٹ ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مارشل ہاسٹو بلگارنیہ کے ایجنٹ ریڈ زون میں کیسے پہنچ گئے "... دوسری طرف سے پرائم منسٹر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

" مم ۔ میں نہیں جانتا سر ۔ وہ ریڈ زون میں پہلے سے ہی موجود تھے ۔ انہوں نے ریڈ زون میں زبردست تباہی پھیلائی ہے ۔ بے شمار

افراد مارے گئے ہیں اور۔اور"... عمران نے بدستور گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو اس کے ساتھی عمران کی جانب تحسین آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگے جو کس قدر آسانی سے مارشل ہاسٹو بن کر ساک لینڈ کے پرائم منسٹر کو بے وقوف بنا رہا تھا۔

"اوہ۔اوہ۔یہ سب کیسے ہو گیا۔کیوں ہو گیا۔آخر بلگارنیہ کے ایجنٹ جزیرہ ٹیاگو تک کیسے پہنچ گئے۔انہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ سلور پاور جزیرہ ٹیاگو میں موجود ریڈ لیبارٹری کے ریڈ زون میں موجود ہے۔لیبارٹری، ریڈ زون اور جزیرہ ٹیاگو کے حفاظتی نظام کا کیا ہوا اور آپ کے اور وہاں موجود فل سیکورٹی کے ہوتے ہوئے آخر وہ لوگ وہاں کیسے پہنچ گئے۔اگر وہ لوگ وہاں پہنچ گئے تھے تو آپ وہاں کیا کر رہے تھے۔آپ نے انہیں روکا کیوں نہیں"... پرائم منسٹر نے بری طرح سے دھاڑتے ہوئے کہا تو ان سے ریڈ لیبارٹری، ریڈ زون اور جزیرہ ٹیاگو کا سن کر عمران کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔اس کے ساتھیوں کے چہرے بھی چمک اٹھے تھے۔عمران کے گھبراہٹ زدہ انداز میں سلور پاور کا بلگارنیہ کے ایجنٹوں کے ہاتھوں اڑا لے جانے کا سن کر پرائم منسٹر واقعی بوکھلا گیا تھا اور اس نے خود ہی ان کے سامنے مین سپاٹس کے نام بتا دیئے تھے جہاں سلور پاور اور مارشل ہاسٹو موجود تھا۔

"ہم وہاں گلی ڈنڈا کھیل رہے تھے"... عمران نے آواز بدل کر کہا اور دوسری طرف کا جواب سن کر اس نے فوراً رسیور کریڈل پر رکھ

دیا۔اس کی یہ بات سن اس پتی کو الگ کیا اور میز پر ڈال دیا۔

"آپ کی ذہانت کا جواب ہو کہا۔باقی ممبران بھی حیرت جس طرح پرائم منسٹر سے بوکھلائے ہو تی کو دیکھ رہے تھے۔ کر بات کی تھی ایسا ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ڈاسی شکیل نے سے جینئس ہیں اور آپ ذہانت میں ہم سے کئی قدم آگے ہیں"... صفدر نے بے اختیار عمران کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔یہ دوسروں کی آوازوں کی نقل کرنے کا ماہر ہے۔اگر یہ مہارت میرے پاس ہوتی تو میں بھی یہی کرتا"... تنویر نے منہ بنا کر کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"اگر تم بھی یہی کرتے تو صفدر تمہیں جینئس اور ذہانت میں کئی قدم آگے ہونے کا نہ کہتا"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا کہتا"... تنویر نے آنکھیں نکال کر پوچھا۔

"پپ۔پتہ نہیں بڑے بھائی"... عمران نے ایک بار پھر بوکھلانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا تو وہ سب اس کی اداکاری پر ہنس دیئے۔

"عمران صاحب۔پرائم منسٹر سے اس طرح بات کر کے آپ نے اس سے مین سپاٹ کا پتہ تو چلا لیا ہے لیکن کیا اس سے ہمارے لئے خطرات اور نہیں بڑھ جائیں گے"... صالحہ نے کہا۔

"وہ کیسے بڑی بہن"... عمران نے کہا۔

"وہ ایسے بڑے بھائی جان کہ آپ کے آخری الفاظ سن کر پرائم

افراد مارے گئے ہیں اور۔ اور"... عمران نے وہ جب ریڈ زون میں لہجے میں کہا تو اس کے ساتھی عمران کے وہاں کے حالات نارمل ملیں دیکھنے لگے جو کس قدر آسانی سے ہو جائے گا کہ انہیں مارشل ہاسٹو کی پرائم منسٹر کو ـت بنانے والا کون ہے۔ وہ ریڈ زون کی سکیورٹی اور زیادہ ٹائٹ کر دیں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جزیرہ ٹیاگو کی طرف جانے والے تمام راستوں کو بلاک کر دیں"... صالحہ نے کہا۔

" تو کرنے دو۔ انہیں جو کرنا ہے وہ کرتے رہیں۔ ہم نے جو کرنا ہے وہ ہم کریں گے"... عمران نے کہا۔

" چلو۔ کم از کم ہمیں یہ تو معلوم ہوا کہ سلور پاور کہاں ہے۔ اب ہمارے پاس لائن آف ایکشن تو ہے"... جولیا نے کہا۔

" یہاں سے ہمیں اچھا خاصا اسلحہ مل جائے گا۔ کیا خیال ہے عمران صاحب"... ماسٹر کارلی نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا جو ان کی باتوں کے دوران اب تک خاموش تھا۔

" بڑا نیک خیال ہے"... عمران نے کہا اور پھر اچانک اس کی نظر ٹیلی فون سیٹ پر پڑی جس سے اس نے مارشل ہاسٹو بن کر پرائم منسٹر سے بات کی تھی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا ہوا"... اسے اس طرح چونکتے دیکھ کر جولیا نے پوچھا۔ عمران نے جولیا کی بات کا جواب دینے کی بجائے جھپٹ کر فون اٹھایا اور اسے الٹا کر دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ فون کے نیچے سیاہ رنگ کی ایک چھوٹی سی پتی چپکی ہوئی

تھی۔ عمران نے چٹکی بھر کر اس پتی کو الگ کیا اور میز پر ڈال دیا۔

" یہ کیا ہے"... جولیا نے حیران ہو کہا۔ باقی ممبران بھی حیرت سے عمران کا بگڑا ہوا چہرہ اور میز پر پڑی ہوئی پتی کو دیکھ رہے تھے۔

" یہ جدید ساخت کا ہائی رینج ڈکٹا فون ہے"... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ڈکٹا فون۔ اوہ۔ یہ یہاں کس نے لگایا ہو گا"... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" میجر پرمود کے سوا اور یہ حرکت کون کر سکتا ہے"... عمران نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

" میجر پرمود۔ اوہ۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میجر پرمود کو یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ تم ساک لینڈ کے پرائم منسٹر سے اس فون پر رابطہ کر کے سلور پاور کے بارے میں معلوم کر لو گے"... جولیا نے اور زیادہ حیران ہو کر کہا۔ دوسرے ممبران بھی حیران تھے۔

" وہ بہت کائیاں انسان ہے۔ میں نے آخری لمحات میں جب کرنل سکارنو سے پوچھا تھا کہ سلور پاور کے بارے میں پرائم منسٹر جانتا ہے تو کرنل سکارنو نے ہاں میں جواب دیا تھا۔ میجر پرمود اس وقت میری طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسے یقیناً شک ہو گیا ہو گا کہ میں اب سلور پاور کے بارے میں پرائم منسٹر سے رابطہ کروں گا۔ وہ میرے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ اس نے اس ٹیلی فون کو دیکھتے ہی ایچ آر اس کے نیچے لگا دیا ہو گا کہ شاید میں اس سے پرائم

منسٹر سے بات کروں ۔ اس کا رسیور اس کے پاس ہو گا جس کی وجہ
سے اب وہ بھی جان چکا ہے کہ سلور پاور کہاں ہے"... عمران نے
کہا۔

" اوہ ۔ پھر بھی ۔ میجر پرمود کو یہ کس طرح سے یقین تھا کہ تم
اس فون سے بات کرو گے اور اس کے پاس اس قدر جدید ڈکٹا فون
آیا کیسے "... جولیا نے کہا۔

" وہ ڈی ایجنٹ ہے اور ایسی چھوٹی چھوٹی چیزوں کا ڈی ایجنٹوں
کے پاس ہونا کوئی انوکھی بات نہیں ہے اور میں نے بتایا ہے ناکہ
وہ میرے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے ۔ اسے شک ہی نہیں یقین
تھا کہ اس معاملے کو اب میں طول نہیں دوں گا اور فوراً پرائم منسٹر
سے رابطہ کروں گا اس لئے اس نے ڈکٹا فون یہاں لگایا اور ہم سے
سلام دعا کئے بغیر فوراً ہی نکل گیا تھا"... عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ یہ میجر پرمود تو ضرورت سے زیادہ چالاک نکلا"... صالحہ نے
حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

" چالاک نہیں وہ عقلمند ہے اور ہمارے پاس عقل کی کمی ہے ۔
اس نے ڈکٹا فون اس فون کے نیچے اس لئے لگایا ہو گا کہ یہاں لگے
ہوئے دوسرے فونز عام ہیں جبکہ یہ سیٹلائٹ فون ہے جس کا نمبر
چیک نہیں کیا جا سکتا ۔ میجر پرمود کو یقین ہو گا کہ میں یہی فون
استعمال کروں گا کہ فوراً ٹریس نہ کیا جا سکوں"... عمران نے کہا۔

" خیر ایسی بھی بات نہیں ہے ۔ میجر پرمود کو اگر اصل سپاٹ کا

علم ہو گیا ہے تو کیا ہوا ۔ وہ عقلمند ہو یا ڈی ایجنٹ ۔ ہم بھی کسی
سے کم نہیں ہیں ۔ ہم اس سے زیادہ تیز رفتاری سے کام کریں گے اور
اس سے پہلے سلور پاور تک پہنچ جائیں گے ۔ اس مشن میں ہم کامیاب
ہوں گے ۔ صرف ہم "... تنویر نے کہا۔

" اس لئے ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے ۔ اب چونکہ میجر
پرمود کو بھی اصل سپاٹ کا علم ہو گیا ہے اس لئے ہمیں بھی ایک لمحے
کی دیر نہیں کرنی چاہئے ۔ کیوں عمران صاحب "... صفدر نے جلدی
سے کہا۔

" اوکے میجر پرمود ۔ مقابلہ اب شروع ہوا ہے ۔ دیکھتے ہیں اس
مقابلے میں جیت کس کی ہوتی ہے ۔ آپ بھی ہاتھی گھوڑے دوڑا لیں
ہم بھی گدھوں پر زین کس لیتے ہیں"... عمران نے پتی اٹھا کر جیسے
میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی اس نے پتی کو مروڑ کر
وہاں پھینک دیا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھی
بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے ۔ ان کے چہروں پر جوش کے آثار تھے
اور ان کا انداز بتا رہا تھا جیسے وہ واقعی میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں
سے زیادہ تیز رفتار اور فاسٹ ایکشن کرنا چاہتے ہوں۔

ساک لینڈ کا پرائم منسٹر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کان سے رسیور ہٹائے اسے دیکھ رہا تھا جیسے رسیور کی جگہ اس نے ہاتھ میں سیفٹی پن نکلا ہینڈ گرنیڈ پکڑ لیا ہو جو ابھی دھماکے سے پھٹ پڑے گا۔

" گلی ڈنڈا کھیل رہے تھے ۔ کک ۔ کیا مطلب ہوا ۔ یہ مارشل ہاسٹو کا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا ۔ یہ کیا بکواس کر رہا تھا"... پرائم منسٹر نے حیرت اور غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور میز پر پڑے ہوئے بے شمار مختلف رنگوں کے فون سیٹوں میں سے سرخ رنگ کا فون اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لیا ۔ اس نے ٹیلی فون کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن تین بار مخصوص انداز میں پریس کیا تو فون کا رنگ بدل کر سیاہ ہو گیا ۔ اب یہ جدید سیٹلائٹ سسٹم کا فون بن چکا تھا جس کی نہ کال کو چیک کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی اس کال کو کسی دوسری جگہ سے سنا جا سکتا تھا ۔ پرائم

منسٹر نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور پھر مخصوص ٹون کی آواز سن کر وہ جلدی جلدی نمبر پریس کرتا چلا گیا۔

"یس"... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کھردری سی آواز سنائی دی۔

"پی ایم سپیکنگ"... پرائم منسٹر نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ یس سر ۔ ریڈ زون سے کرنل آرچوف بول رہا ہوں"... دوسری طرف سے فوراً مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کرنل آرچوف ۔ کیا ہوا ہے ریڈ زون میں"... پرائم منسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ریڈ زون میں ۔ کچھ نہیں سر ۔ یہاں کیا ہونا ہے"... کرنل آرچوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ۔ کچھ نہیں ہوا ۔ مارشل ہاسٹو نے ابھی مجھے کال کی تھی اور اس نے کہا تھا کہ ریڈ زون پر بلگارنیہ کے ایجنٹوں نے حملہ کر دیا تھا اور وہ وہاں تباہی پھیلا کر سلور پاور نکال کر لے گئے ہیں"... پرائم منسٹر نے کہا۔

"ریڈ زون میں بلگارنیہ کے ایجنٹوں نے حملہ کیا تھا ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر ۔ یہاں تو کوئی حملہ نہیں ہوا"... کرنل آرچوف نے اسی انداز میں کہا تو پرائم منسٹر بری طرح سے اچھل پڑا۔

"کیا ۔ کیا کہا تم نے ۔ ریڈ زون پر حملہ نہیں ہوا"... پرائم منسٹر نے حیرت کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر ۔ سارا ٹاپو ہماری نظروں میں ہے ۔ اس ٹاپو پر آنے والا

پرندہ بھی ہماری نظروں سے نہیں بچ سکتا۔ اگر بلگارنیہ کے ایجنٹ یہاں آئے ہوتے تو اس کا ہمیں پتہ نہ چلے یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ ریڈ زون میں بلگارنیہ کے ایجنٹوں نے حملہ کر کے یہاں تباہی پھیلا دی ہے اور سلور پاور اڑا لے گئے ہیں جبکہ یہاں کے حالات نارمل ہیں۔ نہ کوئی تباہی ہوئی ہے اور نہ ہی یہاں سے سلور پاور اڑایا گیا ہے"... دوسری طرف سے کرنل آرچوف نے کہا تو پرائم منسٹر جیسے سکتے میں آگیا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے کان بج رہے ہوں۔

"کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں"... کئی لمحوں کے توقف کے بعد پرائم منسٹر نے رک رک کر کہا۔

"یس سر۔ یہاں کے حالات نارمل ہیں اور پوری طرح سے ہمارے کنٹرول میں ہیں"... کرنل آرچوف نے کہا تو پرائم منسٹر کا چہرہ حیرت کی شدت سے متغیر ہوتا چلا گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ ریڈ زون سے مارشل ہاسٹو کی کال۔ اس نے تو مجھ سے کہا تھا کہ"... پرائم منسٹر کہتے کہتے رک گیا۔

"سوری سر۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ مارشل ہاسٹو نے یہاں سے کوئی کال نہیں کی۔ اگر انہوں نے یہاں سے کوئی کال کی ہوتی تو مجھے اس کا ضرور علم ہوتا"... کرنل آرچوف نے فوراً کہا تو پرائم منسٹر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کہاں ہے مارشل ہاسٹو"... پرائم منسٹر نے غصے اور پریشانی کے عالم میں ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ یونٹ ون پر ہیں سر۔ بات کراؤں ان سے آپ کی"... کرنل آرچوف نے کہا۔

"ہاں۔ کرائیں بات"... پرائم منسٹر نے کہا۔

"اوکے سر۔ ہولڈ آن کریں"... کرنل آرچوف نے کہا تو دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔ پرائم منسٹر کے دل و دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ ابھی چند لمحے قبل مارشل ہاسٹو نے کال کر کے اسے بتایا تھا کہ بلگارنیہ کے ایجنٹوں نے ریڈ زون پر حملہ کر کے وہاں بے پناہ تباہی پھیلا دی ہے اور وہ ریڈ لیبارٹری سے سلور پاور کو اڑا کر لے جانے میں کامیاب بھی ہو گئے ہیں اور کرنل آرچوف جو وہاں کا انچارج تھا، پرائم منسٹر کو بتا رہا تھا کہ وہاں کے حالات نارمل ہیں۔ ریڈ زون اور سلور پاور محفوظ ہیں اور بلگارنیہ کے ایجنٹ وہاں پہنچے ہی نہیں۔ کیا مارشل ہاسٹو اس سے جھوٹ بول رہا تھا یا کرنل آرچوف اسے بہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یس ہاسٹو سپیکنگ"... چند لمحوں بعد رسیور سے مارشل ہاسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی تو پرائم منسٹر جیسے خیالات کے سمندر سے باہر نکل آیا۔

"یس۔ پرائم منسٹر"... پرائم منسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ حکم سر"... دوسری طرف سے مارشل ہاسٹو نے

انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" مارشل ہاسٹو۔ کیا آپ نے تھوڑی دیر پہلے پرائم منسٹر ہاؤس میں کال کی تھی"... پرائم منسٹر نے دبنگ لہجے میں پوچھا۔

" پرائم منسٹر ہاؤس میں ۔ نہیں سر۔ میں نے تو کوئی کال نہیں کی"... مارشل ہاسٹو نے کہا تو پرائم منسٹر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ اس کی فراخ پیشانی پر یکلخت بے شمار لکیروں کا جال سا پھیل گیا تھا۔

" اوہ ۔ پھر تو گڑبڑ ہو گئی ہے ۔ بہت بڑی گڑبڑ"... پرائم منسٹر نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

" گڑبڑ۔ میں سمجھا نہیں سر"... دوسری طرف سے مارشل ہاسٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مارشل ہاسٹو۔ ابھی کچھ دیر پہلے مجھے جنرل نمبر پر ایک کال کی گئی تھی ۔ بولنے والے نے کہا کہ وہ مارشل ہاسٹو ہے ۔ اس کا لہجہ آپ جیسا تھا جسے میں بخوبی پہچانتا ہوں"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" میری آواز میں آپ کو کال کی گئی تھی سر۔ اوہ ۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے سر۔ میں تو"... دوسری طرف سے مارشل ہاسٹو نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ وہ آپ کی ہی آواز تھی ۔ آپ گھبرائے ہوئے تھے ۔ آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ ریڈ زون پر بلگارنیہ کے ایجنٹوں نے حملہ کر دیا ہے"... پرائم منسٹر نے کہا اور پھر وہ اس کال کے بارے میں مارشل

ہاسٹو کو تفصیل بتاتے چلے گئے۔

" اوہ ۔ حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے سر کسی کو میری آواز میں آپ کے ساتھ یہ بات کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔ اور یہ گلی ڈنڈا کیا ہوتا ہے ۔ میرا مطلب ہے میں آپ سے ایسی بات کیسے کر سکتا ہوں سر"... مارشل ہاسٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اسی بات پر تو میں حیران ہوں ۔ اگر ریڈ زون کے حالات نارمل ہیں اور آپ نے وہاں سے پہلے مجھے کال نہیں کی تو پھر وہ کون تھا ۔ اس کال کے پیچھے اس کا مقصد کیا تھا"... پرائم منسٹر نے کہا تو دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔

" اوہ ۔ سر میں سمجھ گیا ۔ میں سمجھ گیا سر"... اچانک دوسری طرف سے مارشل ہاسٹو نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

" کیا سمجھ گئے ہیں آپ"... پرائم منسٹر نے حیرت سے کہا۔

" سر۔ میری آواز میں آپ سے جو بات ہوئی تھی آپ وہ تفصیل مجھے دوبارہ بتا سکتے ہیں پلیز"... دوسری طرف سے مارشل ہاسٹو نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" کیوں"... پرائم منسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" سر پلیز"... دوسری طرف سے مارشل ہاسٹو نے التجائیہ لہجے میں کہا تو پرائم منسٹر نے اسے دوبارہ تفصیل بتا دی۔

" اوہ مائی گاڈ۔ سر آپ سے میری آواز میں بات کرنے والا پاکیشیا

سیکرٹ سروس کا علی عمران ہے"... دوسری طرف سے مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"علی عمران"... پرائم منسٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ دنیا میں علی عمران ہی ایک ایسا انسان ہے جو دوسروں کی آوازوں کی نقل کرنے میں ماہر ہے۔ وہ دوسروں کی اس قدر کامیاب نقل کرتا ہے کہ سننے والوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ اس سے مخاطب ہونے والا اصل آدمی ہے یا کوئی اور۔ وہ کال لازماً عمران نے ہی کی ہو گی اور آپ نے مجھے جو تفصیل بتائی ہے میں نے اس کا تجزیہ کیا ہے۔ عمران کو یقیناً اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ آپ اور میں سلور پاور کے بارے میں جانتے ہیں کہ وہ کہاں ہے۔ عمران کو چونکہ میرا اور سلور پاور کا کوئی کلیو نہیں مل رہا ہو گا اس لئے اس نے میری آواز میں آپ سے بات کی۔ اس نے جان بوجھ کر گھبرایا ہوا انداز اختیار کیا تھا اور آپ سے ایسی باتیں کی تھیں کہ لامحالہ آپ اسے مین سپاٹ بتانے پر مجبور ہو جاتے اور وہی ہوا۔ آپ نے اسے خود ہی بتا دیا ہے کہ میں اور سلور پاور کہاں ہیں"... دوسری طرف سے مارشل ہاسٹو کہتا چلا گیا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ علی عمران اس قدر چالاک انسان ہے۔ اس نے مجھے احمق بنا کر مجھ سے ہی مین سپاٹ کا پتہ معلوم کر لیا ہے۔ رئیلی ویری بیڈ"... پرائم منسٹر نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ وہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے"... مارشل ہاسٹو

نے کہا۔

"اب کیا ہو گا مارشل ہاسٹو۔ یہاں پہلے ہی بلگارنیہ کے ایجنٹ کام کر رہے ہیں۔ اب یہ علی عمران بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ یہاں آگیا ہے اور اس نے چالاکی کے ساتھ مجھ سے مین سپاٹ کا بھی پتہ معلوم کر لیا ہے۔ وہ واقعی خطرناک ترین انسان ہے۔ اب وہ یقیناً ریڈ زون پہنچے گا اور پھر وہی کچھ ہو گا جو اس نے آپ کی آواز میں مجھ سے کہا تھا"... پرائم منسٹر نے حیرت اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر۔ عمران کو ابھی مین سپاٹ کا پتہ ہی معلوم ہوا ہے۔ اسے اس بات کی خبر نہیں ہے کہ ہم نے ریڈ زون کی حفاظت کا کیا انتظام کر رکھا ہے۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے اگر ٹیاگو کے نزدیک آنے کی کوشش کی تو میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان پر قہر بن کر ٹوٹ پڑوں گا اور وہ یہاں کسی بھی طرح میرے ہاتھوں سے زندہ نہیں بچ سکیں گے"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"جو بھی ہے انہیں ہر صورت میں ریڈ زون میں داخل ہونے سے روکنا آپ کی ڈیوٹی ہے۔ ریڈ زون میں ساک لینڈ کا مستقبل داؤ پر لگا ہوا ہے۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی وہاں پہنچ گئے تو ساک لینڈ کی کمر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائے گی اس لئے جیسے بھی ہو عمران اور اس کے ساتھیوں کو وہاں پہنچنے سے پہلے روک دیں۔ ٹیاگو پر ہائی الرٹ کر دیں۔ ریڈ زون کو مکمل طور پر کیمو فلاج کر کے سیلڈ کر دیں اور وہاں ہر طرف ایسے انتظامات کر دیں کہ اگر ٹیاگو کی زمین پر

رینگنے والا کیڑا بھی ہو تو وہ بھی ہلاک ہو جائے ۔ ریڈ زون، سلور پاور اور ٹیاگو جزیرے کی حفاظت کی ذمہ داری آپ کی ہے ۔ صرف آپ کی کرنل آرچوف سے آپ سیکورٹی کا تمام انتظام اپنے ہاتھوں میں لے لیں ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس بار زندہ بچ کر نہیں جانا چاہئے ۔ میں ہر حال میں ان کی ہلاکت چاہتا ہوں ۔ سنا آپ نے ۔ ہر حال میں"... پرائم منسٹر نے بڑے سخت لہجے میں مارشل ہاسٹو کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" یس سر ۔ آپ بے فکر رہیں سر ۔ عمران اور اس کے ساتھی سمندری راستے سے یا ہوائی راستے سے بھی یہاں آنے کی کوشش کریں گے تو سوائے موت کے ان کے اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا ۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے ۔ مارشل ہاسٹو کا وعدہ"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

" گڈ ۔ آپ نے وعدہ کر کے میری ڈھارس بندھا دی ہے ورنہ میں واقعی پریشان ہو گیا تھا ۔ بہرحال مجھے آپ کی صلاحیتوں پر مکمل بھروسہ ہے ۔ میں جانتا ہوں آپ جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں ۔ عمران اور اس کے ساتھی تو کیا اب اگر بلگارنیہ کے ایجنٹوں نے بھی ریڈ زون کی طرف جانے کی کوشش کی تو وہ بھی آپ کے ہاتھوں ہلاک ہونے سے نہیں بچ سکیں گے"... پرائم منسٹر نے کہا ۔ ان کے لہجے میں اب واقعی اطمینان کی جھلکیاں تھیں۔

" آپ کے اعتماد کا شکریہ سر ۔ میں آپ کا یہ اعتماد قائم رکھوں گا"... مارشل ہاسٹو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوکے ۔ وش یو گڈ لک ۔ اور ہاں ۔ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی اس طرف آنے کی کوشش کریں آپ ان کے بارے میں مجھے فوراً اطلاع دیں گے ۔ میں ان کی لاشیں دیکھنے کے لئے وہاں خود آؤں گا"... پرائم منسٹر نے کہا۔

" اوکے سر ۔ میں آپ کو پل پل کی خبر دیتا رہوں گا"... مارشل ہاسٹو نے کہا تو پرائم منسٹر نے مارشل ہاسٹو کو مزید ہدایات دیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا ۔ اب واقعی ان کے چہرے پر بے پناہ اطمینان نظر آ رہا تھا ۔ وہ مارشل ہاسٹو اور ریڈ زون کے حفاظتی انتظامات سے مطمئن ہو گئے تھے۔

میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کان سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اسے کار کی کھڑکی سے باہر اچھال دیا۔ دوسرے لمحے اس نے کار اسٹارٹ کی اور اسے موڑ کر نہایت تیزی سے کھیتوں سے باہر نکالتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی اس کے ساتھ تھے۔ ساتھ والی سیٹ پر لیڈی بلیک تھی جبکہ پچھلی سیٹوں پر لاٹوش، کیپٹن نوازش اور آفتاب سعید موجود تھے۔

میجر پرمود نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر گرین ماسٹر کے ہیڈ کوارٹر میں اچھی خاصی تباہی پھیلائی تھی۔ بے شمار افراد کو ہلاک کرتے ہوئے وہ ہیڈ کوارٹر سے باہر آ گئے تھے۔ میجر پرمود نے گرین ماسٹر کے ہیڈ کوارٹر کے ایک ایک کمرے کو چیک کیا تھا اور اسے وہاں کئی کمروں میں ٹیلی فون سیٹ لگے دکھائی دیئے تھے۔ ان ٹیلی فون سیٹوں کو دیکھ کر میجر پرمود کے ذہن میں ایک خیال آیا تھا۔

اس نے اپنی بیلٹ کی تہوں میں چھپے ہوئے مائیکرو ڈکٹا فونز کی کئی پتیاں نکالی تھیں اور انہیں احتیاط کے ساتھ ان ٹیلی فونز سیٹوں کے نچلے حصوں میں چپکا دیا تھا۔ ان ڈکٹا فونز کا مین رسیور اس کے پاس تھا۔

میجر پرمود بھی عمران کی طرح سلور پاور اور مارشل ہاسٹو کے بارے میں کچھ نہیں جان پایا تھا۔ عمران جس طرح میک اپ صاف کرنے کے بہانے کرنل سکارنو سے باتیں کر رہا تھا میجر پرمود سمجھ گیا تھا کہ عمران بے پناہ صلاحیتوں کا مالک ہے اور وہ اسی ہیڈ کوارٹر سے نہ صرف مارشل ہاسٹو بلکہ سلور پاور کا بھی پتہ چلا لے گا۔ عمران نے جب کرنل سکارنو سے ساک لینڈ کے پرائم منسٹر کے بارے میں بات کی تو میجر پرمود سمجھ گیا کہ عمران مارشل ہاسٹو یا سلور پاور کے بارے میں یقیناً پرائم منسٹر سے بات کرے گا اور وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ساک لینڈ کے پرائم منسٹر کو آسانی سے بے وقوف بنا لے گا۔

میجر پرمود نے عمران کے چہرے پر بیزاریت کے تاثرات بھی دیکھے تھے جس سے میجر پرمود نے اندازہ لگایا تھا کہ اب عمران اس معاملے کو ہر صورت میں ختم کرنا چاہتا ہے اس لئے جب اس نے ہیڈ کوارٹر میں فون دیکھے اور پھر اسے ایک کمرے میں ایک سیٹلائٹ فون نظر آیا تو اس نے اس سیٹلائٹ فون کے ساتھ ساتھ احتیاطاً دوسرے فون سیٹوں کے نیچے بھی ڈکٹا فون کی چپیں لگا دیں۔ ایسی

چھوٹی چھوٹی مگر انوکھی چیزیں اپنے پاس وہ ہر وقت رکھنے کا عادی تھا۔ ڈی ایجنٹ ہونے کی وجہ سے اسے ایسی کئی چیزوں کی کبھی بھی ضرورت پڑ سکتی تھی جو ہمیشہ اس کے پاس خفیہ رہتی تھیں۔

پھر میجر پرمود ہیڈ کوارٹر میں دشمنوں کی لاشیں گراتا ہوا ایک داخلی دروازے کے پاس آگیا۔ دروازہ بند تھا اور سائیڈ پر کنٹرول پینل لگا ہوا تھا۔ میجر پرمود نے مشین پسٹل کا برسٹ مار کر کنٹرول پینل کو تباہ کیا تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ شاید کنٹرول پینل کے تباہ ہوتے ہی اس کا آٹومیٹک لاک سسٹم خراب ہو گیا تھا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک راہداری تھی۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس راہداری میں آگیا۔ وہاں بھی گرین ماسٹر کے چند ساتھی موجود تھے جنہیں انہوں نے ہلاک کیا اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آگئے۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور آہنی دروازہ تھا جسے میجر پرمود نے پہلے دروازے کی طرح کنٹرول پینل تباہ کر کے کھولا تھا۔ دروازے کی دوسری طرف چند مسلح افراد موجود تھے جن کے ساتھ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کی بھرپور لڑائی ہوئی تھی اور آخر کار وہ ان سب کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

گرین ماسٹر کا ہیڈ کوارٹر شہر سے ہٹ کر ایک ایسے علاقے میں تھا جہاں ہر طرف کھیت ہی کھیت پھیلے ہوئے تھے۔ ان کھیتوں میں جگہ جگہ زرعی فارم بھی موجود تھے۔ گرین ماسٹر کے ہیڈ کوارٹر سے باہر آنے والا راستہ ایک زرعی فارم میں ہی کھلتا تھا۔ زرعی فارم میں بھی

کسانوں کے روپ میں چند مسلح افراد موجود تھے مگر ان کی تعداد اتنی زیادہ نہیں تھی اس لئے انہوں نے آسانی کے ساتھ انہیں وہیں ڈھیر کر دیا تھا۔ زرعی فارم کے ایک حصے میں انہیں دو کاریں اور ایک اسٹیشن ویگن دکھائی دی۔ میجر پرمود فوراً ایک کار میں آگیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو کار میں بیٹھنے کے لئے کہا۔ اگنیشن میں چابی موجود تھی۔ میجر پرمود نے کار اسٹارٹ کی اور اسے زرعی فارم سے نکال کر باہر لے آیا اور پھر وہاں سے ہٹ کر ایک دوسرے زرعی فارم کے پاس جا کر اس نے کار روک دی۔

میجر پرمود گرین ماسٹر کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ٹیلی فون سیٹوں کے نیچے لگائے ہوئے ڈکٹا فونز کا رزلٹ دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر عمران نے ان ٹیلی فونز کا استعمال کیا تو ٹھیک ہے ورنہ اب وہ عمران کی بھرپور نگرانی کرے گا اس لئے اس نے زرعی فارم میں موجود کار اور اسٹیشن ویگن میں بھی دو ڈکٹا فون لگا دیئے تھے اور اپنی کار دوسرے زرعی فام کی آڑ میں لے آیا تھا اور پھر اسے واقعی زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا۔ اس نے ڈکٹا فون کا رسیور کان سے لگایا تو اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور پھر جب عمران نے مارشل ہاسٹو بن کر ساک لینڈ کے پرائم منسٹر سے بات کی اور بڑے گھبرائے ہوئے انداز میں اسے بتایا کہ بلگارنیہ کے ایجنٹوں نے اس پر حملہ کر دیا ہے اور سلور پاور اڑا لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں تو میجر پرمود دل ہی دل میں عمران کی خداداد صلاحیتوں کی

تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔

عمران نے واقعی مارشل ہاسٹو کی آواز میں بوکھلاہٹ اور خوفزدہ ہونے کی بہترین اداکاری کر کے پرائم منسٹر کو نفسیاتی طور پر گھیرنے کی کوشش کی تھی جس کے نتیجے میں پرائم منسٹر نے خود ہی اسے بتا دیا تھا کہ سلور پاور کہاں ہے۔ جب تک وہ عمران اور پرائم منسٹر کی باتیں سنتا رہا اس کے ساتھی خاموشی سے بیٹھے رہے اور پھر جب عمران نے ڈائریکٹ میجر پرمود کو میدان میں ہاتھی گھوڑے دوڑانے کی بات کرتے ہوئے اسے چیلنج کیا تو میجر پرمود کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔ رسیور سے ڈکٹافون کی آواز آنا بند ہو گئی تھی اس لئے اس نے رسیور کان سے نکال کر کار سے باہر اچھال دیا اور کار کو دوبارہ سٹارٹ کر کے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"کیا بات ہے۔ بڑے مسکرا رہے ہو۔ کیا سن رہے تھے"... لیڈی بلیک نے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا تو میجر پرمود نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔ مین سپاٹ کا سن کر اس کے ساتھیوں کے چہرے بھی خوشی سے دمک اٹھے تھے۔

"عمران صاحب واقعی اس صدی کے جینئس ترین انسان ہیں۔ وہ ایسے ایسے حیران کن کام کرتے ہیں جس کے بارے میں کوئی دوسرا سوچ بھی نہیں سکتا"... کیپٹن نوازش نے برملا عمران کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"ہمارے میجر صاحب بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔ انہوں نے بھی

عمران جیسے انسان کی آنکھوں سے سرمہ چرایا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ میجر صاحب عمران سے کئی ہاتھ بلکہ کئی جوتے آگے ہیں"... لاٹوش نے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے"... لیڈی بلیک نے میجر پرمود سے پوچھا۔

"ہمیں عمران اور اس کے ساتھیوں سے پہلے جزیرہ ٹیاگو پر پہنچنا ہے اور اس مرتبہ ہمیں پہلے سے زیادہ تیز رفتاری سے کام کرنا ہو گا کیونکہ سرکاری ایجنسیوں کے ساتھ ساتھ اب عمران بھی ہمارے پیچھے ہے اور ہمیں ہر حال میں انہیں پیچھے ہی رکھنا ہو گا"... میجر پرمود نے سنجیدگی سے کہا۔

"لیکن ہم جزیرہ ٹیاگو جائیں گے کیسے۔ وہاں جانے کے لئے تو ہمیں بے پناہ انتظامات کرنے ہوں گے۔ مخصوص سامان اور مخصوص ذرائع کے بغیر بھلا ہم وہاں کیسے جا سکتے ہیں"... لیڈی بلیک نے کہا۔

"سب انتظامات ہو جائیں گے۔ تم فکر نہ کرو"... میجر پرمود نے کہا تو وہ خاموش ہو گئے۔ میجر پرمود نہایت تیز رفتاری سے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ مضافات سے نکل کر وہ شہر میں داخل ہو گیا تھا اور پھر شہر کی مختلف سڑکوں پر کار دوڑاتا ہوا وہ شہر کی جنوبی سمت میں آ گیا۔ پھر دو تین سڑکیں موڑنے کے بعد کار ایک وسیع و عریض عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی۔ یہ چار منزلہ عمارت تھی جس کے گرد

خاصے بڑے بڑے لان موجود تھے۔ عمارت پر گولڈن ہوٹل کا جہازی سائز کا نیون سائن چمک رہا تھا۔ میجر پرمود نے کار ہوٹل کے مین گیٹ پر روک دی۔

"چلو باہر نکلو"... میجر پرمود نے کہا اور وہ سب کار سے نکل آئے۔ میجر پرمود بھی کار سے باہر آگیا تھا اور پھر وہ پانچوں ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ مین گیٹ پر موجود باوردی دربان نے انہیں قریب آتے دیکھ کر دروازہ کھول دیا اور وہ سر ہلاتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھی وسیع و عریض ہال میں داخل ہوئے اور میجر پرمود انہیں لے کر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں دو خوبصورت لڑکیاں کھڑی تھیں۔

"یس سر"... ایک لڑکی نے میجر پرمود کی طرف دیکھتے ہوئے کاروباری انداز میں مسکرا کر کہا۔

"مجھے ہوٹل کے مالک فراسنگ سے ملنا ہے"... میجر پرمود نے کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

"ہوٹل کے مالک سے۔ مگر سر"... لڑکی نے کچھ کہنا چاہا۔

"فون پر اس سے بات کرو اور اس سے کہو کہ ایکریمیا سے ایم پی آیا ہے"... میجر پرمود نے سرد لہجے میں کہا تو لڑکی نے غور سے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر اس نے سر ہلا کر کاؤنٹر کی سائیڈ پر پڑا ہوا فون اٹھا کر سامنے رکھا اور اس کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور نمبر پریس کرنے لگی۔

"سر۔ آپ سے ایکریمیا سے ایم پی صاحب ملنے کے لئے آئے ہیں نہیں سر۔ وہ اکیلے نہیں ہیں۔ ان کے ساتھ ایک خاتون اور تین افراد ہیں۔ یس سر۔ یس سر۔ ٹھیک ہے سر۔ میں آپ کی بات کراتی ہوں سر"... کاؤنٹر گرل نے بات کرنے کے بعد دوسری طرف سے کچھ سنتے ہوئے کہا اور پھر ٹیلی فون اٹھا کر کاؤنٹر پر میجر پرمود کے سامنے رکھ دیا۔

"سر لائن پر ہیں جناب۔ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"... کاؤنٹر گرل نے رسیور میجر پرمود کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو میجر پرمود نے اس سے رسیور لے کر کان سے لگا لیا۔

"ایم پی بول رہا ہوں"... میجر پرمود نے رسیور کان سے لگا کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ سر آپ یہاں۔ آپ تو مجھے فون کرنے والے تھے"... دوسری طرف سے ہوٹل کے مالک فراسنگ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ایک ارجنٹ بات کرنی ہے اور ابھی"... میجر پرمود نے کہا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ آپ رسیور کاؤنٹر گرل کو دیں"... دوسری طرف سے فراسنگ نے کہا تو میجر پرمود نے رسیور کاؤنٹر گرل کی طرف بڑھا دیا جو غور سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس نے فراسنگ سے بات کر کے یس سر یس سر کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر اس نے کاؤنٹر کے نیچے لگا ایک بٹن پریس کیا تو کاؤنٹر کے

قریب مترنم گھنٹی سی بجنے لگی ۔ فوراً ہی ایک ویٹر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ آیا۔

" یس "... ویٹر نے کاؤنٹر کے پاس آکر لڑکی سے کہا۔

" یہ باس کے مہمان ہیں ۔ باس آفس میں ان کا انتظار کر رہے ہیں انہیں وہاں لے جاؤ"... لڑکی نے کہا تو ویٹر نے اثبات میں سرہلا دیا۔

" آئیں جناب "... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایک طرف چل دیا ۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ چل پڑے ۔ ویٹر نے ہال کے کونے میں بنے ہوئے ایک کیبن کا دروازہ کھولا اور انہیں اندر لے آیا ۔ کیبن میں چند کرسیاں اور ایک میز موجود تھی ۔ اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو کیبن کی عقبی دیوار درمیان سے کھل گئی اور سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دیں۔

" آئیں جناب ۔ باس نیچے آفس میں بیٹھے ہیں "... ویٹر نے کہا تو وہ سب سرہلا کر اس کے ساتھ سیڑھیاں اترتے چلے گئے ۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا ۔ ویٹر نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ آٹو میٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔

" باس کا آفس "... ویٹر نے کہا تو میجر پرمود نے اثبات میں سرہلایا اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک شاندار انداز میں سجے ہوئے کمرے میں آگیا جہاں ایک جہازی سائز میز کے پیچھے بھاری اور ورزشی جسم والا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ انہیں دیکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑا

ہو گیا۔ ان کے اندر آتے ہی ان کے پیچھے دروازہ خود بخود بند ہو گیا تھا ورزشی جسم والا نوجوان میز کے پیچھے سے نکل کر ان کی طرف بڑھا اور اس نے میجر پرمود کے ساتھیوں سے ماسوائے لیڈی بلیک کے ہاتھ ملایا۔ کمرے میں میز کے گرد کئی کرسیاں موجود تھیں ۔ وہ سب ان پر بیٹھ گئے ۔

" آپ اپنے آنے کی مجھے اطلاع دے دیتے ۔ میں آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا استقبال کرنے گیٹ پر آجاتا"... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" رسمی باتیں چھوڑو ۔ یہ بتاؤ میرے کام کا کیا کیا ہے"... میجر پرمود نے خشک لہجے میں کہا۔

" میں نے ہر طرف اپنے آدمی پھیلا رکھے ہیں ۔ لیکن تاحال مارشل ہاسٹو کے بارے میں کوئی انفارمیشن نہیں مل رہی ۔ آخری بار اسے ایک ہیلی کاپٹر میں جاتے دیکھا گیا تھا ۔ نہ ہی ابھی وہ ہیلی کاپٹر واپس آیا ہے اور نہ مارشل ہاسٹو ۔ وہ جیسے ہی آئے گا اس کے بارے میں آپ کو ساری انفارمیشن مل جائے گی"... نوجوان نے کہا جو ساک لینڈ میں بلگارنیہ کا فارن ایجنٹ تھا ۔ میجر پرمود نے اس کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو راستے میں ہی بتا دیا تھا اس لئے وہ خاموش تھے ۔

" اس کی اب ضرور نہیں ہے فراسنگ ۔ ہمیں پتہ چل گیا ہے کہ مارشل ہاسٹو کہاں ہے"... میجر پرمود نے کہا۔

" اوہ ۔ ویری گڈ ۔ کہاں ہے وہ "... فراسنگ نے کہا تو میجر پرمود

نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

" اوہ ۔ تو اب آپ جزیرہ ٹیاگو جانا چاہتے ہیں"... ساری بات سن کر فراسنگ نے کہا۔

" ہاں ۔ کہیں سے ایک ایمبولینس ہیلی کاپٹر کا بندوبست کرو اور اسلحے کے ساتھ ساتھ اگر وی ایس ٹی جیکٹس کا بھی بندوبست ہو جائے تو زیادہ بہتر رہے گا"... میجر پرمود نے کہا۔

" وی ایس ٹی جیکٹس ۔ یہ وہی جیکٹس ہیں نا جن کو پہن کر ہر قسم کی ریز، بموں اور گولیوں سے بچا جا سکتا ہے"... فراسنگ نے چونک کر کہا۔

" ہاں ۔ جزیرہ ٹیاگو میں جو ریڈ زون بنایا گیا ہے وہاں اس کی حفاظت کے لئے لازمی طور پر سائنسی انتظامات بھی کئے گئے ہوں گے ان سائنسی حربوں سے بچنے کے لئے وی ایس ٹی جیکٹس کی ہمیں یقیناً ضرورت پڑے گی"... میجر پرمود نے کہا تو فراسنگ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" وی ایس ٹی جیکٹس اور اسلحے کی بات تو سمجھ میں آ گئی ہے مگر تم نے ایمبولینس ہیلی کاپٹر کیوں منگوایا ہے"... لیڈی بلیک نے کہا۔

" جزیرہ ٹیاگو کو ریڈ زون قرار دیا جا رہا ہے جس کا مطلب ہے کہ وہاں کوئی اہم لیبارٹری کام کر رہی ہے ۔ ریڈ زون جس علاقے کو قرار دیا جاتا ہے وہاں ہر طرف حد بندی قائم کر دی جاتی ہے ۔ مخصوص راستوں کے ساتھ ریڈ زون کی طرف جانے والے فضائی راستے بھی

تبدیل کر دیئے جاتے ہیں ۔ اگر غلطی سے بھی کوئی طیارہ یا ہیلی کاپٹر ریڈ زون کی طرف چلا جائے تو اول تو اسے فوراً اس طرف جانے سے روک دیا جاتا ہے اور اگر نہ رکے تو اسے فوراً ہٹ کر دیا جاتا ہے ۔ اگر ہم نے کسی اور طریقے سے یا کسی اور ہیلی کاپٹر سے اس طرف جانے کی کوشش کی تو وہ ہمیں فوراً ہٹ کر دیں گے لیکن ایمبولینس ہیلی کاپٹروں کے لئے بہرحال اتنی گنجائش ضرور ہوتی ہے کہ وہ ان تمام حد بندیوں کے باوجود ایمرجنسی طور پر پرواز کر سکتے ہیں"... میجر پرمود نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو لیڈی بلیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" فراسنگ ۔ مجھے ساک لینڈ اور اس کے ارد گرد کے علاقوں کا ایک تفصیلی نقشہ بھی چاہئے ۔ میں چیک کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے جزیرہ ٹیاگو کی طرف جانے کا کون سا وے مناسب رہے گا"... میجر پرمود نے کہا۔

" اوکے ۔ آپ ہوٹل کے کمروں میں چلے جائیں میں تمام انتظامات مکمل کر کے آپ کو اطلاع کر دوں گا"... فراسنگ نے کہا۔

" یہ سب کام کتنے وقت میں ہو گا"... میجر پرمود نے کہا۔

" نقشہ تو میں ابھی آپ کے کمرے میں پہنچا دیتا ہوں ۔ سامان بھی جلد ہی یہاں پہنچ جائے گا البتہ ایمبولینس ہیلی کاپٹر ہائر کرنے میں مجھے کچھ وقت لگے گا ۔ اس کے لئے مجھے باقاعدہ کسی ہاسپٹل والوں سے بات کرنے پڑے گی لیکن بہرحال آپ کا کام ہو جائے گا"... فراسنگ

نے کہا۔

"اوکے ۔ یہ کام جتنی جلدی ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے"... میجر پرمود نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھی اور فراسنگ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے گرین ماسٹر کے ہیڈ کوارٹر کو ہی وقتی طور پر اپنا ٹھکانہ بنا لیا تھا۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو اوپر فارم ہاؤس میں نگرانی کے لئے بھیج دیا تھا اور وہ خود لپنے ساتھیوں کے ساتھ جزیرہ ٹیاگو جانے کی پلاننگ کرنے میں مصروف ہو گیا تھا عمران کو گرین ماسٹر کے آفس سے ساک لینڈ کا ایک تفصیلی نقشہ بھی مل گیا تھا جسے اس نے میز پر پھیلا لیا تھا اور پھر اس نے ریڈ مارکر سے جزیرہ ٹیاگو کے گرد دائرہ بنا لیا تھا۔

عمران کو معلوم ہو چکا تھا کہ جزیرہ ٹیاگو میں ساک لینڈ کی کوئی خفیہ لیبارٹری کام کر رہی ہے جس کی وجہ سے اس جزیرے کو ریڈ زون قرار دے دیا گیا تھا اور جس علاقے کو ریڈ زون قرار دے دیا جائے اس کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کیا جاتا ہے اور جہاں خاص طور پر کوئی سائنسی لیبارٹری کام کر رہی ہو وہاں عام حفاظتی

انتظامات کے ساتھ ساتھ سائنسی انتظامات کو خاص ترجیح دی جاتی ہے۔

عمران چونکہ ان انتظامات کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا اس لئے وہ اس جزیرے میں جانے سے پہلے جامع اور ٹھوس منصوبہ بندی کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس بات کا بھی جائزہ لے رہا تھا کہ جزیرہ ٹیاگو میں جو خفیہ لیبارٹری کام کر رہی ہے وہ کہاں ہو گی اور اس میں داخل ہونے کا راستہ کہاں کہاں سے ممکن ہو سکتا ہے۔ گرین ماسٹر کے ہیڈ کوارٹر میں اسلحے کی کوئی کمی نہیں تھی۔ ایک سٹور سے انہیں اپنے مطلب کا اسلحہ مل گیا تھا جو انہوں نے اپنے بیگوں میں بھر لیا تھا عمران نے ہر طرح سے جائزہ لینے کے بعد جزیرہ ٹیاگو میں سمندری راستے سے داخل ہونے کا پروگرام بنایا تھا۔

اسے معلوم تھا کہ پرائم منسٹر نے اس کی کال کے بعد جزیرہ ٹیاگو میں مارشل ہاسٹو سے بات کی ہو گی اور وہاں کے نارمل حالات کا سن کر اسے فوراً معلوم ہو گیا ہو گا کہ مارشل ہاسٹو کی آواز میں اس سے بات کرنے والا کون ہو سکتا ہے اور اب وہاں نہ صرف سیکورٹی ٹائٹ ہو گئی ہو گی بلکہ جزیرے پر موجود سیکورٹی کو بھی ہائی الرٹ کر دیا گیا ہو گا اس لئے اگر وہ ہیلی کاپٹر یا کسی طیارے سے اس طرف جانے کی کوشش کرے گا تو ہیلی کاپٹر اور طیارے کو فوراً ہٹ کر دیا جائے گا۔ سمندری راستے میں بھی اس کے سامنے شدید مشکلات آ سکتی تھیں مگر عمران اور اس کے ساتھیوں نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ

ہوائی راستے سے بہتر ہے کہ جزیرہ ٹیاگو میں سمندری راستے سے داخل ہوا جائے۔ وہ راستے کی تمام مشکلات کا سامنا کر سکتے تھے اس لئے عمران نے ماسٹر کارلی اور صفدر سے کہا تھا کہ وہ ان کے لئے کسی ہیوی موٹر بوٹ کا بندوبست کریں۔ موٹر بوٹ جدید اور انتہائی تیز رفتار ہونی چاہئے تاکہ وہ کم سے کم وقت میں جزیرہ ٹیاگو تک پہنچ سکیں۔

عمران اور اس کے ساتھی جزیرہ ٹیاگو پر جانے کی تمام تیاری مکمل کر چکے تھے۔ اب انہیں صرف صفدر اور ماسٹر کارلی کی کال کا انتظار تھا جیسے ہی کال آتی وہ فارم ہاؤس میں موجود اسٹیشن ویگن کو لے کر سمندر کی طرف چلے جاتے۔ پھر آخر تین گھنٹوں کے انتظار کے بعد انہیں صفدر کی کال موصول ہو گئی۔ صفدر نے انہیں فوری طور پر سمندر کے ایک الگ سپاٹ پر پہنچنے کو کہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے پہلے ہی میک اپ تبدیل کر لئے تھے۔ انہوں نے سامان اٹھایا اور ہیڈ کوارٹر سے نکل کر فارم ہاؤس میں آ گئے اور پھر انہوں نے سامان اسٹیشن ویگن کے پچھلے حصے میں رکھا اور اس میں سوار ہو گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسٹیشن ویگن کھیتوں سے نکل کر نہایت تیز رفتاری سے ساک لینڈ کی کشادہ سڑکوں پر دوڑتی جا رہی تھی۔ عمران نے اسے احتیاط سے ڈرائیونگ کرنے کی ہدایات دی تھیں۔ ان کے پاس چونکہ اسلحہ تھا اس لئے عمران نہیں چاہتا تھا کہ تنویر تیز رفتار ڈرائیونگ کی وجہ سے

پولیس کی نظروں سے میں آجائے اور انہیں بلاوجہ ان سے الجھنا پڑے۔

دو گھنٹوں کے بعد اسٹیشن ویگن سمندر کے ایک الگ سپاٹ پر پہنچ گئی جس کا پتہ انہیں صفدر نے بتایا تھا۔ اس طرف چونکہ ٹوٹی پھوٹی پہاڑیاں تھیں اور وہاں نہ کوئی آبادی تھی اور نہ ہی کوئی تفریحی سپاٹ اس لئے اس طرف کوئی موجود نہ تھا۔ صفدر اور ماسٹر کارلی وہیں موجود تھے۔ ایک چٹان کے ساتھ جدید ساخت کی بڑی اور خوبصورت موٹر بوٹ بندھی ہوئی تھی جو سمندر کے پانی میں ہچکولے کھا رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اسٹیشن ویگن سے اسلحے کے تھیلے نکالے اور پھر وہ سب اس موٹر بوٹ میں آگئے۔

"ویری گڈ۔ اچھی موٹر بوٹ کا انتظام کیا ہے تم نے"... عمران نے موٹر بوٹ میں داخل ہو کر اس کا بھرپور جائزہ لیتے ہوئے صفدر اور ماسٹر کارلی سے کہا۔

"مجھے آپ کے معیار کا علم ہے اس لئے میں نے خاص طور پر اس موٹر بوٹ کا انتخاب کیا تھا"... صفدر نے کہا۔

"صرف میرے معیار کو جانتے ہو یا کسی اور کے معیار پر بھی توجہ دیتے ہو تم"... عمران نے صفدر کے ساتھ کھڑی صالحہ کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو صفدر کے ساتھ صالحہ بھی چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگی۔

"کس معیار کی بات کر رہے ہیں آپ"... صفدر نے کہا۔

"اب تم اتنے بچے بھی نہیں ہو کہ اعلیٰ معیار کو سمجھ نہ سکو۔ کیوں صالحہ"... عمران نے کہا تو صالحہ دھیرے سے مسکرا دی۔ وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گئی تھی۔

"پتہ نہیں آپ کی باتیں آپ ہی سمجھ سکتے ہیں"... صالحہ نے کہا اور اچھل کر ریلنگ کراس کر کے بوٹ کے اگلے حصے کی طرف بڑھ گئی جہاں جولیا تنویر کے ساتھ کھڑی باتیں کر رہی تھی۔

"لو کر لو بات۔ اب تم دونوں سب کچھ سمجھ کر بھی انجان بنے رہتے ہو تو میں بھلا کیا کر سکتا ہوں"... عمران نے صالحہ کو دوسری طرف جاتے دیکھ کر اونچی آواز میں کہا۔

"عمران صاحب پلیز"... صفدر نے اسے اونچی آواز میں بات کرتے دیکھ کر جلدی سے کہا۔

"پلیز کے سپیلنگ آتے ہیں تمہیں"... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"جی نہیں۔ سب کچھ آپ ہی کو آتا ہے۔ ہمیں تو بعض اوقات آپ کی باتیں سن کر ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ آجاتا ہے"... صفدر نے بے چارگی سے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ٹھنڈے پسینے آنا صحت کی گرانی کا سبب ہے۔ فوراً کسی اچھے سے ڈاکٹر سے رجوع کرو۔ کہو تو اس سلسلے میں صالحہ سے بات کروں وہ خود بھی ماہر سپیشلسٹ ہے"... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ مشن کے مکمل ہونے کے بعد میں پاکیشیا جا کر خود ڈھونڈ لوں گا کسی سپیشلسٹ کو"... صفدر نے اس انداز میں بوکھلا

کر کہا کہ عمران بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ اسے اس طرح قہقہہ لگاتے دیکھ کر وہ سب چونک پڑے تھے۔ جولیا، کیپٹن شکیل اور تنویر عمران کی طرف بڑھنے لگے جیسے وہ عمران سے اس کے ہنسنے کی وجہ جاننا چاہتے ہوں۔

" عمران صاحب۔ میں ماسٹر کارلی کے ساتھ کنٹرول روم میں جا رہا ہوں۔ میرا خیال ہے اب ہمیں اپنا سفر شروع کر دینا چاہئے "... صفدر نے ان سب کو اس طرف آتے دیکھ کر جلدی سے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ عمران نے ان سب کو اس کی بوکھلاہٹ کے بارے میں بتا دینا ہے اس لئے اس کا وہاں سے کھسک جانا ہی مناسب ہو گا۔ اس سے پہلے کہ عمران اسے روکتا صفدر ماسٹر کارلی کو لئے ہوئے تیزی سے سامنے موجود کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

" کیا بات ہے۔ کس بات پر قہقہے لگائے جا رہے ہیں "... جولیا نے عمران کے قریب آ کر پوچھا تو عمران نے اسے صفدر سے کی ہوئی باتوں کے بارے میں بتا دیا جسے سن کر وہ ہنس پڑے تھے۔

" تمہیں اپنا نہیں تو کم از کم دوسروں کے جذبات کا تو خیال رکھنا چاہئے "... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" میں اور کسی کے جذبات کا خیال رکھوں یا نہ رکھوں البتہ تنویر کے جذبات کا ضرور خیال رکھتا ہوں "... عمران نے کہا۔

" میرے جذبات کا۔ کیا مطلب۔ میرے کن جذبات کا خیال رکھتے ہو تم "... تنویر نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے موٹر بوٹ

اسٹارٹ ہوئی اور پھر وہ دھیرے دھیرے سمندر میں تیرنے لگی۔ ماسٹر کارلی نے موٹر بوٹ میں آتے ہی بوٹ کی چٹان میں پھنسی ہوئی رسی ہٹا دی تھیں۔

" ان جذبات کا جن سے ٹھنڈے پسینے آنے لگتے ہیں "... عمران نے کہا تو جولیا اور تنویر کے سوا سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں رینگ گئیں۔

" کیا مطلب۔ کیسے ٹھنڈے پسینے "... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" پپ۔ پتہ نہیں۔ یہ تو ماہر سپیشلسٹ ہی بتا سکتا ہے "... عمران نے اس انداز میں کہا کہ کیپٹن شکیل اور صالحہ زور سے ہنس پڑے تھے جبکہ جولیا بھی دھیرے سے مسکرا دی تھی۔ البتہ اس کی بات سن کر تنویر کا چہرہ یکلخت بگڑ گیا تھا۔

" تمہیں کب آتے ہیں ٹھنڈے پسینے "... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر چونک کر جولیا کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے بے اختیار غصے سے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

" جب شاگرد استانی کی طرف دیکھتا ہے "... عمران نے کہا۔

" کیا مطلب "... جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

" تم ہماری ڈپٹی چیف ہو۔ جس طرح استانی اپنے بڑے ہونے کا فائدہ اٹھا کر شاگردوں کو ڈانٹتی ہے اسی طرح ہم سے عہدے میں بڑی ہونے کی وجہ سے تم بھی ہمیں استانیوں کی طرح ڈانٹ سکتی ہو

اور ڈانٹ ڈپٹ کھانے والے بچے کو ظاہر ہے ٹھنڈے پسینے ہی آنے ہیں"... عمران نے کہا تو وہ سب ہنسنے لگے۔

" تمہاری احمقانہ باتوں سے واقعی کوئی نہیں جیت سکتا"... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔ اس کے چہرے پر قدرے مایوسی سی چھا گئی تھی جیسے عمران نے واقعی اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہو۔ وہ سر جھکا کر ایک کیبن کی طرف بڑھ گئی تھی۔ تنویر بھی مڑ کر لانچ کے دوسرے کنارے کی طرف چلا گیا تھا۔

" لگتا ہے جولیا کا موڈ آف ہو گیا ہے۔ میں دیکھتی ہوں اسے جا کر"... صالحہ نے کہا اور اس طرف چل دی جس طرف جولیا گئی تھی۔

" جولیا کے موڈ کا بھی پتہ نہیں چلتا کبھی آن ہوتا ہے کبھی آف۔ کسی دن اس کا فیوز اڑ گیا تو نجانے کیا ہو گا"... عمران نے کہا۔

" آپ بھی تو انہیں بلاوجہ تنگ کرتے رہتے ہیں"... کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

" کیا کروں کمبخت دل کے ہاتھوں مجبور جو ہوا"... عمران نے دل پر ہاتھ رکھ کر اس انداز میں کہا کہ کیپٹن شکیل ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" میں جانتا ہوں آپ کے مجبور دل کو"... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" خوشی ہوئی یہ سن کر۔ چلو کوئی تو ہے جو اس مجبور دل کے بارے میں کچھ جانتا ہے ورنہ میں تو یہی سمجھتا تھا کہ اس دل مجبور کا کوئی پرساں حال ہے ہی نہیں"... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل کی ہنسی تیز ہو گئی۔

" جزیرہ ٹیا گو یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے اور ہم وہاں کب پہنچیں گے"... کیپٹن شکیل نے اپنی ہنسی روک کر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" جزیرہ ٹیا گو شمال مغرب میں ہے اور یہاں سے اس کا فاصلہ چھ ناٹ ہے۔ یہ ہاٹ ڈریگن بوٹ ہے زیادہ سے زیادہ دو ناٹ فی گھنٹے کی رفتار سے سمندر میں دوڑ سکتی ہے۔ خود ہی اندازہ لگا لو ہم کب تک وہاں پہنچ جائیں گے"... عمران نے کہا۔

" اس حساب سے تو ہمیں جزیرے تک پہنچنے میں تین گھنٹے لگیں گے"... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" شاید"... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل چونک پڑا۔

" شاید سے آپ کی کیا مراد ہے"... کیپٹن شکیل نے حیران ہو کر کہا۔

" جناب۔ ہم اپنے ملک کے کسی جزیرے پر پکنک منانے نہیں جا رہے بلکہ ہم دشمن ملک کے سمندر میں ہیں اور راستے میں ہمارے سامنے جو رکاوٹیں آئیں گی انہیں دور کرتے کرتے شاید ہی ہم اس جزیرے تک پہنچ سکیں"... عمران نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ یہ تو ہے"... کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

" اگر سمجھ آ گئی ہے تو جا کر سب ساتھیوں کو کہہ دو وہ تیار رہیں۔ ہم جوں جوں آگے بڑھتے جائیں گے ہمارے گرد خطرات کا جال پھیلتا جائے گا جس میں اگر ہم پھنس گئے تو ہم واقعی شاید ہی اس جزیرے

تک پہنچ سکیں "... عمران نے کہا۔

" میں سمجھ گیا۔ ہمیں واقعی ہر قسم کی سچوئیشن سے نمٹنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے "... کیپٹن شکیل نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سب اسلحے سے لیس ڈیک پر نظر آ رہے تھے۔ عمران نے بھی کیبن میں جا کر بیگ سے ایک جدید ساخت کی دور مار رائفل نکال کر اس کے پارٹس جوڑنے شروع کر دیئے تھے۔ اس دور مار رائفل کی نال عام رائفلوں سے کہیں چوڑی تھی اور اس کا دہانہ بھونپو نما تھا۔ اس گن میں استعمال ہونے والی گولیاں بھی بڑی بڑی اور خاصی موٹی تھیں جو چھوٹے سائز کے میزائلوں سے مشابہ تھیں۔ گن کے نچلے حصے میں اس کا گول چیمبر تھا جس میں میزائل نما دس گولیاں ڈالی جا سکتی تھیں۔ عمران نے گن لوڈ کی اور اس کے فاضل راؤنڈ کا ایک پٹہ اپنے گلے میں ڈال کر کیبن سے باہر آ گیا۔ اس کے باقی ساتھیوں کے پاس مشین گنیں تھیں۔ جوزف اور جوانا نے بھی بھاری مشین گنیں اٹھا رکھی تھیں اور ان کے کاندھوں پر فاضل گولیوں کے پٹے کراس کی صورت میں موجود تھے۔

موٹر بوٹ سمندر کے فراخ سینے پر اڑتی ہوئی نہایت تیز رفتاری سے بڑھی جا رہی تھی۔ دور دور تک چاروں طرف سمندر بالکل صاف دکھائی دے رہا تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران آنکھوں سے دوربینیں لگائے چاروں طرف نظر رکھے ہوئے تھے جبکہ عمران گن کی

ٹیلی سکوپ سے آنکھ لگائے اسے چاروں طرف گھما رہا تھا۔

" عمران صاحب۔ جنوب کی طرف دیکھیں "... اچانک صالحہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے ٹیلی سکوپ اس طرف گھمائی جس طرف صالحہ نے اشارہ کیا تھا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا اسے دور سے دس ہیوی لانچیں انتہائی تیز رفتاری سے اس طرف آتی دکھائی دیں۔ عمران نے ٹیلی سکوپ کو ایڈجسٹ کیا اور ان لانچوں کو کلوز کرنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

" کوسٹ گارڈز "... اس کے منہ سے نکلا۔ پھر ان سب نے کوسٹ گارڈز کی لانچوں کے اوپر دو کوسٹ گارڈ ہیلی کاپٹروں کو بھی منڈلاتے دیکھا۔

"وہ لوگ ہماری طرف آ رہے ہیں"... جولیا نے کہا۔

" ان کے ارادے نیک معلوم نہیں ہوتے۔ شاید انہیں ہمارے بارے میں اطلاع مل چکی ہے "... تنویر نے کہا۔

" ہاں۔ انہوں نے ہمیں ریڈ ڈاٹ سے چیک کر لیا ہے۔ ان کی لانچوں میں موجود کمپیوٹرائزڈ مشینوں نے ہماری بوٹ میں موجود اسلحے کو مارک کر لیا ہے اس لئے وہ آتے ہی ہم پر حملہ کر سکتے ہیں اس لئے تیار رہو "... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" ریڈ ڈاٹ۔ اوہ۔ مگر ریڈ ڈاٹ تو ریڈ لیزر پھینکنے سے معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں تو سرخ روشنی کہیں دکھائی نہیں دے رہی "۔ جولیا نے کہا

" بوٹ کی رنگت دیکھو ۔ دن کی روشنی میں ریڈ لیزر دکھائی نہیں دیتی مگر بوٹ میں ہلکی ہلکی سرخی موجود ہے "... عمران نے کہا تو انہوں نے چونک کر دیکھا ۔ واقعی بوٹ میں ہلکی ہلکی سرخ روشنی موجود تھی سمندروں میں جہازوں، بوٹس اور لانچوں پر نظر رکھنے کے لئے عموماً ریڈ لیزر کا استعمال کیا جاتا ہے جسے ریڈ ڈاٹ کہا جاتا ہے ۔ اس ریڈ ڈاٹ کے ذریعے بڑے سے بڑے جہاز کے ایک ایک حصے کو بھی آسانی سے چیک کر لیا جاتا ہے ۔ اگر جہازوں، لانچوں یا بوٹس میں دھماکہ خیز مواد ہو تو ریڈ ڈاٹس سے ان کا آسانی سے پتہ چلایا جا سکتا ہے ۔ یہی وجہ تھی کہ ریڈ ڈاٹس کو دیکھ کر عمران نے اپنے ساتھیوں کو تیار رہنے کا حکم دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ریڈ ڈاٹ کی وجہ سے اس کی بوٹ میں موجود اسلحے کو مارک کر لیا گیا ہو گا اور کوسٹ گارڈز انہیں موقع دیئے بغیر ان پر حملہ کر سکتے ہیں اور پھر وہی ہوا ۔ ہیلی کاپٹر جو تیزی سے ان کی بوٹ کی طرف بڑھ رہے تھے ان کے پیڈز میں لگے ہوئے میزائل لانچر سے دو میزائل شعلے بنے نکلے اور پھر وہ میزائل دھواں چھوڑتے ہوئے برق رفتاری سے موٹر بوٹ کی طرف بڑھتے دکھائی دیئے ۔

" جوزف، جوانا ۔ کیبن سے تم بھی میزائل گنیں لے آؤ ۔ جلدی "... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے گن کو اپنے کاندھے سے لگایا اور ٹیلی سکوپ سے موٹر بوٹ کی طرف آنے والے دونوں میزائلوں کو دیکھنے لگا ۔

مارشل ہاسٹو پاگلوں کی طرح مختلف راہداریوں اور راستوں سے گزرتا ہوا ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا ۔ اس نے لات مار کر دروازہ کھولا اور اچھل کر اندر داخل ہو گیا ۔ یہ ایک خاصا وسیع ہال نما کمرہ تھا جس کی دیواروں کے ساتھ بے شمار مشینیں کام کر رہی تھیں اور ان مشینوں کو آپریٹ کرنے کے لئے وہاں بے شمار افراد موجود تھے ۔ سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی مشین نصب تھی جس کے سامنے ایک نوجوان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا ۔ اس مشین پر کئی چھوٹی چھوٹی سکرینیں لگی ہوئی تھیں جو سب روشن تھیں ۔ مشین پر بے شمار رنگ برنگے بلب سپارک کر رہے تھے ۔ مارشل ہاسٹو تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔

" یہ دیکھیں چیف ۔ ایک ایمبولینس ہیلی کاپٹر مسلسل ہمارے جزیرے کی طرف بڑھ رہا ہے "... مشین کے پاس بیٹھے ہوئے نوجوان

نے مارشل ہاسٹو سے مخاطب ہو کر اس کی توجہ ایک سکرین کی طرف دلاتے ہوئے کہا جس پر واقعی سفید رنگ کا ایک ہیلی کاپٹر دکھائی دے رہا تھا جس پر سرخ اور نیلے رنگ کی مخصوص دھاریوں کے ساتھ ریڈ کراس بھی بنا دکھائی دے رہا تھا۔

"اسے فوکس میں لاؤ"... مارشل ہاسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"... نوجوان نے کہا اور وہ جلدی جلدی چند بٹن پریس کر کے ڈائل گھمانے لگا۔ سکرین پر ہیلی کاپٹر کلوز ہوتا جا رہا تھا۔ اب سکرین پر ہیلی کاپٹر میں موجود افراد بھی دکھائی دے رہے تھے جن کی تعداد چھ تھی۔

"اور کلوز کرو۔ میں ان افراد کی شکلیں دیکھنا چاہتا ہوں"... مارشل ہاسٹو نے کہا تو نوجوان نے سر ہلا کر مشین کے مختلف بٹن پریس کئے اور چند ہی لمحوں میں سکرین پر ہیلی کاپٹر کا اندرونی منظر ابھر آیا۔ مارشل ہاسٹو ان سب کے چہروں کو غور سے دیکھ رہا تھا مگر وہ سب کے سب چہرے اس کے لئے نئے تھے۔ ایک طرف بڑا سا سٹریچر پڑا تھا جس پر ایک نوجوان پڑا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں اور اسے ڈرپس لگی ہوئی تھیں۔ ہیلی کاپٹر میں ماسوائے پائلٹ کے سب ڈاکٹروں کی مخصوص یونیفارم میں تھے اور ان کے سینوں پر باقاعدہ بیج لگے ہوئے تھے۔

"جیمز۔ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ مشکوک افراد ہیں"... مارشل ہاسٹو نے نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"سر۔ عموماً ایمبولینس ہیلی کاپٹر مریضوں کے لئے ایمرجنسی کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں چونکہ جدید آلات سے آراستہ ہسپتالوں کی کمی ہے اس لئے بہتر علاج کے لئے اور فوری ضرورت کے تحت ایمبولینس ہیلی کاپٹروں میں مریضوں کو روسیاہ لے جایا جاتا ہے جہاں ان کا علاج کیا جاتا ہے اور ایسے ہیلی کاپٹر عموماً سمندر پر سفر کرتے ہیں مگر ان کا روٹ دوسرا ہوتا ہے جبکہ یہ ہیلی کاپٹر اپنے روٹ سے ہٹ کر پرواز کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایمبولینس ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے ساتھ کو پائلٹ اور ایک ڈاکٹر اور ایک ہیلپر نرس ہوتی ہے لیکن اس ہیلی کاپٹر میں پائلٹ کے علاوہ ایک نرس اور تین ڈاکٹر یونیفارمز میں موجود ہیں اور ویسے بھی آپ کا حکم تھا کہ جزیرے کی طرف سے آنے والے ہیلی کاپٹروں پر خاص نظر رکھی جائے چاہے وہ ملٹری کا ہی ہیلی کاپٹر کیوں نہ ہو اس لئے میں نے آپ کو فون کر کے یہاں بلایا تھا"... جیمز نے جلدی سے کہا۔

"ہو سکتا ہے مریض کوئی اہم شخص ہو اور اس کی حفاظت کے پیش نظر ڈاکٹروں کی ٹیم اس کے ساتھ جا رہی ہو۔ البتہ اس ہیلی کاپٹر کا روٹ سے ہٹ کر پرواز کرنا ذرا مشکوک ہے۔ کیا مشین نے اس ہیلی کاپٹر میں کسی اسلحے کی موجودگی کا کاشن دیا ہے"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"نہیں چیف۔ میں نے ہر طرف بلیو کیم سپاٹ ریز پھیلا دی ہے ہیلی کاپٹر ان ریز کی رینج میں ہے مگر مشین نے ابھی ایسا کوئی کاشن

نہیں دیا جس سے یہ پتہ چل سکے کہ ہیلی کاپٹر میں غیر معمولی سامان ہے"... جیمز نے کہا۔

" ہونہہ ۔ اگر بلیو کیم سپاٹ ریز نے تمہیں کوئی کاشن نہیں دیا تھا تو تم نے بلاوجہ مجھے یہاں کیوں بلا لیا ہے"... مارشل ہاسٹو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" وہ چیف ۔ میں ۔ وہ ۔ وہ "... جیمز نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" شٹ اپ ۔ نانسنس ۔ اس ہیلی کاپٹر کے پائلٹ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرو اور اس سے کہو کہ وہ ہیلی کاپٹر کو موڑ کر دوسری طرف لے جائے ۔ اگر اس نے جزیرہ ٹیاگو کی طرف آنے کی کوشش کی تو اس کے ہیلی کاپٹر کو میزائلوں سے ہٹ کر دیا جائے گا"... مارشل ہاسٹو نے چیختے ہوئے کہا۔

" یس سر ۔ میں ابھی بات کرتا ہوں سر"... جیمز نے کہا اور اس نے مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے ۔ مشین پر موجود ایک سکرین پر اس ہیلی کاپٹر کا خاکہ سا بن گیا اور اس ہیلی کاپٹر کا ایک اندرونی حصہ ریڈ ہو گیا اور اس پر ٹرانسمیٹر کے الفاظ ابھر آئے جیمز تیزی سے مختلف بٹن پریس کرتا جارہا تھا ۔ چند ہی لمحوں میں اس چھوٹی سکرین پر ایک فریکونسی ابھر آئی ۔ جیمز نے بلیو کیم سپاٹ ریز کی مدد سے ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر چیک کر کے اس کی فریکونسی معلوم کر لی تھی ۔ اس نے میز کی سائیڈ پر پڑا ہوا ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر

اٹھایا اور سکرین پر فریکونسی دیکھ کر جلدی جلدی اسے ٹرانسمیٹر پر ایڈجسٹ کرنے لگا ۔ پھر اس نے ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر پر لگا ہوا ایک سرخ بلب جل اٹھا اور ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دینے لگی۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ ایمبولینس پائلٹ فوراً لائن پر آؤ ۔ اوور"... جیمز نے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز سن کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" یس ۔ ایمبولینس تھری زیرو ایٹ پائلٹ سپیکنگ ۔ اوور"... دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

" اپنا نام بتاؤ ۔ اوور"... جیمز نے کہا۔

" میں چیاخوف ہوں ۔ اوور"... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" تم ایمبولینس ہیلی کاپٹر لے کر کہاں جا رہے ہو اور تمہارے ساتھ کون کون موجود ہے ۔ فوراً شناخت کراؤ ۔ اوور"... جیمز نے کہا۔

" میرا تعلق سٹی ہسپتال سے ہے اور میرے ساتھ ساک لینڈ کے معروف صنعت کار سر جیفرے موجود ہیں ۔ ان کی کیئر کے لئے تین ڈاکٹر اور ایک نرس ہے اور ہم سر جیفرے کو ایمرجنسی روسیاہ لے جا رہے ہیں ۔ اوور"... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کیا تمہیں ٹرمینل نے اطلاع دی تھی کہ تم روٹ سے ہٹ کر پرواز کر رہے ہو ۔ اوور"... جیمز نے کہا۔

" روٹ سے ہٹ کر ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب ۔ میں تو

گراف روٹ پر ہی پرواز کر رہا ہوں ۔ اوور"... دوسری طرف سے پائلٹ کی حیرت بھری آواز سنسائی دی ۔

" بکواس مت کرو ۔ تم اپنے روٹ سے نائن ون ڈگری ویسٹ پر پرواز کر رہے ہو جبکہ تمہارا روٹ ون ایٹ زیرو ساؤتھ ہے ۔ اوور"... جیمز نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو مارشل ہاسٹو نے سکرین پر پائلٹ کو چونکتے دیکھا ۔ وہ ہیلی کاپٹر میں روٹ گراف مشین کو دیکھ رہا تھا ۔

" اوہ ۔ جناب یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ میرا روٹ گراف تو مجھے بتا رہا ہے کہ میں صحیح سمت پر پرواز کر رہا ہوں ۔ اوور"... چند لمحوں کے بعد ٹرانسمیٹر پر ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کی آواز سنائی دی ۔

" تمہارا روٹ گراف غلط انفارمیشن دے رہا ہے ۔ اسے فوراً چیک کرو اور اپنے ہیلی کاپٹر کو فوراً موڑ کر اصل روٹ کی طرف لے جاؤ ۔ اگر تم نے جزیرہ ٹیاگو کی طرف آنے کی کوشش کی تو تمہارے ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دیا جائے گا ۔ اوور"... جیمز نے کرخت لہجے میں کہا ۔

" جزیرہ ٹیاگو ۔ ہیلی کاپٹر جزیرہ ٹیاگو کی طرف جا رہا ہے ۔ حیرت ہے ۔ اوور"... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور پھر انہوں نے پائلٹ کو ہیلی کاپٹر کے مختلف بٹن پریس کرتے اور ڈائل گھماتے دیکھا ۔ البتہ ہیلی کاپٹر کی سمت تبدیل نہیں ہوئی تھی اور وہ تیزی سے آگے بڑھا چلا آ رہا تھا ۔

" یہ احمق کیا کر رہا ہے "... مارشل ہاسٹو نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا ۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ پائلٹ تم کیا کر رہے ہو ۔ تم نے ابھی تک ہیلی کاپٹر کا رخ کیوں نہیں موڑا ۔ اوور"... جمیز نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر پر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا ۔

" میں کوشش رہا ہوں مگر لگتا ہے ہیلی کاپٹر کے کنٹرول پینل میں گڑبڑ ہو رہی ہے ۔ اوور"... دوسری طرف سے پائلٹ کی پریشان زدہ آواز سنائی دی ۔

" کیسی گڑبڑ ۔ اوور"... جیمز نے چونک کر کہا ۔

" روٹ گراف سکرین آف ہو گئی ہے اور کنٹرولنگ سسٹم کا ایک بڑا حصہ بھی آف ہو گیا ہے ۔ ہیلی کاپڑ کو موڑنا تو ایک طرف میں اسے کنٹرول کرنے میں بھی دقت محسوس کر رہا ہوں ۔ اوور"... ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے کہا ۔ اس کا لہجہ پریشانی سے بھرپور تھا ۔

" اوہ ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ کیسے ہوا ہے یہ ۔ اوور"... جیمز نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" میں نہیں جانتا ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ اوور"... اچانک پائلٹ نے بری طرح سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا ۔ اس کے ساتھ ہی اچانک ٹرانسمیٹر سے رابطہ ختم ہو گیا اور انہوں نے سکرین پر واقعی ہیلی کاپٹر کے کنٹرولنگ کے کئی بلب بجھتے دیکھے ۔

" اوہ ۔ یہ کیا ہو رہا ہے "... مارشل ہاسٹو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے

کہا ۔ ہیلی کاپٹر فضا میں تیزی سے دائیں بائیں ہو رہا تھا ۔ وہ کبھی اچانک نیچے جھک جاتا اور کبھی اوپر اٹھ آتا ۔ ہیلی کاپٹر کا پائلٹ ہیلی کاپٹر کو بیلنس میں رکھنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا مگر یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے ہیلی کاپٹر واقعی آؤٹ آف کنٹرول ہوتا جا رہا ہو ۔ ہیلی کاپٹر میں موجود ڈاکٹروں اور نرس کے چہرے بھی بگڑ گئے تھے اور وہ بے حد ڈرے ڈرے دکھائی دے رہے تھے۔

" یہ جزیرے سے کتنی دور ہیں جیمز"... مارشل ہاسٹو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" ایک سو میٹر دور ہیں چیف "... جیمز نے جواب دیا تو مارشل ہاسٹو نے جھپٹ کر ساتھ پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی کے ساتھ مختلف بٹن پریس کرتا چلا گیا۔

" ہیلو ۔ کیپٹن اوگاف ۔ مارشل ہاسٹو بول رہا ہوں"... مارشل ہاسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس مارشل ۔ کیپٹن اوگاف اٹنڈنگ یو"... دوسری طرف سے ٹاپ سیکشن کے کیپٹن اوگاف کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" سنو ۔ جزیرے کی طرف ایک ایمبولینس ہیلی کاپٹر آ رہا ہے ۔ ہیلی کاپٹر پائلٹ سے آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا ہے ۔ اس پر نظر رکھو ۔ اگر ہیلی کاپٹر جزیرے پر اترنے کی کوشش کرے تو اسے میزائل مار کر فوراً ہٹ کر دینا ۔ سمجھے "... مارشل ہاسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

" اوکے مارشل "... دوسری طرف سے کیپٹن اوگاف نے جواب دیا

تو مارشل ہاسٹو نے رسیور کریڈل پر رکھا اور دوبارہ مشین پر لگی سکرین کی طرف متوجہ ہو گیا ۔ ہیلی کاپٹر فضا میں بری طرح گھوم رہا تھا ۔ پائلٹ اسے ہر ممکن طریقے سے کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر ہیلی کاپٹر کسی بھی طرح اس کے کنٹرول میں نہیں آ رہا تھا۔

" ہیلی کاپٹر جزیرے پر پہنچ گیا ہے چیف "... جیمز نے مارشل ہاسٹو کو بتاتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے مارشل ہاسٹو نے ہیلی کاپٹر کا انجن بند ہوتے دیکھا ۔ ہیلی کاپٹر کے پنکھے یکلخت جام ہو گئے تھے ۔ جیمز نے مشین کے مختلف بٹن پریس کر کے ہیلی کاپٹر کا کلوز ختم کیا ۔ دوسرے لمحے سکرین پر ایک جزیرے کا منظر ابھرتا دکھائی دیا جہاں ہر طرف گھنے درخت موجود تھے ۔ ہیلی کاپٹر ان درختوں پر گرتا دکھائی دے رہا تھا اور پھر اچانک انہوں نے ہیلی کاپٹر کو درختوں میں گر کر غائب ہوتے دیکھا ۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کو اچانک درختوں سے دوبارہ اوپر اٹھتے دیکھا ۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر اٹھتا ہوا آگے گیا مگر آگے جاتے ہی وہ دوبارہ نوک کے بل نیچے گرتا دکھائی دیا اور پھر اچانک درختوں کے پیچھے سے آگ کا آلاؤ سا بلند ہوا اور انہوں نے سکرین پر ہیلی کاپٹر کے ٹکڑے فضا میں بلند ہوتے دیکھے ۔ یہ دیکھ کر مارشل ہاسٹو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

" ہیلی کاپٹر پائلٹ کے کنٹرول سے باہر ہو گیا تھا چیف اس لئے وہ جزیرے پر گر کر تباہ ہو گیا ہے ۔ اس میں موجود افراد کا زندہ بچ جانا ناممکن ہے "... جیمز نے کہا۔

" میں جانتا ہوں"... مارشل ہاسٹو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ سکرین پر اب درختوں کے درمیان آگ کا الاؤ اور دھواں دکھائی دے رہا تھا۔

" اگر آپ کا حکم ہو تو متعلقہ حکام کو اس ایمبولینس کے کریشنگ کی اطلاع دے دوں"... جیمز نے ڈرتے ڈرتے مارشل ہاسٹو سے پوچھا۔

" ہاں ۔ دے دو اور کیپٹن اوگاف سے کہو کہ وہ جا کر اس ایریئے کو چیک کرے اور جلتے ہوئے ہیلی کاپٹر اور اردگرد کی آگ کو بجھانے کی کوشش کرے"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

" یس چیف "... جیمز نے کہا اور اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا جبکہ مارشل ہاسٹو مڑ کر کنٹرول روم سے باہر آگیا اور پھر وہ مختلف راستوں سے ہوتا ہوا اپنے مخصوص آفس میں آگیا جو پہلے اس لیبارٹری کے سیکورٹی چیف کرنل آرچوف کا تھا۔ مارشل ہاسٹو تھکے تھکے انداز میں میز کے قریب آیا اور اونچی پشت والی کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے اچانک میز پر پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فونز میں سے زرد رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارشل ہاسٹو چونک کر فون کو یوں دیکھنے لگا جیسے اس کی مترنم گھنٹی اس کو گراں گزر رہی ہو۔

" یس ۔ مارشل ہاسٹو"... مارشل ہاسٹو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

" بلینکی بول رہی ہوں"... دوسری طرف سے ایک چہکتی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی۔

" اوہ ۔ بلینکی تم ۔ کہاں سے بول رہی ہو"... مارشل ہاسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

" تمہارے سپیشل ہیلی کاپٹر سے ۔ جسے تم نے مجھے لینے کے لئے بھیجا تھا"... بلینکی نے کہا۔

" تو تم آ رہی ہو ۔ گڈ ۔ جلد سے جلد یہاں پہنچ جاؤ ۔ مجھے یہاں تمہاری ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی ہے"... مارشل ہاسٹو نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

" بس ڈیئر ہیلی کاپٹر پرواز کر چکا ہے ۔ میں زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے تک تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی"... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے ۔ میں کنٹرول روم کو تمہارے بارے میں انفارم کر کے سپیشل وے اوپن کراتا ہوں ۔ تم جلد سے جلد یہاں پہنچ جاؤ"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

" اوکے ڈیئر ۔ بلینکی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا بلینکی مارشل ہاسٹو کی فرینڈ تھی جو عموماً مارشل ہاسٹو سے ملتی رہتی تھی مارشل ہاسٹو اس کے حسن پر فریفتہ ہو گیا اور زیادہ سے زیادہ اس کے قریب رہنے کی کوشش کرتا تھا ۔ وہ بلینکی کو عموماً اپنے ملٹری انٹیلی جنس کے ہیڈ کوارٹر میں بلا لیتا تھا ۔ اب جب وہ پرائم منسٹر کے کہنے پر جزیرے ٹیاگو میں موجود ریڈ لیبارٹری میں آگیا تھا تو وہ یہاں چونکہ

تنہائی محسوس کر رہا تھا اس لئے اس نے بلینکی کو اپنے پاس بلانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور جب پرائم منسٹر نے اسے لیبارٹری کی سکورٹی کا چارج سنبھالنے کو کہا تو اس نے چارج سنبھالتے ہی بلینکی کو فون کر دیا تھا۔

عمران نے جس طرح پرائم منسٹر سے بات کر کے ریڈ لیبارٹری کی لوکیشن معلوم کی تھی تو وہ واقعی پریشان ہو گیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ عمران نے اگر ریڈ لیبارٹری کی لوکیشن معلوم کر لی ہے تو وہ لازمی طور پر اس طرف آنے کی کوشش کرے گا۔ لیبارٹری اور جزیرے پر حفاظتی انتظامات بے حد فول پروف تھے اور عمران کسی بھی طرح جزیرے پر قدم نہیں رکھ سکتا تھا لیکن اس کے باوجود مارشل ہاسٹو نے بلینکی کو بلا لیا تھا۔ بلینکی بے حد ذہین لڑکی تھی جو ایسے مواقع پر اسے بہترین مشورے دینے کے ساتھ ساتھ اس کے غصے کو بھی کنٹرول کرنا جانتی تھی اس لئے مارشل ہاسٹو نے فوری طور پر ایک سپیشل ہیلی کاپٹر بھیج دیا تھا اور بلینکی سے کہا تھا کہ وہ جلد سے جلد اس کے پاس پہنچ جائے اور اب جبکہ بلینکی نے اسے وہاں اپنی آمد کے بارے میں بتایا تو اس کے چہرے پر قدرے سکون آ گیا۔

سمندر پر ایک پرائیویٹ ہسپتال کا ایمبولینس ہیلی کاپٹر اڑ رہا تھا پائلٹ سیٹ پر میجر پرمود بیٹھا تھا جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر کیپٹن نوازش موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر کے پچھلے حصے میں لیڈی بلیک، لاٹوش اور آفتاب سعید موجود تھے۔ ہیلی کاپٹر میں ایک سٹریچر نما بیڈ لگا ہوا تھا جس پر ایک ادھیڑ عمر شخص بے ہوش پڑا تھا۔ سٹریچر کی سائیڈوں پر گلوکوز اور دوسرے انجکشنز کی بوتلیں لٹک رہی تھیں جن کی نالیاں اس ادھیڑ عمر کے بازوؤں میں جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔

فراسنگ نے میجر پرمود کے لئے نہ صرف ایمبولینس ہیلی کاپٹر کا بندوبست کر دیا تھا بلکہ اسے ہر طرح کا اسلحہ بھی بہم پہنچا دیا تھا اور پھر میجر پرمود اپنا اور اپنے ساتھیوں کا میک اپ تبدیل کر کے ہوٹل سے نکل آیا۔ فراسنگ ان کے ساتھ تھا۔ وہ انہیں لے کر ایک جدید ہسپتال میں پہنچ گیا۔ ہسپتال کے بڑے سے لان میں ایک ہیلی بیڈ

موجود تھا جس پر ایک ایمرجنسی ایمبولینس ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔ فراسنگ نے پہلے ہی ہسپتال کے ایک سیکورٹی آفیسر سے بات کر کے اور اسے بھاری رقم دے کر اس سے یہ ہیلی کاپٹر حاصل کر لیا تھا۔ وہ سب ہیلی کاپٹر میں آ گئے۔ آفتاب سعید، کیپٹن نوازش اور لاٹوش نے ڈاکٹروں کے مخصوص لباس بھی پہن لئے تھے اور اسلحے سے بھرے تھیلے ہیلی کاپٹر میں رکھ دیئے تھے۔ لیڈی بلیک نے نرسوں کا لباس پہن لیا تھا۔

فراسنگ ان کے ساتھ جانا چاہتا تھا مگر میجر پرمود نے اسے روک دیا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں اس کا پائلٹ موجود تھا۔ میجر پرمود نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا اور پھر ہیلی کاپٹر ہسپتال کے احاطے سے پرواز کر کے نکلا تو ساحلی علاقے کی طرف جاتے ہوئے میجر پرمود نے اچانک کھڑی ہتھیلی کا وار کر کے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو بے ہوش کر دیا۔ جیسے ہی پائلٹ بے ہوش ہوا میجر پرمود کے ساتھیوں نے اسے سیفٹی بیلٹس کھول کر پیچھے کھینچ لیا اور اس کی جگہ پائلٹ سیٹ میجر پرمود نے سنبھال لی۔ میجر پرمود کے حکم سے اس کی سیٹ پر کیپٹن نوازش آ گیا تھا جبکہ لیڈی بلیک اور اس کے ساتھیوں نے بے ہوش پائلٹ کو ہیلی کاپٹر کے سٹریچر پر لٹا کر اسے مضبوطی کے ساتھ بیلٹوں سے باندھ دیا تھا اور اسے ڈرپس لگا دی تھیں۔

وہ ایسا ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ اگر ان کے ہیلی کاپٹر کو چیک کیا گیا تو وہ یہی ظاہر کریں گے کہ وہ کسی مریض کو ایمرجنسی طور پر

روسیاہ لے جا رہے ہیں۔ اس لئے میجر پرمود نے باقاعدہ پلاننگ کر کے انہیں سب کچھ سمجھا دیا تھا۔ میجر پرمود نے اسلحے کے تھیلوں میں فراسنگ سے منگوائی ہوئی ایسی ڈیوائسز رکھوا دی تھیں کہ اگر کسی بھی طرح اس ہیلی کاپٹر کو چیک کرنے کی کوشش کی جائے تو ہیلی کاپٹر میں موجود اسلحے کو مارک نہ کیا جا سکے۔

میجر پرمود نے چونکہ نقشے سے جزیرہ ٹیاگو کی سمت اور فاصلے کا اندازہ لگا لیا تھا اس لئے اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ جزیرہ ٹیاگو کی طرف موڑ لیا تھا۔ اسے ہیلی کاپٹر اڑاتے ہوئے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اچانک میجر پرمود چونک پڑا۔ ہیلی کاپٹر میں موجود روشنی کا بلب بدل کر یکلخت نیلا سا ہو گیا تھا۔

"اوہ۔ ہمیں چیک کر لیا گیا ہے۔ نیلی روشنی کا مطلب ہے کہ ہمیں بلیو کیم سپاٹ ریز سے چیک کیا جا رہا ہے۔ اب وہ یقیناً مجھ سے ٹرانسمیٹر پر بات کریں گے"... میجر پرمود نے کہا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد واقعی ایسا ہی ہوا اور اچانک ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ایمبولینس پائلٹ فوراً لائن پر آؤ۔ اوور"... دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"یس۔ ایمبولینس تھری زیرو ایٹ پائلٹ سپیکنگ۔ اوور"... میجر پرمود نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔ اس کے کانوں پر مائیک والے ہیڈ فون پہلے سے ہی چڑھے ہوئے تھے۔ پھر اس سے بات چیت کی جانے لگی اور اسے بتایا گیا کہ وہ روٹ سے

ہٹ کر پرواز کر رہا ہے اور جزیرہ ٹیاگو کی طرف بڑھ رہا ہے ۔ ٹرانسمیٹر پر بات کرنے والا اسے سختی سے کہہ رہا تھا کہ وہ فوراً اپنے ہیلی کاپٹر کو موڑ لے ۔ اگر اس نے جزیرہ ٹیاگو کی طرف آنے کی کوشش کی تو اس کے ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دیا جائے گا ۔ میجر پرمود نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے کنٹرول پینل کو دیکھنا شروع کر دیا اور پھر اس نے حیرت اور پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر کنٹرول پینل کے غیر ضروری بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے جیسے اسے یقین ہی نہ آرہا ہو کہ اس کا ہیلی کاپٹر غلط سمت میں پرواز کر رہا ہے ۔

" ہیلو ۔ ہیلو ۔ پائلٹ تم کیا کر رہے ہو ۔ تم نے ابھی تک ہیلی کاپٹر کا رخ کیوں نہیں موڑا ۔ اوور "... دوسری طرف سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا ۔

" میں کوشش کر رہا ہوں ۔ مگر لگتا ہے ہیلی کاپٹر کے کنٹرول پینل میں گڑبڑ ہو رہی ہے ۔ اوور "... میجر پرمود نے پریشانی کے عالم میں کہا وہ مسلسل کنٹرول پینل کے بٹنوں کو چھیڑ رہا تھا ۔ اس نے اپنے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں کر لئے تھے ۔

" کیسی گڑبڑ ۔ اوور "... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا ۔ میجر پرمود نے اچانک روٹ گراف مشین آف کر دی اور ساتھ ہی اس نے کئی سوئچ بھی آف کر دیئے تھے ۔

" روٹ گراف سکرین آف ہو گئی ہے اور کنٹرولنگ سسٹم کا ایک بڑا حصہ بھی آف ہو گیا ہے ۔ ہیلی کاپٹر کو موڑنا تو ایک طرف

میں اسے کنٹرول کرنے میں بھی دقت محسوس کر رہا ہوں ۔ اوور "... میجر پرمود نے شدید پریشانی کے عالم میں کہا ۔

" اوہ ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ کیسے ہوا ہے یہ ۔ اوور "... دوسری طرف سے کہا گیا ۔

" میں نہیں جانتا ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ اوور "... میجر پرمود نے کہا اور اس نے فوراً ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ ساتھ ہی اس نے ایک سوئچ پر ہاتھ مارا تو کنٹرولنگ پینل کے کئی بلب جلنے بجھنے لگے ۔ میجر پرمود نے فوراً کنٹرولر کو سنبھالنا شروع کر دیا ۔ وہ کنٹرولر کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے جان بوجھ کر ہیلی کاپٹر کو دائیں بائیں لہرا کر یہ ظاہر کر رہا تھا جیسے ہیلی کاپٹر واقعی اس کے کنٹرول سے باہر ہوتا جا رہا ہو ۔ اس کے ساتھیوں نے جان بوجھ کر اپنے چہروں پر خوف کے تاثرات نمایاں کر لئے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ انہیں بلیو کیم سپاٹ ریز سے باقاعدہ مانیٹر کیا جا رہا ہے ۔ وہ جزیرے میں داخل ہونے سے پہلے کوئی دوسرا تاثر نہیں دینا چاہتے تھے ۔ ویسے بھی جزیرہ ان سے دس ناٹ کی دوری پر تھا جہاں پہنچنے میں انہیں زیادہ وقت نہیں لگ سکتا تھا ۔

" بس دو منٹ اور پھر ہم جزیرے پر ہوں گے "... میجر پرمود نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اوپر لہراتے اور دائیں بائیں گھماتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر دو منٹ بعد انہیں ایک جزیرہ دکھائی دیا ۔ جزیرے پر ہر طرف گھنے درخت موجود تھے اور اس کا زیادہ تر حصہ

چٹانوں اور ٹھوس زمین پر مشتمل دکھائی دے رہا تھا۔ میجر پرمود ہیلی کاپٹر کو گھماتا اور لہراتا ہوا آخر کار اسے جزیرے پر لے آیا۔ نیچے درختوں کے درمیان اسے بہت سی عارضی سڑکیں دکھائی دے رہی تھیں جن پر انہوں نے کئی جیپوں اور ایک ہیوی ٹرک کو دوڑتے دیکھا جیسے جیپیں اور ٹرک ان کے ہیلی کاپٹر کو فالو کر رہا ہو۔ ان جیپوں اور ٹرک میں انہیں بے شمار مسلح افراد دکھائی دے رہے تھے۔ میجر پرمود نے ہیلی کاپٹر کو گھمایا اور ان جیپوں اور ٹرک سے دور لے گیا اور پھر اسے نیچے ایک گھنے درختوں کا بڑا سا جھنڈ دکھائی دیا تو اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔ اس نے فوراً انجن کی رفتار ہلکی کر دی۔ ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکا سا لگا اور وہ تیزی سے نیچے جانے لگا۔

" تیار ہو جاؤ۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھے گا تم سب سامان لے کر نیچے کود جانا"... میجر پرمود نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے فوراً اسلحے کے تھیلوں پر ہاتھ رکھ دیئے اور سمٹ کر ہیلی کاپٹر کے دروازوں کے قریب آ گئے۔ میجر پرمود نے ایک خالی قطعہ دیکھا تو ہیلی کاپٹر کو فوراً اس طرف لے گیا۔ ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کی سپیڈ بڑھا دی تھی۔ پھر اس نے درختوں کے درمیان ہیلی کاپٹر کو معلق کر دیا۔

" جلدی نکلو۔ یہاں شاہ بلوط کے درخت موجود ہیں۔ شاہ بلوط کے درختوں میں بلیو کیم سپاٹ ریز کام نہیں کرتی۔ وہ ہمیں ہیلی کاپٹر سے نکلتے نہیں دیکھ سکیں گے"... میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا تو اس

کے ساتھی ہیلی کاپٹر کے دروازے کھول کر اسلحے کے تھیلوں سمیت باہر کود گئے۔ میجر پرمود نے ہیلی کاپٹر کو زمین سے دس پندرہ فٹ کی بلندی پر روک رکھا تھا اس لئے انہیں ٹھوس زمین پر کودتے وقت کوئی چوٹ نہیں آئی تھی۔ انہیں کودتے دیکھ کر میجر پرمود نے بھی جلدی سے سر سے ہیڈ فون اتارا اور اپنی بیلٹس کھول دیں اور پھر اس نے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول دیا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کے چند بٹن پریس کئے اور ایک لیور کو گھمایا۔ ہیلی کاپٹر حرکت میں آیا اور دوبارہ اوپر اٹھنے لگا تو میجر پرمود کھلے ہوئے دروازے سے فوراً باہر کود گیا۔ اس نے نیچے جاتے ہوئے پیرا ٹروپنگ کرتے ہوئے جمپ لگائی تھی اور وہ پیروں کے بل ٹھوس زمین پر جا کھڑا ہوا تھا۔ ہیلی کاپٹر اوپر اٹھا اور درختوں کے اوپر سے نکل کر کچھ دور آگے بڑھا مگر اب اسے چونکہ کنٹرول کرنے والا کوئی نہیں تھا اس لئے وہ کچھ آگے جا کر درختوں کے دوسری طرف جا گرا۔ چند لمحوں بعد ایک زوردار دھماکہ ہوا اور انہیں درختوں کے پیچھے سے آگ کا طوفان سا اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔

" بے چارہ پائلٹ ناحق مارا گیا ہے"... لاٹوش نے افسوس بھرے لہجے میں کہا کیونکہ انہوں نے سٹریچر پر بندھے ہوئے بے ہوش پائلٹ کو نہیں نکالا تھا۔

" ملکی مفاد کے لئے ایسے مشنز میں چھوٹی موٹی قربانیاں دینی ہی پڑتی ہیں"... میجر پرمود نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ انہوں نے تھیلے کھولے اور اس میں سے اپنا مخصوص اسلحہ نکالنے لگے۔

"کیا انہوں نے ہمیں کودتے ہوئے نہیں دیکھا ہو گا"... لیڈی بلیک نے میجر پرمود سے پوچھا۔

"نہیں ۔ شاہ بلوط کے درختوں کی موجودگی میں بلیو کیم سپاٹ ریز کام نہیں کرتیں ۔ البتہ اس طرف چند تیز رفتار جیپیں اور ایک ٹرک آرہا ہے ۔ وہ کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتے ہیں اس لئے ہمیں فوراً یہاں سے ہٹنا ہو گا"... میجر پرمود نے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے ۔

"ہم اس جزیرے سے تو آگئے ہیں مگر ریڈ لیبارٹری کہاں ہے اس کے بارے میں ہمیں کیسے پتہ چلے گا"... کیپٹن نوازش نے کہا۔

"یہاں تک آگئے ہیں تو لیبارٹری کو بھی ڈھونڈ ہی لیں گے"... میجر پرمود نے کہا۔

"کیا پرائم منسٹر سے بات کرتے وقت عمران صاحب نے جزیرے پر لیبارٹری کی لوکیشن کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تھا"... لیڈی بلیک نے کہا۔

"نہیں ۔ عمران نے پرائم منسٹر سے جو کچھ پوچھ لیا تھا اتنا ہی کافی تھا ۔ اگر وہ پرائم منسٹر سے مزید بات کرتا تو پرائم منسٹر چونک جاتے اور اسے لوکیشن پھر بھی نہ بتاتے"... میجر پرمود نے کہا۔

"تمہارے خیال کے مطابق اس جزیرے پر لیبارٹری کہاں ہونی چاہئے"... لیڈی بلیک نے کہا۔

"جزیروں پر بنائی جانے والی لیبارٹریاں خاص طور پر انڈر گراؤنڈ

بنائی جاتی ہیں ۔ البتہ ان لیبارٹریوں میں جانے والے راستے عموماً جزیروں کے اوپر کی طرف بنائے جاتے ہیں ۔ یہ چٹیل جزیرہ ہے اور ایسے جزیروں پر خفیہ راستے بنانے کے لئے انہیں بہت سی جگہیں مل سکتی ہیں ۔ اس خفیہ راستے کو ہمیں خود تلاش کرنا ہے"... میجر پرمود نے کہا ۔ ابھی وہ کچھ ہی آگے بڑھے تھے کہ اچانک میجر پرمود ٹھٹھک کر رک گیا ۔ اس کی نظریں درختوں کی دوسری جانب ایک بڑے ٹیلے کی طرف تھیں۔

"کیا ہوا"... اسے رکتا دیکھ کر لیڈی بلیک نے چونک کر پوچھا۔

"ہمیں دیکھ لیا گیا ہے ۔ اس ٹیلے کے قریب میں نے چند افراد کو چٹانوں کی طرف کودتے دیکھا ہے"... میجر پرمود نے کہا ۔ اسی لمحے سامنے ٹیلوں کی طرف سے اچانک آٹھ افراد نکلے اور انہوں نے یکلخت ان کی طرف فائرنگ کر دی ۔ فضا مشین گنوں کی تیز آوازوں سے گونج اٹھی تھی ۔ ان آٹھ افراد کو دیکھتے ہی میجر پرمود اور اس کے ساتھی کائی کی طرح سے چھٹ گئے تھے اور چھلانگیں مار کر فوراً مختلف درختوں کی آڑ میں ہو گئے تھے ۔ گولیاں عین اس جگہ پڑی تھیں جہاں ایک لمحہ پہلے وہ سب موجود تھے۔

"فائرنگ کرو ورنہ وہ ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیں گے"... میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے درخت کے پیچھے سے ہاتھ نکال کر اس طرف مشین گن کا برسٹ مارا جہاں سے ان پر فائرنگ کی گئی تھی ۔ اس کے ساتھیوں نے بھی فوراً فائر کھول دیا تھا

فضا مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ اور چند انسانی چیخوں سے گونج اٹھی تھی ۔ پھر کیپٹن نوازش اچھل کر درخت کے پیچھے سے باہر نکلا اور اس نے جیب سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکال کر اسے پوری قوت سے سامنے اچھال دیا ۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور دوسری طرف یکلخت مشین گنیں خاموش ہو گئیں ۔

" گڈ ۔ آؤ "... میجر پرمود نے کیپٹن نوازش کو بم پھینک کر دوسری طرف خاموشی ہوتے دیکھ کر کہا تو وہ سب درختوں کے پیچھے سے نکل آئے اور تیزی سے اس ٹیلے کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ وہاں انسانی ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے ۔

" اب ہمیں ان چٹانوں کی آڑ میں آگے بڑھتے رہنا ہو گا "... میجر پرمود نے کہا ۔ وہ تیزی سے ٹیلے کی طرف بڑھے اور اس ٹیلے کی سائیڈ سے گھوم کر دوسری طرف آ گئے ۔ ابھی وہ ٹیلے کے دوسری طرف گئے ہی تھے کہ اچانک آسمان پر ہیلی کاپٹروں کی گڑگڑاہٹ کی تیز آوازیں ابھریں ۔ آوازیں ابھی کافی پیچھے تھیں اور پھر انہوں نے ٹیلے کے پیچھے سے خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنیں ۔

" جلدی کرو ۔ ہمیں ان ٹیلوں کی دراڑوں کو تلاش کر کے ان میں گھسنا ہو گا ۔ سب بکھر جاؤ اور موقع ملتے ہی آنے والے ہیلی کاپٹروں کو مار گرانا "... میجر پرمود نے چیختے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی چٹانوں پر چھلانگیں مارتے ہوئے بکھر کر ادھر ادھر دوڑتے چلے گئے اور پھر انہیں جیسے ہی بڑی بڑی چٹانیں اور وہاں دراڑیں نظر آئیں وہ تیزی سے ان

میں چھپتے چلے گئے ۔ اسی لمحے دو ہیلی کاپٹر ان کے سروں پر پہنچ گئے ۔ ہیلی کاپٹر جنگی تھے ۔ پھر اچانک ایک ہیلی کاپٹر سے ایک میزائل فائر ہوا اور اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکے سے ایک بڑی چٹان کے ٹکڑے اڑ گئے ۔ دوسرے ہیلی کاپٹر نے ادھر ادھر آٹو میٹک مشین گن سے گولیوں کی جیسے بارش سی شروع کر دی تھی ۔ پھر دونوں ہیلی کاپٹر خوفناک انداز میں ادھر ادھر بکھری ہوئی چٹانوں پر فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے ۔ فائرنگ کے ساتھ ساتھ ہیلی کاپٹر سے بم بھی برسائے جا رہے تھے جس سے دھماکوں کے ساتھ چٹانیں ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر رہی تھیں اور ہر طرف دھول سی پھیل گئی تھی ۔

میجر پرمود ایک چٹان کی جڑ میں دبکا ہوا تھا ۔ اس کے ہاتھ میں راکٹ گن تھی ۔ ہیلی کاپٹر فائرنگ کر کے اور بم برساتے ہوئے آگے گئے اور پھر خاصے نیچے آ کر مڑے اور انہوں نے وہاں موجود چھوٹی بڑی چٹانوں پر فائرنگ شروع کر دی ۔ ہیلی کاپٹروں کو آگے جا کر مڑنے میں ایک لمحہ بھی نہ لگا تھا مگر میجر پرمود یکلخت چٹان کے نیچے سے نکلا اور اس نے راکٹ گن کا رخ ایک ہیلی کاپٹر کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا ۔ گن سے ایک سگار نما راکٹ نکلا اور برق رفتاری سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر راکٹ جیسے ہی ہیلی کاپٹر سے ٹکرایا ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر آگ کا شعلہ بن کر اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فضا میں بکھرتا چلا گیا ۔

دوسرے ہیلی کاپٹر والوں نے میجر پرمود کو ہیلی کاپٹر پر راکٹ

برساتے دیکھ لیا تھا۔ وہ تیزی سے اوپر اٹھا اور پھر مسلسل اس طرف فائرنگ کرتا ہوا غوطہ لگا کر بڑھنے لگا جہاں میجر پرمود موجود تھا۔ ساتھ ہی ایک میزائل نکلا اور برق رفتاری سے عین اس جگہ چٹان پر پڑا جہاں میجر پرمود موجود تھا مگر میجر پرمود نے فوراً دوسری طرف چھلانگ لگا دی تھی۔ اس نے نشیبی چٹان پر چھلانگ لگائی تھی اور لڑھکتا ہوا دوسری چٹان کے نیچے آگیا تھا۔ اس چٹان کے پیچھے لیڈی بلیک موجود تھی۔

"نکلو یہاں سے"... میجر پرمود نے لیڈی بلیک سے کہا اور پھر وہ دونوں جنگلی خرگوشوں کی طرح بھاگتے ہوئے وہاں سے دور ایک ٹیلے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ہیلی کاپٹر نے بلندی سے انہیں بھاگتے دیکھ لیا تھا۔ اچانک ہیلی کاپٹر بجلی کی سی تیزی سے ان کی طرف بڑھا اور ان کے ارد گرد دونوں اطراف میں گولیوں کی لکیریں بناتا اور گڑگڑاتا ہوا ان کے سروں پر سے گزرتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ آگے جا کر مڑتا لیڈی بلیک نے یکلخت ہیلی کاپٹر کی طرف فائرنگ کر دی جبکہ میجر پرمود نے راکٹ گن سے ہیلی کاپٹر پر راکٹ فائر کر دیا تھا۔ راکٹ ہیلی کاپٹر کی ٹیل سے ٹکرایا اور ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس ہیلی کاپٹر کے بھی فضا میں ٹکڑے بکھرتے چلے گئے۔ اب دونوں ہیلی کاپٹر تباہ ہو چکے تھے اس لئے اس کے ساتھی فوراً چٹانوں اور ٹیلوں کے پیچھے سے نکل آئے تھے۔

"ہمیں یہاں سے دور جانا ہو گا۔ ہیلی کاپٹروں کی تباہی کی وجہ سے

اس علاقے کو ہر طرف سے گھیرا جا سکتا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ لوگ یہاں پہنچیں ہمیں آگے جا کر کسی پہاڑی غار میں پناہ لینی ہو گی وہاں سے ہم ان کا بہتر طور پر مقابلہ کر سکیں گے"... میجر پرمود نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ مڑ کر ایک طرف دوڑ پڑے۔ وہ سب بکھر کر دوڑ رہے تھے اور آسمان پر نظر بھی رکھ رہے تھے جہاں سے پھر کوئی جنگی ہیلی کاپٹر ان پر حملہ کر سکتا تھا۔ چٹانوں کو پھلانگتے اور ٹیلوں کی آڑ لیتے ہوئے وہ مسلسل دوڑے چلے جا رہے تھے۔ پھر جیسے ہی وہ ایک ٹیلے کی آڑ سے نکلے انہیں ایک پہاڑی دکھائی دی۔ وہ تیزی سے اس پہاڑی کی طرف بھاگنے لگے۔ ابھی تک انہیں آسمان پر نہ کوئی جنگی جہاز نظر آیا تھا اور نہ کوئی ہیلی کاپٹر اس لئے وہ پہاڑی کے نزدیک پہنچ گئے اور پھر انہیں پہاڑی میں ایک سرنگ دکھائی دی تو وہ فوراً اس سرنگ میں داخل ہو گئے۔

باہر انہیں دور مسلسل فائرنگ اور خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ شاید جیپوں اور ٹرک میں موجود مسلح افراد اس جگہ پہنچ گئے تھے جہاں انہوں نے دو ہیلی کاپٹر مار گرائے تھے مسلح افراد یقیناً تباہ شدہ ہیلی کاپٹروں کے ارد گرد چٹانوں اور دراڑوں پر فائرنگ کر رہے تھے اور بم برسا رہے تھے۔ وہ شاید یہی سمجھ رہے تھے کہ دشمن یہیں کہیں موجود ہیں اس لئے وہ شدید انداز میں فائرنگ کر رہے تھے اور بم برسا رہے تھے۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں نے اطمینان سے سرنگ کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ سرنگ

کی دیواریں سنگی تھیں اور یہ سرنگ عمودی انداز میں نیچے کی طرف جاتی دکھائی دے رہی تھی۔ انہوں نے تھیلوں سے ہیوی ٹارچیں نکال کر روشن کر لیں کیونکہ آگے سرنگ میں اندھیرا تھا۔

"آؤ۔ نیچے چلتے ہیں۔ انہیں یہاں پہنچنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی"... میجر پرمود نے کہا اور وہ عمودی سرنگ میں چلتے ہوئے کافی نیچے آ گئے۔ سرنگ کے آخر میں ایک کھلا غار تھا۔ انہوں نے اس غار کو صاف کیا اور وہیں بیٹھ گئے۔

"یہ تو طے ہے کہ ہم ان کی نظروں میں آگئے ہیں۔ اب وہ اس جزیرے پر ہماری تلاش میں زمین آسمان ایک کر دیں گے اس لئے بہتر تو یہی ہے کہ ہم رات ہونے تک یہیں رہیں۔ رات ہوتے ہی ہم باہر جائیں گے اور پھر رات کے اندھیرے میں جزیرے کو چیک کریں گے۔ اگر ریڈ لیبارٹری کا خفیہ راستہ مل گیا تو ٹھیک ہے ورنہ ہم ہر طرف میگا بلاسٹرز سے جزیرے میں تباہی پھیلا دیں گے۔ خوفناک دھماکوں سے جزیرہ لرز اٹھے گا اور چٹیل زمین میں جگہ جگہ دراڑیں پڑ جائیں گی۔ ان دراڑوں میں شاید ہمیں کوئی ایسا راستہ مل جائے جو ہمیں سیدھا لیبارٹری تک پہنچا دے"... میجر پرمود نے کہا۔

"اوہ۔ اگر وہ اس جگہ پہنچ گئے تو"... لیڈی بلیک نے کہا۔

"ہمارے پاس اسلحے کی کوئی کمی نہیں ہے"... کیپٹن نوازش نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک انہیں باہر ایک بار پھر تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائیں دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ان کے اور ہیلی کاپٹر آگئے ہیں"... لاٹوش کے منہ سے نکلا۔

"رکو۔ میں دیکھتا ہوں"... میجر پرمود نے کہا اور پھر وہ غار سے نکل کر سرنگ کی طرف بڑھا اور اوپر چڑھنے لگا مگر ابھی وہ کچھ ہی اوپر گیا ہو گا کہ باہر یکلخت خوفناک دھماکے ہونے لگے۔ دھماکے اس قدر شدید تھے کہ یکبارگی زمین اور سرنگ کی دیواریں بری طرح سے ہلنے لگی تھیں۔ میجر پرمود نے فوراً ایک دیوار کے ابھرے ہوئے پتھر کو پکڑ لیا تھا اور دیوار کے ساتھ لگ گیا تھا کیونکہ سرنگ کی چھت سے پتھر نیچے گر رہے تھے۔ باہر موجود ہیلی کاپٹر شاید اس پہاڑی کے ارد گرد میزائل برسا رہے تھے۔ وہ اس قدر شدت سے میزائل برسا رہے تھے کہ سرنگ اور غار میں پتھروں کا مینہ سا برسنا شروع ہو گیا تھا۔ یہ دیکھ کر میجر پرمود دیوار کا سہارا لیتا ہوا تیزی سے واپس غار میں آگیا۔ اس کے ساتھی غار کی دیواروں سے چپکے ہوئے تھے۔ میجر پرمود نے ٹارچ کی روشنی ادھر ادھر دوڑائی تو اسے دائیں طرف ایک چوڑا شگاف دکھائی دیا۔

"اس شگاف میں چلو۔ جلدی"... میجر پرمود نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے شگاف کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی گرنے والے پتھروں سے بچتے ہوئے شگاف کی طرف دوڑنے لگے شگاف خاصا چوڑا تھا۔ وہ ابھی شگاف میں داخل ہوئے ہی تھے کہ اچانک ہولناک گڑگڑاہٹ ہوئی اور وہ سرنگ اور غار بیٹھتی چلی گئی

جس میں وہ موجود تھے ۔ اگر انہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ
گرنے والے ملبے کے ہزاروں لاکھوں ٹن وزن تلے ہمیشہ ہمیشہ کے
لئے دفن ہو جاتے ۔ دراڑ میں وہ دیواروں کے ساتھ چپکے ہوئے تھے ۔
دیواریں ابھی تک لرز رہی تھیں اور پھر اچانک انہیں یوں محسوس
ہوا جیسے اچانک ان کے قدموں کے نیچے سے زمین غائب ہو گئی ہو ۔
انہوں نے ابھرے ہوئے پتھروں کو پکڑنے کی کوشش کی مگر بے سود
دوسرے لمحے وہ ٹیڑھے میڑھے انداز میں جیسے نامعلوم گہرائی میں
گرتے چلے گئے ۔

عمران نے گن کا ٹریگر دبایا تو گن کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور گن
کے چوڑے دہانے سے لمبی بلٹ نکل کر برق رفتاری سے نکلی ۔
عمران نے گن کو ذرا سا موڑ کر دوسری بار ٹریگر دبایا تو ایک اور بلٹ
نکلی ۔ دونوں بلٹس بجلی کی سی تیزی سے سامنے سے آنے والے دونوں
میزائلوں سے جا ٹکرائیں ۔ زور دار دھماکے ہوئے اور فضا میں آگ
کے فوارے سے چھوٹ پڑے ۔

عمران نے ان دونوں میزائلوں کو راستے میں ہی بلاسٹ کر دیا تھا
جو کوسٹ گارڈ ہیلی کاپٹروں سے ان پر فائر کئے گئے تھے ۔ پھر عمران
نے گن کا رخ ہیلی کاپٹروں کی طرف کیا اور اس نے دوبارہ دو بار
ٹریگر دبا دیا ۔ گن سے بلاسٹر بلٹس نکلیں اور ہیلی کاپٹروں سے جا
ٹکرائیں اور پھر انہوں نے ان دونوں ہیلی کاپٹروں کا جلتا ہوا ملبہ
کوسٹ گارڈز کی دو لانچوں پر گرتے دیکھا اور پھر سمندر میں آگ کا

ایک الاؤ سا روشن ہو گیا۔

" گڈ۔ یہ کام کیا ہے تم نے"... تنویر نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اس اثناء میں جوزف اور جوانا میزائل لانچر لے آئے تھے۔

" ان لانچوں کو نشانہ بناؤ"... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا بوٹ کے کنارے پر آئے اور انہوں نے دو لانچوں کا نشانہ لے کر میزائل فائر کر دیئے۔ دو ہیلی کاپٹروں اور دو لانچوں کی تباہی کی وجہ سے باقی لانچیں بکھر گئی تھیں مگر جوزف اور جوانا نے مزید دو لانچوں کو تباہ کر دیا تھا۔ عمران نے بھی ایک لانچ کا نشانہ لے کر اس پر بلاسٹر بلٹ فائر کر دی تھی۔ دھماکوں سے مزید تین لانچیں تباہ ہو گئی تھیں۔ اب وہاں صرف پانچ لانچیں تھیں جنہوں نے اچانک دھماکوں سے خوفزدہ ہو کر لانچوں کو موڑ لیا تھا۔

"اوہ۔ یہ تو بھاگ رہے ہیں"... جولیا نے کہا۔

" یہ لوگ واپس آئیں گے اور اس بار یہ شاید پوری پلاٹون کے ساتھ آئیں اس لئے صفدر اور ماسٹر کارلی سے کہو کہ وہ بوٹ کی رفتار بڑھا دیں اور جس قدر جلد ہو جزیرے تک پہنچنے کی کوشش کریں"... عمران نے کہا تو جولیا سر ہلا کر بوٹ کے کنٹرول روم میں چلی گئی۔ چند ہی لمحوں میں بوٹ کی رفتار بڑھ گئی اور بوٹ سمندر میں انتہائی برق رفتاری سے دوڑنے لگی۔ پھر انہیں آدھے گھنٹے کے بعد دور سے جزیرے کے آثار دکھائی دینے لگے۔ جزیرہ درختوں سے بھرا ہوا تھا۔

بوٹ کے تیز رفتاری سے دوڑنے کی وجہ سے جزیرہ تیزی سے قریب آتا جا رہا تھا کہ اچانک جزیرے کی طرف سے انہوں نے سیاہ رنگ کے میزائل ابھرتے دیکھے۔ چار میزائل تھے جو آسمان کی طرف بڑھ کر تیزی سے مڑے اور اس طرف آنے لگے جدھر ان کی موٹر بوٹ تھی۔ عمران کی نظریں ان میزائلوں پر جمی ہوئی تھیں۔ عمران نے بلاسٹر بلٹ سے فوراً دو میزائلوں کو راستے میں ہی ہٹ کر دیا مگر دو میزائل اس کی بوٹ کے ارد گرد خاصے فاصلے پر آ گرے۔ ہولناک دھماکے ہوئے اور سمندر کا پانی یوں اچھل پڑا جیسے یکلخت جوار بھاٹا سا پھوٹ پڑتا ہے۔ پانی میں تیز لہریں سی پیدا ہوئیں اور ان لہروں نے ان کی بوٹ کو اوپر اٹھا لیا اور پھر بوٹ یکلخت پلٹی اور دھماکے سے دوبارہ پانی میں آ گری۔ عمران اور اس کے ساتھی اچھل کر پانی میں جا گرے تھے۔

پانی میں گرتے ہی عمران نے اپنے ہوش قائم رکھتے ہوئے خود کو سنبھالا اور تیزی سے گہرائی میں اترتا چلا گیا مگر پانی میں ایک اور دھماکہ ہوا۔ تیز لہریں پیدا ہوئیں اور عمران کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ پانی میں گھومتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی اسی طرح پانی میں لوٹ پوٹ ہوتے دیکھ لیا تھا۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر سمندر پر جیسے خوفناک قیامت سی ٹوٹ پڑی تھی۔ زور دار دھماکوں سے سمندر میں بھونچال سا آ گیا تھا ان کے جسم پانی سے نکل کر کبھی اوپر اٹھ جاتے اور کبھی پانی کے

ساتھ گہرائی میں چلے جاتے ۔ عمران بدستور اپنے ہوش برقرار رکھے ہوئے تھا ۔ وہ پانی کی لہروں سے بچنے کے لئے نیچے کی طرف تیرنے کی کوشش کر رہا تھا پھر خاصی گہرائی میں پہنچ کر اس کا جسم تیز رفتار پانی کی زد سے نکل آیا۔

پانی کے ٹھہراؤ میں آکر عمران نے اپنے لباس کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کیپسول جیسا پائپ نکالا اور اسے منہ میں لگالیا یہ کیپسول پائپ گہرائی میں عموماً آکسیجن استعمال کرنے کے لئے کام آتا تھا ۔ اس پائپ میں ایک ایسی گیس تھی جو لمحوں میں ہوا سے اور پانی سے آکسیجن کشید کر لیتی تھی اور اس سے سانس لینے اور چھوڑنے میں دقت نہ ہوتی تھی ۔ عمران ایسی چیزیں کسی بھی مشن پر جاتے وقت اپنی خفیہ جیبوں میں رکھتا تھا اور اکثر ان کی ضرورت پڑ جاتی تھی۔

اب چونکہ وہ آسانی سے سانس لے سکتا تھا اس لئے اس نے اوپر دیکھا تو اسے اپنے ساتھی پانی میں الٹتے پلٹتے دکھائی دیئے ۔ اس کے تمام ساتھیوں کے پیٹ پانی سے بھر چکے تھے اس لئے وہ بے ہوش نظر آ رہے تھے ۔ ان میں ماسٹر کارلی اور صفدر بھی موجود تھا جو شاید بروقت بوٹ کے کنٹرول روم سے نکل آئے تھے ورنہ جس طرح بوٹ پر میزائلوں کی بارش ہوئی تھی لانچ کا سلامت رہنا ناممکنات میں سے تھا ۔ اگر صفدر اور ماسٹر کارلی اس لانچ میں رہ گئے ہوتے تو یقیناً ان کے بھی ٹکڑے اڑ گئے ہوتے۔

مجھے ان سب کو باہر نکالنا ہوگا ورنہ یہ سب مارے جائیں گے"...
عمران نے سوچا ۔ اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو اسے پانی میں رسی کا ایک گچھا تیرتا دکھائی دیا ۔ رسی کے گچھے کو دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی ۔ رسی کا یہ گچھا اس بوٹ میں ہی تھا جو بوٹ کی تباہی کی وجہ سے نیچے آگیا تھا ۔ عمران نے لپک کر رسی کے گچھے کو پکڑا اور اسے جلدی جلدی کھولنے لگا ۔ رسی کھول کر وہ تیرتا ہوا جولیا کی طرف بڑھا اور پھر اس نے رسی کے ایک سرے کو جولیا کی کمر میں باندھ دیا ۔ اس سے آگے صالحہ تھی ۔ عمران رسی لے کر آگے بڑھا اور اس نے صالحہ کی کمر میں رسی لپیٹ کر اسے گرہ لگائی اور پھر دوسرے ساتھیوں کی طرف بڑھتا گیا جو ادھر ادھر بکھرے ہوئے پانی میں ڈول رہے تھے۔

رسی خاصی لمبی تھی ۔ اس نے باری باری ان سب کو رسی سے باندھے اور پھر رسی کے دوسرے سرے کو لے کر تیزی سے اوپر کی طرف تیرنے لگا ۔ چند ہی لمحوں میں وہ سطح پر تھا ۔ وہ جزیرے کے خاصا نزدیک تھا ۔ اب جزیرے پر سے میزائلوں کی بارش بھی بند ہو چکی تھی ۔ عمران نے جزیرے پر کسی کو نہ پا کر تیزی سے اس طرف تیرنا شروع کر دیا ۔ چند ہی لمحوں میں وہ جزیرے پر تھا ۔ خشکی پر آکر اس نے رسی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر پوری قوت سے کھینچنا شروع کر دیا ۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کے ساتھی الٹتے پلٹتے ہوئے رسی میں بندھے لڑی کی طرح باہر نکل آئے ۔ پانی میں سے نکلتے ہوئے

عمران کو زیادہ زور نہیں لگانا پڑا تھا مگر جیسے ہی وہ پانی سے باہر آئے انہیں باہر کھینچنے کے لئے عمران کو پورا زور لگانا پڑا۔

جب وہ سب پانی سے باہر آ گئے تو عمران نے رسی چھوڑی اور تیزی سے ان کی طرف بھاگ پڑا۔ اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا چاقو نکال لیا تھا۔ سب سے آگے کیپٹن شکیل تھا۔ عمران نے اس کی رسی کاٹی اور اسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر لاد لیا اور تیزی سے سامنے درختوں کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ درختوں کے جھنڈ کے پاس آ کر اس نے کیپٹن شکیل کو زمین پر لٹایا اور پھر واپس ساحل کی طرف بھاگ گیا۔ دوسری بار وہ صفدر اور تنویر کو ایک ساتھ دونوں کاندھوں پر ڈال کر لے آیا تھا۔ اس کے بعد ماسٹر کارلی، جولیا اور صالحہ کی باری آئی اور پھر آخر میں وہ ایک ایک کر کے جوزف اور جوانا کو بھی اٹھا کر وہاں لے آیا۔ اس سارے کام میں اسے بے پناہ مشقت کرنا پڑی تھی مگر عمران ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اگر وہ انہیں فوراً سمندر سے نہ نکالتا تو یقیناً ان میں سے کسی نہ کسی کی موت واقع ہو جاتی جو عمران کو کسی بھی صورت میں منظور نہ تھی۔

عمران انہیں سمندر سے بھی نکال لایا تھا اور انہیں صاف ستھری جگہ پر بھی لے آیا تھا لیکن ابھی ان سب کے پیٹ سے پانی نکال کر انہیں ہوش میں لانے کا مرحلہ باقی تھا۔ عمران نے سب سے پہلے جولیا کو اٹھا کر وہاں موجود ایک چٹان پر الٹا لٹایا اور پھر اس کی کمر پر مخصوص انداز میں دباؤ ڈالنے لگا۔ جولیا کے منہ اور ناک سے پانی کے

فوارے سے چھوٹ پڑے تھے۔ جب جولیا کے پیٹ سے سارا پانی نکل گیا تو اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے تیزی سے اٹھنا چاہا لیکن دوسرے لمحے اس کے منہ سے چیخ نکل گئی اور وہ الٹ کر گر پڑی اور پھر ایک جھٹکے سے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"ہوش میں آؤ جولیا۔ اٹھو۔ ہمارے ساتھی خطرے میں ہیں۔ ہمیں ان کے پیٹ میں موجود پانی نکالنا ہے"... عمران کی آواز سن کر جولیا کو جیسے ہوش آ گیا۔ وہ تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ عمران نے آگے بڑھ کر کیپٹن شکیل کو اٹھایا اور اسے اس چٹان پر الٹا لٹا دیا جس پر اس نے پہلے جولیا کو لٹایا تھا اور پھر عمران اس کی کمر پر مخصوص انداز میں دباؤ ڈال کر اس کے پیٹ سے پانی نکالنے لگا۔ یہ دیکھ کر جولیا تیزی سے صالحہ کی طرف بڑھی اور اس نے بھی عمران کی طرح صالحہ کو الٹا لٹایا اور اس کے پیٹ سے پانی نکالنے لگی۔ ایک ایک کر کے ان سب کو ہوش آتا چلا گیا۔ ان سب کی حالت بھی جولیا سے مختلف نہ ہوئی تھی۔ وہ آنکھیں پھاڑ کر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے جیسے ایک دوسرے کو زندہ دیکھ کر انہیں یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

"ہم ان خوفناک میزائلوں سے کیسے بچ گئے عمران۔ مجھے واقعی یقین نہیں آ رہا کہ ہم زندہ ہیں"... جولیا نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر تھا۔ عمران نے انہیں تفصیل بتائی کہ لانچ الٹنے کی وجہ سے وہ پانی کی گہرائی میں چلے گئے تھے اور اوپر چونکہ مسلسل

میزائلوں کے دھماکے ہو رہے تھے اس لئے ان کے جسم نیچے ہی نیچے قلابازیاں کھاتے رہے تھے اور پانی انہیں دھکیلتا ہوا جزیرے کے بہت قریب لے آیا تھا جس کی وجہ سے عمران کو ان سب کو سمندر سے نکالنے میں آسانی ہو گئی تھی ۔ اگر وہ جزیرے سے دور چلے گئے ہوتے تو وہ اب تک یقیناً وہیں ڈوب کر ہلاک ہو گئے ہوتے ۔

" ہاں ۔ لانچ الٹتے ہی میں نے اور ماسٹر کارلی نے بھی باہر کی طرف چھلانگیں لگا دی تھیں ۔ جیسے ہی ہم چھلانگیں لگا کر باہر گرے ایک میزائل بوٹ سے ٹکرایا اور اس کے ٹکڑے بکھر گئے تھے "... صفدر نے کہا ۔

" اوہ ۔ اس قدر خوفناک صورتحال میں بھی تم نے ہمیں بچا لیا ۔ اگر تمہیں سمندر میں رسی کا گچھا نہ ملتا تو پھر تم کیا کرتے "... جولیا نے کہا ۔

" تو پھر تم سب کو پانی سے نکالنے کے لئے مجھے اور زیادہ مشقت کرنا پڑتی ۔ تم سب کی جانیں تو بچ جاتیں مگر اس مشقت کے بعد شاید میرا بچنا محال ہوتا "... عمران نے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے ۔

" واقعی عمران صاحب نے ہم سب کو زندہ بچانے کے لئے بے پناہ محنت کی ہے ۔ ہمیں ان کا احسان ماننا چاہئے "... کیپٹن شکیل نے خلوص بھرے لہجے میں کہا ۔

" اور کوئی مانے نہ مانے مگر تنویر اور جولیا کو میرا احسان مان لینا چاہئے "... عمران نے کہا ۔

" کیوں ۔ ہم کیوں مانیں تمہارا احسان "... جولیا نے تنک کر کہا ۔

" ارے ۔ میں نے بہن بھائی کی جان بچائی ہے ۔ کچھ تو خیال کرو "... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے ۔

" ہر وقت فضول بکواس کرتے رہنے کی تمہیں عادت ہے "... جولیا نے منہ بنا کر کہا ۔

" شادی سے پہلے مرد حضرات اس طرح بکواس کرتے ہیں ۔ اس کے بعد بیوی کی باری آتی ہے ۔ کیوں تنویر "... عمران نے کہا تو ان سب کی ہنسی تیز ہو گئی ۔

" عمران صاحب ۔ کیا اس طرح ہمارا یہاں رکے رہنا ٹھیک ہو گا "... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" اوہ ۔ واقعی ہم اوپن ایریئے میں ہیں ۔ ہمیں یہاں بیٹھ کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے ۔ دشمن شاید سمجھ رہے ہیں کہ میزائلوں سے انہوں نے ہمیں ہٹ کر دیا ہے اس لئے کوئی بھی چیکنگ کے لئے اس طرف نہیں آیا ورنہ ہم ضرور ان کی نظروں میں آ جاتے "... صفدر نے کہا ۔

" لیکن اب ہم کریں گے کیا ۔ ہمارا سارا اسلحہ تو بوٹ میں تھا "... تنویر نے کہا ۔

" تو کیا ہوا ۔ مرد مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی "... عمران نے فوراً کہا ۔

" ایک بوٹ پر وہ اس قدر خوفناک تباہی پھیلانے کے لئے

میزائل برسا سکتے ہیں انہوں نے اس جزیرے کی حفاظت کا نہ جانے کیا کیا بندوبست کر رکھا ہو گا۔ بغیر اسلحے کے ہم بھلا ان کا کیا مقابلہ کریں گے"... جولیا نے کہا۔

"اب یہاں تک پہنچ گئے ہیں تو ہم آگے بھی بڑھیں گے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا"... عمران نے کہا تو وہ سر ہلا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ احتیاط سے درختوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ وہ چونکہ سنگلاخ جزیرہ تھا اس لئے وہاں جھاڑیاں موجود نہ تھیں اس لئے وہ درختوں کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے تاکہ انہیں وہاں کوئی نظر آئے تو وہ انہیں پہلے سے دیکھ لیں۔

وہ چلتے ہوئے درختوں سے نکل کر چٹانی علاقے کی طرف آ گئے۔ عمران سب سے آگے تھا اور وہ اس کے پیچھے لائن میں چل رہے تھے۔ آگے جا کر پھر درختوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ اس طرف جھاڑیاں بھی تھیں۔ وہ جھاڑیوں سے ہوتے ہوئے درختوں کے ایک گھنے جھنڈ کی طرف آ گئے۔ دوسری طرف انہیں ایک جھیل نظر آئی۔ ساتھ ہی انہوں نے محسوس کیا کہ جھیل پر کچھ افراد موجود ہیں۔ عمران تیزی سے ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اس نے درخت پر چڑھ کر دیکھا تو اسے سامنے ایک خاصی وسیع جھیل دکھائی دی جو دائرے کی صورت میں مصنوعی طرز پر بنی ہوئی تھی۔ جھیل کے گرد فوجی خیمے لگے ہوئے تھے جہاں بے شمار مسلح افراد ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے۔ عمران فوراً درخت سے نیچے آ گیا۔

"آگے مصنوعی جھیل ہے۔ میرا خیال ہے ریڈ لیبارٹری میں جانے والا راستہ اس جھیل میں ہے۔ جھیل کے گرد بے شمار مسلح افراد ہیں اور آگے درخت ایک بڑے دائرے کی شکل میں ہیں جن کے گرد انہوں نے باڑھ لگا رکھی ہے"... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اب پھر کیا کیا جائے۔ ہم ان مسلح افراد سے کیسے نمٹیں گے"... جولیا نے کہا۔

"کچھ نہ کچھ ہمیں کرنا ہو گا۔ آؤ۔ آگے چل کر دیکھتے ہیں"... عمران نے کہا۔ وہ جھاڑیوں کی آڑ میں جھکے جھکے انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ پھر وہ زمین پر لیٹ گئے اور آواز پیدا کئے بغیر جھاڑیاں ہٹاتے ہوئے کرالنگ کرنے لگے۔ جھاڑیوں کے سرے پر پہنچ کر وہ رک گئے۔ اب ان کے سامنے کانٹوں والی اونچی باڑھ تھی جسے درختوں کے ساتھ بل دے کر اس انداز میں باندھا گیا تھا کہ وہ دور تک ایک دائرے کی صورت میں چاروں طرف لگی نظر آ رہی تھی۔ باڑھ کی تاریں اوپر سے لے کر نیچے تک اس انداز میں باندھی گئی تھیں کہ وہ رینگ کر بھی اس کے نیچے سے نہیں نکل سکتے تھے۔ سامنے جھیل کے چاروں اطراف میں واقعی بے شمار خیمے لگے ہوئے تھے جہاں ہر طرف سیاہ وردیوں میں مسلح افراد گھومتے پھر رہے تھے۔ ان کی تعداد خاصی تھی اگر وہ کسی طرح اس باڑھ کو پھلانگ بھی لیتے تو وہ ان مسلح افراد کی نظروں میں آئے بغیر جھیل تک نہیں جا سکتے تھے۔

"اس باڑھ میں یقیناً الیکٹرک رو دوڑ رہی ہے"... ماسٹر کارلی نے

کہا۔

" کیسے اندازہ لگایا ہے تم نے"... تنویر نے اس سے پوچھا۔

" میں نے کانٹوں کے سروں پر ہلکی ہلکی سپارکنگ دیکھی ہے۔ ان تاروں میں کسی جنریٹر کے ذریعے بجلی دوڑائی جا رہی ہے۔ عام طور پر جنریٹروں سے پیدا ہونے والی بجلی میں تھرتھراہٹ ہوتی ہے۔ ایسی بجلی کی رو جب فولادی تاروں سے گزرتی ہے تو ان فولادی تاروں کے سروں پر چمکنے لگتی ہے جیسے جگنو سے چمکتے ہیں"... ماسٹر کارلی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو انہوں نے تاروں پر نظر ڈالی تو انہیں واقعی ان کے سروں پر ننھے ننھے جگنو سے چمکتے دکھائی دیئے۔

" تب تو ہم ان درختوں پر بھی نہیں چڑھ سکتے۔ ان کے تنوں پر بھی تاریں لپٹی ہوئی ہیں جنہیں ہاتھ لگانا صریحاً خودکشی ہو گا"... صفدر نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

" تم کیوں خاموش ہو۔ کیا تمہاری ریڈی میڈ کھوپڑی کی بیٹریاں فیل ہو گئی ہیں جو تمہیں دوسری طرف جانے کا کوئی طریقہ نہیں سوجھ رہا"... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" دائیں بائیں ہیوی لوڈڈ بجلی کی تاریں ہوں تو وہاں بیچاری بیٹریاں کیا کر سکتی ہیں۔ انہوں نے تو فیل ہونا ہی ہے"... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب مسکرا دیئے۔ عمران کے دائیں طرف جولیا جبکہ بائیں طرف صالحہ موجود تھی۔

" تو ہم یہاں سے اٹھ جاتی ہیں۔ تم اپنی بیٹریوں کو ری چارج کرو

اور آگے بڑھنے کا سوچو"... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بیٹریاں چارج کرنے کے لئے مجھے ایک باڑھ کو ہاتھ لگانا پڑے گا اور اگر ہاتھ لگانے سے بیٹریاں زیادہ چارج ہو گئیں تو ان کے ساتھ میں بھی ری چارج ہو جاؤں گا۔ پھر تمہارا کیا بنے گا"... عمران نے کہا۔

" بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ"... جولیا نے مصنوعی غصے سے کہا۔

" کیا بتاؤں"... عمران نے بھولی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔ وہ سر اٹھا کر ان درختوں کا جائزہ لے رہا تھا جن کے ساتھ باڑھ کو لپیٹ کر باندھا گیا تھا۔ عمران ابھی ان درختوں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک وہ چونک پڑا۔ اس نے ایک درخت پر چھوٹا سا ڈیجیٹل کیمرہ لگا دیکھ لیا تھا جس کا رخ ان کی طرف تھا۔

" اوہ۔ ہمیں دیکھ لیا گیا ہے۔ پیچھے ہٹو یہاں سے۔ فوراً"... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ انہوں نے چونک کر سر اٹھا کر کیمرے کی طرف دیکھا اور پھر وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹنے لگے لیکن وہ ابھی تھوڑا سا ہی پیچھے ہٹے ہوں گے کہ اچانک کیمرے سے تیز روشنی سی نکلی اور ان سب پر پڑی اور ان کے جسم اس طرح ساکت ہو گئے جیسے اچانک ان کے جسموں سے روح نکل گئی ہو۔ وہ اپنی اپنی جگہوں پر بالکل بے حس و حرکت ہو کر رہ گئے تھے۔

مارشل ہاسٹو بے حد خوش نظر آرہا تھا۔ ایک تو اس کے پاس اس
کی فرینڈ بلینکی پہنچ گئی تھی دوسرا یہ کہ اسے کنٹرول روم سے جیمز نے
اطلاع دی تھی کہ چند مشکوک افراد اسے جزیرے پر نظر آئے ہیں۔
مشکوک افراد کا سن کر وہ بھاگم بھاگ کنٹرول روم میں پہنچا تھا اور پھر
اس نے سکرین پر پانچ مسلح افراد کو دیکھا جن میں ایک لڑکی بھی تھی
تو وہ حیران رہ گیا۔ اس نے ایک نوجوان کے قد کاٹھ سے اندازہ لگا
لیا تھا کہ وہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی ہیں۔ انہیں وہاں دیکھ کر
مارشل ہاسٹو کی حیرانی کی انتہا نہ رہی تھی۔ پھر وہ سمجھ گیا کہ جو
ایمبولینس ہیلی کاپٹر جنگل میں گر کر تباہ ہوا تھا اس میں میجر پرمود اور
اس کے ساتھی ہی تھے۔ درختوں کے جھنڈ میں جب ہیلی کاپٹر چند
لمحوں کے لئے نیچے گیا تھا تو وہ فوراً ہیلی کاپٹر سے نکل گئے ہوں گے اور
انہوں نے ہیلی کاپٹر کو فری کر دیا ہو گا جس سے ہیلی کاپٹر تباہ ہو گیا

ہو گا۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھی چالاکی سے آخرکار جزیرے پر پہنچ گئے
تھے۔ مارشل ہاسٹو نے ان کے بارے میں فوراً جزیرے پر موجود
کیپٹن اوگاف کو اطلاع دے دی۔ ایک جگہ آٹھ مسلح افراد موجود تھے
انہوں نے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کرنی چاہی مگر
میجر پرمود نے انہیں گولیوں اور بموں سے اڑا دیا تھا اور وہاں سے
نکل بھاگے تھے۔ وہ جن پہاڑی ٹیلوں اور چٹانوں پر بھاگ رہے تھے
وہ مکمل طور پر مارشل ہاسٹو کی نظروں میں تھے۔ مارشل ہاسٹو فون پر
چیخ چیخ کر کیپٹن اوگاف کو ہدایات دے رہا تھا۔ کیپٹن اوگاف نے
فوری طور پر ان چٹانوں کی طرف دو جنگی ہیلی کاپٹر بھیج دیئے تھے مگر
میجر پرمود نے ان ہیلی کاپٹروں کو تباہ کر دیا تھا اور جب کیپٹن اوگاف
اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچا تو میجر پرمود اور اس کے ساتھی
وہاں سے نکل چکے تھے۔

کیپٹن اوگاف اور اس کے ساتھیوں نے چٹانوں اور پہاڑی
ٹیلوں پر فائرنگ کے ساتھ بمباری بھی شروع کر دی تھی جس سے
ٹیلے اور چٹانیں ریزہ ریزہ ہو کر بکھر رہے تھے۔ بموں کے دھماکوں
سے وہاں ہر طرف دھول ہی دھول اڑ رہی تھی جس کی وجہ سے جیمز
کی مشین میں خلل سا پیدا ہو گیا تھا۔ اس کی مشین جزیرے پر پھیلی
ہوئی سرچنگ ریز کے سگنل وصول نہ کر رہی تھی اس لئے اب اسے
میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں پر نظر رکھنی مشکل ہو رہی تھی۔ اس

لیۓ اس پر مارشل ہاسٹو بری طرح سے دھاڑ رہا تھا۔ پھر اس نے فون پر کیپٹن اوگاف کو بمباری روکنے کو کہا تو تھوڑی ہی دیر میں مشین کے سگنل بحال ہو گئے اور سکرین پر جزیرے کا منظر واضح ہو گیا۔

جیمز ڈائل گھما گھما کر اور بٹن پریس کرتا ہوا بار بار سکرین پر منظر تبدیل کر رہا تھا مگر اسے میجر پرمود اور اس کے ساتھی کہیں دکھائی نہیں دے رہے تھے جس پر مارشل ہاسٹو کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔ اس نے جیمز کو حکم دیا کہ وہ پہاڑی سوراخوں اور دراڑوں کی طرف توجہ دے۔ وہ لوگ یقیناً کسی دراڑ میں جا چھپے ہوں گے۔ جیمز نے جزیرے پر موجود دراڑوں اور پہاڑی سوراخوں کو چیک کرنا شروع کر دیا اور تھوڑی ہی دیر میں انہیں میجر پرمود اور اس کے ساتھی ایک پہاڑی کی سرنگ میں دوسری طرف غار میں بیٹھے دکھائی دیئے۔ انہوں نے جزیرے پر بلیک ٹارگم ہاٹ ریز پھیلا رکھی تھیں جس کی وجہ سے وہ کنٹرول روم میں بیٹھے زمین کی تہوں میں چھپے ہوئے معمولی سے معمولی حشرات الارض کو بھی ٹریس کر سکتے تھے۔

انہیں غاروں میں موجود پا کر مارشل ہاسٹو نے ایک بار پھر کیپٹن اوگاف سے رابطہ کیا اور ان کے بارے میں تفصیل بتا دی۔ اس بار کیپٹن اوگاف ایک دوسرے ہیلی کاپٹر میں خود اس پہاڑی تک گیا تھا جس میں میجر پرمود اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ مارشل ہاسٹو کے حکم سے اس نے اس پہاڑی پر زبردست انداز میں میزائل برسانے شروع کر دیئے تھے۔ خوفناک دھماکوں سے پہاڑی

کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے۔ میزائلوں نے چند ہی لمحوں میں وہاں سے اس پہاڑی کا نام ونشان تک مٹا دیا تھا جس سے مارشل ہاسٹو کو یقین ہو گیا تھا کہ میجر پرمود اور اس کے ساتھی یقینی طور پر اس پہاڑی کے ساتھ ہی ختم ہو گئے ہوں گے۔

کیپٹن اوگاف نے جس طرح وہاں میزائل برسائے تھے ان کا وہاں سے بچ نکلنا ناممکنات میں سے تھا اس لیۓ مارشل ہاسٹو بے حد خوش تھا۔ پھر اسے کوسٹ گارڈز کی طرف سے اطلاع ملی کہ ایک ہیوی موٹر بوٹ جزیرہ ٹیاگو کی طرف آتے دیکھی گئی ہے۔ ان کے راڈار نے اس موٹر بوٹ کو ریڈ ڈاٹ سے چیک کیا ہے۔ اس موٹر بوٹ میں نو افراد موجود ہیں اور ان کا راڈار موٹر بوٹ میں ہیوی اور تباہ کن اسلحے کا کاشن دے رہا تھا۔

مارشل ہاسٹو نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس لانچ کو جزیرے کی طرف آنے سے روکیں جس پر کوٹ گارڈز نے دس لانچوں اور دو جنگی ہیلی کاپٹروں سے اس موٹر بوٹ پر انہیں حملہ کرنے کی اطلاع دی مگر پھر مارشل ہاسٹو کو بتایا گیا کہ لانچ سے میزائل فائر کر کے ان کے دونوں ہیلی کاپٹر اور پانچ لانچیں تباہ کر دی گئی ہیں اس لیۓ انہیں مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑ رہا ہے اور موٹر بوٹ مسلسل جزیرے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ کوسٹ گارڈز آفیسر کی بات سن کر مارشل ہاسٹو کو غصہ تو بہت آیا مگر پھر وہ خاموش ہو رہا۔ اس نے جیمز کو ہدایات دیں تو جیمز مشین پر کام کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں اسے سمندر میں ایک بڑی موٹر

بوٹ آتی دکھائی دی۔ بوٹ میں موجود پانچ افراد اور دو لڑکیاں مسلح تھے جبکہ دو افراد کنٹرول روم میں تھے اور بوٹ جزیرے کے خاصے قریب آچکی تھی۔ ان کے پاس بھاری اسلحہ دیکھ کر مارشل ہاسٹو کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی تھی کہ آنے والا دوسرا گروپ عمران اور اس کے ساتھیوں کا تھا۔

مارشل ہاسٹو نے کیپٹن اوگاف کو فون پر اس بوٹ کے بارے میں بتایا اور پھر اس نے اس بوٹ پر بے تحاشہ میزائل برسانے کا حکم دے دیا۔ جزیرے پر سے یکے بعد دیگرے چار میزائل نکلے۔ ان میں سے دو میزائلوں کو ایک نوجوان نے عجیب ساخت کی گن سے راستے میں ہی تباہ کر دیا تھا مگر دوسرے دو میزائل بوٹ سے خاصے فاصلے پر دائیں بائیں گرے تھے اور انہوں نے سمندر کے پانی کو جوار بھاٹا کی طرح اچھلتے دیکھا تھا۔ سمندر کی اونچی اچھال کے ساتھ بوٹ بھی ہوا میں بلند ہو گئی تھی اور مارشل ہاسٹو نے ان تمام افراد کو بوٹ سے نکل کر سمندر میں گرتے دیکھا۔ بوٹ فضا میں پلٹا کھا کر پانی میں جا گری تھی اور پھر جزیرے سے مسلسل میزائلوں کی بارش ہونے لگی۔ ایک میزائل موٹر بوٹ سے ٹکرایا اور موٹر بوٹ کے ٹکڑے اڑ گئے جبکہ باقی میزائل پانی میں ادھر ادھر گر رہے تھے اور سمندر میں جیسے دھماکوں کا طوفان سا آگیا تھا۔

اس قدر دھماکوں کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کا زندہ بچ نکلنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا اس لئے مارشل ہاسٹو خاصا مطمئن

ہو گیا تھا۔ اس نے سمندر کے اس حصے پر کافی دیر تک نظر رکھی تھی جہاں میزائل برسائے گئے تھے مگر وہاں سے ایک انسانی سر بھی نہیں ابھرا تھا جس سے مارشل ہاسٹو کو یقین ہو گیا کہ عمران اور اس کے ساتھی بھی میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کی طرح ہٹ ہو چکے ہیں اور ان کے ٹکڑے سمندر کی بے رحم لہروں میں گم ہو گئے ہیں۔ ڈبل وکٹری حاصل کرنے کے بعد وہ خوش کیوں نہ ہوتا۔ اس نے جیمز اور وہاں موجود تمام افراد کو مبارک باد دی اور کنٹرول روم سے باہر آگیا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنے شاندار آفس میں پہنچ گیا جہاں اس کی فرینڈ نہایت بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"کہاں چلے گئے تھے تم۔ میں کب سے یہاں تمہارا انتظار کر رہی ہوں"... بلینکی نے اسے آفس میں داخل ہوتے دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ خاصی سمارٹ اور خوبصورت لڑکی تھی اس نے جینز اور نیلی شرٹ کے اوپر بھاری جیکٹ پہن رکھی تھی جس میں اس کا حسن اور زیادہ نکھرا نکھرا سا دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا بتاؤں ہنی۔ بس یہ سمجھ لو میں ایک نہیں دو بڑے قلعے فتح کر کے آرہا ہوں"... مارشل ہاسٹو نے کہا تو بلینکی بے اختیار چونک پڑی مارشل ہاسٹو اس کے قریب آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے لئے ہوئے صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔

"قلعے فتح کرنے سے تمہاری کیا مراد ہے"... بلینکی نے کہا اور صوفے سے اٹھ کر تیزی سے سامنے ریک کی طرف بڑھ گئی جہاں

نایاب شراب کی بوتلیں ایک ترتیب سے لگی ہوئی تھیں ۔ مارشل ہاسٹو سمجھ گیا کہ وہ اس کے لئے شراب لینے لگی ہے اس لئے اس نے اس کے اٹھنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔

" ایک دو جام پلاؤ ۔ پھر اطمینان سے بتاؤں گا"... مارشل ہاسٹو نے کہا تو بلینکی نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ اس نے ریک سے ایک بوتل اٹھائی اور نچلے ریک میں رکھا ہوا ایک گلاس اٹھا لیا اور دونوں چیزیں لے کر مارشل ہاسٹو کی طرف پلٹ آئی ۔ اس نے گلاس مارشل ہاسٹو کے ہاتھ میں تھمایا اور بوتل کا ڈھکن کھولنے لگی ۔ پھر اس نے کھلی ہوئی بوتل سے گلاس میں ہلکے سرخ رنگ کی شراب انڈیل دی ۔ مارشل ہاسٹو نے گلاس منہ سے لگایا اور ایک ہی گھونٹ میں ساری شراب حلق میں اتار گیا۔

" اور دو "... مارشل ہاسٹو نے کہا تو بلینکی نے ایک بار پھر اس کا گلاس بھر دیا ۔ مارشل ہاسٹو اسے بھی یونہی پی گیا جیسے صدیوں سے پیاسا ہو ۔ بلینکی نے مسکراتے ہوئے اس کے لئے تیسرا گلاس بھرنا شروع کر دیا تھا۔

" اب بتاؤ "... بلینکی نے گلاس بھر کر پیچھے ہٹتے ہوئے اس کے سامنے دوسرے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" بلگارنیہ کے ایجنٹوں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتی ہو"... مارشل ہاسٹو نے تیسرے جام کے گھونٹ بھرتے ہوئے کہا تو بلینکی بے اختیار چونک پڑی۔

" ہاں ۔ نام سنے ہوئے ہیں ۔ کیوں کیا ہوا ہے"... بلینکی نے کہا ۔ اس کے لہجے میں کوئی تاثر نہ تھا۔

" ہونا کیا ہے ۔ ان دونوں نے مجھ سے ٹکرانے کی کوشش کی تھی مارشل ہاسٹو سے ۔ ہونہہ ۔ وہ نہیں جانتے کہ مارشل ہاسٹو فولاد ہے ۔ فولاد ۔ جس سے ٹکرانے والا پاش پاش ہو جاتا ہے"... مارشل ہاسٹو نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" مطلب "... بلینکی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" مطلب یہ کہ "... مارشل ہاسٹو نے کہا اور پھر اس نے عمران، میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اسے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

" تمہارا کیا خیال ہے کیا عمران، میجر پرمود اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے ہوں گے"... بلینکی نے تفصیل سننے کے بعد حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یقینی بات ہے ۔ جس پہاڑی کے نیچے میجر پرمود اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے وہاں اب سپاٹ زمین بن چکی ہے اور وہ اس زمین کے نیچے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو چکے ہیں ۔ رہی بات عمران اور اس کے ساتھیوں کی تو ان پر جتنی تعداد میں میزائل برسائے گئے تھے ان کے ٹکڑوں کے بھی ٹکڑے ہو گئے ہوں گے"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

" تم کہتے ہو تو میں مان لیتی ہوں"... بلینکی نے مسکرا کر کہا تو

مارشل ہاسٹو بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا مطلب ۔ کیا تمہیں میری باتوں پر یقین نہیں آیا"... مارشل ہاسٹو نے اسے غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔

" ارے ۔ ارے ۔ تم خفا کیوں ہو رہے ہو ۔ میں نے تو ایسے ہی ایک بات کی تھی ۔ میں نے ان کے کارناموں کی تفصیل پڑھ رکھی ہے ۔ وہ دنیا کے خطرناک ترین انسانوں میں شمار ہوتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ان میں جادوگروں جیسی صلاحیتیں ہیں ۔ وہ مر کر بھی زندہ ہونے کا فن جانتے ہیں ۔ اس قدر مافوق الفطرت اور خطرناک انسان اس آسانی سے ہلاک ہو جائیں گے مجھے تو صرف اس بات پر حیرت ہو رہی تھی"... بلینکی نے جلدی سے کہا۔

" ہونہہ ۔ مارشل ہاسٹو کے سامنے ان کی حیثیت ہی کیا تھی ۔ انہیں میرے ہی ہاتھوں ہلاک ہونا تھا اس لئے وہ اب تک زندہ تھے مگر اب ان کے نام و نشان تک مٹ گئے ہیں ۔ وہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے "... مارشل ہاسٹو نے فاخرانہ لہجے میں کہا تو بلینکی دھیرے سے مسکرا دی ۔

" تب تو تم مبارک باد کے مستحق ہو مارشل ۔ ان دونوں کو ہلاک کر کے تم نے جو کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ دنیا میں مثال بن جائے گا"... بلینکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ یقیناً"... مارشل ہاسٹو نے فخر سے کہا۔

" اب کیا پروگرام ہے تمہارا"... بلینکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" پروگرام کیا ہونا ہے ۔ اب ریسٹ ہی ریسٹ ہے اور یہ تم مجھ سے دور کیوں بیٹھی ہو ۔ ادھر آؤ میرے پاس"... مارشل ہاسٹو کو اچانک جیسے خیال آ گیا ۔ بلینکی مسکراتے ہوئے مارشل ہاسٹو کی طرف بڑھی تو اسی لمحے اچانک مارشل ہاسٹو کی میز پر پڑے ہوئے کئی رنگوں کے فونز میں سے ایک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارشل ہاسٹو کے ساتھ ساتھ بلینکی بھی چونک پڑی ۔

" اب کیا ہے ۔ ایک تو یہ فون ہی میری جان نہیں چھوڑتے"... مارشل ہاسٹو نے منہ بنا کر کہا اور اٹھ کر میز کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

" یس ۔ مارشل ہاسٹو"... مارشل ہاسٹو نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

" چیف ۔ غضب ہو گیا ۔ میجر پرمود، عمران اور ان کے سارے ساتھی زندہ ہیں"... دوسری طرف سے جیمز کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو تم ۔ وہ سب زندہ ہیں ۔ کیسے"... مارشل ہاسٹو نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

" مم ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں چیف ۔ آپ کنٹرول روم میں آ جائیں اور آ کر خود ہی دیکھ لیں"... دوسری طرف سے جیمز نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ میں آ رہا ہوں ۔ ابھی آ رہا ہوں"... مارشل ہاسٹو نے

وحشیانہ انداز میں چیختے ہوئے کہا۔اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور پھر
بجلی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔اس کی آنکھوں
سے شعلے سے نکل رہے تھے اور چہرے کے عضلات بری طرح سے
پھڑپھڑا رہے تھے جبکہ اسے اس طرح بھاگتے دیکھ کر بلینکی اپنی جگہ پر
ساکت رہ گئی تھی جیسے اس کی سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ یہ یکلخت مارشل
ہاسٹو کو کیا ہو گیا ہے جو اس طرح پاگلوں کی طرح چیختا ہوا کمرے سے
بھاگ کر نکل گیا ہے ۔ مارشل ہاسٹو پاگلوں کی طرح بھاگتا ہوا
کنٹرول روم میں پہنچ گیا تھا۔کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔اسے دیکھ کر
جیمز اور کمرے میں موجود دوسرے افراد فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے
سب کی نظریں جیمز کی مشین پر لگی سکرینوں پر مرکوز تھیں۔

" یہ دیکھیں چیف "... جیمز نے مارشل ہاسٹو کو ایک سکرین کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو مارشل ہاسٹو کی نظریں اس سکرین پر
جم گئیں جس پر ایک جھیل کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔جھیل کے
دائیں کنارے پر چند افراد جھاڑیوں میں چھپے ہوئے دکھائی دے رہے
تھے ۔ وہ جھاڑیوں میں چھپے ہوئے جھیل اور جھیل کے ارد گرد موجود
مسلح افراد کو دیکھ رہے تھے۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ یہ تو عمران اور اس کے ساتھی ہیں جن پر کیپٹن
اوگاف نے سمندر میں میزائل برسائے تھے اور ان کی بوٹ وہاں
تنکوں کی طرح بکھر گئی تھی ۔ پھر یہ زندہ کیسے بچ گئے اور یہ یہاں کیسے
پہنچ گئے ۔ انہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ ریڈ لیبارٹری کا راستہ اس

مصنوعی جھیل سے نکلتا ہے"... مارشل ہاسٹو نے حیرت سے آنکھیں
پھاڑتے ہوئے کہا۔

" اور اس سکرین کی طرف دیکھیں چیف "... جیمز نے دوسری
سکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو مارشل ہاسٹو بے اختیار
اچھل پڑا۔اس سکرین پر ایک بڑا سا نالہ دکھائی دے رہا تھا جس میں
چاروں مرد اور ایک نوجوان لڑکی آگے بڑھے چلے آرہے تھے ۔ یہ میجر
پرمود اور اس کے ساتھی تھے جنہیں کیپٹن اوگاف نے پہاڑی کے نیچے
زندہ دفن کر دیا تھا۔

" یہ بھی زندہ ہیں ۔ وہ بھی زندہ ہیں ۔ یہ ۔ یہ سب کیا ہے ۔ یہ
سب زندہ کس طرح سے ہو سکتے ہیں"... مارشل ہاسٹو نے بری طرح
سے چونکتے ہوئے کہا۔

" چیف ۔ جس پہاڑی غار میں میجر پرمود اور اس کے ساتھی تھے
اس کے نیچے سے گٹر لائن گزرتی ہے جو لیبارٹری سے سیدھی سمندر کی
طرف جاتی ہے ۔ خوفناک دھماکوں سے شاید غار کا کوئی حصہ ٹوٹ
گیا ہو گا اور وہ سیدھے گٹر لائن میں جا گرے ہوں گے ۔ ان کے زندہ
بچنے کا سبب تو سمجھ میں آتا ہے مگر عمران اور اس کے ساتھیوں کا زندہ
ہونا میری سمجھ میں نہیں آرہا۔ان پر بلیک میزائل برسائے گئے تھے
جن سے ان کے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے چاہئیں تھے مگر یہ
سب کے سب تو ایسے زندہ ہیں جیسے خوفناک میزائلوں کی بارش اور
دھماکوں سے ان کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوا ہو"... جیمز نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ جادوگر ہیں جادوگر۔ اس قدر خوفناک دھماکوں کے باوجود زندہ بچ نکلنا عام انسانوں کے بس کی بات نہیں ہو سکتی۔ بلینکی سچ کہہ رہی تھی یہ لوگ مر کر بھی زندہ ہونے کا فن جانتے ہیں "... مارشل ہاسٹو نے غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

" چیف۔ عمران اور اس کے ساتھی جس جگہ موجود ہیں ان پر ڈبل کراس ریز فائر کی جا سکتی ہے۔ ڈبل کراس ریز کی زد میں آ کر یہ ایک لمحے میں جل کر راکھ بن جائیں گے اور میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کے لئے گنڈلائن میں زہریلی گیس چھوڑی جا سکتی ہے۔ ایس ٹی ٹی گیس اس قدر طاقتور ہے کہ اگر یہ لوگ اپنے سانس بھی روک لیں تب بھی زہریلی گیس کے اثرات ان کے مساموں کے راستے ان کے جسموں میں اتر جائیں گے اور یہ ایک لمحے میں ہلاک ہو جائیں گے اور دوسرے لمحے ان کے جسم گل سڑ کر گندگی کا ڈھیر بن جائیں گے "... جیمز نے کہا۔

" نہیں۔ یہ انسان نہیں بھوت ہیں اور بھوت اتنی آسانی سے ہلاک نہیں ہوتے۔ اب جب تک میں انہیں اپنی آنکھوں کے سامنے اور اپنے ہاتھوں سے ہلاک نہیں کر لوں گا مجھے ان کی ہلاکت پر یقین ہی نہیں آئے گا۔ انہیں کسی طرح بے ہوش کرو اور سیکنڈ چیف کرنل آرچوف سے کہو کہ یہ ان سب کو ہارڈ روم میں لے آئے۔ ان کی ہلاکت اب ہارڈ روم میں ہو گی۔ دیکھتا ہوں یہ لوگ ہارڈ روم سے

کس طرح سے زندہ بچ کر نکلتے ہیں "... مارشل ہاسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

" یس چیف "... جیمز نے کہا۔ اس نے تیزی سے مشین کے چند بٹن پریس کئے اور پھر ایک سرخ رنگ کا ڈائل گھمانے لگا۔ اسی لمحے اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو چونک کر تیزی سے رینگتے ہوئے پیچھے ہٹتے دیکھا۔ یہ دیکھ کر جیمز کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے فوراً ایک بٹن پریس کر دیا۔ درخت پر سے اچانک فلیش کی طرح تیز روشنی چمکی اور عمران اور اس کے ساتھی یکلخت بے حس و حرکت ہو گئے۔

" میں نے ان پر سٹار لائٹ فائر کر دی ہے چیف۔ ان کے جسم بے حس و حرکت ہو گئے ہیں۔ اب جب تک انہیں آر آر ون کے انجکشن نہ لگائے جائیں گے ان کے جسموں میں معمولی سی بھی حرکت پیدا نہیں ہو گی "... جیمز نے کہا۔

" گڈ۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں پر بھی سٹار لائٹ کا فائر کر دو "... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

" گنڈلائن میں سٹار لائٹ کی ڈیوائس موجود نہیں ہے۔ البتہ وہاں سی تھرٹین گیس پھیلائی جا سکتی ہے۔ اس گیس سے وہ فوراً بے ہوش جائیں گے اور ان کی بے ہوشی کسی بھی طرح دس گھنٹوں سے پہلے ختم نہیں ہو گی "... جیمز نے کہا۔

" اوکے۔ جلدی کرو "... مارشل ہاسٹو نے کہا تو جیمز ایک بار پھر

مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے اور ڈائل گھمانے میں مصروف ہو گیا۔ پھر اس نے ایک بٹن پریس کیا تو اچانک انہوں نے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے جسموں میں جھٹکا سا لگتے دیکھا۔ دوسرے لمحے وہ ریت کے خالی ہوتے ہوئے بوروں کی طرح گرتے چلے گئے۔

" گڈ شو ۔اب دیکھتا ہوں یہ میرے ہاتھوں سے کیسے بچ کر نکل سکتے ہیں "... مارشل ہاسٹو نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔اس نے فوراً ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور کیپٹن اوگاف کے نمبر پریس کرنے لگا۔

میجر پرمود اور اس کے ساتھی چھپاکے سے گدلے پانی میں جا گرے تھے ۔ پانی کی مقدار وہاں چونکہ کم تھی اس لئے اونچائی سے گرنے کی وجہ سے انہیں اچھی خاصی چوٹیں آئی تھیں اور ساتھ ہی ان کو تیز بدبو کے بھبکے محسوس ہوئے تھے جن کی وجہ سے بے اختیار ان کے ہاتھ ناک تک پہنچ گئے تھے ۔وہ سب تیزی سے اٹھ گئے ۔وہاں ہر طرف تاریکی تھی ۔ ان کے ہاتھوں سے ان کا اسلحہ اور جلتی ہوئی ٹارچیں بھی نجانے کہاں گر گئی تھیں جو گرتے ہی آف ہو گئی تھیں۔

" یہ ہم کہاں آگئے ہیں ۔اف اس قدر بدبو ۔ میرا تو اس بدبو سے دماغ پھٹا جا رہا ہے "... اندھیرے میں لیڈی بلیک کی آواز ابھری۔

" ہم شاید ریڈ لیبارٹری کی گٹر لائن میں آگئے ہیں "... میجر پرمود نے جواب دیا۔

" گٹر لائن ۔اوہ ۔اوہ "... ان سب کے منہ سے نکلا۔ساتھ ہی ان

کے چہرے بھی بری طرح سے بگڑ گئے تھے۔

"شکر کرو یہاں کوئی گٹرلائن موجود تھی جس کی وجہ سے ہماری جانیں بچ گئیں ورنہ جس طرح پہاڑی پر خوفناک میزائل برسائے گئے تھے ہم ہزاروں لاکھوں ٹن پتھروں کے نیچے دفن ہو گئے ہوتے"... میجر پرمود نے کہا۔

"ہونہہ۔ اس قدر بدبو دار جگہ میں آنے سے تو بہتر تھا کہ ہم پہاڑی کے نیچے دفن ہو جاتے۔ یہاں سے نکلو ورنہ اس شدید بدبو سے میرا دم گھٹ جائے گا"... لیڈی بلیک نے غصیلے لہجے میں کہا۔ میجر پرمود نے اپنے لباس کی خفیہ جیب سے کیپسول پائپ نکال لئے۔ یہ بالکل ویسے ہی پائپ تھے جیسا عمران نے سمندر میں استعمال کیا تھا۔

"یہ لو۔ یہ آکسیجن پائپ منہ سے لگا لو۔ ناک پکڑ کر منہ سے سانس لیتے رہو گے تو تمہیں نہ بدبو کا احساس ہو گا اور نہ زہریلی گیس تمہارے پھیپھڑوں میں جائے گی اور ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر میرے ساتھ آگے بڑھو"... میجر پرمود نے کہا اور ان سب کو ایک ایک پائپ پکڑا کر خود بھی ایک پائپ اس نے اپنے منہ سے لگا لیا۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا اور میجر پرمود انہیں لے کر ایک طرف چلنا شروع ہو گیا۔ گٹرلائن دائیں بائیں گھومتی ہوئی آگے جا رہی تھی۔ وہ اندھیرے میں آگے بڑھتے رہے پھر اچانک میجر پرمود ٹھٹھک گیا۔ اسے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کسی جگہ گیس

کا پائپ لیک ہو گیا ہو اور اس میں سے تیز گیس نکل رہی ہو۔

"اوہ۔ ان لوگوں نے گٹرلائن میں زہریلی گیس پھیلانی شروع کر دی ہے۔ آکسیجن پائپوں کی وجہ سے تم میں سے کسی پر اس گیس کا اثر نہیں ہو گا لیکن تم سب دیوار کی سائیڈوں پر ایسے گر جاؤ جیسے تم پر گیس کا اثر ہو گیا ہے۔ یہاں سے ہمیں نکالنے کے لئے کوئی نہ کوئی ضرور آئے گا اور ہمیں خاموشی سے ان کے ساتھ جانا ہے۔ سمجھ گئے تم"... میجر پرمود نے منہ سے ایک لمحے لئے آکسیجن پائپ نکال کر سانس لئے بغیر تیز لہجے میں کہا اور فوراً پائپ منہ سے لگا لیا۔ دوسرے لمحے وہ سب دائیں بائیں اس طرح گرتے چلے گے جیسے واقعی وہ کسی زہریلی گیس کا شکار ہو گئے ہوں۔ ان کے منہ سے چونکہ آکسیجن پائپ لگے ہوئے تھے اس لئے انہیں کسی بو کا احساس نہیں ہو رہا تھا پھر تقریباً دس بارہ منٹوں کے بعد انہیں ایک طرف سے تیز روشنیاں سی جھلملاتی ہوئی دکھائی دیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کچھ افراد ٹارچیں لئے اس طرف آ رہے ہوں۔ تھوڑی ہی دیر میں تقریباً دس افراد ہیوی ٹارچیں لئے ہوئے وہاں آ گئے۔ ان کے چہروں پر گیس ماسک چڑھے ہوئے تھے۔ ان میں دو افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں نظر آ رہی تھیں۔ وہ چونکہ وہاں ٹارچیں روشن کر کے آئے تھے اس لئے میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں نے منہ سے آکسیجن پائپ نکال کر وہیں گرا دیئے تھے اور آہستہ آہستہ سانس لے رہے تھے۔

"یہ رہے۔ اٹھاؤ انہیں اور باہر لے چلو"... ایک شخص نے تیز لہجے

میں کہا تو چند افراد آگے بڑھے اور انہوں نے ان پانچوں کو اٹھا کر اپنے کاندھوں پر لاد لیا۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے دماغ تیز بدبو سے پھٹے جا رہے تھے مگر اب وہ مرتے کیا نہ کرتے ۔ آہستہ آہستہ سانس لیتے ہوئے برداشت کرتے رہے مگر راستہ خاصا طویل ہوتا جا رہا تھا۔ تیز بدبو نے ان کا برا حال کر رکھا تھا اس لئے میجر پرمود نے ان سے وہیں نپٹنے کا فیصلہ کیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے ساتھیوں سے کچھ کہتا بدبو کے بھبکوں سے اس کا دماغ واقعی سن ہو گیا تھا۔ اس کے ذہن میں یکلخت اندھیرے کی چادر تن گئی تھی اور پھر جس طرح اندھیرے میں ایک ننھا سا جگنو چمکتا ہے بالکل اسی طرح اس کے دماغ میں موجود اندھیرے میں روشنی کا نقطہ سا چمکا اور تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔

ہوش میں آتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ تیز اور اچھلتے ہوئے پانی میں غوطے کھا رہا ہو۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو اس نے خود کو ایک بڑے سے کمرے میں پایا۔ اس کے ساتھی اس کے قریب ہی پڑے تھے اور کمرے میں پانچ مسلح افراد ان پر پائپوں سے پانی ڈال رہے تھے ۔ وہ شاید کہیں لے جانے سے پہلے ان کے لباس اور جسموں پر لگی گندگی دھو رہے تھے اور اسی پانی کا ہی اثر تھا کہ میجر پرمود کو فوراً ہوش آگیا تھا جبکہ اس کے ساتھی اسی طرح مڑے تڑے پڑے تھے ۔ میجر پرمود نے ابھی کوئی حرکت نہیں کی تھی اس لئے پانی برسانے والے اور مسلح افراد کو اس کے ہوش میں آنے کا پتہ

نہیں چلا تھا۔ وہ خاموشی سے اسی طرح پڑا رہا۔

"بس کافی ہو گیا۔ اب ان کو یہاں چھوڑ دو اور کمرے کے ہیٹر آن کر دو ۔ جب ان کے لباس خشک ہو جائیں گے تو ہم انہیں اٹھا کر ہارڈ روم میں لے جائیں گے"... ایک شخص نے کہا تو میجر پرمود نے سکون کا سانس لیا۔ وہ دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ پانی سے اگر اس کے ساتھیوں کو ہوش آگیا تو لاٹوش ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے گا ۔ اسے ہوش میں دیکھ کر وہ لوگ ان پر بے اختیار فائرنگ کر سکتے تھے ان لوگوں نے پانی بند کیا اور پھر دیواروں میں لگے دو ہیوی ہیٹر جلا دیئے ۔ ہیٹر جلا کر وہ سب کمرے سے نکل گئے تھے ۔ جیسے جیسے کمرے میں ہیٹر کی حدت بڑھتی گئی واقعی میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں کے لباس خشک ہونے لگے اور پھر چند لمحوں بعد اچانک سب سے پہلے لیڈی بلیک کو ہوش آگیا۔

"اسی طرح پڑی رہو ۔ ہمیں اس وقت تک کوئی حرکت نہیں کرنی جب تک کوئی یہاں آ نہیں جاتا"... اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر میجر پرمود نے فوراً کہا تو لیڈی بلیک جو واقعی اٹھنے لگی تھی اسی طرح پڑی رہ گئی اور پھر باری باری لاٹوش، کیپٹن نوازش اور آفتاب سعید کو بھی ہوش آگیا مگر میجر پرمود کے حکم سے وہ اسی طرح پڑے رہے تھے ۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آوازیں ابھریں اور پھر چھ افراد کمرے میں داخل ہوئے ۔ ان میں سے پانچ افراد کے کاندھوں پر مشین گنیں لٹک رہی تھیں جبکہ ایک خالی ہاتھ تھا۔

" ان کے لباس خشک ہو گئے ہیں ۔ ہیٹر آف کرو اور انہیں اٹھا لو ان سب کو ہم نے ہارڈ روم میں پہنچانا ہے "... اس شخص نے کہا جو خالی ہاتھ تھا ۔ مسلح افراد نے ہیٹر بند کئے اور پھر وہ ان کی طرف بڑھے اور پھر جیسے ہی وہ ان کے قریب آئے میجر پرمود اور اس کے ساتھی ایک ساتھ اٹھ کر ان پر جھپٹ پڑے ۔ میجر پرمود نے تیزی سے اٹھ کر ایک مسلح شخص کو پکڑ کر اس نوجوان کی طرف پھینک دیا تھا جو خالی ہاتھ تھا ۔ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرائے اور بری طرح سے چیختے ہوئے گر پڑے ۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے میجر پرمود چھلانگ لگا کر ان کے سروں پر پہنچ گیا اور پھر اس کی زور دار ٹانگیں باری باری ان کے سروں پر پڑیں تو وہ وہیں ڈھیر ہوتے چلے گئے ۔ لاٹوش، کیپٹن نوازش اور لیڈی بلیک نے بھی اپنے مخالفین پر قابو پا لیا تھا ۔ انہوں نے کمانڈو انداز میں ان پر جھپٹ کر جھٹکے سے ان کی گردنیں توڑ دی تھیں ۔ دوسرے لمحے ان کی مشین گنیں ان کے ہاتھوں میں تھیں ۔

" باہر دیکھو ۔ جلدی "... میجر پرمود نے کہا تو لاٹوش اور آفتاب سعید تیزی سے دروازے کی طرف جھپٹے ۔ انہوں نے دروازے کی سائیڈوں سے لگ کر احتیاط سے باہر جھانکا مگر باہر کوئی نہیں تھا ۔ دائیں بائیں راہداری تھی جو دور تک جاتی دکھائی دے رہی تھی ۔ وہ دونوں وہیں جم گئے ۔ میجر پرمود نے ہاتھ بڑھا کر اس نوجوان کی گردن پکڑی جو خالی ہاتھ تھا ۔ اس نے اس نوجوان کو جھٹکے سے اٹھا کر سیدھا کیا اور پھر اس نے فوراً اس نوجوان کے ناک اور منہ پر ہاتھ

رکھ دیئے ۔ نوجوان کا دم گھٹا تو اسے ہوش آ گیا ۔ جیسے ہی اسے ہوش آیا میجر پرمود نے ایک ہاتھ سے اس کی گردن دبوچی اور اسے پیچھے دیوار کے ساتھ لگا دیا ۔ نوجوان کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کی گردن کسی آہنی شکنجے میں آ گئی ہو ۔ اس کے چہرے کا رنگ سرخ ہو گیا تھا اور اس کی آنکھیں ابل پڑی تھیں ۔

" نام بتاؤ ۔ جلدی "... میجر پرمود نے اس کی گردن پر انگلیوں کا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا ۔

" ساکوف ۔ ساکوف "... اس نے بھنچی بھنچی آواز میں کہا ۔

" یہ کون سی جگہ ہے "... میجر پرمود نے کرخت لہجے میں کہا ۔

" سیکورٹی بیس ۔ یہ سیکورٹی بیس ہے "... نوجوان نے کہا جس نے اپنا نام ساکوف بتایا تھا ۔

" اگر یہ سیکورٹی بیس ہے تو ریڈ لیبارٹری کہاں ہے ۔ جلدی بتاؤ ورنہ میں تمہاری گردن توڑ دوں گا "... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا ۔

" لل ۔ لیبارٹری سیکورٹی بیس کے نیچے ہے ۔ اس بیس کے نیچے "... ساکوف نے تکلیف زدہ لہجے میں کہا ۔

" اوہ ۔ تو انہوں نے یہاں دوہرا نظام بنا رکھا ہے ۔ اوپر سیکورٹی بیس اور نیچے ریڈ لیبارٹری "... میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" ہاں ۔ ہاں "... ساکوف نے کہا ۔

" اس لیبارٹری میں جانے کا راستہ کہاں ہے"... میجر پرمود نے انگلیوں کا دباؤ اور بڑھایا تو ساکوف کا نچلا جسم بری طرح سے پھڑکنے لگا۔ اس کے دونوں ہاتھ میجر پرمود کے اس ہاتھ پر جمے ہوئے تھے جس سے میجر پرمود نے اس کی گردن پکڑ رکھی تھی۔

" مم۔ میں نہیں جانتا۔ میں نہیں جانتا"... اس نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔

" تو کون جانتا ہے "... میجر پرمود نے پوچھا۔

" مم ۔ مارشل ۔ مارشل ہاسٹو"... ساکوف نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کہاں ہے مارشل ہاسٹو "... میجر پرمود نے پوچھا۔

" کک ۔ کنٹرول روم میں ۔ وہ کنٹرول روم میں ہے"... ساکوف نے کہا۔

" کہاں ہے کنٹرول روم "... میجر پرمود نے کہا تو اس نے میجر پرمود کو کنٹرول روم کا راستہ بتا دیا۔

" سلور سٹونز کے بارے میں کچھ جانتے ہو"... میجر پرمود نے اس سے پوچھا۔

" سلور سٹونز۔ نہیں ۔ میں نہیں جانتا"... ساکوف نے کہا تو میجر پرمود نے اس کے لہجے سے ہی اندازہ لگالیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

" سر۔ اس طرف چار افراد آرہے ہیں"... اچانک آفتاب سعید نے میجر پرمود سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے احتیاطاً باہر جھانک کر دیکھا

تو اسے دائیں طرف سے چار مسلح افراد آتے دکھائی دیئے تھے۔

" ٹھیک ہے ۔ چلو باہر۔ ہمیں مارشل ہاسٹو تک پہنچنا ہے"... میجر پرمود نے جھٹکے سے ساکوف کی گردن توڑتے ہوئے کہا ۔ اس کی بات سن کر آفتاب سعید تیزی سے دروازے سے نکل کر باہر آگیا۔ اس سے پہلے کہ راہداری میں آنے والے افراد اسے دیکھ کر کچھ کرتے آفتاب سعید نے ان پر مشین گن کا برسٹ نیم دائرے کی صورت میں گھماتے ہوئے کر دیا۔ راہداری میں ریٹ ریٹ کی مخصوص آواز کے ساتھ تیز چیختی ہوئی آوازیں ابھریں اور وہ چاروں لٹو کی طرح گھومتے ہوئے وہیں گر کر ساکت ہو گئے۔

" آؤ "... آفتاب سعید نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو وہ سب تیزی سے باہر آگئے ۔ آفتاب سعید نے بھاگ کر ان لاشوں کے پاس سے ایک مشین گن اٹھائی اور تیزی سے واپس آگیا اور اس نے وہ مشین گن میجر پرمود کو دے دی۔

" تم دائیں طرف جاؤ۔ میں بائیں طرف سے جاتا ہوں ۔ جو نظر آئے اسے اڑا دینا"... میجر پرمود نے کہا تو وہ چاروں سر ہلا کر تیزی سے دائیں طرف دوڑتے چلے گئے ۔ فائرنگ اور چیخوں کی آواز نے وہاں جیسے ہلچل سی مچا دی تھی ۔ اچانک ہر طرف سے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں ۔ میجر پرمود بھاگتا ہوا راہداری کی طرف گیا تو اچانک اس کے سامنے دو مسلح افراد آگئے ۔ انہوں نے اچانک مشین گنیں سیدھی کر کے میجر پرمود پر فائرنگ کر دی تھی ۔ انہیں

دیکھتے ہی میجر پرمود بھاگتا ہوا زمین پر گر گیا تھا اور پھر وہ چکنے فرش پر تیزی سے ان مسلح افراد کی طرف گھسٹتا چلا گیا۔ ساتھ ہی اس کی مشین گن سے شعلے نکلے اور وہ دونوں چیختے ہوئے وہیں ڈھیر ہو گئے۔

میجر پرمود تیزی سے اٹھا اور فوراً راہداری کی سائیڈ کی دیوار سے لگ گیا۔ اچانک مخالف سمت سے شدید فائرنگ ہوئی اور گولیاں میجر پرمود کے سامنے سے گزرتی چلی گئیں۔ میجر پرمود تیزی سے نیچے ہو گیا تھا۔ مخالف سمت سے چند مسلح افراد فائرنگ کرتے ہوئے آ رہے تھے۔ میجر پرمود نے مشین گن زمین پر رکھ کر اس کی نال ذرا سی اٹھائی اور اچانک فائرنگ کر دی۔ دھماکوں کے ساتھ چند چیخیں گونجیں اور پھر دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔ میجر پرمود اٹھا اور اس نے احتیاط سے دوسری طرف جھانکا تو اسے چار افراد اپنے خون میں نہائے ساکت پڑے دکھائی دیئے۔ میجر پرمود آڑ سے نکلا اور دیوار کے ساتھ چلتا ہوا آگے بڑھا۔ اسی لمحے دائیں طرف سے سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک مشین گن بردار اچھل کر باہر آ گیا لیکن اسی لمحے میجر پرمود کی مشین گن نے قہقہہ لگایا اور گولیاں اس مشین گن بردار کے سینے پر پڑیں۔ وہ اچھلا اور فرش پر گر کر دور تک گھسٹتا چلا گیا۔

میجر پرمود نے لاشوں کے پاس جا کر ایک اور مشین گن اٹھا لی تھی۔ راہداری میں دوڑنے بھاگنے کی آوازیں آ رہی تھیں اور دوسری طرف سے مسلسل فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ میجر پرمود مشین گنیں لئے دیوار کے ساتھ لگا اس دروازے کی طرف بڑھ

رہا تھا جس میں سے مشین گن بردار اچھل کر باہر آیا تھا۔ دروازے کے قریب جا کر وہ رک گیا۔ اس نے اندر سن گن لی تو اسے اندر سے ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دیواروں کے ساتھ لگے کچھ افراد اس کے اندر آنے کا انتظار کر رہے ہوں۔ میجر پرمود نے اچانک دروازے کے سامنے آ کر اندر چھلانگ لگا دی۔ اس نے دروازے کے پاس لوٹنی لگائی تھی اور پشت کے بل نہایت تیزی سے اندر چکنے فرش پر گھسٹتا چلا گیا۔ چکنے فرش پر گھسٹتا ہوا وہ جیسے ہی کمرے میں گیا اسے دروازے کے دائیں بائیں واقعی دو مسلح افراد لگے دکھائی دیئے۔

اس سے پہلے کہ وہ اس کی طرف فائر کھولتے میجر پرمود کی مشین گن سے شعلے نکلے اور ان دونوں کے جسم مکھیوں کے چھتے بنتے چلے گئے۔ میجر پرمود نے ان دونوں کو ہلاک کر کے تیزی سے اپنے جسم کو گھمایا اور اندر پڑی ہوئی ایک دفتری میز کے نیچے گھستا چلا گیا جس کے گرد چند کرسیاں بھی موجود تھیں۔ اسی لمحے تڑتڑاہٹ کے ساتھ بے شمار گولیاں عین اس جگہ پر پڑیں جہاں ایک لمحہ پہلے میجر پرمود موجود تھا۔ میجر پرمود نے میز کے نیچے گھس کر دوسری طرف نکلتے ہوئے یکلخت فائرنگ کر دی۔ میز کی دوسری طرف ایک اور مسلح شخص کھڑا تھا جو اس کی گولیوں کا شکار ہو کر وہیں گر گیا تھا۔ اس کمرے میں چار افراد ہی موجود تھے۔ ایک نے باہر نکل کر میجر پرمود پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی جبکہ باقی تین کمرے میں ہی موجود تھے جنہیں میجر

پرمود نے کمرے میں داخل ہو کر انتہائی پھرتی اور تیز رفتاری سے ہلاک کر دیا تھا۔

میجر پرمود نے کمرے میں نظر دوڑائی اور پھر وہ تیزی سے میز کے پیچھے سے نکل کر واپس دروازے کی طرف دوڑ گیا۔ راہداری میں آتے ہی میجر پرمود نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ دائیں طرف مڑ کر میجر پرمود جب دوسری طرف آیا تو اسے ایک اور دروازہ دکھائی دیا۔ میجر پرمود آہستہ سے چلتا ہوا اس دروازے کے پاس آگیا۔ دروازے کے قریب جا کر اس نے سائیڈ کی دیوار سے کان لگا کر اندر سن گن لینے کی کوشش کی مگر اس کمرے سے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اس نے احتیاط سے کمرے میں جھانکا مگر کمرہ بالکل خالی تھا۔

وہ سیدھا ہوا مگر عین اسی لمحے دروازے کی سائیڈ سے ایک نوجوان نکل کر اچانک اس کے سامنے آگیا۔ اس سے پہلے کہ میجر پرمود کچھ سمجھتا اس نوجوان کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل میجر پرمود کے سینے پر لگ چکا تھا۔ میجر پرمود نے بھی مشین گن اس کے سینے سے لگا دی تھی۔ اب صورت حال یہ تھی کہ اگر میجر پرمود ٹریگر دباتا تو وہ نوجوان تو ہلاک ہوتا ہی مگر اس کی انگلی کی گرفت بھی مشین پسٹل کے ٹریگر پر تھی۔ اگر وہ بھی ٹریگر دبا دیتا تو میجر پرمود بھی زندہ نہیں بچ سکتا تھا۔

عمران بار بار آنکھیں جھپکا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں اندھیرا غلبہ پانے کی کوشش کر رہا تھا مگر یہ اس کی قوت ارادی ہی تھی جو اس قدر تیز فلیش لائٹ کی وجہ سے وہ ابھی تک بے ہوش نہیں ہوا تھا البتہ اسے اپنا سارا جسم مفلوج معلوم ہو رہا تھا۔ وہ دائیں بائیں سر بھی نہیں ہلا سکتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی آنکھوں کو بھی ادھر ادھر نہیں گھما سکتا تھا۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں کوندا سا لپکا اور اس نے فوراً اپنا سانس روک لیا۔ چند لمحے وہ اسی طرح پڑا رہا اور پھر چند لمحوں بعد اسے اپنے جسم میں تحریک ہوتے ہوئے محسوس ہوئی۔ تھوڑی دیر اور اس نے اسی طرح سانس روکے رکھا تو اسے اپنے سارے جسم میں نئی جان پڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"گڈ۔ تو انہوں نے مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر سٹار لائٹ فائر کی تھی"... اس نے سانس چھوڑتے ہوئے کہا مگر وہ اپنی جگہ اسی طرح

سے پڑا رہا۔ درخت پر کیمرہ اسی طرح نصب تھا جس سے لامحالہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا جا رہا تھا۔

" سنو۔ اگر تمہارے کانوں تک میری آواز پہنچ رہی ہے تو اپنے سانس روک لو۔ ہم پر سٹار لائٹ کا وار کیا گیا ہے۔ سٹار لائٹ کا اثر سانس روک کر ختم کیا جا سکتا ہے۔ تم سب اس وقت تک سانس روکے رکھنا جب تک تمہارے جسموں میں خون کی گردش رواں نہ ہو جائے"... عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ یہ اس کے ساتھیوں کی خوش قسمتی ہی تھی کہ وہ بھی ہوش میں تھے اور البتہ ان کے جسم ساکت تھے۔ انہوں نے عمران کے الفاظ سن لئے تھے۔

" ہم ٹھیک ہیں۔ ہمارے جسموں میں تحریک شروع ہو گئی ہے"... اچانک عمران کو جولیا کی آواز سنائی دی۔ پھر باری باری سوائے ماسٹر کارلی کے سب نے عمران کو اپنے ٹھیک ہونے کا بتا دیا۔

" گڈ۔ بس اسی طرح سے پڑے رہو۔ ہم پر مفلوج کر دینے والی لائٹ فائر کی گئی ہے۔ اگر وہ چاہتے تو اس ڈیوائس سے ہم پر ڈبل کراس ریز سے بھی اٹیک کر سکتے تھے جس سے ہمارے جسم ایک لمحے میں جل کر کوئلہ بن جاتے۔ وہ شاید ہمیں زندہ رکھنا چاہتے ہیں اور ہمیں لیبارٹری کے اندر لے جانا چاہتے ہیں اس لئے لیبارٹری میں داخل ہونے سے پہلے ہم کوئی حرکت نہیں کریں گے"... عمران نے

کہا۔ پھر چند لمحوں بعد انہیں اپنے ارد گرد بے شمار افراد آتے دکھائی دیئے۔ وہ سیاہ وردیوں والے مسلح افراد جو جھیل کے گرد موجود تھے۔ نجانے وہ باڑھ سے کہاں سے راستہ بنا کر وہاں آ گئے تھے۔

" اوہ۔ ان کی آنکھیں تو کھلی ہیں"... ایک شخص نے چیختے ہوئے کہا۔

" کوئی بات نہیں۔ ان پر سٹار لائٹ فائر کی گئی ہے۔ ان کے جسم بے حس و حرکت ہیں۔ انہیں اٹھاؤ یہاں سے"... ایک دوسری چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر ایک بھاری بھرکم شخص نے عمران کو اٹھا کر اپنی کمر پر لاد لیا۔ عمران کے ساتھ ساتھ اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی اسی طرح سے اٹھا لیا گیا تھا۔ پھر وہ انہیں لئے ہوئے ایک طرف چل پڑے۔ کچھ آگے دو درختوں کے درمیان دروازہ بنا ہوا تھا۔ دروازے پر بھی باڑھ لگی ہوئی تھی۔ جب دروازہ بند ہوتا تو تاریں آپس میں مل جاتی تھیں لیکن اب دروازہ کھلا تھا۔ وہ انہیں اٹھائے ہوئے آگے بڑھ گئے اور پھر جھیل کی طرف لے کر بڑھتے چلے گئے اور پھر جھیل کے کنارے پر کھڑے ہو گئے۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرے چونکہ آگے کی طرف تھے اس لئے وہ جھیل کی طرف آسانی سے دیکھ سکتے تھے۔ انہوں نے جھیل کے درمیانی حصے میں جھیل کے پانی کو ابلتے ہوئے دیکھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے جھیل میں کوئی جوار بھاٹا سا پھوٹ رہا ہو۔ پانی تیزی سے اچھل رہا تھا اور پھر وہاں سے انہوں نے ایک بہت بڑے

صندوق کو باہر آتے دیکھا ۔ وہ صندوق نما بڑا سا ڈبہ تھا جو مسلسل پانی سے باہر آرہا تھا ۔ پانی سے تین چار فٹ اوپر آکر صندوق رک گیا اور پھر اچانک اس صندوق کی ایک طرف کی سائیڈ کھلی اور تیزی سے کسی تختے کی طرح جھیل پر پھیلتی چلی گئی ۔

چند ہی لمحوں میں جھیل پر جیسے ایک چھوٹا سا فولادی پل بن گیا ۔ جیسے ہی فولادی تختہ جھیل کے کناروں پر لگا وہ افراد جنہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اٹھایا ہوا تھا ایک ایک کر کے اس پل پر چڑھ کر صندوق کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ صندوق کی نچلی سطح مستطیل تھی ۔ انہوں نے باری باری عمران اور اس کے ساتھیوں کو وہاں ڈالا اور پھر واپس پل کی طرف چلے گئے ۔ چند ہی لمحوں بعد پل نما تختہ اٹھنا شروع ہو گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ صندوق تک آیا اور پھر صندوق کا خلاء بند ہوتا چلا گیا ۔

" خاموش پڑے رہنا "... عمران نے ان سے مخاطب ہو کر انتہائی دھیمی آواز میں کہا ۔ چند لمحوں بعد انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی تیز رفتار اور خودکار لفٹ میں سوار ہوں اور وہ نیچے جا رہے ہوں ۔ چند لمحوں بعد لفٹ کو جیسے خفیف سا جھٹکا لگا اور نیچے جاتی ہوئی لفٹ رک گئی ۔

" جب میں ایکشن کہوں گا تو تمہیں ایکشن میں آجانا ہے "... عمران نے کہا ۔ اچانک سر کی آواز کے ساتھ لفٹ کا ایک طرف کا دروازہ کھل گیا ۔ سامنے ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جہاں دس مسلح افراد موجود

تھے ۔ وہ سب مطمئن نظر آرہے تھے ۔ ان میں سے دو افراد آگے بڑھے اور انہوں نے غور سے ان سب کو دیکھا اور پھر انہوں نے عمران اور صفدر کے ہاتھ پکڑے اور انہیں گھسیٹ کر اس کمرے میں لے آئے اسی طرح انہوں نے باری باری باقی افراد کو بھی باہر گھسیٹ لیا ۔ اسی لمحے وہاں مارشل ہاسٹو دندناتا ہوا داخل ہوا ۔ اس کا چہرہ غیض و غضب سے بگڑا ہوا تھا ۔ اسے دیکھ کر مسلح افراد کی ایڑیاں بج اٹھی تھیں ۔

" چیف ، ان میں سے ایک کے سوا سب کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں "... ایک شخص نے مارشل ہاسٹو سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" ہونہہ ۔ ان سب میں قوت ارادی ضرورت سے زیادہ ہے ۔ سٹار لائٹ نے ان کے جسم تو سن کر دیئے ہیں مگر ان کے دماغوں میں روشنی باقی ہے ۔ خیر کوئی بات نہیں ۔ میں خود بھی چاہتا تھا کہ یہ ہوش میں رہیں ۔ اب میں ان سب کو ہارڈ روم میں قید کروں گا اور پھر اس کمرے میں بی ایس ٹی تھاؤزنڈ گیس پھیلا دوں گا ۔ اس گیس میں یہ ایک سے دوسرا سانس بھی نہیں لے سکیں گے اور چند ہی لمحوں میں ان کے جسم ہڈیوں سمیت گل سڑ جائیں گے ۔ ان خطرناک انسانوں کی موت بھیانک اور انتہائی لرزہ خیز ہونی چاہئے ۔ انتہائی لرزہ خیز "... مارشل ہاسٹو نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور عمران کو شاید زندگی میں پہلی بار سردی کی تیز لہر اپنی ریڑھ کی ہڈی تک سرایت کرتی ہوئی معلوم ہوئی کیونکہ وہ بی ایس ٹی تھاؤزنڈ

جیسی زہریلی گیس کے بارے میں بخوبی جانتا تھا۔ اس گیس میں تابکاری اثرات موجود ہوتے تھے جو واقعی انسانی جسم کو ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں موم کی طرح پگھلا دیتے تھے۔

"مسٹر علی عمران۔ تم نے مارشل ہاسٹو کو اس قدر تر نوالہ سمجھ لیا تھا۔ ہونہہ۔ ماسٹر ہاسٹو تم جیسے سینکڑوں پر بھاری ہے۔ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے یہاں آکر زندگی کی سب سے بڑی بھول کی ہے تم کسی اور کے ہاتھوں آسان موت مرجاتے تو تمہارے لئے بہتر ہوتا مگر تم نے یہاں آکر اپنی موت بے حد اذیت ناک اور دردناک بنالی ہے۔ میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ایسی موت ماروں گا کہ صدیوں تک تمہاری روحیں بھی میرے نام سے تھرتھراتی رہیں گی"... مارشل ہاسٹو نے عمران سے مخاطب ہو کر انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بہت اچھا بڑے بھائی"... عمران کے منہ سے نکلا اور اسے بولتے دیکھ کر نہ صرف مارشل ہاسٹو بلکہ اس کے ساتھی بھی بری طرح اچھل پڑے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے عمران نے ایکشن کہا تو اس کے ساتھی بھی بجلی کی سی تیزی سے نہ صرف اچھل اچھل کر کھڑے ہو گئے بلکہ انہوں نے انتہائی برق رفتاری سے مسلح افراد پر حملہ بھی کر دیا تھا۔ عمران نے فوراً الٹی قلابازی کھاتے ہوئے دونوں ٹانگیں جوڑ کر مارشل ہاسٹو کے پیٹ میں ماردیں۔ مارشل ہاسٹو کے منہ سے اوغ کی آواز نکلی اور وہ دوہرا ہو گیا۔ اسی لمحے عمران نے

پھرکی کی طرح گھوم کر اس کی گردن پر زوردار کک ماری تو مارشل ہاسٹو اچھلا اور دھڑام سے نیچے آگرا۔ اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر اچانک عمران کی ٹانگ ایک بار پھر حرکت میں آئی اور مارشل ہاسٹو کے پہلو میں پڑی۔ مارشل ہاسٹو تکلیف کی شدت سے دوہرا ہو گیا تھا۔

جولیا اور اس کے ساتھیوں نے اٹھتے ہی مسلح افراد پر اس انداز میں حملہ کیا تھا کہ انہیں مشین گن سیدھی کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔ ان کی فلائنگ ککس، زوردار چیخ اور سروں کی ٹکروں نے دس کے دس مسلح افراد کو لمحوں میں ڈھیر کر دیا تھا۔

"باہر جاؤ اور جو نظر آئے اس کا خاتمہ کر دو۔ میں مارشل ہاسٹو کو سنبھالتا ہوں"... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو اس کے ساتھی مارشل ہاسٹو کے ساتھیوں کی مشین گنیں اٹھا کر تیزی سے کھلے ہوئے دروازے کی طرف بھاگتے چلے گئے اور پھر کچھ ہی دیر میں باہر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں جیسے دو متحارب گروپس آپس میں ٹکرا گئے ہوں اور ان کے درمیان فائرنگ کا زبردست مقابلہ ہو رہا ہو۔

"تت۔ تم۔ تم"... مارشل ہاسٹو نے تکلیف بھرے انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا شکریہ مارشل ہاسٹو جو تم نے ہمیں خود ہی اس ریڈ لیبارٹری میں بلالیا ورنہ شاید ہمیں لیبارٹری میں داخل ہونے کے لئے باہر موجود تمہارے سب کیمپ کو بھی تباہ کرنا پڑتا"... عمران نے

مارشل ہاسٹو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" تت ۔ تمہارے جسم حرکت میں کیسے آگئے ۔ تم پر تو سٹار لائٹ فائر کی گئی تھی"... مارشل ہاسٹو نے کھڑے ہو کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" حرکت میں ہی برکت ہے پیارے ۔ سٹار لائٹ کی وجہ سے ہمارے جسم واقعی مفلوج ہو گئے تھے مگر تم شاید سٹار لائٹ کی ساخت اور اس کی کارکردگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ۔ سٹار لائٹ جسم کے اوپر والے حصے کو ناکارہ کرتی ہے جس کی وجہ سے کسی حد تک جسم کا اندرونی نظام بھی مفلوج ہو جاتا ہے ۔ اس ریز کا اثر خاص طور پر خون کی نالیوں پر پڑتا ہے جس کی وجہ سے رگوں میں دوڑنے والے خون کی رفتار انتہائی سست ہو جاتی ہے ۔ اس ریز کی وجہ سے ہوا کے ذریعے پھیپھڑوں میں جانے والی آکسیجن الٹا اثر دکھاتی ہے اور انسانی جسم میں جانے والی آکسیجن کاربن ڈائی آکسائیڈ میں بدل کر خون کی رفتار کم کرتی چلی جاتی ہے جس کی وجہ سے ایک یا دو منٹ بعد انسانی جسم کی ہر حرکت ختم ہو جاتی ہے ۔ لیکن تم شاید یہ نہیں جانتے کہ اگر پھیپھڑوں میں آکسیجن کو جانے سے روک دیا جائے تو پھیپھڑوں میں موجود ہوا خون کی رفتار کو نارمل کر دیتی ہے اور اگر اس طرح کچھ دیر تک سانس روکے رکھا جائے تو انسانی جسم پوری طرح سے نارمل ہو جاتا ہے ۔ ہم نے بھی یہی کیا تھا اور اس طرح تمہارا سٹار لائٹ والا حربہ ناکارہ ہو گیا"... عمران نے مسلسل بولتے

ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ تم لوگ واقعی شیطان ہو ۔ بہت بڑے شیطان"... مارشل ہاسٹو نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

" نہ ۔ نہ ۔ تم غلط کہہ رہے ہو ۔ شیطان تو تم جیسے لوگ ہوتے ہیں جو انسانوں کا خاتمہ کرنے یا پھر ان پر اپنا تسلط جمانے کے بارے میں سوچتے بھی ہیں اور اس پر عمل کرنے کی بھی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں ۔ ہم جیسے معصوم لوگ تو شیطان یعنی ڈیول کلر ہوتے ہیں"... عمران نے کہا۔

" ہونہہ ۔ تم اور تمہارے ساتھی اگر یہ سمجھ رہے ہیں کہ تم لوگ ساک لینڈ کی ریڈ لیبارٹری میں داخل ہو گئے ہو تو یہ تم لوگوں کی بھول ہے"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

" ارے واقعی ۔ ریڈ لیبارٹری میں ہوتے ہوئے بھی ہم ریڈ لیبارٹری میں نہیں ہیں ۔ حیرت ہے ۔ بلکہ کمال ہے"... عمران نے اس کا مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

" تم ریڈ لیبارٹری میں نہیں بلکہ سیکورٹی بیس میں ہو عمران ۔ یہ بیس کیمپ تم جیسے خطرناک ایجنٹوں کو ڈاج دینے کے لئے بنایا گیا تھا تاکہ اگر کسی کو ساک لینڈ کی خفیہ لیبارٹری کے ہونے کا شک ہو تو وہ یہی سمجھتا رہے کہ ریڈ لیبارٹری جزیرہ ٹیاگو میں ہے"... مارشل ہاسٹو نے زہریلے لہجے میں کہا۔

" اچھی بات ہے ۔ تب تو تم یہ بھی کہو گے کہ سلور پاور بھی اسی

ریڈ لیبارٹری میں ہے"... عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"ہاں۔ یہ سچ ہے۔ سلور پاور ریڈ لیبارٹری میں ہی ہے"... مارشل ہاسٹو نے تیز لہجے میں کہا تو عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے صاف محسوس کر لیا تھا کہ مارشل ہاسٹو جھوٹ بول رہا ہے۔

"چلو کوئی بات نہیں۔ اب تم خود سلور پاور راضی خوشی سے مجھے لا کر دے دو گے"... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر مارشل ہاسٹو کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ آ گئی۔

"کبھی سوچنا بھی مت کہ میں ایسا کروں گا۔ میں مر جاؤں گا مگر تمہیں سلور پاور لا کر نہیں دوں گا"... مارشل ہاسٹو نے غراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو مارشل ہاسٹو۔ میں یہاں سے صرف سلور پاور لے جانے کے لئے آیا ہوں۔ میری ساک لینڈ اور ریڈ لیبارٹری سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں ساک لینڈ کی ریڈ لیبارٹری میں ایٹمی ٹیکنالوجی پر کام ہو رہا ہے۔ جلد یا بدیر تم لوگ بھی ایٹمی ٹیکنالوجی میں کامیابی حاصل کر لو گے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کیمیائی اسلحے کی تیاری میں یہاں پچھلے کئی برسوں سے کام ہو رہا ہے اور یہ کام یہاں نہایت خفیہ طور پر ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ کیمیائی اسلحے کی تیاری سے حلیف ملک روسیاہ کو بھی بے خبر رکھا گیا ہے"... عمران نے کہا تو مارشل ہاسٹو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے اس کے

سامنے عمران کی بجائے دوسری دنیا کی کوئی مخلوق کھڑی ہو۔

"تت۔ تم۔ تم۔ تم یہ سب کیسے جانتے ہو"... مارشل ہاسٹو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا ہے نا کہ ہم ڈیول کلر ہیں اور جب تک ہمیں شیطانوں کی شیطانیت کے بارے میں مکمل انفارمیشن نہیں مل جاتی اس وقت تک ہم انہیں ڈھیل دیئے رکھتے ہیں اور جب شیطان اپنی شیطانیت میں ایک حد سے بڑھ جاتے ہیں تو پھر ہم حرکت میں آتے ہیں اور شیطانوں کو ان کی شیطانیت کے سمیت زمین میں گاڑ دیتے ہیں"... عمران نے کہا۔

"تو تم ہماری ریڈ لیبارٹری کو بھی تباہ کرنا چاہتے ہو"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"ضرورت پڑی تو میں ایسا بھی کر سکتا ہوں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ تم لوگوں کا سٹریجک پروگرام اس قدر مضبوط نہیں ہے۔ تم لوگ جس ٹیکنالوجی پر کام کر رہے ہو اس سے تم اپنے ملک کی جڑیں تو ضرور مضبوط کر سکتے ہو مگر اس ٹیکنالوجی سے تم دوسرے ممالک کو دبا نہیں سکتے۔ جن پوائنٹس پر یہاں کام ہو رہا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ تم لوگ ایک ایٹمی بجلی گھر تیار کر سکتے ہو اور کچھ نہیں۔ مین ٹیکنالوجی تک پہنچتے پہنچتے تم لوگوں کو ابھی کئی سال لگیں گے"... عمران نے کہا تو مارشل ہاسٹو کا چہرہ اور زیادہ بگڑ گیا۔

"تم ضرورت سے زیادہ ہی جانتے ہو"... مارشل ہاسٹو نے کہا۔

"ارے ۔ میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہاری ریڈ لیبارٹری میرے قدموں کے نیچے ہے"... عمران نے کہا تو مارشل ہاسٹو بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا ۔ کیا کہا تم نے"... مارشل ہاسٹو نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"کسی غلط فہمی میں مت رہنا مارشل ہاسٹو ۔ ایٹمی ٹیکنالوجی کی مشینیں ایٹمی بیٹریوں کے بغیر ورکنگ نہیں کر سکتیں اور ان بیٹریوں کے چلنے کا مخصوص ارتعاش میں اپنے قدموں کے نیچے محسوس کر رہا ہوں ۔ اگر میں ان ایٹمی بیٹریوں کو تباہ کر دوں تو تمہاری ریڈ لیبارٹری کا کیا حشر ہو گا یہ تم بخوبی سمجھ سکتے ہو اس لئے اگر تم ریڈ لیبارٹری کو بچانا چاہتے ہو تو سلور پاور لا کر خود ہی میرے حوالے کر دو ورنہ"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تم میرے ہاتھوں نہیں بچ سکو گے عمران ۔ تم واقعی خطرناک ترین انسان ہو ۔ انتہائی خطرناک انسان"... مارشل ہاسٹو نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے عمران پر حملہ کر دیا ۔ اس نے عمران پر چھلانگ لگا کر اپنے جسم کو موڑا اور پوری قوت سے اس کے سینے پر ٹانگیں مارنی چاہیں مگر عمران اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلا تھا ۔ مارشل ہاسٹو کی ٹانگیں جیسے ہی اس کے سینے کی طرف بڑھیں عمران نے دائیں طرف گھومتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے مارشل ہاسٹو کا جسم پکڑا اور پھر اسے ایک جھٹکے

سے نیچے پٹخ دیا ۔ مارشل ہاسٹو کے منہ سے چیخ نکل گئی ۔ اس نے گرتے ہی عمران کی ٹانگیں پکڑنی چاہیں مگر عمران اچھل کر ایک طرف ہو گیا ۔ ساتھ ہی اس نے مارشل ہاسٹو کے پہلو میں اس انداز میں ٹھوکر ماری کہ مارشل ہاسٹو کا جسم زمین سے اوپر اٹھ گیا ۔ عمران کی دوسری ٹانگ حرکت میں آئی اور مارشل ہاسٹو رول ہوتا ہوا آگے گر گیا ۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران نے آگے بڑھ کر اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر بوٹ کی نوک اس کے نرخرے پر رکھ دی۔

"میرے ساتھ کھیل تماشہ مت کرو ۔ جلدی بتاؤ کہ سلور پاور کہاں ہے ورنہ میں تمہارا نرخرہ توڑ دوں گا"... عمران نے اس کے نرخرے پر بوٹ کی نوک کا دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

"ن ۔ نہیں بتاؤں گا ۔ بالکل نہیں بتاؤں گا"... مارشل ہاسٹو نے اس کا پیر دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی گردن سے ہٹانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"بتاؤ ۔ جلدی بتاؤ"... عمران نے بوٹ کا دباؤ اور بڑھایا تو مارشل ہاسٹو کا جسم کٹی ہوئی مرغابی کی طرح پھڑکنے لگا ۔ اسی لمحے مارشل ہاسٹو کو ایک جھٹکا سا لگا اور وہ ساکت ہو گیا۔

"ہونہہ ۔ مکر کر رہے ہو ۔ بتاؤ ورنہ تو سچ مچ تمہاری گردن توڑ دوں گا"... عمران نے غراتے ہوئے کہا ۔ اس نے پیر کا دباؤ اور بڑھایا مگر مارشل ہاسٹو کے جسم میں کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی ۔ یہ دیکھ کر عمران نے اس کی گردن سے پیر ہٹا لیا۔

"ہونہہ۔ مارشل بنا پھرتا تھا۔ معمولی سی بھی تکلیف برداشت نہیں کر سکا"... عمران نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ اس نے جھک کر مارشل ہاسٹو کی نبض چیک کی تو اسے معلوم ہو گیا کہ وہ واقعی بے ہوش ہو چکا ہے۔ باہر سے مسلسل خوفناک فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہ اچھا ہوا کہ اس طرف ابھی تک کوئی نہیں آیا تھا۔ عمران مارشل ہاسٹو کو ہوش دلانے کے لئے سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس کے حساس کانوں نے صاف محسوس کر لیا تھا کہ باہر سے کوئی دبے قدموں اور نہایت احتیاط سے اس طرف آ رہا ہے۔ عمران نہایت تیزی سے دروازے کے پاس آکر دیوار کی سائیڈ سے چپک گیا۔ قدموں کی آواز قریب آتی جا رہی تھی۔

عمران نے قدموں کی آواز سے اندازہ لگا لیا کہ آنے والی کوئی لڑکی ہے اور وہ اکیلی اس طرف آ رہی تھی۔ اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد واقعی دروازے پر ایک خوبصورت لڑکی نمودار ہوئی۔ اس کے ایک ہاتھ میں ایک سلور کلر کا آہنی بریف کیس اور دوسرے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ عمران کو دیکھ کر سنبھلتی عمران کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ لڑکی کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اس نے تڑپ کر عمران کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی مگر عمران نے اسے اٹھا کر یکلخت فرش پر پٹخ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی ٹانگ حرکت میں آئی اور لڑکی کے سر پر دھماکہ

سا ہوا اور وہ ساکت ہو گئی۔ اس کے ہاتھوں سے بریف کیس اور مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا۔ عمران نے آگے بڑھ کر مشین پسٹل اٹھایا اور بریف کیس کی طرف بڑھا مگر دوسرے لمحے اسے پھر باہر کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو وہ تیزی سے دوبارہ دروازے کی سائیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس بار آواز بھاری قدموں کی تھی۔ وہ اکیلا ہی تھا مگر وہ نہایت احتیاط کے ساتھ اس طرف آ رہا تھا۔

عمران بجلی کی سی تیزی سے ایک بار پھر دیوار کی سائیڈ سے جا لگا۔ چند لمحوں بعد اچانک ایک قوی ہیکل شخص اچھل کر دروازے پر آ گیا اسی لمحے عمران آگے بڑھا اور اس نے آنے والے کے سینے سے مشین پسٹل کی نال لگا دی مگر دوسرے لمحے آنے والے کی مشین گن بھی اس کے سینے سے لگ چکی تھی۔

"گڈ۔ خاصے تیز ہو"... عمران نے اس کی پھرتی کی داد دیتے ہوئے کہا تو آنے والا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"تو آخر تم بھی یہاں آ پہنچے ہو"... آنے والے نے کہا تو عمران کی آنکھیں پھیل گئیں اور وہ آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم بھی اللہ دین کے جن کی طرح یہاں پہنچ گئے ہو۔ حیرت ہے"... عمران نے کہا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا تھا۔

"کیا کر رہے تھے تم یہاں"... میجر پرمود نے کمرے کا جائزہ لیتے

ہوئے کہا۔

"پنگ پانگ کھیل رہا تھا"... عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ مارشل ہاسٹو یہاں ہے ۔ گڈ ۔ کیا یہ زندہ ہے"... میجر پرمود نے مارشل ہاسٹو کو وہاں پڑے دیکھ کر کہا۔

"پتہ نہیں ۔ خود ہی پوچھ لو اس سے"... عمران نے کاندھے اچکا کر کہا تو میجر پرمود تیزی سے اس کی طرف بڑھ گیا ۔ عمران کی نظریں اس بریف کیس پر جمی ہوئی تھیں جو لڑکی کے ہاتھ سے نکل کر گرا تھا اس نے گھوم کر لڑکی کی طرف تو اس کے چہرے پر یکلخت تحیر کے تاثرات پھیل گئے ۔

"کراسٹی اور یہاں"... عمران کے منہ سے نکلا اور وہ تیزی سے اس لڑکی کی طرف بڑھ گیا۔

بلینکی مارشل ہاسٹو کے آفس میں نہایت غصے اور پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر ٹہل رہی تھی ۔ اس کی آنکھوں میں سوچ و تفکر کے سائے لہرا رہے تھے ۔ وہ بار بار ہونٹ اور مٹھیاں بھینچ رہی تھی۔

"ہونہہ ۔ مارشل ہاسٹو کسی بھی طرح میرے قابو میں آنے کا نام نہیں لے رہا ۔ میں اسے قابو میں کرنا چاہتی ہوں مگر کسی نہ کسی کا اسے بلاوا آ جاتا ہے اور وہ چکنی مچھلی کی طرح میرے ہاتھوں سے نکل جاتا ہے ۔ عمران، میجر پرمود اور ان کے ساتھی یہاں پہنچ چکے ہیں ۔ اس سے پہلے کہ وہ مارشل ہاسٹو کی شہہ رگ تک پہنچ کر اس سے سلور پاور حاصل کر لیں مجھے سلور پاور لے کر ہر حال میں یہاں سے نکلنا ہو گا"... بلینکی نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔

"میں اس سیکورٹی بیس میں ہر جگہ جا کر چیک کر چکی ہوں یہاں تک کہ میں نے مارشل ہاسٹو کے آفس کا ایک ایک کونہ چھان مارا

ہے مگر مجھے وہ بریف کیس کہیں دکھائی نہیں دیا جس میں سلور سٹونز موجود ہیں۔ اپنے آفس کے سوا وہ آخر سلور سٹونز کو کہاں چھپا سکتا ہے آخر کہاں"... بلینکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک بار پھر مارشل ہاسٹو کے آفس کو چاروں طرف دیکھنے لگی۔ کمرے کی ساخت سے اسے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہاں کوئی خفیہ راستہ یا خفیہ سیف موجود نہیں ہے۔ اگر کسی دیوار میں کوئی خفیہ سیف ہوتا تو بلینکی کی نظروں سے نہیں چھپ سکتا تھا کیونکہ بلینکی کے میک اپ میں کوئی اور نہیں کراسٹی تھی۔

کراسٹی اور اس کے بھائی سی کاک نے اپنے اپنے ذرائع سے یہ تو معلوم کر لیا تھا کہ ساک لینڈ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور بلگارنیہ کے ایجنٹس پہنچ چکے ہیں مگر وہ لاکھ کوششوں کے باوجود اس بات کا پتہ نہیں لگا سکے تھے کہ ان دنوں مارشل ہاسٹو کہاں ہے۔ البتہ کراسٹی کو اتنا ضرور پتہ چل گیا تھا کہ سلور پاور جو ایک سپیشل میٹل کے بریف کیس میں موجود ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری ملٹری انٹیلی جنس کو ہی سونپی گئی ہے جس کی وجہ سے کراسٹی کا ماشل ہاسٹو تک پہنچنا اور بھی ضروری ہو گیا تھا۔

جب کوئی راستہ نہ بن پڑا تو کراسٹی نے ساک لینڈ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ سی کاک نے اس کے لئے ایک نئے نام اور نئے چہرے کے مطابق کاغذات تیار کرائے اور اسے ساک لینڈ بھیجنے کا بندوبست کر لیا۔ کراسٹی ایک سیاح کے روپ میں مختلف ناموں اور

مختلف حلیوں میں مختلف ممالک سے ہوتی ہوئی ساک لینڈ پہنچ گئی۔ ساک لینڈ چونکہ کراسٹی کا اپنا ملک تھا اور وہ اس ملک میں پلی بڑھی تھی اس لئے وہ ساک لینڈ کے ہر راستے، ہر علاقے اور ہر خاص و عام جگہ کے بارے میں بخوبی جانتی تھی۔ اس نے ساک لینڈ میں آکر اعلیٰ حکام تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی اور حیلے بہانوں سے مارشل ہاسٹو کا سراغ لگانے کی کوشش کی مگر اسے کامیابی نہ مل سکی تھی۔

اسے یہ بھی معلوم نہ ہو سکا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اور میجر پرمود اس کے ساتھی کہاں ہیں اور وہ ان تک کیسے پہنچ سکتی ہے البتہ عمران، میجر پرمود اور ان کے ساتھیوں نے ساک لینڈ میں جو کچھ کیا تھا اس کے بارے میں کراسٹی کو انفارمیشن مل گئی تھی۔ کراسٹی جلد سے جلد مارشل ہاسٹو اور اس کے ذریعے سلور پاور تک پہنچنا چاہتی تھی مگر مارشل ہاسٹو تو ساک لینڈ سے یوں غائب ہو گیا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ کراسٹی تقریباً مایوس ہو گئی تھی۔ پھر اس نے فیصلہ کیا کہ اسے مارشل ہاسٹو یا سلور پاور تک پہنچنے کے لئے ساک لینڈ کے پرائم منسٹر پر ہاتھ ڈالنا ہو گا۔ اب یہی ایک کڑی تھی جو اسے کسی نہ کسی طرح سلور پاور تک پہنچانے میں مدد دے سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے پرائم منسٹر تک رسائی حاصل کرنے کے لئے تگ و دو شروع کر دی مگر اس سے پہلے کہ وہ پرائم منسٹر تک پہنچنے کا کوئی راستہ بناتی ایک سڑک کے سگنل کراسنگ پر اسے ایک کار میں

ایک لڑکی دکھائی دی جو بلینکی تھی ۔ بلینکی کو دیکھ کر کراسٹی کے
ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ بلینکی کو مارشل ہاسٹو کی فرینڈ کے طور پر
جانتی تھی۔

مارشل ہاسٹو کی اور بھی بہت سی فرینڈز تھیں مگر مارشل ہاسٹو کی
قربت کے لئے جو فوقیت بلینکی کو حاصل تھی وہ کسی اور کو نہ تھی ۔
مارشل ہاسٹو بلینکی سے بے حد خوش رہتا تھا اور جیسے بھی ممکن ہوتا وہ
ہفتے میں ایک بار بلینکی سے ضرور ملتا تھا۔

بلینکی کو دیکھ کر کراسٹی نے سوچا کہ مارشل ہاسٹو کے بارے میں
اگر کوئی بتا سکتا ہے تو وہ بلینکی کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ بلینکی
کی رہائش گاہ کے بارے میں جانتی تھی اس لئے اس نے راستے میں
بلینکی کو بلانا مناسب نہ سمجھا اور فوراً اس کی رہائش گاہ پر پہنچ گئی ۔
بلینکی کی رہائش ایک رہائشی پلازہ کے فرسٹ فلور کے ایک لگژری
فلیٹ میں تھی ۔ کراسٹی اس فلیٹ تک آئی اور پھر فلیٹ کا دروازہ
ماسٹر کی سے کھول کر اندر چلی گئی ۔ بلینکی جیسی لڑکی تنہا رہنے کی
عادی تھی اس لئے کراسٹی کو اس کے فلیٹ میں داخل ہونے میں
کوئی پریشانی نہیں ہوئی تھی۔

کراسٹی کو ابھی فلیٹ میں آئے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہو گی کہ
اچانک بلینکی کے فلیٹ میں موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کراسٹی
نے پہلے تو اس فون پر کوئی توجہ نہ دی مگر جب بیل مسلسل بجتی
رہی تو اس نے رسیور اٹھا لیا اور وہ بلینکی کے لہجے میں بات کرنے لگی

اور پھر اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی کیونکہ کال مارشل ہاسٹو کی تھی ۔ وہ
بلینکی سے کہہ رہا تھا کہ ان دنوں وہ ایک سیکرٹ پوائنٹ پر موجود
ہے جہاں وہ تنہا ہے اس لئے وہ فوراً اس کے پاس چلی آئے ۔ کراسٹی
نے بلینکی کی آواز میں فوراً حامی بھر لی تھی ۔ مارشل ہاسٹو نے اسے
ایک مخصوص سپاٹ پر پہنچنے کی ہدایات دی تھیں ۔ اس نے کہا تھا کہ
وہ اس سپاٹ پر ایک ہیلی کاپٹر بھیج رہا ہے ۔ وہ اس ہیلی کاپٹر میں سوار
ہو کر فوراً اس کے پاس چلی آئے ۔ اس نے بلینکی کو یہ بھی ہدایات
دی تھیں کہ وہ ہیلی کاپٹر میں پہنچ کر اس کے سپیشل نمبروں پر کال
بھی کر سکتی ہے ۔ اس نے اسے ایک نمبر بھی نوٹ کرا دیا تھا۔

کراسٹی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ قدرت نے خود ہی اسے
مارشل ہاسٹو تک پہنچانے کا انتظام کر دیا تھا ۔ جس خفیہ ٹھکانے کی
مارشل ہاسٹو نے بات کی تھی اس سے کراسٹی کو یقین ہو گیا تھا کہ
مارشل ہاسٹو یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس اور بلگارنیہ کے ایجنٹوں سے
ڈر کر وہاں جا چھپا ہے اور سلور پاور والا بریف کیس بھی وہیں ہو گا ۔
اب اسے بلینکی کا انتظار تھا ۔ بلینکی اگلے دس منٹ میں اپنے فلیٹ
میں پہنچ گئی تھی ۔ جیسے ہی وہ فلیٹ میں داخل ہوئی اور اس نے فلیٹ
کا دروازہ بند کیا تو کراسٹی اس پر بھوکی شیرنی کی طرح جھپٹ پڑی ۔
اس نے بلینکی کو موقع دیئے بغیر اس کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کر
دیا تھا۔

اس نے بلینکی کی لاش کو ایک گٹھڑی بنا کر ایک الماری میں بند

کیا اور پھر اس نے بلیٹکی کا میک اپ کیا اور فوراً اس کی کار میں اس سپاٹ تک پہنچ گئی جہاں اسے مارشل ہاسٹو نے پہنچنے کو کہا تھا۔ وہاں ہیلی کاپٹر پہنچا تو کراسٹی اس میں سوار ہو گئی۔ ہیلی کاپٹر میں سوائے پائلٹ کے اور کوئی موجود نہیں تھا۔ کراسٹی نے جان بوجھ کر راستے سے مارشل ہاسٹو کو فون کیا تھا تاکہ وہ اس پر کوئی شک نہ کر سکے۔

پھر ہیلی کاپٹر جزیرہ ٹیاگو پہنچ گیا۔ کراسٹی کو جب جھیل کے عجیب و غریب راستے اور وہاں دوسرے مرحلوں سے گزارا گیا تو وہ حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ اس جزیرے پر اس قدر سیکورٹی اور اس قدر حفاظتی انتظام کی اسے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی۔ پھر وہ مارشل ہاسٹو سے ملی مگر مارشل ہاسٹو اس سے چند لمحوں کے لئے ہی مل سکا تھا کیونکہ اس کے وہاں پہنچتے ہی کنٹرول روم سے اسے بار بار فون آ رہے تھے اور وہ اٹھ کر کنٹرول روم کی طرف دوڑ جاتا۔

کراسٹی کو اتنا موقع ہی نہیں مل رہا تھا کہ وہ مارشل ہاسٹو کو قابو کر کے اس سے سلور پاور کے بارے میں پوچھ سکے۔ ویسے اسے وہاں موجود سیکورٹی اور وہاں حفاظتی انتظام دیکھ کر یہ یقین ضرور ہو گیا تھا کہ سلور پاور یہیں ہے۔ اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اب کراسٹی کافی دیر سے مارشل ہاسٹو کا انتظار کر رہی تھی مگر مارشل ہاسٹو وہاں آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ کراسٹی عمران، میجر پرمود اور ان کے ساتھیوں کے لئے متفکر تھی کہ اگر سلور پاور ان میں سے کسی کے ہاتھ لگ گیا تو وہ اسے لے کر فوراً وہاں سے

نکل جائیں گے۔

وہ سوچتے سوچتے مارشل ہاسٹو کی میز کی طرف آئی اور پھر وہ مارشل ہاسٹو کی اونچی پشت والی کرسی پر بیٹھ گئی اور ایک بار پھر گہری نظروں سے کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ اچانک اس کی نظر میز کے سنٹر پر پڑی تو وہ بے اختیار چونک پڑی۔ میز کے درمیان میں ایک بڑا سا چوکور نشان نظر آ رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے میز کے درمیانی حصے کو باقاعدہ الگ تختہ لگا کر جوڑا گیا ہو مگر بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا بظاہر میز کی سطح پلین تھی۔ کراسٹی تیزی سے اٹھی۔ اس نے سب سے پہلے دروازے کو بند کیا اور پھر اس نے جلدی جلدی میز پر پڑی ہوئی چیزوں کو ہٹانا شروع کر دیا۔ اب تختہ اسے واضح دکھائی دے رہا تھا پھر اس تختے اور میز کا جائزہ لیتے ہوئے اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔

وہ اس دوہرے سسٹم کو سمجھ گئی تھی۔ وہ واپس مارشل ہاسٹو کی کرسی کے پاس آئی اور اس کی ہتھیوں کے نیچے ہاتھ پھیرنے لگی۔ دوسرے لمحے اسے ایک جگہ ہلکا سا ابھار محسوس ہوا تو اس نے اس ابھار کو پریس کر دیا۔ ہلکا سا کھٹکا ہوا اور اس نے میز کے درمیان میں موجود تختے کو میز سے الگ ہو کر اوپر اٹھتے دیکھا۔ وہ تیزی سے سیدھی ہو گئی۔ میز کا ایک بڑا خانہ کھل گیا تھا۔ کراسٹی نے اس خانے میں ہاتھ ڈالا تو اس کا ہاتھ ایک بریف کیس کے ہینڈل سے ٹکرایا۔ اس نے ہینڈل پکڑا اور بریف کیس کو جلدی سے باہر نکال لیا۔ چمکدار

میٹل کے بریف کیس پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں اس نے بریف کیس کے ہینڈل پر دیکھا تو ہینڈل پر سلور کلر سے اسے باریک سلور پاور کے الفاظ لکھے دکھائی دیئے۔

" گڈ۔ تو مارشل ہاسٹو نے سلور پاور والا بریف کیس یہاں چھپا رکھا تھا"... کراسٹی نے خوش ہو کر کہا۔ وہ بریف کیس لے کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی۔ دروازہ کھول کر اس نے باہر جھانکا مگر باہر راہداری خالی تھی۔ البتہ اسے راہداری کی دوسری طرف سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ کراسٹی چونکہ آتے ہوئے سارا راستہ دیکھتی آئی تھی اس لئے اسے دوسری طرف جانے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اس سے تھوڑے فاصلے پر ایک کمرہ تھا جس سے خفیہ راستہ باہر جاتا تھا۔ کراسٹی تیزی سے کمرے سے نکلی اور راہداری میں دبے قدموں اور احتیاط سے دوڑتی ہوئی اس کمرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ کمرے کے سامنے ایک لاش دیکھ کر وہ چونک پڑی۔ اس سے کچھ فاصلے پر ایک مشین گن پڑی ہوئی تھی جو شاید اس ہلاک ہونے والے کی تھی۔ کراسٹی نے آگے بڑھ کر مشین گن اٹھائی اور پھر وہ ایک ہاتھ میں بریف کیس اور دوسرے ہاتھ میں مشین گن لئے دیوار کے ساتھ لگ کر کمرے کی طرف بڑھنے لگی۔

وہاں لاش ہونے کا صاف مطلب تھا کہ اس کمرے میں کوئی موجود تھا۔ کراسٹی دروازے کے قریب جا کر رکی اور اندر کی آوازیں سننے کی کوشش کرنے لگی مگر اندر مکمل خاموشی تھی۔ اندر خاموشی

محسوس کر کے وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی اور بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہو گئی مگر پھر اچانک کمرے کی دیوار سائیڈ سے اس پر کسی نے جھپٹا مارا اور کراسٹی کو اٹھا کر پوری قوت سے کمرے کے فرش پر پٹخ دیا۔ کراسٹی کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر اچانک اس کے سر پر ایک زور دار ٹھوکر لگی اور اس کے ذہن میں اندھیرا پھیل گیا۔

میجر پرمود نے مارشل ہاسٹو کو غور سے دیکھا اور پھر اس کا ایک ہاتھ مارشل ہاسٹو کی ناک اور اس کے منہ پر جم گیا۔ مارشل ہاسٹو کا دم گھٹا تو اچانک اس کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اسے آنکھیں کھولتے دیکھ کر میجر پرمود نے اس کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹالئے تھے مگر اس کے ساتھ ہی مارشل ہاسٹو کی گردن اس کے آہنی شکنجے میں آگئی تھی۔ مارشل ہاسٹو نے تڑپ کر اس شکنجے سے نکلنا چاہا مگر میجر پرمود نے دوسرے ہاتھ کی ایک انگلی کا ہک بنا کر اس کی کنپٹی پر مار دیا۔ ہک کی ضرب اس قدر زور دار تھی کہ مارشل ہاسٹو کسی بھی طرح اپنے حلق سے نکلنے والی چیخ کو نہ روک سکا تھا۔ اسے ہوش میں آتے دیکھ کر عمران بھی تیزی سے کراسٹی کے پاس سے اٹھ کر اس کے قریب آگیا تھا۔

"تت۔ تم۔ تم"... مارشل ہاسٹو کے منہ سے خوف بھرے لہجے

میں نکلا۔

"اس ہک کی ضرب کا مزہ تم چکھ چکے ہو مارشل ہاسٹو۔ اگر تم میرے ہاتھوں مزید تکلیف برداشت نہیں کرنا چاہتے تو جو میں پوچھ رہا ہوں سچ سچ بتا دو"... میجر پرمود نے اس کی آنکھوں کے سامنے دوبارہ ہک بناتے ہوئے کہا۔ مارشل ہاسٹو نے پہلے اس کی طرف اور پھر عمران کی طرف دیکھا۔ پھر اس کی نظریں زمین پر پڑی بلینکی پر پڑیں تو وہ بری طرح سے چونک اٹھا۔ ساتھ ہی اس کی نظریں پھسلتی ہوئیں بریف کیس پر جم گئیں۔

"سس۔ سلور پاور۔ یہ۔ یہ یہاں کیسے آگیا۔ اور۔ اور بلینکی"... اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اس کی بات سن کر عمران اور میجر پرمود بری طرح سے چونک پڑے تھے اور پھر وہ دونوں ایک ساتھ اس بریف کیس کی طرف مڑ کر دیکھنے لگے جس پر مارشل ہاسٹو کی نظریں جم گئی تھیں۔ دوسرے لمحے میجر پرمود نے اچانک مارشل ہاسٹو کو عمران کی طرف جھٹکا دے کر پھینک دیا اور اس نے یکلخت براؤن بریف کیس کی طرف چھلانگ لگا دی مگر عمران نے بھی ایک لمحے کی دیر نہ کی تھی۔ اس نے خود کو مارشل ہاسٹو سے بچایا اور اس نے بھی براؤن بریف کیس کی طرف چھلانگ لگا دی۔ دونوں چکنے فرش پر گرے اور بجلی کی سی تیزی سے فرش پر گھسٹتے ہوئے بریف کیس کی طرف بڑھتے چلے گئے اور پھر ان دونوں کا ایک ایک ہاتھ بریف کیس کی سائیڈوں پر پڑ گیا۔ دونوں نے ایک ساتھ اس بریف کیس کو پکڑ

لیا تھا۔

"اسے چھوڑ دو عمران ۔ سلور پاور یہاں سے میں لے جاؤں گا ۔ صرف میں"... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا۔ مارشل ہاسٹو کا سر زور سے دیوار سے ٹکرایا تھا اور وہ ایک بار پھر وہاں بے ہوش ہو کر گر پڑا تھا۔

"سوری میجر پرمود ۔ اس معاملے میں، میں تم سے کوئی سمجھوتہ نہیں کروں گا ۔ سلور پاور پاکیشیا جائے گا اور اسے میں پاکیشیا لے جاؤں گا"... عمران نے جواباً غراتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اس طرح بریف کیس کو لئے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے ۔ دونوں کی گرفت مضبوط تھی۔

"تمہارے سامنے کوئی عام نہیں میجر پرمود موجود ہے ۔ سمجھے ۔ میجر پرمود ایک بار جو فیصلہ کر لیتا ہے اس فیصلے کو بدلنا خود اس کے اختیار میں بھی نہیں ہوتا"... میجر پرمود نے کہا۔

"میری طرف سے بھی یہی جواب سمجھو میجر"... عمران نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔

"چھوڑ دو بریف کیس ۔ اس میں تمہاری بھلائی ہے"... میجر پرمود نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"بہتر ہے بریف کیس سے تم دستبردار ہو جاؤ ورنہ مجھے تمہاری موت پر افسوس ہو گا میجر"... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم میجر پرمود کو ہلاک کرو گے ۔ تم"... میجر پرمود نے پھاڑ

کھانے والے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ بگڑ سا گیا تھا اور اس کی آنکھوں میں جیسے شعلے ابل پڑے تھے۔

"ہاں ۔ میں ہلاک کر دوں گا ۔ اپنے ملک اور اپنی قوم کے مفاد کے لئے میں کسی کو بھی ہلاک کر سکتا ہوں چاہے وہ تم ہی کیوں نہ ہو"... عمران نے کہا۔

"سوچ لو عمران ۔ تمہارے یہ الفاظ تم پر بھاری پڑ سکتے ہیں"... میجر پرمود نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہلکے اور بھاری پن کے بارے میں، میں کچھ نہیں جانتا ۔ میں نے تم سے کہا ہے نا کہ سلور پاور میں لے جاؤں گا ۔ ہر حال میں"... عمران نے کہا۔

"تو کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے"... میجر پرمود نے کہا۔

"آخری اور حتمی"... عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ اب اس کے لئے ہم دونوں فیصلہ کریں گے"... میجر پرمود نے کہا۔

"کیسا فیصلہ"... عمران نے چونک کر کہا۔

"اب سلور پاور صرف وہ لے جائے گا جو زندہ بچے گا"... میجر پرمود نے کہا۔

"تو تم مجھ سے فائٹ کرنا چاہتے ہو"... عمران نے اس کے ارادے بھانپتے ہوئے زہریلے لہجے میں کہا۔

"رئیل اور ڈیتھ فائٹ"... میجر پرمود نے کہا۔

"اوکے ۔ تو پھر یہ فائٹ یہیں ہو گی اور ابھی ہو گی"... عمران نے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں"... میجر پرمود نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے بریف کیس چھوڑ دیا۔ عمران مسکراتا ہوا پیچھے ہٹا اور اس نے بریف کیس سائیڈ پر پڑی ہوئی ایک ٹیبل پر رکھ دیا۔

"کیا خیال ہے ۔ اپنے ساتھیوں کے آنے کا انتظار نہ کر لیا جائے تاکہ موت کی یہ جنگ ہم ان کے سامنے لڑیں ۔ ہم میں سے جو ہلاک ہو گا اس کی لاش اٹھانے کے لئے تو یہاں کسی نہ کسی کو ہونا چاہئے اور پھر جب تک ریفری اور تماشائی نہ ہوں فائٹ کرنے میں مزہ بھی نہیں آتا"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"... میجر پرمود نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ عمران نے آگے بڑھ کر کراسٹی کو اٹھایا اور دیوار کی سائیڈ میں ڈال دیا ۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کراسٹی وہاں کیا کر رہی تھی اور اس کا سلور پاور سے کیا تعلق ہو سکتا تھا ۔ اس کی اطلاع کے مطابق تو کراسٹی ایکریمیا میں اپنے بھائی سی کاک کے پاس چلی گئی تھی ۔ پھر اس کا یہاں ہونا عمران کو کھٹک رہا تھا ۔ وہ کراسٹی کو ہوش میں لا کر اس سے پوچھنا چاہتا تھا ۔ ابھی وہ کراسٹی کو ہوش میں لانے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ انہیں باہر بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں ۔ عمران اور میجر پرمود ایک ساتھ حرکت میں آئے اور اپنی اپنی مشین گنیں سنبھال کر دروازے کی سائیڈوں سے جا

لگے ۔ اچانک باہر سے جھینگر کی آواز سنائی دی تو عمران مسکرا دیا۔

"یہ میرے ساتھی ہیں"... عمران نے کہا تو میجر پرمود کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے ہو گئے ۔

"آجاؤ ۔ یہاں میدان صاف ہے"... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو اس کے سبھی ساتھی وہاں آ گئے ۔ ان کے جسموں کے مختلف حصوں سے خون ٹپک رہا تھا۔

"یہ کیا ہوا ہے"... عمران نے چونک کر کہا۔

"دشمنوں کی گولیاں ہمیں چھو کر گزر گئی ہیں ۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ۔ ہم سب ٹھیک ہیں"... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ماسٹر کارلی بدستور اسی کمرے میں بے ہوش پڑا تھا ۔ اس پر سے ابھی سٹار لائٹ کا اثر ہی ختم نہیں ہوا تھا ۔ جولیا اور اس کے ساتھی میجر پرمود کو غور سے دیکھ رہے تھے۔

"یہ کون ہے"... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"ڈیتھ فائٹر"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈیتھ فائٹر ۔ کیا مطلب"... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"نام تو ان کا میجر پرمود ہے اور بلگارنیہ میں یہ ڈی ایجنٹ کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں مگر یہاں اس وقت یہ ڈیتھ فائٹر ہیں"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو میجر پرمود کے ہونٹوں پر بھی دھیمی مسکراہٹ آ گئی۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو"... جولیا نے پوچھا تو عمران نے اسے میجر

پرمود اور اپنے درمیان ہونے والی ڈیتھ فائٹ کے بارے میں بتا دیا جسے سن کر وہ سب حیران رہ گئے تھے۔

" نہیں ۔ یہ غلط ہے ۔ سلور پاور کے لئے تم دونوں اس طرح نہیں لڑ سکتے"... جولیا نے کہا۔

" مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں عمران صاحب ۔ بریف کیس میں ایک سے زائد سلور سٹونز ہوئے تو انہیں برابر برابر ہم آپس میں بانٹ لیتے ہیں اور اگر ایک ہی سٹون ہے تو اسے آدھا آدھا بھی تو کیا جا سکتا ہے ۔ بلگارنیہ ہمارا دوست ملک ہے ۔ اگر ہم انہیں آدھا سلور پاور دے دیں گے تو کیا فرق پڑے گا"... صفدر نے ان دونوں کے درمیان تصفیہ کرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ میجر پرمود سے پوچھ لو"... عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

" سوری عمران ۔ اب فیصلہ ہو چکا ہے ۔ سلور پاور ہم دونوں میں سے کوئی ایک لے کر جائے گا"... میجر پرمود نے خشک لہجے میں کہا۔ تھوڑی ہی دیر میں میجر پرمود کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے ۔ انہیں صورت حال بتائی گئی تو وہ بھی پریشان ہوئے بغیر نہ رہ سکے ۔ انہوں نے میجر پرمود کو سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر میجر پرمود اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا۔

" اوکے ۔ اب فیصلہ ہو جانے دو ۔ اب میرا بھی یہی فیصلہ ہے کہ سلور پاور یا تو میں لے جاؤں گا یا پھر میجر پرمود"... اچانک عمران نے

انتہائی کرخت لہجے میں کہا تو ان سب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے

" آؤ ۔ پھر ہو جائے مقابلہ "... میجر پرمود نے کہا اور اچھل کر کمرے کے درمیان میں آگیا ۔ عمران بھی سر ہلاتا ہوا اس کے سامنے آ گیا ۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں ایک دوسرے پر حملہ کرتے اچانک انہیں تیز کراہ کی آواز سنائی دی ۔ کراہ کی آواز سن کر انہوں نے چونک کر اس طرف دیکھا تو کراسٹی کو ہوش آ رہا تھا۔

" ایک منٹ میجر پرمود ۔ ہم دونوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا ۔ یہ لڑکی ہماری جاننے والی ہے اسے ہوش آ رہا ہے ۔ میں اس سے دو باتیں کرنا چاہتا ہوں"... عمران نے کہا تو میجر پرمود نے ہونٹ بھینچ لئے ۔ عمران تیزی سے کراسٹی کی طرف بڑھ گیا۔

" کون ہے یہ "... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

" کراسٹی "... عمران نے کہا تو کراسٹی کا نام سن کر وہ بے اختیار اچھل پڑے ۔

" کراسٹی ۔ کیا مطلب ۔ کراسٹی یہاں کہاں سے آ گئی ۔ یہ تو ایکریمیا میں اپنے بھائی کے پاس گئی تھی"... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ کراسٹی کا یہاں کیا کام ہے ۔ یہ سلور پاور لے کر یہاں سے نکل رہی تھی"... عمران نے کہا۔

" سلور پاور لے کر نکل رہی تھی ۔ مگر کیوں"... جولیا نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے کراسٹی نے آنکھیں کھول دیں ۔

پہلے تو وہ خالی خالی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتی رہی پھر جیسے ہی اس کا
شعور جاگا وہ یکلخت سیدھی ہو گئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم۔ تم عمران ہی ہو نا"... کراسٹی نے عمران کی
طرف دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"حیرت ہے۔ تمہیں تو کراسٹی کی بجائے الٹرا ساؤنڈ مشین کہنا
چاہئے تھا۔ تم نے مجھے میک اپ کے باوجود پہچان لیا ہے"... عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ عمران سلور پاور کہاں ہے۔ کہاں ہے سلور پاور"...
کراسٹی نے گھبرائی ہوئی نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر
اس کی نظریں میز پر رکھے ہوئے بریف کیس پر پڑیں تو وہ تیزی سے
اٹھ کھڑی ہوئی۔

"رک جاؤ کراسٹی"... کراسٹی میز کی طرف بڑھنے ہی لگی تھی کہ
عمران کی سرد آواز سن کر یکلخت ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس نے کمرے
میں موجود افراد کی طرف دیکھا اور پھر وہاں بے ہوش پڑے ہوئے
مارشل ہاسٹو کو دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

"آپ میرے خیال میں میجر پرمود ہیں"... کراسٹی نے میجر پرمود
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو میجر پرمود چونک پڑا۔

"کراسٹی۔ میجر پرمود اور اس کے ساتھیوں اور اپنے ساتھیوں
کے ساتھ تمہارا بعد میں تفصیلی تعارف کراؤں گا۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ
تم یہاں کیا کر رہی تھی اور اس سلور پاور سے تمہارا کیا تعلق ہے اور

اسے لے کر تم کہاں جا رہی تھی"... عمران نے کراسٹی سے اسی طرح
سرد لہجے میں مخاطب ہو کر کہا۔

"میں پاکیشیا اور بلگارنیہ کو سلور پاور سے نجات دلانے کے لئے
لے جا رہی تھی علی عمران"... کراسٹی نے اس کی طرف مڑتے ہوئے
کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب چونک پڑے۔

"نجات دلانے۔ کیا مطلب"... عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ میں جانتی ہوں کہ پاکیشیا اور بلگارنیہ کے سپریم ایجنٹ
یہاں صرف سلور پاور حاصل کرنے کے لئے موجود ہیں اور آپ
دونوں کے تیور دیکھ کر یہ بھی اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ ایک دوسرے
کو نیچا دکھا کر اپنے اپنے ملک کے لئے سلور پاور حاصل کرنا چاہتے
ہیں"... کراسٹی نے کہا۔

"لگتا ہے ساک لینڈ میں آ کر تمہاری چھٹی حس بیدار ہو گئی ہے جو
اب تم نے اندر کی باتیں بھی جاننی شروع کر دی ہیں"... عمران نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"علی عمران اور میجر پرمود۔ آپ دونوں کو میں یہ بتا دوں کہ آپ
جسے سلور پاور سمجھ رہے ہیں یہ بلگارنیہ اور پاکیشیا کی موت ہے۔
کروڑوں انسانوں کی موت"... کراسٹی نے ایک ایک لفظ رک رک
کر کہا تو ان سب کے چہروں پر تحیر سا پھیل گیا۔

"مس کراسٹی۔ تمہیں جو کہنا ہے صاف صاف کہو۔ پہیلیاں نہ
بجھواؤ"... میجر پرمود نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔ تو سنیں ۔ اس بریف کیس میں اصلی سلور پاور نہیں ہے بلکہ سلور پاور کی شکل میں پانچ سلور سٹونز ہیں جن میں چار اصلی اور ایک نقلی سلور سٹون ہے ۔ نقلی سلور سٹون اسرائیل کے سینئر سائنس دان سر رابرٹ نے ایجاد کیا ہے ۔ اس سلور سٹون میں ایسے کیمیائی اثرات پوشیدہ ہیں جن کو صرف ایٹمی ٹیکنالوجی سنٹر میں ہی جا کر چیک کیا جا سکتا ہے کیونکہ سلور سٹون اسرائیل کے سائنس دان نے ہر طرح کی احتیاط سے تیار کیا ہے تاکہ انہیں سوائے ایٹمی لیبارٹری کے کسی اور طرح سے چیک ہی نہ کیا جا سکے ۔ اسرائیل کا اصل مقصد ان سلور سٹونز کو کسی طرح پاکیشیا کی لیبارٹری تک پہنچانے کا تھا ۔

اسرائیل نے ایک سپیشل میزائل بھی تیار کیا ہے جس کو کوڈ نام کے ایم یعنی کلنگ میزائل رکھا گیا ہے ۔ جیسے ہی نقلی سلور پاور پاکیشیا کی ایٹمی لیبارٹری میں پہنچتا اس سلور سٹون میں لگی ہوئی ڈیوائسز سے اس کا پتہ اسرائیل کو چل جاتا اور اس کے ساتھ ہی اسرائیل کے ایم میزائل کو فائر کر دیتا ۔ کے ایم میزائل پاکیشیا کی ایٹمی لیبارٹری پر گرتا اور پورا پاکیشیا اپنی ہی ایٹمی ٹیکنالوجی کا شکار ہو جاتا اور پاکیشیا کا صفحہ ہستی سے نام ہی مٹ جاتا ۔ اس کے لئے انہوں نے جو مربوط پلاننگ کی تھی میں آپ کو اس کی تفصیل بتاؤں گی تو آپ سب کو میری باتوں پر یقین آ جائے گا"... کراسٹی نے کہا اور پھر اس اس نے اپنے فلیٹ میں ریڈ مون ایجنسی کے افراد کے آنے،

پرائم منسٹر آف اسرائیل سے ہونے والی بات چیت اور پھر ریڈ مون ایجنسی کے چیف سے حاصل کی ہوئی معلومات کے بارے میں انہیں تفصیل بتانی شروع کر دی ۔ کراسٹی نے بتایا کہ اس نے ساری معلومات بلیک ڈک کے چیف بارٹرے سے حاصل کی ہیں ۔

اس نے بتایا تھا کہ اسرائیلی اصل میں سلور سٹونز کو اوٹان تک ہی پہنچانا چاہتے تھے اور اوٹان میں موجود اسرائیلی ایجنٹوں نے ہی اوٹان حکومت کے دماغ میں یہ بات ڈالی تھی کہ سلور سٹونز کے لئے وہ بلگارنیہ اور پاکیشیا میں سودا کریں ۔ وہ جانتے تھے کہ ایٹمی ٹیکنالوجی میں بلگارنیہ بہرحال پیچھے ہے اور سلور سٹونز ہر حال میں پاکیشیا پہنچ جائیں گے مگر ان کی پلاننگ میں اچانک ساک لینڈ کے ایجنٹوں نے رخنہ ڈال دیا اور وہ اوٹان سے سلور پاور اڑا لے گئے جس سے اسرائیلی پرائم منسٹر پریشان ہو گئے تھے ۔ وہ اپنی پلاننگ سے کسی کو آگاہ نہیں کرنا چاہتے تھے ۔

ان کا مقصد ہر حال میں سلور سٹونز کو پاکیشیا پہنچانے کا تھا ۔ اس کے لئے انہوں نے نئی سکیم سوچی کہ کراسٹی کو اس معاملے میں ڈالا جائے ۔ کراسٹی یا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ان سلور سٹونز کے بارے میں آگاہ کر دے گی یا پھر وہ خود ہی ساک لینڈ پہنچ کر سلور پاور حاصل کرنے کی کوشش کرے گی ۔ دونوں ہی صورتوں میں سلور سٹونز پاکیشیا پہنچ جاتے اور نتیجے میں پاکیشیا کے مقدر میں تباہی لکھ دی جاتی"... کراسٹی نے کہا اور پھر اسرائیل نے بریف کیس میں

رسک لیتے ہوئے چار اصلی سلور سٹونز اور ایک نقلی سٹون رکھا تھا۔
ان کا موقف تھا کہ اگر چار سلور سٹونز کے بدلے میں وہ پاکیشیا کو
تباہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو یہ سودا ان کے لئے مہنگا نہ ہو
گا۔ کراسٹی نے انہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ کن حالات سے گزر کر
اور کس طرح وہاں تک پہنچی تھی۔

"لیکن بتایا تو یہ گیا تھا کہ یہ سٹونز سونے کی ان کانوں سے نکلے
ہیں جو پاکیشیا اور بلگارنیہ کے دو پارٹنرز کی تھیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اس کان میں اسرائیلی ایجنٹوں نے ہی ان سٹونز کو پہنچایا تھا۔
سٹونز کو وہاں سے نکالنے والے وہ خود ہی تھے اور ان کی اصلیت بھی
خود انہوں نے ہی ظاہر کی تھی"۔۔۔ کراسٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو اسرائیلیوں نے اس قدر پیچیدہ کھیل کھیلنے کے لئے
اپنے ایجنٹوں کو بھی ہلاک کرانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھ چھوڑی
تھی"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ چند ایجنٹوں کی قربانی سے اگر سلور سٹونز پاکیشیا کی تباہی کا
موجب بن جاتے تو یہ سودا ان کے لئے مہنگا نہ تھا"۔۔۔ کراسٹی نے
کہا۔

"تھینک یو کراسٹی۔ رئیلی تھینک یو۔ اس بار تو تم نے واقعی
پاکیشیا کو یقینی تباہی سے بچا لیا ہے۔ مجھے بھی سلور سٹونز کے ادھر
سے ادھر ہونے پر شک ہوا تھا۔ ساتھ ہی مجھے اس بات کی خبر بھی ملی
تھی کہ بریف کیس میں اوریجنل سلور سٹون موجود ہیں جن کا حصول

میرے لئے ضروری ہو گیا تھا۔ ان سٹونز کو دیکھ کر ہی مجھے پتہ چل
سکتا تھا کہ اصل حقیقت کیا ہے اور کیا نہیں۔ مگر تم نے یہ بتا کر
مجھے حیران کر دیا ہے کہ سلور پاور کو اپنی لیبارٹری میں لے جائے
بغیر چیک ہی نہیں کیا جا سکتا۔ میں اسے چیک کرنے کے لئے یقیناً
کسی لیبارٹری میں لے جاتا اور اسرائیل اپنے مذموم عزائم میں اس بار
کامیاب ہو جاتا۔ اب میں سمجھ گیا ہوں۔ بلگارنیہ کی حکومت کو سلور
پاور میں ڈاجنگ کے طور پر استعمال کیا گیا تھا تاکہ میں اس حقیقت
سے بے خبر رہ سکوں کہ یہ ساری گیم کیا ہے۔ تم نے اس بار واقعی
پاکیشیا کی کروڑوں عوام کو ہولناک موت سے بچا لیا ہے۔ اس کے
لئے میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں"۔۔۔ عمران نے کھلے دل سے کراسٹی
کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو کراسٹی کی آنکھوں میں دیئے جھلملا اٹھے
خوشی اور مسرت کے دیئے۔ عمران کے ساتھی بھی کراسٹی کی جانب
تحسین آمیز نگاہوں سے دیکھ رہے تھے جو پاکیشیا اور اس کی عوام کے
لئے اپنی ہی حکومت سے ٹکرانے کے لئے تیار ہو گئی تھی اور اس نے
انہیں بروقت سلور پاور لے جانے سے روک دیا تھا۔

"اگر کراسٹی کی یہ باتیں سچ ہیں تو اسرائیل نے اس بار بے حد
گھناؤنی چال چلی ہے جس کی میں بھی مذمت کرتا ہوں"۔۔۔ میجر پرمود
نے کہا۔

"مذمت۔ تم تو ابھی مرمت کے چکروں میں پڑ گئے تھے میجر۔
اب مرمت میری ہونی تھی یا تمہاری یہ تو بعد کی باتیں تھیں

عمران نے کہا تو میجر پرمود شرمندہ سی ہنسی ہنس پڑا۔

"سوری عمران۔ اس وقت میں اپنے ملک کے لئے ڈیوٹی دے رہا تھا اور تم بھی ایسا ہی کر رہے تھے"... میجر پرمود نے کہا۔

"بہرحال کوئی بات نہیں۔ میری اور تمہاری یہ ڈیتھ فائٹ ادھار رہی"... عمران نے کہا تو میجر پرمود ہنس پڑا۔ اس نے ایک بار پھر کراسٹی سے سوال وجواب کرنے شروع کر دیئے۔

"اب سلور پاور کے بارے میں کیا کہتے ہو"... عمران نے کہا۔

"کراسٹی نے کہا ہے کہ بریف کیس میں پانچ سلور سٹونز موجود ہیں جن میں ایک نقلی اور چار اوریجنل ہیں۔ ہمارا مشن بھی چونکہ سلور سٹون کا حصول ہے اس لئے اگر تم چاہو تو اصلی دو سٹونز مجھے دے دو"... میجر پرمود نے کہا۔

"اگر میں نہ چاہوں تو"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی۔ اصل صورت حال تمہارے سامنے آنے پر میں تمہیں مجبور نہیں کروں گا"... میجر پرمود نے فراخ دلی سے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

"اوکے۔ میں پاکیشیا جا کر ان سٹونز کو چیک کروں گا اور دو سٹونز تمہیں گفٹ کر دوں گا۔ اس کے لئے تم مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہو لیکن اسرائیل نے پاکیشیا کو مٹانے کی جو گھناؤنی سازش کی ہے اسے اس کا بھرپور جواب دینا ہو گا اور اس بار میں انہیں ایسا سبق سکھاؤں گا کہ وہ سینکڑوں سالوں تک بلبلاتے رہیں گے"... عمران نے غراتے

ہوئے کہا تو میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا تم اب اسرائیل جاؤ گے"... میجر پرمود نے چونک کر کہا۔

"میجر پرمود۔ اسرائیل پاکیشیا کو مٹانے کے درپے ہو رہا ہے۔ اگر غلطی سے نقلی سلور پاور پاکیشیا پہنچ جاتا تو سوچو کیا ہوتا۔ اسرائیل اب حد سے بڑھتا جا رہا ہے۔ کافی عرصہ ہو گیا ہے مجھے اسے مزہ چکھائے ہوئے۔ اب وہ وقت آ گیا ہے جب اسرائیل کو ایک بار پھر میرے ہاتھوں زک اٹھانی ہو گی۔ میں ان تمام افراد کو اسرائیل جا کر ہلاک کر دوں گا جنہوں نے اس خوفناک سازش میں حصہ لیا تھا اور پھر کے ایم میزائل۔ ان کا کے ایم میزائل میں ان پر ہی دے ماروں گا۔ ان کے مقدر میں عظیم تباہی ہو گی جسے وہ صدیوں تک یاد رکھیں گے"... عمران نے کہا۔ اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں۔ اس کے ساتھیوں کا بھی یہی حال تھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو عمران۔ واقعی اسرائیل کو سبق ملنا چاہئے اس مشن میں، میں بھی تمہارے ساتھ ہوں"... میجر پرمود نے کہا۔

"تھینک یو میجر۔ اسرائیل نے پاکیشیا کو میلی آنکھ سے دیکھنے کی کوشش کی ہے اور اسے سبق بھی پاکیشیا ہی سکھائے گا"... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"لیکن"... میجر پرمود نے کچھ کہنا چاہا۔

"سوری میجر۔ اس معاملے میں میں کسی کا ساتھ نہیں چاہتا۔ بہرحال تمہاری پیشکش کا شکریہ"... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ جیسے تمہاری مرضی"۔۔۔ میجر پرمود نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"کیا اب تم سلور پاور ساتھ لے جاؤ گے"۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

"ہاں۔ ان پانچوں میں صرف ایک سلور سٹون نقلی ہے۔ میں ان سٹونز کو ایٹمی لیبارٹری کی بجائے اپنی سپیشل لیبارٹری میں لے جاؤں گا۔ وہاں میں ایسے سائنسی انتظامات کروں گا کہ سلور سٹون بلاک ہو جائے گا اور اسرائیل کو اس کی چیکنگ کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چلے گا۔ اس بہانے اور کچھ نہیں تو سلور سٹونز تو ہمارے قبضے میں آ ہی جائیں گے جس کی تکلیف اسرائیل کو عرصہ دراز تک ہوتی رہے گی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم سلور سٹونز کو حفاظت میں رکھ کر چیک کر لو گے"۔۔۔ میجر پرمود نے پوچھا۔

"ہاں۔ میرے پاس ایک فارمولا ہے۔ میں اس پر کام کروں گا۔ اصلی اور نقلی سلور سٹونز میں یقیناً کوئی تو فرق ہو گا"۔۔۔ عمران نے کہا تو میجر پرمود نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہم نے یہاں تو میدان صاف کر لیا ہے اب باہر کیا کرنا ہے۔ باہر مسلح افراد کی پوری پلاٹون موجود ہے"۔۔۔ میجر پرمود نے کہا۔

"یہاں ریڈ لیبارٹری بھی تو موجود ہے۔ کیا اسے ہم ایسے ہی چھوڑ جائیں گے"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"یہ لیبارٹری ہمارے لئے غیر اہم ہے۔ اس کی تباہی سے نہ ہمیں

کوئی فائدہ ملے گا اور نہ کوئی نقصان ہو گا۔ ہمارا مشن پورا ہو گیا ہے اس لئے اس لیبارٹری کو چھوڑو اور یہاں سے اسرائیل چلنے کی سوچو۔ عمران نے کہا۔

"پھر بھی۔ آخر ہمیں یہاں سے نکلنا بھی تو ہے عمران صاحب"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مارشل ہاسٹو ابھی زندہ ہے اور یہ ہمیں نہ صرف یہاں سے نکالے گا بلکہ ہمیں سرحد بھی کراس کرائے گا۔ کیوں میجر صاحب"۔۔۔ عمران نے میجر پرمود سے کہا۔

"ہاں۔ اب یہی ہمیں باہر لے جائے گا"۔۔۔ میجر پرمود نے سر ہلا کر کہا جیسے وہ عمران کا پروگرام سمجھ گیا ہو۔ عمران مارشل ہاسٹو کو یرغمال بنا کر لے جانا چاہتا تھا اور اس کے ذریعے وہ واقعی اپنے ملک جا سکتے تھے۔

"تو پھر اسے ہوش میں لایا جائے"۔۔۔ لیڈی بلیک نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اگر اس نے ہوش میں آکر چیخیں مارنا شروع کر دیں تو ڈر نہ جانا۔ اس کی چیخیں بے حد تیز ہوں گی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ کیسے"۔۔۔ لیڈی بلیک نے کہا۔

"یہاں اتنے سارے موت کے ہرکارے جو موجود ہیں۔ انہیں دیکھ کر اس نے چیخیں ہی مارنی ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا تو میجر پرمود سمیت سبھی قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔ عمران نے بریف کیس کو کھول کر اس میں سے پانچوں سلور سٹونز نکال لئے۔ وہ چاندی کی طرح

چمک رہے تھے۔ غور سے دیکھنے پر بھی ان میں کوئی فرق نظر نہیں آ رہا تھا۔ البتہ سائز میں وہ چھوٹے بڑے ضرور تھے جن کا وزن سو سے دو سو گرام کے قریب تھا۔ عمران نے ان پانچوں سٹونز کو حفاظت کے ساتھ رکھ لیا اور بریف کیس کو وہیں چھوڑ دیا جس کی وجہ سے اسرائیلی ان سلور سٹونز پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ عمران نے چونکہ میجر پرمود کو دو سلور سٹونز دینے کا وعدہ کر لیا تھا اس لئے میجر پرمود نے اسے سلور سٹونز لے جانے سے نہیں روکا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ عمران اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔ جلد یا بدیر دو سلور سٹونز وہ خود ہی بلگارنیہ پہنچا دے گا۔

ختم شد

خوفناک طوفان میں تنکوں کی طرح بکھرتے چلے گئے۔

ریڈ ہاک ۔۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے اسرائیل کی تمام ایجنسیوں کو اپنے کنٹرول میں لے لیا۔

ریڈ ہاک ۔۔ جس کے تمام ساتھی موت کی علامت بن کر اسرائیل میں پھیل گئے تاکہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار کر سکیں۔

وہ لمحہ جب عمران اور ریڈ ہاک ایک دوسرے کے مقابل آگئے اور پھر ——؟

وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں پر بار بار موت جھپٹ رہی تھی اور ——؟

وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی گروپ بنا کر بکھر گئے اور پھر ——؟

عمران اور اس کے ساتھی جنہیں اسرائیل میں ایک ساتھ نئی مشنز پر کام کرنا تھا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی اسرائیل میں داخل ہو سکے۔ یا ——؟

کیا عمران اور اس کے ساتھی اپنے مشنز پر کام کر سکے
یا موت کے بھیانک پنجوں نے انہیں دبوچ لیا؟

بے پناہ ایکشن، مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ،
بموں کے دھماکوں اور انوکھے واقعات کی کشمکش کا حامل
ایک ایسا ناول جو آپ کے دلوں میں یادگار اور گہرے نقوش چھوڑ جائے گا

ارسلان پبلی کیشنز — اوقاف بلڈنگ، پاک گیٹ — ملتان

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک طوفان برپا کرتا ہوا ناول

مکمل ناول

ٹارگٹ فائیو

مصنف صفدر شاہین

ٹارگٹ فائیو پاکیشیا کی سلامتی کے خلاف یہود و ہنود کا ایک بھیانک اقدام۔

عمران صرف پانچ ساتھیوں کے ساتھ ایک طوفانی مہم پر۔

پی پی فارمولا جس کے حصول کے لئے زیرو لینڈ اور پاکیشیا کے ایجنٹ آپس میں ٹکرا گئے۔

جوزف ہیروں کا سوداگر بن کر سنگ ہی کی قید میں پہنچ گیا۔

سنگ ہی کی عمران، صفدر اور ایکسٹو کے ساتھ جان لیوا جنگ

عمران نے دلہا بننے اور سلیمان کو شہ بالا بنانے کا اعلان کر دیا۔

لمحہ لمحہ ایکشن، صفحہ صفحہ سسپنس، سنسنی خیز واقعات اور عمران کی حماقتیں
ایک انتہائی سنسنی خیز اور یادگار جاسوسی ناول

ارسلان پبلی کیشنز — اوقاف بلڈنگ، پاک گیٹ — ملتان

آپ کے خطوط اور ان کے جواب

آپ کے خطوط اور ان کے جوابات کے ساتھ حاضر خدمت ہوں۔ آپ کے بے شمار خطوط مجھ تک پہنچتے رہتے ہیں اور ہر قاری کی یہ فرمائش ہوتی ہے کہ اس کے خط کو اگلے ناول میں ضرور شائع کیا جائے۔ اس کے لئے میں آپ سے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ صفحات کی کمی کی وجہ سے جو خطوط شائع ہونے سے رہ جاتے ہیں وہ ردی کی ٹوکری کی نظر نہیں ہوتے۔ وہ خط آئندہ آنے والے ناولوں میں شائع کر دیئے جاتے ہیں۔ اب تک میرے پاس کوئی ایسا خط نہیں ہے جس کا میں نے جواب نہ دیا ہو۔ بس اتنا ضرور ہے کہ اگر وہ کسی ناول میں شائع ہونے سے رہ گیا ہے تو اگلے ناول میں وہ لازماً شائع کر دیا جائے گا۔ آپ سب میرے پرخلوص دوست، بہن بھائی اور عزیز ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ مجھے خط لکھیں اور میں ان کا جواب نہ دوں۔ بس تھوڑا سا حوصلہ اور تھوڑا سا انتظار کر لیا کریں۔

مظفر گڑھ سے سید علی حسن گیلانی لکھتے ہیں۔ "جناب ظہیر احمد صاحب، عرصہ دراز سے آپ کی کہانیاں پڑھ رہا ہوں۔ آپ نے آج تک بچوں کے لئے جتنے بھی ناول لکھے ہیں وہ سب کے سب میرے پاس موجود ہیں اور اب آپ عمران سیریز کے میدان میں اتر آئے ہیں جو کہ خوش آئند بات ہے۔ آپ کے ناولوں میں تازگی، دلکشی اور ہر رنگ کا خوبصورت امتزاج موجود ہے جو ہر قاری کے دل کو بھا دیتا ہے۔ ماورائی سلسلوں میں تو آپ کا نیا اور انوکھا انداز واقعی بے مثال ہے۔ "شنکارہ" تو بہترین ہے مگر اس کے دوسرے ناول "مکاشو" میں البتہ آپ نے شنکارہ سے کام نہیں لیا۔ اس پر تو ابھی بہت گنجائش موجود ہے۔ آپ اس کردار پر مزید بھی لکھ سکتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کسی ناول میں شنکارہ اور اناتا کے لازوال کرداروں کو دوبارہ ضرور واپس لائیں گے"۔

محترم سید علی حسن گیلانی صاحب۔ آپ کا خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ کے تنقید اور تعریف سے بھرپور طویل خط کا صفحات کی کمی کی وجہ سے چند خاص جملے نکال کر جواب دے رہا ہوں آپ کا خیال واقعی درست ہے کہ شنکارہ اور اناتا کو دوبارہ واپس لایا جا سکتا ہے۔ وہ شیطانی بدروحیں ہیں اور آسانی سے فنا ہونے والوں میں سے نہیں ہیں۔ انتظار کریں کہ وہ دوبارہ کب واپس آئیں گی اور ان کی واپسی کس رنگ اور کس انداز میں ہو گی۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ آپ کی تشنگی کو دور کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

علی کوٹ چھٹہ سے کشف علی اور شفقت علی لکھتے ہیں۔ "مظہر کلیم ایم اے کے بعد آپ دوسرے مصنف ہیں جن کے ناول ہمیں بے حد پسند ہیں۔ یوں تو آپ کے تمام ناول بہترین ہیں مگر کراسٹی،

وائٹ کوبرا، بلیک جیک، بلیک جیک کی واپسی اور مادام کیٹ اپنی مثال آپ ہیں ۔ آپ کے ہر ناول میں سسپنس، ایکشن اور مزاح کا بہترین امتزاج ہوتا ہے جو قاری کو اپنے اندر واقعی سمو لیتا ہے ۔ ہم آپ کے ناول دو دو مرتبہ پڑھ چکے ہیں ۔ ہر بار پڑھنے کا نیا ہی لطف محسوس ہوتا ہے ۔ یہ آپ کے ذہن کا کمال ہے کہ آپ اس قدر بہترین لکھ رہے ہیں ۔ اگر اسی طرح لکھتے رہے تو آپ ایک دن جاسوسی ادب پر دوسرے مصنفین سے یقیناً سبقت حاصل کر لیں گے ۔ "مادام کیٹ" میں ہمیں روشی کا کردار بے حد پسند آیا ۔ سارہ نواب یعنی روشی سوئی کے میک اپ میں تھی ۔ وہ سمندر میں تیر کر جب اپنے انکل کے پاس پہنچتی ہے تو اس کے انکل اسے فوراً روشی کے طور پر پہچان لیتے ہیں ۔ یہ کیسے ہو گیا ۔ آپ اس کا جواب دیں تو نوازش ہو گی ۔ اس کے علاوہ کراسٹی کو غائب نہ کریں بلکہ اسے ہر ناول میں لائیں آپ نے اسرائیل اور کافرستان کے مقبوضہ علاقے پر کچھ نہیں لکھا ۔ کیپٹن حمید، کرنل فریدی اور میجر پرمود کے ساتھ ساتھ جولیا پر بھی الگ ناول لکھیں" ۔

محترم کشف علی اور شفقت علی صاحبان ۔ میں آپ کے محبت بھرے خط لکھنے پر اور ناولوں کی پسندیدگی پر آپ کا مشکور ہوں ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا مجھ پر خصوصی کرم ہے کہ میں آپ کے لئے آپ کے معیار کے مطابق لکھ رہا ہوں اور آپ میری ہر تحریر کو سراہ رہے ہیں ۔ روشی کے کردار کی آپ نے جو بات کی ہے تو اس کے لئے عرض ہے کہ وہ سمندر کے راستے تیر کر گئی تھی ۔ سمندر کا پانی چونکہ عام سادہ پانی نہیں ہوتا اس لئے روشی کا میک اپ صاف ہو گیا تھا اور روشی اصل شکل و صورت میں اپنے انکل کے سامنے پہنچی تھی ۔ کراسٹی، کیپٹن حمید، کرنل فریدی اور میجر پرمود پر آپ کو جلد ناول پڑھنے کو ملیں گے ۔ رہی بات کافرستان کے مقبوضہ علاقے "ہیون ویلی" کی تو اس پر ناول "وائٹ کوبرا" اور "کراسٹی ان ایکشن" چھپ چکے ہیں ۔ اسرائیل پر بہت جلد نیا ناول آرہا ہے جو سلور جوبلی کے بعد آپ کے ہاتھوں میں ہو گا ۔ چلیں اس کا نام بتا دیتا ہوں ۔ "ریڈ ہاک" جی ہاں ۔ ریڈ ہاک اسرائیل پر لکھا گیا فل ایکشن ناول ہے جو آپ کے لئے نئی جہتیں اور نئے انداز لے کر آئے گا ۔ بس انتظار کریں تھوڑا سا امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

گجرات سے امجد علی لکھتے ہیں ۔ میں پچھلے پندرہ سالوں سے عمران سیریز کا قاری ہوں ۔ مظہر کلیم ایم اے کے میں تمام ناول پڑھ چکا ہوں ۔ ان کے بعد آپ دوسرے مصنف ہیں ۔ ماشاء اللہ آپ بہت اچھا لکھتے ہیں ۔ اس کے لئے مبارک باد وصول کریں ۔ آپ سے ایک شکایت ہے کہ آپ نے تھریسیا اور سنگ ہی کے کرداروں کے ساتھ ناانصافی کی ہے ۔ وہ اتنے کمزور نظر آئے کہ بلیک جیک کو انہیں آزاد کرانا پڑا ۔ اگر ان کرداروں پر لکھنا ہے تو بھرپور انداز میں لکھیں ورنہ مظہر کلیم ایم اے کی طرح ان پر طبع آزمائی ہی نہ کریں تاکہ ان لازوال کرداروں کا امیج خراب نہ ہو ۔ روشی کو مستقل

کرداروں میں شامل کریں اور کراسٹی کو بھی اب سیکرٹ سروس میں لے آئیں "۔

محترم امجد علی صاحب ۔ آپ کا خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ ۔ تھریسیا اور سنگ ہی میرے پسندیدہ کردار ہیں ۔ ان پر نئے سے نیا ناول لکھنا واقعی مشکل ہوتا ہے مگر وہ مصنف ہی کیا جو مشکل کرداروں پر طبع آزمائی نہ کر سکے ۔ آپ کو سنگ ہی اور تھریسیا پہلے ناولوں میں کمزور نظر آئے ہیں تو تیار رہیں آئندہ شائع ہونے والے نئے ناول " غدار ایجنٹ " میں یہ کردار آپ کو اس قدر مضبوط نظر آئیں گے کہ آپ کے تمام گلے شکوے دور ہو جائیں گے ۔ روشی اور کراسٹی کو بھی آپ آئندہ ناولوں میں موجود پائیں گے ۔ آپ بس صبر محوظ خاطر رکھیں ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

حیدر آباد (سندھ) سے عبداعلیم کھٹیان لکھتے ہیں " نیا ناول " اناتا " پڑھا یہ ایک بہترین ناول ہے ۔ ماورائی نمبروں میں آپ کو واقعی کمال کی مہارت حاصل ہے ۔ آپ نے میرا جو خط شائع کیا تھا اس میں میرا نام عبداعیم کھٹیان کی جگہ عبدالعلیم کھٹیانی شائع ہو گیا تھا ۔ دوست احباب اب مجھے کھٹیانی کہہ کر چھیڑتے ہیں ۔ سوپر فیاض اور سر عبدار حمان کو اگنور کرتے رہنے سے میرے کہنے کا مطلب تھا کہ ان کرداروں پر الگ سے ناول لکھیں ۔ " اناتا " میں " سلور پاور " کا اشتہار دیکھ کر خوشی ہوئی کہ ناول پانچ سو پچیس صفحات سے زائد ہے اور اس کی قیمت بھی صرف سو روپے ہو گی ۔ یہ واقعی میرے لئے سرپرائز ہے ۔ دوسری بات آپ نے بچوں کی کہانیاں لکھنی کم کر دی ہیں ۔ کیوں ۔ ہمیں عمران سیریز کے ساتھ آپ کی لکھی ہوئی بچوں کی کہانیوں کا بھی انتظار رہتا ہے "۔

محترم عبدالعلیم کھٹیان ۔ آپ کے دو تین خطوط مجھے مل چکے ہیں اس کا شکریہ ۔ آپ کا نام غلطی سے کھٹیان سے کھٹیانی لکھا گیا تھا اس کے لئے معذرت ۔ شاید مجھے پڑھنے میں یا پھر کمپوزنگ میں غلطی ہو گئی ہو گی ۔ بہرحال ایک بار پھر معذرت ۔ سر عبدالرحمان اور سوپر فیاض پر بھی جلد الگ ناول لکھوں گا ۔ بچوں کے ناول بھی لکھ رہا ہوں ۔ جلد یا بدیر وہ بھی آپ کے ہاتھوں میں ہوں گے ۔ انشاء اللہ ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

جودھا نگری تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے محمد بابر حسین عطاری لکھتے ہیں ۔ " سب سے پہلے اس قدر خوبصورت ناول لکھنے پر آپ کو میں مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ آپ کے تمام ناول زبردست ہیں ۔ مظہر کلیم ایم اے کی رہنمائی میں آپ خوب لکھ رہے ہیں ۔ شروع کے ناولوں میں قدرے اناڑی پن تھا جو اب الحمدللہ دور ہو چکا ہے ۔ " اناتا " کے سلسلے میں چند وضاحت طلب باتیں ہیں امید ہے جواب دے کر مشکور فرمائیں گے ۔ " اناتا " میں فادر جوشوا کو روشنی کی طاقت بتایا گیا ہے ۔ اب دنیا میں روشنی کا منبع اسلام کو قرار دیا جاتا ہے پھر فادر جوشوا مسلمان کیسے ہو گیا ۔ پھر امام صاحب بھی فادر جوشوا کا اشارہ دیتے ہیں ۔ یہ عجیب بات ہے ۔ جوزف نیہ

مسلم ہو کر تمام باتیں جانتا ہے ۔ وہ صرف پانی سے پاک صاف کیسے ہو گیا تھا ۔ وچ ڈاکٹروں کے پاک صاف ہونے کا تو کوئی اور طریقہ ہونا چاہئے تھا ۔ آخری بات آپ کے ناول دو تین ماہ بعد آتے ہیں ۔ اس پر توجہ دیں اور ہر ماہ ہمیں کم از کم ایک ناول پڑھنے کو ضرور دیا کریں ۔ میں آپ کا چھوٹا بھائی ہوں ۔ میں آپ کو بھائی اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں نے بھی مظہر کلیم ایم اے کے طرز پر لکھنے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہ ہو سکا ۔ اس لحاظ سے میں ان کا شاگرد ہوں اور آپ بھی ۔ اس لئے ہم بھائی بھائی ہوں گئے نا“ ۔

محترم محمد بابر حسین عطاری صاحب ۔ آپ کا خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ ۔ آپ محترم مظہر کلیم ایم اے صاحب کے شاگرد ہونے کی وجہ سے مجھے اپنا بھائی بنا رہے ہیں ۔ یہ تو پیٹی بند بھائی والی مثال ہو گئی ۔ چلیں ٹھیک ہے ۔ آج سے آپ میرے چھوٹے بھائی ہیں ۔ چھوٹے بھائی صاحب آپ نے کیسے کہہ دیا کہ فادر جوشوا کا تعلق اسلام سے نہیں ہے ۔ روشنی کی طاقتوں کو واقعی اسلام کا درجہ حاصل ہے مگر آپ یہ نہ بھولیں کہ اسلام صرف ایک زبان یا رنگ و نسل کا نام نہیں ہے ۔ یہ تو دنیا کے کونے کونے میں موجود ہے ۔ فادر کا نام فادر جوشوا ہے اور جوزف کا جوزف ۔ تو کیا ان ناموں سے مذہب اور عقائد بدل جاتے ہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ نام الگ الگ قوموں کے حساب سے رکھے جاتے ہیں ۔ مذہب کو رنگ اور نسل پر تقسیم نہیں کیا گیا ۔ یہ ہر انسان کے لئے ہے چاہے اس کا کوئی بھی نام ہو ۔ جوزف کے لئے میں نے کبھی نہیں لکھا کہ وہ جادوگر ہے ۔ وہ افریقہ کے جنگلوں کا شہزادہ ہے جو اسرار اور تحیر کی سرزمین کہلاتی ہے اسرار و تحیر میں جادو کو فوقیت حاصل نہیں ہے ۔ بعض علوم ذہنی مشقوں، آنکھوں کی قوت اور چند مخصوص ورزشوں سے حاصل کئے جا سکتے ہیں جیسے ٹیلی پیتھی، پیناٹائزم اور حروف ابجد کے علم ۔ کیا ایسے علوم پر دسترس رکھنے والا صرف غیر مسلم ہی ہو سکتا ہے ۔ جوزف میں بھی ایسی ہی خوبیاں موجود ہیں ۔ وہ جادوگر نہیں ہے ۔ امید ہے آپ کی خلش دور ہو گئی ہو گی اور آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

جوہر ٹاؤن لاہور سے آغا شعیب صاحب کا ایک طویل خط موصول ہوا ہے ۔ ”وہ لکھتے ہیں کہ میں پچھلے پچیس سالوں سے عمران سیریز کا قاری ہوں ۔ میں نے ابن صفی ۔ مظہر کلیم ایم اے، صفدر شاہین اور بہت سے مصنفین کو پڑھا ہے اور اب میں آپ کے ناولوں کو باقاعدگی سے پڑھ رہا ہوں ۔ امید ہے آپ ہمارے لئے ان ناولوں سے بڑھ کر ناول تحریر کرتے رہیں گے جو اب تک آپ لکھ چکے ہیں“ ۔

محترم آغا شعیب صاحب آپ نے جس قدر محنت اور محبت سے میرے لئے طویل خط لکھا ہے اس کے لئے میں ان کا دلی طور پر ممنون ہوں ۔ آپ جیسے قاری کے خطوط میرے لئے سند کا درجہ رکھتے ہیں اور یہی وہ خط ہیں جنہیں پڑھ کر سیروں خون بڑھ جاتا ہے اور آپ کے لئے اور زیادہ اچھے اور معیاری ناول لکھنے پر دل مجبور ہو جاتا ہے ۔

آپ کے خطوط میں صرف تعریفیں ہی تعریفیں ہیں ۔ طویل خط شائع کرنے سے قاصر ہوں لہذا ان چند سطرات کو نعمت متروکہ سمجھتے ہوئے میرا شکریہ قبول کریں ۔ آپ جیسے دوستوں، بھائیوں اور بہنوں کا ساتھ رہا تو انشاء اللہ میں اسی طرح لکھتا رہوں گا ۔ امید ہے آپ آئندہ خط لکھنا نہیں بھولیں گے اور اپنی دعاؤں میں مجھے ہمیشہ یاد رکھیں گے ۔ ایک بار پھر شکریہ ۔

لالہ زار کالونی اوکاڑہ سے عابد علی، ساجد علی لکھتے ہیں ۔ میں آپ کے تمام ناول پڑھ چکا ہوں ۔ آپ کے ناولوں میں کئی فارمولے اور ڈیوائسز یا مشینیں تیار ہوتی دکھائی جاتی ہیں جن سے دنیا میں انقلاب لایا جا سکتا ہے ۔ ایک مثال آپ کے نئے ناول "مادام کیٹ" کی ہے جس میں آپ نے ڈی بائٹ نامی آلہ دکھایا ہے ۔ میں اس نئی اور حیرت انگیز انقلابی ڈیوائس کا انتظار کر رہا ہوں ۔ کیا واقعی پاکستان ایسے فارمولے اور ایسی ڈیوائسز بنا سکتا ہے جو دنیا میں انقلاب لا سکیں ۔

محترم عابد علی اور ساجد علی صاحبان ۔ سب سے پہلے میں آپ کا ناول پڑھنے اور خط لکھنے پر شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ آپ نے بڑا دلچسپ سوال کیا ہے ۔ اس سوال کے جواب میں آپ سے میں یہی کہوں گا کہ کوئی بھی مصنف جب کوئی ناول اور ناولوں میں نئی اور حیرت انگیز سائنسی تحقیقات پیش کرتا ہے تو یہ اس مصنف کے خیالات اور احساسات ہوتے ہیں کہ ایسی کوئی نئی سائنسی چیز دریافت کی جا سکتی ہے جس سے ساری دنیا میں انقلاب لایا جا سکتا ہو ۔ ہمارا کام تو اپنے خیالات اور اپنے احساسات کو آپ تک پہنچانا ہوتا ہے اور پھر آپ میں سے ہی کوئی ایسا سائنس دان بن سکتا ہے جو ایسی حیرت انگیز اور انوکھی ایجادات کو از سر نو تشکیل دے اور پاکستان کی فلاح اور ترقی کے لئے دنیا میں انقلاب لا سکے ۔ ہو سکتا ہے وقت آنے پر آپ ہی اس ملک کے بڑے سائنس دان بن جائیں اور ہماری تخلیق کی ہوئی ڈیوائسز یا فارمولوں سے بڑھ کر انقلابی کام کر دیں ۔ امید تو کی جا سکتی ہے نا ۔

سید سلیمان صوابی سے لکھتے ہیں ۔ "میں نے آپ کو یکے بعد دیگرے تین خطوط لکھے مگر آپ نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا ۔ اب اگر آپ نے اس خط کا جواب نہ دیا تو میں آئندہ آپ کو خط نہیں لکھوں گا ۔ آپ کے سابقہ ناول زبردست تھے ۔ ہم انہیں بار بار پڑھتے ہیں ۔ آپ کے ناول دو دو ماہ کے وقفے سے آ رہے ہیں جس سے انتظار کی گھڑیاں طویل ہو جاتی ہیں ۔ اس مسئلے کو حل کرنے کا کوئی مناسب انتظام کریں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسی طرح دلچسپ اور سنسنی خیز ناول لکھنے کی توفیق دے ۔ آمین" ۔

محترم سید سلیمان صاحب ۔ ناولوں کی پسندیدگی اور خلوص بھرے خط کا شکریہ ۔ جو آپ نے پہلے تین خط لکھے تھے میں نے پڑھ لئے تھے اور ان کے جواب بھی دے دیئے تھے ۔ وہ خطوط ناول "مادام کیٹ" میں صرف صفحات کی کمی کی وجہ سے شائع نہیں ہو سکے تھے مگر

"اناتا" میں ان خطوط کو دیکھ کر آپ کو یقیناً تسلی ہو گئی ہو گی کہ میں کسی قاری کا دل نہیں توڑتا۔ میرے ناولوں میں واقعی دو دو ماہ کا وقفہ تھا جو اب ختم کر دیا گیا ہے۔ اب ہر ماہ آپ میرا ایک مکمل ناول پڑھ سکیں گے۔ انشاء اللہ۔ آپ کا یہ خط بھی شامل ہو گیا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ خط نہ لکھنے کی مجھے دھمکی نہیں دیں گے۔

حبیب آباد واں رادھا رام ضلع قصور سے رضوان مقصود صاحب لکھتے ہیں۔ "میں نے آپ کے تمام ناول پڑھے ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ نے بہت تھوڑے عرصے میں جاسوسی ادب کی دنیا میں اپنا ایک الگ مقام بنا لیا ہے جو قابل تعریف ہے۔ آپ کے ناولوں میں کہانی کا آغاز تو سسپنس اور سنسنی خیز واقعات سے بھرپور ہوتا ہے لیکن کہانی کا اختتام آپ مختصر الفاظ میں کر دیتے ہیں۔ کہانی کا تجسس اور سنسنی خیزی اگر آخر تک برقرار رہے تو کہانی کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے"۔

محترم رضوان مقصود صاحب۔ میرے ناولوں کی اس قدر پسندیدگی اور خط لکھنے پر آپ کا شکریہ۔ آپ سب قارئین کا بے پناہ خلوص اور محبت مجھے اس مقام پر لے آیا ہے کہ آپ میرے ناولوں کو بے حد پسند کرتے ہیں۔ آپ نے اختتام کے حوالے سے جو بات لکھی ہے اس کے لئے میں عرض کروں گا کہ ہر کہانی ایک خاص انداز اور ایک حد میں رہ کر لکھی جاتی ہے۔ کہانی کا اختتام اگر مختصر اور چند الفاظوں میں نہ کیا جائے تو کہانی پھیلتی چلی جاتی ہے جو سمیٹے نہیں

ﻤﭩﺘﯽ۔ میں چونکہ کوشش کر رہا ہوں کہ ہر ناول مکمل اور جامع ہو ور اس کا دوسرا حصہ نہ بن سکے اس لئے بعض کہانیوں کو اس طرح ﺧﺮ میں مختصر مگر مدلل الفاظ سے سمیٹنا پڑتا ہے۔ بہرحال میں کوشش روں گا کہ آپ کا یہ گلہ دور کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط ھتے رہیں گے۔

عمیر خان چیچہ وطنی سے لکھتے ہیں۔ "آپ کا تئیسواں ناول "مادام بٹ" ہاتھوں میں آیا تو میں خوشی سے جھوم اٹھا۔ آپ کا یہ ناول بھی ابقہ ناولوں کی طرح انوکھا، حیرت انگیز اور انتہائی دلچسپ ہے۔ آپ ے ایک گزارش ہے کہ آپ میرے پسندیدہ کردار ٹائیگر کو نظرانداز رہے ہیں۔ ٹائیگر میرا پسندیدہ کردار ہے۔ امید ہے آپ آئندہ اس ردار کو نظرانداز نہیں کریں گے"۔

محترم عمیر خان صاحب۔ آپ کے خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا ں تہہ دل سے مشکور ہوں۔ محترم۔ میں عمران کے کسی کردار کو ﺮانداز نہیں کرتا۔ یہ کام عمران کا ہے۔ کیس کی نوعیت اور لات کے مطابق ہی وہ اپنی ٹیم بناتا ہے اور اسی ٹیم سے کام لیتا ہے کہ وہ اپنے مشن کو جلد سے جلد اور حتمی شکل میں پورا کر سکے۔ اسے اں ٹائیگر کی ضرورت ہوتی ہے وہ ٹائیگر سے ہی کام لیتا ہے۔ آپ کا گلہ میرے لئے نہیں عمران کے لئے ہونا چاہئے۔ امید ہے آپ سمجھ ﮯ ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

حمزہ سہیل اسماعیل آباد ملتان سے لکھتے ہیں۔ "سب سے پہلے تو

میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ نے جاسوسی ادب کی دوڑ میں
بہت ہی کم عرصہ میں ایک بڑا مقام حاصل کر لیا ہے۔ میں اور
میرے بے شمار دوست آپ کے تمام ناول جن کی تعداد تئیس ہے
پڑھ چکے ہیں۔ آپ کے نئے ناولوں کا ہمیں شدت سے انتظار رہتا ہے
آپ کے ناولوں میں چند چیزیں واقعی منفرد ہیں جو اس سے پہلے کبھی
دیکھنے میں نہیں آئیں۔ پہلے نمبر پر بک سیور کارڈز اور دوسرا آپ نے
قارئین کی ذہانت کو چیک کرنے کے لئے سوالات کا جو سلسلہ شروع
کیا ہے وہ واقعی دلچسپی کا باعث ہے۔ سلیمان ان ایکشن بہترین اور
مزاحیہ کردار بن گیا ہے۔ روشی کو واپس لا کر آپ نے عمران، تنویر
اور جولیا کی ٹرائی اینگولر سٹوری میں خطرے کی گھنٹی بجا دی ہے۔
آپ کسی مشن پر عمران کی ٹیم کو بغیر عمران کے کرنل فریدی کی
سربراہی میں بھیجیں۔ یہ نیا اور انوکھا اضافہ ہو گا جسے دوسرے
قارئین یقیناً سراہیں گے۔ میں نے اور میرے دوستوں نے آپ کے
ناولوں کی تعریف میں چند ہم قافیہ جملے بنائے ہیں۔ شاندار، کام دار،
نام دار، چاش دار، ساکھ دار، مار دھاڑ اور دھاڑ مار۔ کیوں کیسے ہیں"۔

محترم حمزہ سہیل صاحب۔ سب سے پہلے میں آپ کا اور آپ کے
دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو میرے ناولوں کو اس قدر پسند
کرتے ہیں۔ بک سیور کارڈز، سوالات کا سلسلہ اور خطوط کے جواب
آپ سب کے لئے ہیں اور میں آپ کی ذہانت کو چیک نہیں کر رہا۔
آپ سب ماشاء اللہ پہلے سے ہی ذہین ہیں اسی لئے تو آپ فوراً ہی
سوالوں کا صحیح صحیح جواب لکھ دیتے ہیں اور سلیمان بے چارے کے
ارمانوں پر اوس پڑ جاتی ہے مگر وہ بھی ڈھیٹ ہے۔ آسانی سے عمران
واپنی تنخواہیں ہضم نہیں کرنے دے رہا۔ مگر کب تک۔ آپ اسی
طرح عمران کا ساتھ دیتے رہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ایک روز سلیمان
دہار ماننا ہی پڑے گی اور اپنی سابقہ پانچ سالوں کی تنخواہیں قربان
رنا ہی پڑیں گی۔ روشی کا کردار آگے چل کر واضح ہو گا کہ وہ کیا کرتی
ہے کیا نہیں۔ کس کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے کس کے لئے نہیں
ب کبھی موقع آئے گا تو کرنل فریدی بھی عمران کے ساتھیوں کا
یڈر بن جائے گا۔ پھر دیکھیں گے کہ اس کی سربراہی میں پاکیشیا
یکرٹ سروس کیا کرتی ہے۔ اس کے لئے آپ بھی انتظار کریں اور
یں بھی کرتا ہوں۔ باقی آپ نے جو ہم قافیہ جملے بنائے ہیں اس کے
ئے کیا کہوں۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے دم دار نہیں لکھ دیا ورنہ شاید
ں اپنی دم ہی تلاش کرتا رہ جاتا۔

شیخوپورہ سے حافظ عبدالرؤف ریحان لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول
ے بے حد پسند ہیں لیکن آپ زیادہ ماورائی نمبر نہ لکھا کریں کیونکہ
ں سائنسی دور میں یہ باتیں بالکل نہیں جچتیں اور آپ نے سائنس
اتنا ایڈوانس کر دیا ہے کہ اس کا ابھی تصور ہی کیا جا سکتا ہے"۔

محترم حافظ عبدالرؤف ریحان صاحب۔ آپ کا ناولوں کو پسند
نے اور خط لکھنے کا شکریہ۔ آپ نے لکھا ہے کہ میں ماورائی نمبر نہ
ا کروں۔ ایک طرف آپ لکھ رہے ہیں کہ سائنسی دور میں یہ

باتیں نہیں چچتیں اور دوسری طرف آپ لکھ رہے ہیں کہ میں نے سائنس کو بے حد ایڈوانس بنا دیا ہے جس کا صرف تصور ہی کیا جا سکتا ہے ۔ میرے بھائی سائنس نام ہی ایڈوانس اور جدید سے جدید تحقیق کا ہے ۔ اگر اس پر ایڈوانس کام نہ کیا جائے اور تصورات کو عملی جامہ نہ پہنایا جائے تو اس میں ترقی اور جدت کیسے لائی جا سکتی ہے ۔ ویسے بھی سائنس جدت کے جس دور میں ہے اس لحاظ سے تو میں نے ابھی سائنس کو اتنا جدید کیا ہی نہیں ۔ آپ زیرو لینڈ کے آئندہ آنے والے ناول پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ انہوں نے سائنس کو کس قدر ایڈوانس کر رکھا ہے ۔ رہی بات ماورائی نمبر نہ لکھنے کی تو کبھی کبھار ایک آدھ ناول برداشت کر لیا کریں کیونکہ قارئین کی بڑی تعداد کا کہنا ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ ماورائی ناول لکھوں ۔ اب آپ بتائیں آپ کی طرح وہ سب بھی مجھے عزیز ہیں ۔ کیا میں انہیں ناراض کر دوں ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

جوہر ٹاؤن لاہور سے ڈاکٹر محمد حسیب طور لکھتے ہیں ۔ "آپ کے ناول اعلیٰ ذوق کے حامل ہوتے ہیں ۔ میں آپ کے تمام ناول پڑھ چکا ہوں جو ایک سے بڑھ کر ایک ہیں ۔ خاص طور پر آپ کے ماورائی ناول واقعی زبردست ہوتے ہیں ۔ ان پر زیادہ سے زیادہ لکھا کریں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مدتوں قائم و دائم رکھے ۔ آمین" ۔

محترم ڈاکٹر محمد حسیب طور صاحب ۔ ناولوں کی پسندیدگی اور خط لکھنے کا شکریہ ۔ آپ نے ماورائی ناول زیادہ سے زیادہ لکھنے کو کہا ہے

گر اس سے پہلے خط میں جو آپ پڑھ چکے ہیں محترم حافظ عبدالرؤف یحان صاحب اس کے برعکس لکھے رہے ہیں ۔ بہرحال میں آپ سب کا احترام کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا اور اسی طرح عمران سیریز لکھتا ہوں گا جس میں عام نمبر بھی ہوں گے، خاص نمبر بھی اور ڈرتے ڈرتے لکھ رہا ہوں کہ حافظ عبدالرؤف ریحان صاحب برا نہ مان جائیں ماورائی نمبر بھی ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

خوشاب سے علی احمد لکھتے ہیں ۔ " سب سے پہلے ہم آپ کو مبارک باد دیتے ہیں کہ آپ نے عمران سیریز میں اتنی جلدی اور تیزی سے مقبولیت حاصل کر لی ہے ۔ ہم نے آپ کے تمام ناول پڑھ لئے ں جن کی تعریف کے الفاظ نہیں ہیں ۔ مجھے اور میرے بہن بھائیوں و آپ کے تمام ناول بے حد پسند ہیں ۔ اب ہمیں آپ کے سلور جوبلی بر " سلور پاور" کا انتظار ہے اور وہ بھی شدت سے ۔ پچھلے ماہ ہم لیمان کے سوال کا جواب نہ دے سکے تھے کیونکہ ہمیں ناول دیر سے لا تھا ۔ اب ہم کوشش کریں گے کہ آپ کو بروقت جواب مل جائے ور ہم بھی اگلے کسی ناول کے حقدار بن جائیں" ۔

محترم علی احمد صاحب ۔ آپ کے خط لکھنے کا اور آپ کے تمام بہن ائیوں کا شکریہ جو میرے ناولوں کو پسند کرتے ہیں ۔ یہ مقبولیت، عروج اللہ تعالیٰ کا کرم اور آپ سب کی محبت کا نتیجہ ہے ۔ اگر آپ ساتھ نہ دیتے تو شاید میں آج اس مقام پر نہ ہوتا جہاں آج ہوں ں کے لئے میرے ساتھ ساتھ جناب اشرف قریشی صاحب نے بھی

بے پناہ محنت کی ہے ۔ آپ ان کے لئے اور میرے لئے خصوصی دعا کریں ۔ باقی رہا سوال کا جواب تو اب سوال کا سلسلہ ہر دوسرے ماہ کر دیا گیا ہے تاکہ اس میں زیادہ سے زیادہ قارئین حصہ لے سکیں اور پھر ان خطوط کی قرعہ اندازی کی جائے گی اور دس کی بجائے بیس قارئین کو نیا ناول ارسال کیا جائے گا ۔ کوشش کریں کہ ان قارئین میں آپ کا نام بھی آجائے اور آپ بھی میرے کسی ناول کے حقدار بن جائیں ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

عمیر یونس مدینہ ٹاؤن فیصل آباد سے لکھتے ہیں ۔ " آپ کا نیا ناول " مکاشو " ہمیں بے حد پسند آیا ۔ خاص طور پر اس میں جوزف کا کردار بھرپور انداز میں پیش کیا گیا تھا ۔ آپ کی تحریریں ہمیں بے حد پسند ہیں ۔ آپ کوئی ایسا ناول لکھیں جس میں کرنل فریدی اور قاسم بھی ہوں " ۔

محترم عمیر یونس صاحب ۔ ناولوں کی پسندیدگی اور خط لکھنے کا شکریہ ۔ آپ بہت جلد کرنل فریدی اور قاسم پر مبنی ناول پڑھ سکیں گے جو اپنی مثال آپ ہو گا ۔ اس کے لئے بس تھوڑا سا انتظار کر لیں ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

سرگودھا سے انیس اور حامد لکھتے ہیں ۔ " ہم نے آپ کو پہلے بھی خط لکھا تھا مگر اس کا جواب شائع نہیں ہوا حالانکہ ہم نے آپ سے کوئی اہم بات پوچھی تھی ۔ یہ انتہائی غلط بات ہے ۔ چلیں ایک دفعہ تو چھوڑ دیا لیکن موجودہ خط اگر آپ نے شائع نہ کیا تو اچھا نہیں ہو گا ۔ ماشاء اللہ آپ بہت اچھا لکھتے ہیں لیکن " مادام کیٹ " اس بار خاص پسند نہیں آیا ۔ اتنا انتظار اور اس قسم کا ناول یہ زیادتی ہے " ۔

محترم انیس اور حامد صاحبان ۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ ۔ آپ کے پہلے خط کا جواب بھی دے دیا گیا تھا جو شاید ناول میں صفحات کی کمی کی وجہ سے شائع ہونے سے رہ گیا تھا لیکن وہ خط شائع ضرور کیا جائے گا ۔ آپ کو " مادام کیٹ " پسند نہیں آیا ۔ اگر آپ یہ بھی لکھ دیتے کہ " مادام کیٹ " آپ کو کیوں پسند نہیں آیا تو زیادہ بہتر ہوتا تاکہ مجھے میری خامیوں کا علم ہو جاتا اور میں آئندہ احتیاط کرتا ۔ آپ کے خطوط ہی میرے لئے مشعل راہ ہوتے ہیں اس لئے آپ ناول پڑھنے کے بعد اس کے بارے میں اپنی رائے ضرور لکھا کریں ۔ میری خامیوں اور خوبیوں کا جب تک آپ مجھے نہیں بتائیں گے میں آپ کے اعلیٰ معیار تک بھلا کیسے پہنچوں گا ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

خوشاب سے محمد عباس اور نایاب لکھتے ہیں ۔ " آپ نے ہمیں بک سیور کارڈز ارسال کئے اس کا شکریہ ۔ ہماری حوصلہ افزائی ہوئی ہے ۔ میں اور میرے بہن بھائی آپ کے ناول بے حد شوق سے پڑھتے ہیں ۔ امید ہے آپ اسی طرح ہمارے لئے انوکھے اور زبردست ناول تحریر کرتے رہیں گے " ۔

محترم محمد عباس اور محترمہ نایاب صاحبہ ۔ آپ کا خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ ۔ میں آپ کے بہن بھائیوں کا بھی شکریہ

ادا کرتا ہوں جنہیں میرے ناول پسند ہیں ۔ آپ کو بک سیور کارڈز مل گئے ہیں یہ خوشی کی بات ہے ۔آپ کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ کوئی بھی قاری جو مجھے خط لکھتا ہے وہ ادارے کے ایڈریس پر پہنچتا ہے اور پبلشر صاحب ایک جوابی رسید اور بک سیور کارڈز آپ کو ارسال کر دیتے ہیں کہ آپ کا خط شکریے کے ساتھ مجھ تک پہنچا دیا گیا ہے ۔ یہ سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ جاری و ساری رہے گی ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

دیپال پور ضلع اوکاڑہ سے فیضان مصطفیٰ لکھتے ہیں ۔ " محترم ظہیر احمد صاحب ہم آپ کے ناولوں کے شیدائی ہیں ۔آپ کا ہر ناول پہلے سے زیادہ زبردست اہمیت کا حامل ہوتا ہے ۔ " مادام کیٹ " ناول بھی اپنی مثال آپ تھا ۔ " مادام کیٹ " جیسا خوبصورت ناول انعام کے طور پر حاصل کرنے کا تجربہ شاندار رہا ہے ۔ عمران ہمارا چہیتا کردار ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ سلیمان اسے سابقہ پانچ سالوں کی تنخواہیں معاف کر دے اس لئے اس کے دوسرے سوال کا جواب بھی دے رہے ہیں " ۔

محترم فیضان مصطفیٰ صاحب ۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ ۔ آپ جیسے شیدائیوں کا میں بھی شیدائی ہوں اسی لئے میں آپ کے لئے بہتر سے بہتر ناول لکھنے کی کوشش میں مصروف رہتا ہوں ۔ میری کوشش کہاں تک رنگ لائی ہے یہ تو آپ جانتے ہیں ۔ **آپ کو " مادام کیٹ " انعام میں ملا خوشی ہوئی ۔ اس بار بھی آپ انعام** کے حقدار بن سکتے تھے مگر آپ نے سلیمان کے سوال پر غور نہیں کیا سلیمان اتنا آسان سوال کیسے کر سکتا ہے ۔ اسے اپنی پانچ سالوں کی تنخواہیں جاتی نظر آتی ہیں ۔ اگر آپ تھوڑا سا غور کر لیتے تو درست جواب دے سکتے تھے ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے ۔

یہ تھے آپ کے خطوط اور ان کے جوابات ۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار خطوط ہیں جو میری فائل میں موجود ہیں ۔ صفحات کی کمی کی وجہ سے جن قارئین کے خطوط شائع ہونے سے رہ گئے ہیں وہ انشاء اللہ اگلے ناول میں شائع کر دیئے جائیں گے ۔

آخر میں آپ سے ایک بات اور کہنا چاہوں گا ۔ ارسلان پبلی کیشنز بہت جلد آپ کی خدمت میں جناب صفدر شاہین صاحب کی عمران سیریز پیش کرنے والا ہے ۔ جناب صفدر شاہین صاحب کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے ۔ آپ ان کی عمران سیریز پہلے بھی پڑھتے رہے ہیں ۔ اب ایک طویل وقفے کے بعد وہ ایک بار پھر نئے جوش، ولولے اور نئے انداز کے ساتھ جلوہ گر ہو رہے ہیں ۔ امید ہے آپ انہیں بھی جناب مظہر کلیم ایم اے اور میری طرح پذیرائی ضرور بخشیں گے تاکہ ہمارے ملک کا ایک اور درخشاں ستارہ نئی شان اور نئی آن کے ساتھ ابھرے اور تاحیات درخشاں رہے ۔ آمین ۔

سلیمان کا تیسرا دلچسپ سوال

محترم قارئین ۔ آغا سلیمان پاشا علی عمران کا باورچی ہے اور عمران

سے دو جوتے آگے ۔ وہ بھلا اتنی آسانی سے ہار کیسے مان سکتا ہے ۔ لہذا عمران اور سلیمان کے درمیان جو باتیں ہوئی ہیں وہ لکھ رہا ہوں۔
" سلیمان ۔ سلیمان "۔ عمران نے سلیمان کو پکارا۔
" جی صاحب "۔ سلیمان نے کسی دیو کی طرح عمران کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔
" سلیمان ۔ اب تم فوراً اپنی سابقہ پانچ سالوں کی تنخواہیں معاف کرنے کا اعلان کر دو "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
" یہ کیسے ہو سکتا ہے صاحب ۔ آپ نے میرے سوال کا جواب ہی نہیں دیا ۔ ایک دن کی تنخواہ بھی معاف نہیں ہو سکتی "۔ سلیمان نے چونکتے ہوئے کہا۔
" تمہارے دوسرے سوال کا جواب ہے کہ تمہیں مجموعی طور پر پچاس روپے کا نقصان ہوا ہے "۔ عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔
" وہ کیسے صاحب "۔ سلیمان نے اچھل کر اور سر پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔
" وہ ایسے کہ پہلا طوطا تم نے تین سو روپے کا خریدا تھا ۔ اسے تین سو پچھتر روپے میں فروخت کر دیا ۔ تمہیں پچیس فیصد کے حساب سے پچھتر روپے کا فائدہ ہوا ۔ دوسرا طوطا تم نے پانچ سو روپے کا خریدا تھا جسے تم نے تین سو پچھتر روپے میں فروخت کیا ۔ پچیس فیصد کے حساب سے تمہیں ایک سو پچیس روپے کا نقصان ہوا ۔ لہذا مجموعی طور پر تمہیں پچاس روپے کا نقصان ہوا ۔ اب سمجھے "۔ عمران نے سلیمان کو گھور کر دیکھتے ہوئے کہا۔
" غضب خدا کا صاحب ۔ ایک تو مجھے پچاس روپے کا نقصان ہوا ۔ مجھ سے ہمدردی کرنے اور میرا نقصان پورا کرنے کی بجائے الٹا آپ میری تنخواہیں ہضم کرنا چاہتے ہیں ۔ توبہ ۔ توبہ ۔ کیا زمانہ آگیا ہے "۔ سلیمان نے اپنے دونوں کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔
" تم اپنی سابقہ پانچ سالوں کی تنخواہیں معاف کرنے کا اعلان نہیں کرو گے "۔ عمران نے اٹھ کر سلیمان کا ایک کان پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔
" ہاں ۔ ہاں صاحب ۔ اب تو اعلان کرنا ہی پڑے گا ۔ مگر "۔ سلیمان نے اپنا کان چھڑاتے ہوئے کہا مگر عمران نے سلیمان کا کان اس زور سے پکڑا ہوا تھا کہ وہ اپنا کان نہ چھڑا سکا۔
" مگر کیا "۔ عمران نے سلیمان کا کان مزید کھینچتے ہوئے کہا۔
" آپ میرا کان چھوڑیں تو میں بتاؤں "۔ سلیمان نے جھٹ سے کہا۔
" ہاں ۔ اب بتاؤ "۔ عمران نے سلیمان کا کان چھوڑتے ہوئے کہا تو سلیمان اپنا کان مسلنے لگا۔
" صاحب ۔ آج میں نے ایک بہت بری خبر سنی ہے "۔ سلیمان نے عمران سے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔
" کیسی بری خبر "۔ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

" صاحب ۔ آج افغانستان کے شہر کابل میں دو ایکسپریس ٹرینیں آپس میں ٹکرا گئی ہیں ۔ اس حادثے میں سینکڑوں افراد ہلاک ہو گئے ہیں ۔ کیا ایسا ممکن ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں "۔ سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" یہ خبر ہے یا تمہارا نیا سوال "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جب آپ سمجھ گئے ہیں کہ یہ میرا نیا سوال ہے تو آپ اس کا جواب دیں تاکہ میں اپنی سابقہ پانچ سالوں کی تنخواہیں معاف کرنے کا باقاعدہ اعلان کر دوں "۔ سلیمان نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو عمران اپنا سر کھجانے لگا۔

سلیمان کا نیا سوال آپ نے پڑھ لیا ہے ۔ اس کا درست جواب فوری ارسال کریں تاکہ سلیمان اپنی سابقہ پانچ سالوں کی تنخواہیں معاف کرنے کا باقاعدہ اعلان کر دے ۔ عمران کی مدد کریں اور پائیں اپنا انعام۔

درست جواب دینے والے بیس قارئین کو قرعہ اندازی کے ذریعے آئندہ ماہ شائع ہونے والا نیا ناول بذریعہ ڈاک مفت بھجوایا جائے گا۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

ظہیر احمد

جن قارئین نے عمران کے باورچی آغا سلیمان پاشا کے دوسرے سوال کا درست جواب دیا ان کے نام۔

لالہ زار کالونی احاطہ بٹالوں سے عابد علی صاحب ... واہ کینٹ سے قاضی محمود احمد نسیم صاحب ... ضیاء الدین کالونی دیپال پور سے فیضانِ مصطفیٰ صاحب ... ولایت آباد کالونی نمبر ا ملتان سے حسن رحمان صاحب ... محلہ اچا دارا گجرات سے امجد علی صاحب ... محلہ رحمان پور سلانوالی سے سید تصور حسین انجم صاحب ... مظفر گڑھ سے سید علی حسن گیلانی صاحب ... محلہ نبی پورہ سرگودھا روڈ شیخوپورہ سے حافظ عبدالرؤف ریحان صاحب ... سیٹلائٹ ٹاؤن خوشاب سے علی احمد صاحب ... گراس منڈی ملتان سے حکیم سعید احمد صاحب ... اسماعیل آباد ملتان سے حمزہ سہیل الفت صاحب ... سیکٹر ۲-۱/۶ جی اسلام آباد سے شیخ محمد عامر حنیف صاحب ... حبیب آباد واں راھا رام ضلع قصور سے رضوان مقصود صاحب ... چائنہ کالونی تھرمل پاور اسٹیشن مظفر گڑھ سے عون محمد کلانچوی صاحب۔

ان تمام قارئین کو نیا ناول " **سلور پاور** " بذریعہ ڈاک فری بھجوایا جا رہا ہے۔ ادارہ۔

عمران سیریز میں تحیر اور اسرار کا سمندر

لئے ایک ہوشربا کہانی

مکمل ناول

ماورائی نمبر

بدروح

— مصنف ظہیر احمد —

سیاہ کتاب = ایک ایسی شیطانی کتاب جو غلطی سے عمران تک پہنچی تھی اور عمران نے نادانستگی میں اس کتاب کو کھول کر اس کا ایک منتر پڑھ لیا۔

سیاہ کتاب = جس کا صرف ایک منتر پڑھتے ہی عمران اچانک حیرت انگیز اور انتہائی پراسرار حالات کا شکار ہوتا چلا گیا۔

سیاہ کتاب = جس کی وجہ سے عمران سے نیکیوں کے سائے ہٹ گئے تھے۔

جوشکا جادو = ایک ایسا جادو جس سے بدروحوں کو زندہ کیا جا سکتا تھا۔

جوشکا جادو = جو صدیوں پہلے غائب ہو گیا تھا۔ مگر ——؟

جوشکا جادو = جس کے حصول کے لئے ایک مہا پربھو کوششیں کر رہا تھا۔

عمران — جو اپنے ہی ساتھیوں کا دشمن بن گیا تھا — اس نے جوزف اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو مار مار کر ان کا بھرکس نکال دیا تھا۔ کیا واقعی ——؟

عمران — جو صفدر کو ہسپتال سے اس وقت اٹھا کر لے گیا۔ جب صفدر موت و زیست کی کیفیت میں مبتلا تھا۔

شکاری — ایک خوفناک بدروح جو عمران کے سامنے تھی مگر عمران اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔ آخر کیوں ——؟

شکاری — جو عمران کو ایک لمحے کے لئے بھی چین نہ لینے دے رہی تھی۔ کیوں؟

جوزف — جو ایک قدیم افریقی نغمہ الاپ رہا تھا کہ اس کے سامنے پڑی ایک پجارن نمودار ہوئی اور پھر ——؟

جوزف — جو ہر صورت میں پاملا نامی پجارن سے جان چھڑانا چاہتا تھا مگر ؟

وہ لمحہ — جب جوزف کو عمران پر خوفناک اور جان لیوا حملہ کرنا پڑا۔ کیوں ؟

وہ لمحہ — جب عمران حقیقتاً جوزف اور سیکرٹ سروس کا دشمن بن گیا۔ کیا واقعی —؟

وہ لمحہ — جب ایکسٹو نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو عمران کی ہلاکت کے احکام دے دیئے۔

عمران — جس کی ہلاکت شیطانی منتر پڑھنے سے اٹل ہو گئی تھی۔

کیا — عمران اس شیطانی سیاہ کتاب سے اپنی جان چھڑا سکا۔ یا — ؟

کیا — عمران خوفناک بدروح کے چنگل سے خود کو بچا سکا ——؟

جوزف کا نیا اور حیرت انگیز روپ جسے دیکھ کر آپ اچھل اچھل پڑیں گے۔

تحیر، اسرار اور حیرت کا سمندر لئے ایک ہوشربا اور دل ہلا دینے والی پراسرار کہانی۔ جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہ پڑھی ہوگی۔

خیر و شر کے جلو میں ایک خصوصی تحریر

جو جاسوسی ادب میں یقیناً اپنا ایک منفرد اور یادگار مقام حاصل کرے گی۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ **ملتان**

علی عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور زیرو لینڈ کے سپریم ایجنٹوں

کے درمیان انتہائی لرزہ خیز ٹکراؤ

مکمل ناول

مصنف

ظہیر احمد

مادام شی تارا

مادام شی تارا ــــ زیرو لینڈ کی سیاہ ناگن۔

مادام شی تارا ــــ جو خود کو پراسرار طاقتوں کی مالکہ کہتی تھی۔

مادام شی تارا ــــ جو پاکیشیا میں اپنا مشن لائی اور ڈائریکٹ عمران سے ٹکرا گئی۔

مادام شی تارا ــــ جو دن دیہاڑے عمران کو ایک ہوٹل سے اغوا کر کے لے گئی۔

جولیا ــــ جو مادام شی تارا کا بریف کیس کھولنے کی وجہ سے گرین وائرس کا شکار ہو گئی اور اس کا جسم موم کی طرح پگھلنے لگا۔ کیا واقعی ــــ؟

ٹام ہاک ــــ زیرو لینڈ کا ایک طاقتور ایجنٹ اپنے سپیشل سیکشن کے ساتھ پاکیشیا پہنچ گیا۔

ٹام ہاک ــــ جس نے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے سر سلطان کو گولیاں مار دیں اور رانا ہاؤس میں جا کر جوزف کو موت کے دہانے تک پہنچا دیا۔

مادام شی تارا ــــ جس نے عمران کو چیلنج کیا کہ وہ پاکیشیا کے چار سائنسدانوں کو ہلاک کر دے گی چاہے عمران ان سائنسدانوں کو پاتال میں لے جا کر چھپا دے یا خلا میں بھیج دے۔

ٹام ہاک ــــ جو پاکیشیا میں سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک کی ہلاکت کا مشن لے کر آیا تھا۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ــــ؟

ایس ڈی ہنڈرڈ ــــ کیا تھا۔ جس کے لئے مادام شی تارا موت کا کھیل کھیلنے کے لئے تیار ہو گئی تھی ــــ؟

وہ لمحہ ــــ جب صفدر اور تنویر کی موجودگی اور انتہائی فول پروف انتظامات کے باوجود مادام شی تارا ایک سائنسدان کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

وہ لمحہ ــــ جب عمران کو مادام شی تارا کو پکڑنے کے لئے عمران کو اپنی جدید سائنسی ایجادات کا جال بچھانا پڑا۔

سائنس فکشن پر لکھا گیا ایک انوکھا اور یادگار ناول۔

مادام شی تارا کی پراسرار صلاحیت کیا تھی؟

کیا مادام شی تارا اور ٹام ہاک اپنے مشنز میں کامیاب ہو گئے؟

کیا مادام شی تارا اپنے چیلنج کو پورا کر سکی؟

کیا عمران مادام شی تارا کو اپنے سائنسی جال میں پھنسانے میں کامیاب ہو سکا۔ یا؟

وہ لمحہ ــــ جب سنگ ہی، تھریسیا اور کرنل بلیک، مادام شی تارا کی وجہ سے موت کے دہانے تک پہنچ گئے۔

ایک زبردست کشمکش کا حامل انوکھا اور زبردست ناول

جو آپ کے دلوں میں یادگار نقوش چھوڑ جائے گا

ارسلان پبلی کیشنز — اوقاف بلڈنگ، پاک گیٹ — ملتان

عمران سیریز میں انتہائی ہنگامہ خیز ایڈونچر ناول

کراسٹی ان ایکشن

مصنف
ظہیر احمد

کیا — عمران اور اس کے ساتھیوں کو واقعی مارشل مہادیو نے ہلاک کر دیا تھا —؟

کیا — کراسٹی واقعی مارشل مہادیو کے سامنے اوپن ہو گئی تھی —؟

کیا — عمران اور کراسٹی کا ابوعبداللہ کو آزاد کرانے کا مشن ناکام ہو گیا تھا —؟

وہ لمحہ — جب پنڈت نارائن کافرستانی صدر کو تگنی کا ناچ نچانے لگا۔

وہ لمحہ — جب کراسٹی کو ہر طرف سے بلیک فورس نے گھیر لیا۔

اور جب کراسٹی ان ایکشن ہوئی تو؟

وہ لمحہ — جب کراسٹی ایک ہیلی کاپٹر میں سوار تھی اور اس پر ہر طرف سے فائٹر طیاروں نے میزائل اور گولیاں برسانا شروع کر دیے۔

وہ لمحہ — جب مارشل مہادیو کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا گیا۔ یہ ہیڈ کوارٹر کس نے تباہ کیا تھا۔

وہ لمحہ — نیون ویلی کی آزادی کی تحریک کے متوالوں کی ایک انوکھی کہانی جو آپ کے دلوں میں اتر جائے گی۔

کراسٹی کا ایک تیز رفتار ناقابل یقین اور ناقابل فراموش کارنامہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ایکشن فل ناول

مصنف
ظہیر احمد

عمران جو بلیک مشن کا بدلہ لینے کے لئے سیکرٹ سروس کے ممبروں کے ساتھ کافرستان پہنچ گیا۔

پنڈت نارائن کافرستانی سیکرٹ سروس کا نیا چیف جو انتہائی بے رحم، سفاک اور درندہ صفت انسان تھا۔

ناگری ایئر پورٹ جہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے استقبال کے لئے پنڈت نارائن نے پوری تیاریاں کر رکھی تھیں۔

ناگری ایئر پورٹ جہاں عمران نے ہر طرف انتہائی خوفناک تباہی پھیلا دی۔ کیسے؟

عمران جس نے پنڈت نارائن کو کافرستان میں پاور ایکشن کی دھمکی دے دی۔

وہ لمحہ — جب تنویر اپنے ساتھیوں کے سامنے ہزاروں فٹ کی بلندی سے بغیر پیراشوٹ کے سنگلاخ چٹانوں پر گرتا چلا گیا۔ پھر کیا ہوا۔

وہ لمحہ — جب ایک کھلے میدان میں تین گن شپ ہیلی کاپٹروں نے نہتے عمران پر بے دریغ فائرنگ کرنا شروع کر دی۔

انتہائی تیز رفتار ایکشن، بے پناہ اور اعصاب منجمد کر دینے والا سسپنس

لئے لمحہ بہ لمحہ کروٹیں بدلتا ہوا انتہائی حیرت انگیز ناول

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

پاور آف ڈیتھ

مصنف ظہیر احمد

کیا — میجر بارش نے واقعی درندگی کا ثبوت دیتے ہوئے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے جنگل میں پھینک دیا تھا۔ یا ——؟

کیا — پنڈت نارائن اور ریڈ ہاک، عمران کو اذیت ناک انداز میں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے ——؟

کیا — عمران اور اس کے ساتھی ایرو ایئر کرافٹس ورکشاپ تک پہنچنے میں کامیاب بھی ہو سکے۔ یا ——؟

پنڈت نارائن — جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو آئرن روم میں قید کر دیا اور پھر آئرن روم میں ہر طرف زہریلی گیس بھرتی چلی گئی۔

وہ لمحہ — جب عمران اور پنڈت نارائن کی خوفناک دست بدست جنگ میں عمران پنڈت نارائن کے سامنے سرنڈر ہو گیا۔ کیا عمران شکست کھا چکا تھا ——؟

ریڈ ہاک — جو عمران اور اس کے ساتھیوں پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑا تھا۔

کیا — عمران اور اس کے ساتھی کافرستان میں پاور ایکشن کرنے میں کامیاب رہے۔ یا؟

گولیوں کی برسات، بموں کے خوفناک دھماکے اور آگ و خون میں لپٹا ہوا انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز ناول

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں سسپنس اور ایکشن لئے انتہائی دلچسپ ناول

فیس ٹو فیس

مصنف ظہیر احمد

کیا — عمران اور صفدر کو واقعی ریڈ ہاک نے ہلاک کر دیا تھا۔ یا ——؟

عمران — فیس ٹو فیس مقابلہ کیوں کرنا چاہتا تھا ——؟

پاور آف ڈیتھ گروپ — خوفناک قاتلوں کا ایک ایسا گروپ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو سامنے لانے کے لئے انتہائی گہری چال چلی۔ پھر کیا ہوا؟

پنڈت نارائن — جس نے عمران پر اچانک گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور ——؟

عمران — جس کا مقابلہ ریڈ ہاک سے ہوا تو ——؟

وہ لمحہ — جب ریڈ ہاک موت بن کر عمران پر جھپٹ پڑا۔ پھر کیا ہوا ——؟

اے۔ اے فیکٹری — جسے تباہ کرنے کا خیال عمران کے لئے خواب بن کر رہ گیا تھا۔

وہ لمحہ — جب عمران اور پنڈت نارائن ایک دوسرے کے فیس ٹو فیس ہو گئے۔

وہ لمحہ — جب عمران اور پنڈت نارائن کی خوفناک فائٹ شروع ہوئی اور ——؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن، گولیوں کی بوچھاڑ اور بموں کے دھماکوں سے گونجنے والا ایک حیرت انگیز اور انتہائی دلکش ناول۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کا کافرستان میں خطرناک ایڈونچر کا آخری حصہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان